www.Kitabosunnat.com

# ہمارا تعلیمی بحران اور اس کا حل

## چند نظریاتی مباحث

ڈاکٹر محمد امین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقيق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقيق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

## تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

# ہمارا تعلیمی بحران اور اس کا حل

## چند نظریاتی مباحث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# ہمارا تعلیمی بحران اور اس کا حل

## چند نظریاتی مباحث

ڈاکٹر محمد امین

دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

ادارہ مطبوعات طلبہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

| | |
|---|---|
| نام کتاب | ہمارا تعلیمی بحران اور اس کا حل |
| مصنف | ڈاکٹر محمد امین (ایم۔اے، پی ایچ ڈی) |
| ناشر | عابد حسین (مہتمم ادارہ مطبوعات طلبہ) |
| پرنٹر | قاسم پرنٹرز |
| طبع دوم | اکتوبر 2010 |
| قیمت | 300 روپے |

ISBN 969-8773-37-1

ادارہ مطبوعات طلبہ

1-اے ذیلدار پارک اچھرہ لاہور۔

فون: 042-37553991

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# فہرست مضامین

پیش لفظ ۷
حروف اوّل ۹
دریا بہ حباب اندر ۱۹

حصہ اول: تعلیمی مقالات

- تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو ۲۹
- ہمارا تعلیمی بحران اور اس کا حل ۴۷
- پاکستان میں تعلیم کی اسلامائزیشن ۷۳
- تعلیمی ثنویت کے خاتمے کا طریق کار ۱۱۱
- ایک نئے تعلیمی ماڈل کی ضرورت ۱۲۸
- پرائیویٹ سکولوں کے نام ایک اہم پیغام ۱۴۷
- انگلش میڈیم ۔ فائدے اور نقصانات ۱۵۶
- طلبہ کی اسلامی تربیت ۔ کیوں اور کیسے؟ ۱۶۴
- ایک ماڈل اسلامی سکول کا خاکہ ۱۷۹
- ایک ماڈل اسلامی یونیورسٹی کا خاکہ ۲۱۱
- تعلیم اور جدید اسلامی تحریکیں ۲۸۶
- تعلیم اور نفاذ اسلام ۳۰۶
- تعلیم اور مسلم نشاۃ ثانیہ ۳۱۷
- ایک ماڈل اسلامی نظام تعلیم (وتربیت) کا خاکہ ۳۳۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## حصہ دوم: مختصر مضامین


- زندہ قوموں کے اطوار ۳۸۹
- انگریزی کی حکومت ۳۹۵
- پاکستانی یونیورسٹیوں میں علوم اسلامیہ کی تعلیم کا انحطاط ۴۰۷
- سبق شاہین بچوں کو دے رہے ہیں خاکبازی کا ۴۱۲
- خشت اول چوں نہد معمار کج ۴۲۰
- قومی تعلیمی پالیسی ۔ چند مضمرات ۴۲۶
- پڑھیں عربی بیچیں تیل ۴۳۶
- بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل ۴۴۲
- تعلیمی نظام اور نظریۂ حیات ۴۴۶
- ہم کرپٹ قوم کیوں ہیں؟ ۴۵۰
- اس قوم پر رحم فرمایئے ۴۵۵
- مروجہ حکومتی نصاب پر ایک نظر ۴۶۰
- نئی تعلیمی پالیسی ۔ چند تجاویز ۴۶۷
- پاکستان میں تعلیم کی اسلامی تشکیل نو ۴۷۳
- بیا تا کار ایں امت بسازیم ۴۸۰


## حصہ سوم: علمی مقالات


- کشف والہام بحیثیت مصدر علم ۴۸۸
- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا منہاج تربیت ۵۰۳
- خلق المتعلم عند الزرنوجی ۵۲۱


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# پیش لفظ

یہ جدید تعلیم سے متعلق ہمارے مضامین کا مجموعہ ہے۔ کئی مضامین خاص طور پر اس کتاب کے لیے لکھے گئے ہیں اور بعض پر تفصیلی نظر ثانی کی گئی ہے۔

کتاب کا عنوان ہمارے نقطۂ نظر کا غماز ہے۔ ہمارے نزدیک ہمارا نظام تعلیم بحران کا شکار ہے، ناکام ہو چکا ہے کیونکہ یہ اپنا اساسی کردار ادا کرنے میں ناکام رہا ہے۔ ہماری رائے میں اس بحران کی بنیادی وجہ نظریاتی ہے لہٰذا ہمارا ہر مضمون کسی نہ کسی نظریاتی جہت کو زیر بحث لاتا ہے۔ اس تعلیمی بحران کے اسباب سیاسی، انتظامی، مالی، فنی، ...... وغیرہ بھی ہو سکتے ہیں اور ہیں لیکن ہمارے نزدیک ہر طرح کے اسباب کی اصل بنیاد نظریاتی ہے اور اس کی حیثیت گویا ام الامراض کی ہے لہٰذا ہم نے اسی پہلو پر ترکیز کی ہے۔

ہماری اپروچ محض نظری نہیں بلکہ عملی بھی ہے (اور تحریک اصلاح تعلیم ہمارے اسی رجحان کا اظہار ہے) لہٰذا ہم نے اس کتاب میں موجودہ نظام تعلیم کو بدل کر اسے اسلامی رنگ میں ڈھالنے کے موضوع کو بہت اہمیت دی ہے اور کئی مضامین خاص اس موضوع پر لکھے ہیں۔ ان مضامین میں ہمارے نقطۂ نظر سے اختلاف ممکن ہے لیکن قارئین کرام محسوس کریں گے کہ ہمارے نقطۂ نظر میں بہر حال ایک اصالت موجود ہے (گو بعض جگہ تحقیق کے روایتی انداز میں مراجع وغیرہ کا ذکر نہ ہو)۔ اسی وجہ سے، ممکن ہے، ہمارا نقطۂ نظر بعض لوگوں کو اوپرا اور نامانوس لگے لیکن ہماری طالب علمانہ رائے میں تعلیم و تربیت کے نظام کو اسلامی رنگ دینے کے لیے روٹین سے ہٹ کر سوچنا اور حریت فکر سے کام لینا ضروری ہے۔ اس لیے امید ہے کہ ہماری جو باتیں آج اوپری اور نامانوس لگتی ہیں، بتدریج اہل نظر کو ان میں وزن محسوس ہونا شروع ہو جائے گا اور اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان اصولوں کے مطابق کچھ ادارے قائم کرنے کی توفیق عنایت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فرما دی (جس کے لیے ہماری جدو جہد جاری ہے) تو اس کے نتائج دیکھ کر ان شاء اللہ لوگوں کو شرح صدر حاصل ہو جائے گا کہ ہماری رائے نہ صرف صحیح ہے بلکہ قابل عمل بھی ہے اور وقت کی ضرورت بھی۔

یہ مضامین چونکہ مختلف اوقات میں لکھے گئے اور ان کے مضامین ایسے ہیں جن کے موضوعات باہم دگر متشابک و مربوط اور ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اس لیے ان کو یکجا پڑھنے میں تکرار کا احساس ہوسکتا ہے۔ ایک مجموعۂ مضامین میں یہ ایک ایسی مجبوری ہے جس سے مفر ممکن نہیں تاہم اگر کتاب پڑھتے وقت قارئین ہماری ترتیب کو ملحوظ خاطر رکھیں یا یہ مضامین مختلف نشستوں میں پڑھیں تو امید ہے یہ تکرار ان کے مطالعے میں مخل نہیں ہوگی۔

ہم نے کتاب کے شروع میں 'دریا بہ حباب اندر' کے عنوان سے کتاب کے متفرق مضامین میں موجود فکری نکات کو اختصار کے ساتھ یکجا مرتب کر دیا ہے۔ اس سے ایک تو مصروف اصحاب کو کتاب کے مضامین کی ایک تلخیص میسر آ جائے گی اور دوسرے ہمارا نقطۂ نظر بھی ایک نظر میں سامنے آ جائے گا۔

ہم نے یہاں تحریک اصلاح تعلیم کے اصلاحی پروگرام اور ان اداروں کی تفصیلات کو پبلک کر دیا ہے جو وہ قائم کرنے کی جدو جہد کر رہی ہے اس لیے کہ یہ کام کوئی ہماری ذاتی جاگیر نہیں۔ اس کام میں جو ہمارا ساتھ دینا چاہے ہم اسے خوش آمدید کہیں گے لیکن اگر کوئی فرد، ادارہ، جماعت، تنظیم یا تحریک اپنے طور پر یہ ادارے قائم کرنا چاہے تو ہمیں اس پر بھی خوشی ہوگی کیونکہ اصل مقصد تو یہ ہے کہ ان دینی مقاصد کے لیے کام کیا جائے، کرنے والا خواہ کوئی ہو۔

محمد امین

لاہور

۵ مارچ ۲۰۰۵ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# حرفِ اوّل

اس کائنات کے انسانِ اوّل حضرت آدم علیہ السلام کی اصل پہچان اور شناخت علم الاشیاء کے ذریعے ہوئی۔ اسی خوبی اور تفوق کے باعث وہ مسجود ملائک ٹھہرے۔ علم وحکمت کی اس میراث کو اس کائنات میں صرف حضرتِ انسان نے قبول کیا۔ تاریخِ انسانی کے تمام مراحل میں انبیاء ورسل علیہم السلام اجمعین اسی میراث علم وحکمت کی تعلیم دیتے رہے اور تبلیغ کرتے رہے۔ یوں نبوت ورسالت کی درسگاہ بنیادی طور پر تعلیم وحکمت کا وہ دبستان ہے جہاں سے انسانیت کو اپنے مقصدِ زندگی کا شعور ملتا ہے، جس کی روشنی اور رہنمائی میں یہ انسان اپنے مراحلِ حیات کو طے کرتے ہوئے، اشرف المخلوق ہونے کے لوازم کو پورا کرتا ہے، بصورت دیگر وہ اسفل السافلین کے درجوں میں شمار ہوتا ہے۔ علم خود آزمائش کے امتحان سے گزرتا ہے اور اس کی پہلی آزمائش معرفت توحید ہے۔ پھر انفس وآفاق میں پھیلے ہوئے حقائق کا ادراک ہے۔ خود علم کیا ہے؟ ہمارے اردگرد پھیلی ہوئی کائناتِ رنگ وبو کے متعدد اجزاء میں ایک سنت اللہ کارفرما ہے۔ اسی جوہرِ تطہیر تخلیق کا عرفان وادراک حقیقی علم ہے۔ بصورت دیگر علم الاشیاء کی بھول بھلیوں میں الجھا ہوا انسان مادیت اور اجزائے آفرینش کو ہی اصل حیات بلکہ مقصودِ حیات ٹھہرالیتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں علم خود ایک جہالت بن جاتا ہے۔ یہی باعث ہے کہ آج مغرب نے علوم کی مادی تعبیر کے حوالے سے درخشندہ فلزات کو خدائی کا درجہ دے رکھا ہے اور امت مسلمہ بھی جو ''العلم'' کی حقیقی وارث ہے، اپنے مقام ومرتبہ سے محروم بلکہ معزول دکھائی دیتی ہے۔

مشرق کے خداوند سفیدانِ فرنگی
مغرب کے خداوند درخشندہ فلزّات
وہ قوم کہ فیضانِ سماوی سے ہو محروم
حد اس کے کمالات کی ہے برق و بخارات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انسانیت نے اپنا آغاز علم کی روشنی میں کیا۔ منصبِ نبوت نے علم کے اس ہتھیار سے تزکیۂ نفوس کا کام لیا جس کے باعث یہ حیوانِ ناطق اس کائنات میں ''انفس'' سے باخبر ہونے کے نتیجے میں ''آفاق'' کی تسخیر کرتا ہے، اس آفاق میں پوشیدہ اسرار الٰہی سے باخبر ہونے کے باعث اپنے قلوب واذہان کو انوار الٰہیہ سے روشن اور منور کرتا ہے۔ مگر انفس کے شعور اور تزکیہ سے محروم اقوام کے افراد نے محض ''آفاق'' پر غور وفکر کر کے اس کی تسخیر اور افادے کی راہیں دریافت کیں اور نیتجتاً ذرائع کو مقاصد کا درجہ دینے کے بعد دنیا کی ہوا و ہوس میں ایسے مبتلا ہوئے کہ انسان پر انسانوں کی حکمرانی اور آقائیت کا جواز پیدا کرلیا۔ دنیا کی تمام استبدادی قوتوں اور استعماری طاقتوں کی فتنہ سامانی کا یہی باعث ہے۔ آج انسانیت اسی خداناشناس علم کی جہالتوں کے شکنجے میں گرفتار ذلت ونکبت کے نو بہ نو تناظر کو دیکھنے اور اس کی سزائیں جھیلنے پر مجبور ہے۔

آج سے چودہ سو سال قبل کاروان نبوت کے آخری حدی خواں تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غار حرا سے ''اقراء'' کا نور اور شعور وصول کیا۔ سلسلۂ وحی کے اس اختتامی دور کی تمہید لفظ ''اقراء'' سے ہوئی۔ اسی سلسلۂ وحی میں علم کو قلم کے حوالے سے سیکھنے سکھانے کا ذکر ہوا اور پھر انسانوں کو اس علم حقیقی کی تعلیم دی گئی جس کو وہ نہیں جانتا تھا۔ یہ مابعد الطبیعیاتی علوم کی طبیعیاتی علوم پر سبقت وفضیلت کا ایک درس تھا۔ اس آخری صحیفے میں نبوت کی جن ذمہ داریوں کا تعین کیا گیا، ان میں تلاوتِ آیات، تزکیۂ نفوس اور تعلیم کتاب و حکمت کے فرائض ثلاثہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ تمام کارنامۂ نبوت انہی تین فرائض کی ادائیگی کے نتیجے میں ظہور میں آیا۔ اس علم نے ایک ثقافت کو پیدا کیا جو اپنی اقدار کے لحاظ سے پاکیزگی اور صالحیت سے عبارت تھی۔ اسی ثقافت کے مظاہر نے وہ تمدن جنم دیا اور پھر ایک روشن تہذیب وجود میں آئی جس نے انفس وآفاق کے حوالے سے پیدا ہونے والے علوم وفنون کا ایک جہاں آباد کردیا۔

ظہورِ اسلام کے بعد اسلامی تہذیب وثقافت کی حقیقی درخشندگی علوم وفنون کے میدان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں تھی۔ اسلام کی عالمی اور آفاقی تہذیب اپنے علمی اور تحقیقی کارناموں کے باعث زندہ رہی۔ اس تہذیب کا عروج و زوال اس کی علمی اور تحقیقی روایات کے مدّ و جزر سے مستلزم ہے۔ اسلامی تہذیب نے ابتدائی پانچ صدیوں تک جو علمی اور تحقیقی کارنامے سرانجام دیے، اس کی گونج کئی صدیوں تک یورپ کی درسگاہوں میں سنائی دیتی رہی۔ یورپی جامعات میں مسلمانوں کی کتابیں مدتوں درسی متون کے بطور پڑھائی جاتی رہیں۔ ابتدائی صدیوں میں مسلم شخصیات کی ذاتی رہائش گاہیں ہی درسگاہوں کا درجہ رکھتی تھیں۔ طلبہ ان صاحبانِ علم وفضل کی تلاش میں نکلتے اور ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرتے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ اسلامی ریاست میں مستقلاً تعلیمی اداروں کی داغ بیل ڈالی گئی۔ ایک درسگاہ میں بیک وقت بیسیوں اساتذہ متعین ہوتے۔ اس مرحلۂ عمر میں ان کے تحقیقی شعور اور نبوغ کا مقابلہ کسی اور چیز سے نہیں کیا جا سکتا۔ مسلمانوں کی ان قدیم درسگاہوں کی علمی اور تدریسی خدمات درجنوں کتابوں میں لکھی ہوئی آج دنیا کے بیشتر ممالک کے کتب خانوں میں ملتی ہیں مگر آٹھویں صدی ہجری میں علم و تحقیق کے یہ مراکز خشک ہو رہے تھے۔ تحقیقی اور تخلیقی فضا دھندلا رہی تھی۔ ٹھیک یہی وہ مرحلہ تھا کہ مغرب علوم وفنون کی تخلیق و تحقیق کی صف میں شامل ہوتا ہے۔ تحریک احیائے علوم نے ان کے اس علمی تجسس کو ایک نئی شان بخشی۔ نتیجتاً علم و حکمت کے خزینے اہل مغرب کے ہاتھ لگے اور وہ ترقی کے مختلف مظاہر کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے بالآخر سیاسات عالم پر حاوی ہو گئے۔ نئی نئی ایجادات واختراعات سامنے آئیں تو ان اشیاء کی برآمد کے لیے انہیں نئی منڈیوں کی تلاش تھی۔ اس تلاش نے انہیں اسلامی ممالک کو فتح کر کے اپنی نوآبادیاں قائم کرنے کے مواقع عطا کیے۔ مراکش سے ملائیشیا تک کے تمام علاقے مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل کر استعماری قوتوں کی گرفت میں چلے گئے۔ سیاسی اقتدار کے ذریعے وہ یہاں کی تہذیب و ثقافت کے تمام مظاہر کو بدلنے میں کامیاب ہوتے چلے گئے۔ علوم وفنون کی دنیا میں اب استعماری طاقتوں کی زبان میں تمام درسی اور تعلیمی سرگرمیاں پھیلتی چلی گئیں۔ اس نئی تعلیم نے عقائد سے ثقافت تک کے تمام تصورات کو تبدیل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کر دیا۔ ملت اسلامیہ اسلامیت اور مادیت کی کشمکش کا شکار ہوگئی۔ سترہویں صدی عیسوی سے بیسویں صدی عیسوی کے ربع اوّل تک بہت سے مسلمان مفکرین نے امت مسلمہ کے زوال کی تشخیص میں فکر انگیز تحریریں لکھیں۔ برصغیر کے مسلمان مفکرین نے بھی اسباب زوال امت کے حوالے سے توجہ دلائی۔ شاہ ولی اللہؒ سے علامہ محمد اقبال تک فکر اسلامی کی تشکیل نو کا ایک احساس ابھرتا دکھائی دیتا ہے۔

برصغیر میں مغلیہ عہد میں تعلیم و تعلم اور درس و تدریس کی رفتار مثالی نہ سہی مگر اطمینان بخش تھی۔ اورنگ زیب عالمگیر (۱۶۰۸ء۔۱۷۰۷ء) کے زمانے میں بڑے شہروں کے علاوہ چھوٹے چھوٹے قصبات میں سیکڑوں ایسے مدارس قائم ہو چکے تھے جہاں پر معیاری تعلیم کا انتظام اور سہولتیں موجود تھیں مگر اورنگ زیب مسلمانوں کے اس تعلیمی معیار سے مطمئن نہ تھا۔ وہ تعلیمی اداروں میں ایسے علوم اور طرز تدریس کا متمنی تھا جو اسلامی حکومت کے مختلف مناصب کے لیے ذمہ دار تیار کر سکے۔ عالمگیری عہد اقتدار میں ملا نظام الدین (۱۶۷۷۔ ۱۷۴۸ء) نے اسلامی درسگاہوں کے لیے ایک ایسا نصاب تجویز کیا جو بالآخر برصغیر کی تمام دینی درسگاہوں کے لیے ایک نمونہ بن گیا۔ عربی زبان کے ساتھ فارسی ادبیات کو بھی فروغ ملا۔ فارسی زبان و ادب کی تدریس میں تو ہندو بھی برابر کے شریک ہوگئے۔ برطانوی اقتدار نے ان اسلامی درسگاہوں کو بہت نقصان پہنچایا مگر اسلامی علوم کی روایت بدستور جاری و ساری رہی۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کا اقتدار سب سے پہلے بنگال کے علاقے میں قائم ہوا۔ اس وقت یہاں پر اسی ہزار مدارس کا جال پھیلا ہوا تھا مگر یہ مدارس بتدریج سرکاری سرپرستی سے محروم ہوتے چلے گئے۔ یہاں کے فیض یافتگان کے لیے سرکاری مناصب میں گنجائش کم سے کم تر ہوتی چلی گئی۔ یہ وہ مرحلہ تھا کہ مسلمانوں میں خواندگی کی شرح بوجوہ بتدریج کم ہوتی چلی گئی۔

اٹھارہویں صدی عیسوی کے آخری عشروں میں عیسائی مشنریاں ہندوستان میں برطانوی مقبوضات پر اپنے تبلیغی مقاصد کے پیش نظر تعلیمی ادارے قائم کرنے پر زور دے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رہی تھیں۔ وہ ابتدا میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے ذمہ داران کو مجبور کرتی رہیں کہ برطانوی مقبوضات میں مغربی علوم وفنون کو رواج دیا جائے۔ اس مقصد کے لیے وہ مغل عہد کے اسلامی درسگاہوں کے نظام اور نصاب میں واضح تبدیلی کے بھی خواہاں تھے۔ عیسائی مشنریوں کی ان خواہشات پر کمپنی بہادر کے ذمہ داران عمل نہ کر سکے تو عیسائی مشنریوں نے اپنے طور پر تعلیمی اداروں کا ایک جال پھیلانے کی مکمل منصوبہ بندی کر لی۔ جہاں تک کمپنی کے ذمہ داران کا تعلق ہے انہوں نے سیاسی سطح پر اپنی مقصد برآری کے لیے جان کارٹیئر (John Cartier ۱۷۳۳ء۔۱۸۰۲ء) نے عربی اور فارسی علوم کا ایک مدرسہ ہگلی میں قائم کرنے کی سفارش کی اور اسی طرح وارن ہیسٹنگز (۱۷۳۲ء۔۱۸۱۸ء) نے اپنے عہد میں کلکتہ میں ''مدرسۃ العالیہ'' کی بنیاد رکھی جس میں مسلمان گھرانوں کے طلبہ کو تعلیم حاصل کرنے کے مواقع حاصل تھے۔ بنگال کے علاقے میں سرکاری سرپرستی میں قائم ہونے والا یہ پہلا نمایاں مدرسہ تھا۔ برطانوی عہد میں ہندوستانیوں کی تعلیم کے لیے پہلا بجٹ ۱۸۱۳ء میں مختص کیا گیا۔ مگر ایک لاکھ روپے کی یہ گرانٹ بھی ایک مدت تک استعمال نہ کی جا سکی۔ انگریزی تعلیم کے ادارے اب قائم ہونے لگے اور ۱۸۲۹ء میں سرکاری اداروں کی تعلیم کے لیے انگریزی کو ذریعہ تعلیم قرار دیا گیا۔ برطانوی حکمرانوں نے اس مقصد کے لیے ایک تعلیمی کمیٹی قائم کی۔ ۱۸۳۴ء میں لارڈ میکالے کو اس کمیٹی کا صدر مقرر کیا گیا۔ میکالے کی کوششوں اور استدلال سے فارسی کو ذریعۂ علم کے لیے غیر موزوں قرار دے کر ختم کر دیا گیا اور انگریزی زبان کو ایک مؤثر ذریعۂ تعلیم تصور کرتے ہوئے اپنا لیا گیا۔

برطانوی اقتدار کے ذریعے اس نئے نظامِ تعلیم کو برصغیر کے ہندوؤں نے آگے بڑھ کر قبول کر لیا اور مسلمان رہنما اس سلسلے میں بہت دیر تک متذبذب رہے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے برصغیر کا اقتدار مسلمانوں سے چھینا تھا لہٰذا برطانوی حکمرانوں کے خلاف مسلمانوں کی نفرت کا جواز سمجھ میں آتا ہے۔ مسلمان تعلیم میں مسلسل پیچھے رہ چکے تھے۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ ۱۸۴۵ء میں سرکاری مدارس میں طلبہ کی تعداد (۱۷۳۶۰) تھی، جن میں مسلمان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



طلبہ کی تعداد محض ۱۶۳۶ تھی۔ چیدہ چیدہ مسلمانوں نے انگریزی زبان کی تعلیم حاصل کی اور اس میں وہ استعداد پیدا کی کہ وہ اس بدیسی زبان میں تصنیف و تالیف کرنے لگے۔ کچھ مسلمان رہنماؤں نے انگریزی تعلیم کی طرف توجہ کی۔ بنگال میں نواب سید عبداللطیف (۱۸۲۸ء۔۱۸۹۳ء) اور دہلی کے اطراف میں سرسید احمد خاں (۱۸۱۷ء۔ ۱۸۹۸ء) نے بالترتیب ''محمڈن لٹریری سوسائٹی'' (۱۸۶۲ء) اور ''مجلس اشاعت تعلیم و ترقی مسلمانان ہند'' کو (۱۸۷۰ء میں) قائم کیا۔ یہ کوششیں مستقبل میں مزید وسعت اختیار کرتی چلی گئیں مگر انیسویں صدی کی ابتداء سے لے کر قیامِ پاکستان تک تعلیم کے موضوع پر مسلمانوں میں یکسوئی پیدا نہ ہو سکی اور تعلیم کے میدان میں ایک طرف فرنگی محل، دیوبند، ندوہ اور جامعہ ملیہ اسلامیہ جیسے ادارے قائم ہوئے تو دوسری طرف علی گڑھ میں جدید تعلیم کے نئے نئے تجربات کو خوش آمدید کہا گیا۔ یوں تعلیم کے موضوع پر مسلمانوں کے درمیان فکری اور نظری اعتبار سے ایک واضح اختلاف اور کشمکش جاری رہی۔ مگر برطانوی حکمرانوں سے آزادی حاصل کرنے کے موضوع پر ان ہر دو فریقین میں کامل ہم آہنگی دکھائی دیتی ہے۔ برطانوی حکمرانوں سے نجات حاصل کرنے کی جدوجہد میں جو محرکات بیان کیے جاتے ہیں ان میں اپنے نظریۂ حیات سے ہم آہنگ ایک مستقل اور آزاد نظام تعلیم کا قیام ہمیشہ سے مسلمانانِ ہند کی آرزو اور خواہش رہی اور اس کا اظہار مسلم لیگ کے علاوہ دوسری مسلمان سیاسی جماعتوں کے زعماء کے ہاں بھی نمایاں ملتا ہے۔ اسلامیانِ ہند کی یہ اجتماعی کوششیں جاری رہیں۔ حصولِ آزادی کی اس عظیم جدوجہد میں یہ مقصد ہمارے اکابرین کی نگاہوں سے کبھی اوجھل نہیں رہا کہ حصولِ آزادی کے بعد اس نئی اسلامی ریاست کا نظامِ تعلیم اور نصابِ تعلیم ہماری تہذیبی اور نظریاتی اقدار اور روایات کا آئینہ دار ہوگا۔

مسلم لیگ اور اس کے اکابرین بالخصوص علامہ محمد اقبال اور قائداعظم محمد علی جناح مسلمانوں کی نظریاتی تعلیم کے حامی رہے ہیں۔ سیکولر تعلیم کے بارے میں ان کے ہاں کوئی گنجائش موجود نہیں ہے۔ اس سلسلے میں ہماری کتب میں اتنا لوازمہ اور مثالیں موجود ہیں کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جن کی روشنی میں کوئی شخص اس نوزائیدہ اسلامی مملکت میں غیر اسلامی یا سیکولر تعلیمی نظام کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ یہ کیسی ستم ظریفی ہے کہ تشکیل پاکستان سے قبل برصغیر کے مسلمان ایک قوم اور ملت تھے مگر تقسیم کے بعد یہ مسلسل کئی قومیتوں میں تبدیل ہوتے چلے گئے اور آج صوبائی عصبیتوں کی آگ میں جل بھن کر یہ مرقع عبرت دکھائی دیتے ہیں۔ یہ سب کچھ تعلیمی نصابات کو اسلامی نظریۂ حیات سے ہم آہنگ نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔ سقوط مشرقی پاکستان ہو یا موجودہ سیاسی انتشار سبھی نظامِ تعلیم کے لیے نظریاتی جہت اختیار نہ کرنے کے نتیجے میں سامنے آیا ہے۔

ارضِ پاکستان جسے اپنے قیام کے روز اوّل سے تجربہ گاہِ اسلام بننا تھا۔ ستاون برس گزرنے کے بعد ہم اس مردہ بحث میں الجھے دکھائی دیتے ہیں کہ اس مملکت کی نظریاتی حدود کیا ہونی چاہییں۔ پاکستان کے جاگیرداروں، بیوروکریٹس اور لادین طبقے کی تثلیث نے مسلسل اس مملکت کو اپنے نظریاتی ہدف سے محروم کرنے کے لیے سازشیں کی ہیں اور آج بیرونی عناصر کی سرپرستی میں ایسے تمام منفی ذہن کے حامل افراد اقتدار کی کرسی پر براجمان پاکستان کی نظریاتی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہے ہیں۔ عسکری جمہوریت کے بار بار کے تجربات نے قوم کو اغیار کی فکر کا اسیر بنانے میں بہت مدد دی ہے۔

پیش نظر کتاب ''ہمارا تعلیمی بحران اور اس کا حل ...... چند نظریاتی مباحث'' پاکستان میں تعلیم کی ثنویت اور نظریاتی کشمکش کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے اس کے پس منظر اور دیرینہ بیماری کا علاج تجویز کرتی ہے۔ اس کتاب کے فاضل مصنف ڈاکٹر محمد امین نے بہت سنجیدگی اور ثقاہت سے پاکستان کے تعلیمی مسئلے کا جائزہ پیش کیا ہے۔ ہمیں ان کے اس تجزیے سے اتفاق ہے کہ مسلم لیگ اور بانیانِ پاکستان اس مملکت کے مطلوبہ نظام تعلیم کے بارے میں ایک واضح نقطۂ نظر رکھتے تھے۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے تشکیل پاکستان کے بعد اس مملکت کی پہلی تعلیمی کانفرنس کے نام اپنے پیغام میں واضح طور پر یہ بات لکھی:

''ہمیں تعلیمی پالیسی اور پروگرام لوگوں کے مزاج کے مطابق مرتب کرنا ہوں گے جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہماری تاریخ اور ثقافت سے تعلق رکھتے ہوں اور جدید حالات اور ساری دنیا میں وسیع پیمانے پر ہونے والی ترقی کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں آنے والی نسلوں کے کردار کو بھی تعمیر کرتا ہے۔ ہمیں اچھی تعلیم کے ذریعے عظمت کا اعلیٰ احساس، کردار کی پختگی اور قوم کی خدمت کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کرنا ہوگی''۔

پاکستان میں تعلیم کی اسلامی تشکیلِ نو کے حوالے سے ریاست اور حکمرانوں کی اسی ذمہ داری کا احساس ہمیں آئین پاکستان کو مختلف دستاویزات' ایک درجن کے قریب تعلیمی پالیسیوں جو مختلف وقتوں میں گذشتہ نصف صدی میں ہمارے سامنے آتی رہی ہیں اور مختلف پنج سالہ ترقیاتی منصوبوں میں تعلیمی اہداف کے حوالے سے ملتا ہے۔ اس کے علاوہ اسلامی نظریاتی کونسل کی تعلیم کے موضوع پر اپنی ہدایات اور سفارشات بھی ہمیں قوی ذمہ داری کی طرف متوجہ کرتی ہیں۔ ایک طرف تقسیم سے پہلے اکابرین کے تعلیمی افکار اور اہداف، دوسری طرف تعلیم کی اسلامائزیشن کے حوالے سے ہماری دستوری ذمہ داریاں اور تیسری طرف مسلمانوں کی تہذیب و ثقافت کی صالح اقدار و روایات کے احیا کے لیے کی جانے والی متنوع کوششیں، ان سب کا تقاضا تھا کہ آج ہم ایک منفرد نظام تعلیم کی حامل ملت ہوتے مگر پاکستانی معاشرے پر نگاہ ڈالیے تو آپ کو صاف صاف معلوم ہو جائے گا کہ تعلیم کے سلسلے میں مطلوبہ اہداف سے انحراف کے نتیجے میں ہم کس قدر خوف ناک بحران کا شکار ہو چکے ہیں۔ المیہ تو یہ ہے کہ ایک ایک طرف دینی مدارس کا جال ہے جو امت میں فرقہ بندی کا زہر گھول رہا ہے تو دوسری طرف سرکاری نظامِ تعلیم ہے جو بے حس، بے غیرت اور بے حمیت نسلوں کی ایک فوج ظفر موج پیدا کر رہا ہے جس کے کارنامے یا کرتوت آج ہمارے سامنے اظہر من الشمس ہیں۔ خود طلبہ تنظمیں تعلیم کے اس رنگ کے خلاف مسلسل اور سراپا احتجاج مصروف دکھائی دیتی ہیں۔ اس تمام صورت حال کے پیش نظر سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر وہ کون سی قوت ہے جو ان تمام تاریخی عوامل کی موجودگی اور امت کی احتجاجی خواہش کے باوجود مسلسل ایک سیکولر اور تجارتی انداز کے حامل تعلیمی نظام کو قوت دے رہی ہے؟ ڈاکٹر محمد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



امین صاحب، جن کی عملی اور فکری زندگی کا معتد بہ حصہ تحریک اصلاح تعلیم کے مختلف پہلوؤں پر غور وفکر میں گزرا ہے اور ان کی یہ کوششیں منصہ شہود پر بھی آ چکی ہیں۔ آپ کی یہ علمی اور تحقیقی تصنیف ہمارے اسی المیے کا ایک تجزیاتی مطالعہ پیش کرتی ہے اور اصلاح تعلیم کے لیے ایک مستقل لائحہ عمل تجویز کرتی ہے۔

تعلیم کی بے مقصدیت ایک عالمی مسئلہ ہے۔ تعلیم انسان سازی کا ایک مؤثر آلہ ہونے کی بجائے ایک تجارتی جنس بن چکی ہے۔ عالمی تعلیمی تناظر کا مطالعہ کیجیے تو آپ کو انسانیت کی اعلیٰ اقدار اور کسی مستقل اخلاقی نظام اور اس کے آداب و رسوم کے لیے کوئی ضابطہ دکھائی نہیں دے گا۔ مسلم ریاستیں تعلیم کی نظریاتی ذمہ داریوں سے مبرا ہونا چاہتی ہیں۔ پرائیویٹ سیکٹر کو تعلیمی تجارت کے ایک ہوسناک اور ہولناک کھیل میں مبتلا کر دیا گیا ہے۔ عالمی سطح پر WTO نے GATS کے ذریعے اقوامِ عالم کو ایک ایسی لادین اور سیکولر تعلیمی پالیسی میں شامل ہونے پر مجبور کر دیا ہے کہ جو محض معاشی حیوان پیدا کر سکتی ہے اور پھر اس گلوبل پالیسی میں داخل ہونے کے بعد نہ تو آپ مغرب کو آپ کے تعلیمی خلا کو پر کرنے کے لیے دھاوا بولنے سے منع کر سکتے ہیں اور نہ اپنے مقامی حضرات کی مرعوبیت کو مغربی تعلیمی اداروں کے الحاق سے روک سکتے ہیں۔ بدقسمتی سے پاکستان اب عالمی سطح کی ایسی تمام سازشی اسکیموں پر دستخط کر کے اس تعلیمی ناسور کو اپنی مملکت میں رواج دینے پر مجبور ہے جس کا اولیں مظاہرہ آپ آغا خان امتحانی بورڈ کی صورت میں دیکھ رہے ہیں۔

آپ یہ بھی دیکھیں گے کہ آہستہ آہستہ اخلاقی، لسانی اور عمرانی علوم کے لیے یہاں کی تعلیمی فضا میں جگہ محدود اور پھر معدوم ہوتی چلی جائے گی۔ خود دینی تعلیم کو اسلامی درسگاہوں میں کن مشکلات کا سامنا ہے، یہ منظر نامہ بھی ہمارے سامنے ہے۔ ''ہمارا تعلیمی بحران'' کے فاضل مصنف نے جو قدیم وجدید علوم سے آراستہ اور گذشتہ ربع صدی سے اسلامی نظامِ تعلیم کی تشکیلِ جدید کی عملی کاوشوں سے منسلک ہیں...... پاکستانی تعلیم کے اس ناسور کی کامیاب نقشہ کشی کی ہے۔ اس نظامِ تعلیم کو عالمی سازشوں کے بھنور سے کیسے باہر نکالا جاسکتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے۔اس کے لیے انہوں نے ایک واضح راستہ بیان کیا ہے۔اس کتاب کے تمام تر مضامین کا مطالعہ بالآخر ہمیں موجودہ تعلیمی مسائل کی دلدل سے نکلنے کا راستہ دکھاتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تعلیم کی اسلامی تشکیل جدید سے دلچسپی رکھنے والے پالیسی ساز حضرات، علماء، اساتذہ اور طلبہ میں اس کتاب کا یکساں استقبال کیا جائے گا۔ فاضل مصنف نے اپنے موقف کو استدلال کی قوت، اخلاص کی نعمت اور اسلوب کی شوکت سے مالا مال کیا ہے۔کیا عجب کہ اس تصنیف کا مطالعہ اس ملک میں ان تمام عناصر کو ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی ترغیب دے جن کی عمر عزیز اس آرزو میں سرگرداں اور جن کی سوچ اس خواہش میں غلطاں و پیچاں رہی ہے کہ اس مملکت میں اسلامی تہذیب کی درخشندگی اور تابندگی کے لیے اسلامی نظام تعلیم کا سورج کب اور کہاں سے طلوع ہوگا؟

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

پروفیسر عبدالجبار شاکر
ڈائریکٹر بیت الحکمت، لاہور

۱۰/اپریل ۲۰۰۵ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# دریا بہ حباب اندر

اگرچہ اس مجموعۂ مضامین میں فکری وحدت موجود ہے لیکن پھر بھی مناسب محسوس ہوتا ہے کہ متفرق مضامین میں مذکور نکات کو اختصار کے ساتھ اور ایک ترتیب کے ساتھ یکجا کر دیا جائے۔ اس طرح ایک تو مصروف اصحاب کے لیے اور ان قارئین کے لیے، جو کتاب کو تفصیلاً پڑھنے سے پہلے چند منٹ میں یہ جان لینا چاہتے ہیں کہ کتاب کے اندر ہے کیا، کتاب کے مباحث کی ایک تلخیص میسر آ جائے گی اور دوسرے وہ فکر جو سیکڑوں صفحات میں پھیلی ہوئی ہے ایک نظر میں سامنے آ جائے گی اور کتاب کے مطالعے کے بعد بھی اگر قاری ایک نظر اسے دیکھ لے تو کتاب کے بارے میں اس کا تاثر مزید واضح اور پختہ ہو جائے گا۔

۱۔ ہمارا نظام تعلیم بحران کا شکار ہے اور ناکام ہو چکا ہے۔ اس کی ناکامی کا سب سے بڑا مظہر یہ ہے کہ وہ اپنے اہداف کے حصول میں ناکام ہو چکا ہے۔

دیکھیے! ہر قوم کا نظام تعلیم ان معتقدات پر مبنی ہوتا ہے جن پر وہ قوم ایمان رکھتی ہے اور نظام تعلیم کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ ایسے افراد تیار کرے جو اس معاشرے کے قول و عمل سے مطابقت رکھتے ہوں اور یوں اس کے مفید شہری کے طور پر اس معاشرے کے اہداف و آدرشوں کے حصول میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔ پاکستان میں بسنے والے مسلمان اپنے یکساں عقیدے اور نظریۂ حیات کی بناء پر ایک قوم ہیں لہٰذا اس کے نظام تعلیم کا ہدف صرف یہی ہو سکتا ہے کہ وہ ایسے افراد تیار کرے جو اسلامی فکر پر یقین رکھتے ہوں اور اس کے تقاضوں پر عمل کرتے ہوں تاکہ وہ دنیا اور آخرت میں کامیاب ہوں اور پاکستانی معاشرہ دنیا میں ترقی اور عظمت کی منزلیں طے کر سکیں۔ کیا پاکستانی نظام تعلیم ایسے افراد تیار کر رہا ہے؟ اس کا جواب ہاں میں دینا مشکل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ جب یہ واضح ہو گیا کہ ہمارا نظام تعلیم ناکام ہے اور بحران کا شکار ہے تو دو اور دو چار کی طرح واضح طور پر یہ بھی جان لینا چاہیے کہ اس کی ناکامی کا سبب کیا ہے؟ ہمارے نزدیک اس کی ناکامی کے دو بنیادی سبب ہیں: ایک تو یہ اسلامی تقاضوں کو پورا نہیں کرتا اور دوسرے یہ مغربی فکر و تہذیب کی نقالی پر مبنی ہے۔

۳۔ ہمارا یہ کہنا کہ ہمارا نظام تعلیم اس لیے ناکام ہے کہ وہ اسلامی تقاضوں پر پورا نہیں اترتا اور یہ کہ ہمارا نظام تعلیم ایسا ہونا چاہیے جو اسلامی تقاضوں پر پورا اترے، تو یہ کوئی ہمارا ذاتی یا انفرادی موقف نہیں ہے بلکہ اس پر پوری قوم کا اجماع ہے اور وہ سارے ادارے جو قومی پالیسیوں کو رخ عطا کرتے ہیں، اس کا بانگ دہل اعلان کرتے رہے ہیں۔ قائداعظم اور علامہ اقبال نے یہی کہا تھا، ہمارے سارے دساتیر میں یہی لکھا ہے، جتنی قومی تعلیمی پالیسیاں بنی ہیں اور جتنے پانچ سالہ قومی منصوبے تشکیل دیئے گئے ہیں، سب میں یہی بات تواتر سے کہی گئی ہے کہ پاکستان کو اسلامی معاشرہ بنانا ہے اور نظام تعلیم کو اسلامی سانچے میں ڈھالنا ہے لہٰذا جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمارے تعلیمی بحران کی وجہ یہ ہے کہ وہ اسلامی امنگوں اور تقاضوں کے مطابق نہیں ہے اور اس کا حل یہ ہے کہ اسے اسلامی امنگوں اور تقاضوں کے مطابق ڈھالا جائے تو یہ کوئی انفرادی یا اختلافی رائے نہیں ہے بلکہ یہ محض ہماری اجتماعی دانش اور قومی امنگوں کی ترجمانی ہے۔

۴۔ تعلیم کے تین اجزاء ہوتے ہیں تعلم، تحقیق اور تربیت یعنی علم سیکھنا، اس کا منہاج اور اس پر عمل۔ علم کا انحصار تصور علم (Epstemology) پر ہوتا ہے اور تصور علم کی اساس ہر معاشرے اور قوم کا ورلڈ ویو ہوتا ہے۔ ورلڈ ویو سے مراد ہے تصور الٰہ، تصور کائنات اور تصور انسان۔ جیسا کسی قوم کا ورلڈ ویو ہوگا، ویسا ہی اس کا تصور علم ہوگا، اسی کے مطابق اس کے علوم ترقی پائیں گے اور نظام تعلیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ایک مخصوص شکل اختیار کرے گا۔ اب مسلمانوں کا ایک مخصوص ورلڈ ویو ہے جس کے مطابق انسان اور کائنات کا خالق اللہ ہے، انسان اللہ کا عبد ہے، یہ دنیا عارضی اور انسان کے لیے امتحان گاہ ہے اور ابدی زندگی آخرت کی ہے۔ اگر انسان اللہ کی ہدایت کے مطابق دنیا کی زندگی گزارے گا تو آخرت میں اللہ اس سے خوش ہوگا اور اسے نعمتوں سے نوازے گا۔ دنیا میں انسان کی کامیابی کا انحصار اس امر پر ہے کہ پورا معاشرہ اللہ کی اطاعت کے راستے پر چلے۔

اس کے مقابلے میں مغربی فکر وتہذیب کا ایک دوسرا ورلڈ ویو ہے جس کے مطابق انسان اس دنیا میں خود مختار بلکہ مختار مطلق ہے۔ اللہ کو انسان کی اجتماعی زندگی میں مداخلت کا کوئی حق نہیں۔ زندگی بس یہی دنیا کی زندگی ہے لہٰذا اس میں کامیابی ہی انسان کا مرکزی ہدف ہے۔ ظاہر ہے مغرب کا یہ ورلڈ ویو مسلمانوں کے ورلڈ ویو سے بالکل مختلف بلکہ اس کے الٹ اور متضاد ہے۔ لہٰذا دونوں کا تصور علم بھی ایک دوسرے کے برعکس اور متضاد ہے اور نتیجتاً دونوں کے تصورات تعلم، تحقیق اور تربیت بھی ایک دوسرے کے خلاف ہیں اور دونوں نہ ہم آہنگ ہو سکتے ہیں، نہ یکجا سما سکتے ہیں۔

یہی ہمارے نظام تعلیم کی ناکامی اور بحران کا بنیادی سبب ہے کہ ہمارے خداوندان تعلیم اس تعلیمی نظام میں، جو انگریز نے اپنے ورلڈ ویو اور اپنی ضرورتوں کے تحت تشکیل دیا تھا، عوامی اور اسلامی حلقوں کے دباؤ پر تھوڑی بہت اسلام کی لیپا پوتی کر کے گزارہ کرنا چاہتے ہیں جس کا نتیجہ ہے آدھا تیتر اور آدھا بٹیر۔ نہ ہمارے نظام تعلیم میں اسلامی نظام تعلیم کی خوبیاں ہیں نہ مغربی نظام تعلیم کی بلکہ اس اجتماع ضدین نے ذہنی انتشار، فکری انارکی، بے عملی اور بے کرداری کو جنم دیا ہے اور منطقی طور پر اس کا نتیجہ اس کے سوا کچھ ہو ہی نہیں سکتا...... نہ آج، نہ کل اور نہ سو سال بعد۔

۵۔ انگریزوں نے ہندوستان میں مسلم حکومت کو شکست دے کر دیگر معاشرتی وحکومتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اداروں کے ساتھ ان کے نظام تعلیم کو بھی ختم کر دیا اور نیا نظام تعلیم تشکیل دیا جس کا ہدف یہ تھا کہ لوگ برائے نام اپنے ورلڈ ویو سے مرتبط رہ کر مغرب کی فکر و تہذیب کے آگے سرنگوں ہو جائیں اور انگریز کی غلامی قبول کر لیں چنانچہ یہ مقصد اس نے حاصل کر لیا۔ مسلمانوں نے حکومت سے محروم ہو کر تعلیم کے میدان میں دو رویے اختیار کیے۔ علماء نے سوچا کہ جتنا ہو سکے دینی علوم اور دینی رسوم و رواج کو بچانے کی کوشش کی جائے اور دیوبند کی بنیاد رکھی۔ جدید تعلیم یافتہ لوگوں نے سوچا کہ انگریزی پڑھی جائے اور جدید علوم سیکھے جائیں تاکہ مسلمان دنیا سے بہت پیچھے نہ رہ جائیں چنانچہ انہوں نے علی گڑھ یونیورسٹی قائم کر لی۔ بتدریج پہلا مدرسہ جامد مذہبیت کا مظہر بن گیا اور علی گڑھ مغربی فکر و تہذیب سے مرعوبیت اور اس کی نقالی کا سمبل بن گئی۔ اس کے دو نتیجے نکلے۔ ایک تو ثنویت سکہ رائج الوقت بن گئی اور دوسرے یہ دونوں تعلیمی ماڈل مستحکم اور مروج ہو گئے۔

۶۔ پاکستان بننے کے بعد ضرورت اس امر کی تھی کہ حکومت اسلام اور نظریۂ پاکستان کی بنیاد پر نیا تعلیمی نظام تشکیل دیتی اور مغربی فکر و تہذیب کی برتری کی بنیاد پر قائم کیے گئے سابقہ تعلیمی نظام کو ختم کر دیتی لیکن بدقسمتی سے پاکستان کی سیاسی قیادت نے پاکستان کو اسلام کی تجربہ گاہ بنانے سے عملاً انکار کیا اور سابقہ تعلیمی نظام برقرار رکھا۔ صرف اتنا کیا کہ اسلامی اور عوامی حلقوں کے دباؤ پر کچھ اسلامیات اور اردو وغیرہ کا پیچ ورک کر لیا جس سے حالات میں بہتری تو خیر کیا پیدا ہوتی اس دوعملی نے فکری انتشار اور بے کرداری کو مزید بڑھا دیا کیونکہ کوا چلا ہنس کی چال، اپنی بھی بھول گیا۔

۷۔ دینی عناصر نے بھی بیدار مغزی سے کام نہ لیا۔ نہ انہوں نے اپنے مدارس کے نظام تعلیم کو بدلا کہ مسلم معاشرے کو درکار دوسرے علوم بھی پڑھاتے اور محض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مساجد و مدارس کے لیے مولوی پیدا کرنے کی بجائے مسلم ریاست اور معاشرے کو درکار ہر نوع کے افراد تیار کرتے، اور نہ انہوں نے حکومت کے جدید تعلیم کے نظام کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے یا اس میں اسلامی عنصر کو بڑی مقدار میں داخل کرنے کی حکمت عملی اختیار کی جس کے نتیجے میں تعلیم کے یہ دونوں دھارے مزید ضرر رساں ہو گئے اور ان کی اصلاح کا کوئی راستہ نہ کھلا۔ اس فکری انتشار کا نتیجہ فرد کی شخصیت کی شکست وریخت، معاشرتی ابتری اور قومی عدم آہنگی کی صورت میں نکلا۔

۸۔ پاکستان میں 'اسٹیبلشمنٹ' (ہیئت مقتدرہ، جو مشتمل ہے جاگیر دار و سرمایہ دار سیاستدانوں اور فوجی وسول بیوروکریٹس پر) کا جو رجحان اب پختہ ہو کر سامنے آچکا ہے، یہ ہے کہ اسے اسلامی تقاضوں کی کوئی پرواہ نہیں بلکہ اسے ملک اور اس کے مفاد کی بھی کوئی پرواہ نہیں۔ اسے صرف اپنے اقتدار اور اپنے مفاد سے غرض ہے اور بس۔ دینی قوتیں جو سیاسی جدوجہد کر رہی ہیں وہ اپنی ناقص حکمت عملی اور اپنے کمزور کردار کی وجہ سے آج تک کامیاب نہیں ہو سکیں اور نہ مستقبل میں ان کے کامیاب ہونے کے کوئی امکانات نظر آتے ہیں۔ دریں حالات ایک ہی صورت اصلاحِ احوال کی باقی رہ جاتی ہے اور وہ یہ کہ دردمند پاکستانیوں اور اہل دین میں سے وہ مخلصین جو صورت حال کی اس ابتری اور اس کی مضرتوں کا احساس رکھتے ہیں اٹھیں اور پرائیویٹ سیکٹر کو تعلیم کی اصلاح کے لیے متحرک کریں۔

۹۔ جو لوگ اصلاح تعلیم کی خاطر اٹھیں ان کا لائحۂ عمل یہ ہونا چاہیے کہ وہ تعلیم میں مغربی فکر و عمل کو رد کریں اور اسلامی اصولوں و اقدار کو بنیاد بنائیں۔ تعلیمی ثنویت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں اور دیوبند اور علی گڑھ کے تعلیمی ماڈلوں کو ردّ کر کے ایک تیسرا متوازن تعلیمی ماڈل کھڑا کریں جس میں دینی اور دنیوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تعلیم ہم آہنگ ہو، جدید تعلیم اسلامی تناظر میں دی جائے اور دینی علوم بھی اس کا حصہ ہوں۔ دینی تعلیم تخصص کی سطح پر دی جائے اور اس طرح دی جائے کہ وہ جدید تقاضوں اور عصری ضرورتوں کو پورا کرے۔

ان اصولوں کو نظام تعلیم کے تینوں اجزاء تعلم، تحقیق اور تربیت پر عملاً لاگو کیا جائے۔ اس کے لیے اسلامی ورلڈ ویو اور اسلامی تصور علم کے مطابق علوم کی تشکیل نو کرنا ہوگی، نئے نصابات مرتب کرنا ہوں گے، اجتہاد اور حریت فکر کی بنیاد پر تحقیق کو اپنانا ہوگا اور تزکیہ و تربیت کے نئے اسالیب وضع کرنا ہوں گے۔ جب تک یہ کچھ نہیں کیا جائے گا اسلامی نظام تعلیم کے خدوخال واضح نہیں ہوں گے۔

۱۰۔ پھر اس سارے کام کو نظری انداز میں فکری اور کتابی صورت میں کرنے کا کوئی خاص فائدہ نہ ہوگا جب تک کہ اسے عمل کے سانچے میں نہ ڈھالا جائے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ماڈل تعلیمی ادارے قائم کیے جائیں۔ شروع میں کم از کم ایک ماڈل اسکول، ایک ماڈل کالج اور ایک ماڈل یونیورسٹی کا قیام ضروری ہے۔ ایک دفعہ جب یہ ماڈل تعلیمی ادارے قائم ہو جائیں اور اچھے نتائج دینے لگیں تو پھر ملک بھر میں ان کا جال پھیلانے کی کوشش کی جائے اور پرائیویٹ سیکٹر کے ہزاروں تعلیمی اداروں کو توجہ دلائی جائے کہ وہ بھی ان کے نقش قدم پر چلیں۔

۱۱۔ جب تک پاکستان کے نظام تعلیم و تربیت کو مذکورہ بالا خطوط پر منظّم نہیں کیا جائے گا نہ یہاں افراد کی تعمیر سیرت و کردار ہو سکے گی، نہ لوگوں کے ذہن بدلیں گے، نہ اسلامی قوتوں کو سیاسی کامیابی ملے گی، نہ ملک میں اسلام نافذ ہو سکے گا اور نہ امت مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوگا۔ مسلم معاشرہ اس وقت تک مستحکم ہو ہی نہیں سکتا جب تک اس کا نظام تعلیم و تربیت صحیح بنیادوں پر استوار نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہو۔ اس کے لیے بالکل ناگزیر ہے کہ ہم شعوری طور پر اور پوری قوت سے مغربی فکر وتہذیب کے تعلیمی اصولوں اور سانچوں کو ردّ کر دیں اور اجتہادی انداز میں فکری حریت سے کام لیتے ہوئے اپنا تعلیمی منہاج اپنے اصول و اقدار کی بنیاد پر وضع کریں اور عملی ادارے قائم کر کے اوران کو پھیلا کر فرد اور معاشرے کی سوچ اور عمل کو تبدیل کر دیں۔

مسلمانوں کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ نظام تعلیم و تربیت کی اسلامی تشکیل نو کیے بغیر نہ افراد کا کردار بدلے گا اور نہ معاشرہ ترقی کرے گا اور مستحکم ہوگا لہٰذا جب تک ہر مسلم ملک میں نظام تعلیم نہیں بدلتا اور جب تک مسلم مما لک مل کر مذکورہ اصولوں پر اعلیٰ سطح کی بین الملی یونیورسٹیاں اور اعلیٰ پائے کے تحقیقی وتربیتی ادارے قائم نہیں کرتے وہ زوال کے گرداب سے نہیں نکل سکیں گے اور نہ مسلم نشاۃ ثانیہ کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## حصہ اول

# تعلیمی مقالات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تہذیبِ فرنگی ہے اگر مرگِ امم
ہے حضرتِ انساں کے لیے اس کا ثمر موت

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو اربابِ نظر موت

بیگانہ اگر دین سے ہو مدرسۂ زن
ہے عشق و محبت کے لیے علم و ہنر موت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ہماری اس کتاب کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ پاکستانی نظام تعلیم بحران کا شکار ہے، ناکام ہو چکا ہے اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہ پاکستانی مسلمانوں کو ان کے عقائد و اقدار کے مطابق تعلیم و تربیت دینے میں ناکام رہا ہے جس سے معاشرے میں فکری و عملی انتشار پیدا ہو رہا ہے جو ہمارے سارے انفرادی اور اجتماعی مسائل کی جڑ ہے۔ لہٰذا ہمارا یہ مطالبہ بالکل منطقی ہے کہ نظام تعلیم اور اس کے سارے اجزا کو از سرِ نو پاکستانی عوام کے عقائد (یعنی قرآن و سنت) کے مطابق استوار کیا جائے۔ ہمارے نزدیک ہمارا موقف اختلافی نہیں ہے اور نہ اسے ایک مسلم اکثریت کے ملک میں اختلافی ہونا چاہیے لیکن اس تلخ حقیقت سے انکار بھی ممکن نہیں کہ وہ پاکستانی دانشور، بیوروکریٹ اور حکمران جن کی آنکھیں مغربی فکر و تہذیب کے غلبے کی چکا چوند سے خیرہ ہو چکی ہیں، ہمارے اس موقف سے نہ صرف اختلاف کرتے ہیں بلکہ اسے جھٹلانے کی کوشش بھی کرتے ہیں لہٰذا یہ ضروری محسوس ہوتا ہے کہ ہم اس ملک کے بانی قائدین کے افکار، مختلف اوقات میں بننے والے اس کے آئین، اس کی قومی تعلیمی پالیسیوں اور پنج سالہ منصوبہ جات کے اقتباسات قارئین کرام کے سامنے پیش کر دیں جن سب میں صراحت کے ساتھ یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ پاکستان کے مسلمان قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں اور یہ کہ پاکستان کا نظام تعلیم و تربیت بھی قرآن و سنت کے مطابق ہوگا۔ اس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ ہماری ذاتی یا انفرادی رائے نہیں ہے بلکہ اس بر ہمارا قومی اجماع ہے، یہ ساری ملت اسلامیہ پاکستان کی آرزو ہے لہٰذا جو لوگ اس بات کی مخالفت کرتے ہیں وہ پاکستانی عوام کی اکثریت کی امنگوں کو تاراج کرتے ہیں اور ان کے اس رویے کے پیچھے یا تو غیر اسلامی افکار سے مرعوبیت ہے یا پھر دنیاوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مفادات۔ چنانچہ ہم آئندہ سطور میں بالترتیب بانیانِ پاکستان کے افکار، آئین، تعلیمی پالیسیوں اور پنج سالہ منصوبہ جات کا ذکر کریں گے:

## ا۔ بانیانِ پاکستان کے افکار

علامہ اقبالؒ نے ۱۹۳۰ء میں خطبہ الہ آباد میں پاکستان کا تصور پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ''اس ملک میں بحیثیت ایک تہذیبی قوت کے اسلام کی بقا کا بڑا انحصار اس امر پر ہے کہ اس کے کسی ایک حصے میں اسے اقتدار حاصل ہو تاکہ ہندوستانی مسلمان اپنی تہذیب و اقدار کے مطابق ترقی کرسکیں'' (۱)۔

قائد اعظمؒ نے قیامِ پاکستان سے قبل فرمایا: ''ہم مسلسل جدوجہد ہی سے اتنی قوت حاصل کرتے ہیں اور اپنے عوام کو اس قابل بنا سکتے ہیں کہ وہ نہ صرف مکمل آزادی حاصل کرسکیں بلکہ اس کا تحفظ بھی کرسکیں اور اسلامی تصورات اور آدرشوں کے مطابق زندگی گزار سکیں''۔ ایک دوسرے موقع پر آپ نے فرمایا: ''پاکستان کا مطلب صرف آزاد مملکت نہیں بلکہ اسلامی نظریۂ حیات بھی ہے جس کا تحفظ ضروری ہے کیونکہ یہ ایک قیمتی تحفہ اور خزانہ ہے جس سے نہ صرف ہم بلکہ دوسرے بھی استفادہ کرسکتے ہیں'' (۲)۔ اسی طرح انہوں نے قیام پاکستان کے فوراً بعد تعلیمی کانفرنس منعقد کرنے کا حکم دیا تاکہ پاکستان کے نظامِ تعلیم و تربیت کو نئے وطن کی تہذیبی ضروریات کے مطابق تشکیل دیا جاسکے۔ چنانچہ آپ نے اس کانفرنس کے نام پیغام میں فرمایا:

''ہمیں تعلیمی پالیسی اور پروگرام لوگوں کے مزاج کے مطابق مرتب کرنا ہوں گے جو ہماری تاریخ اور ثقافت سے تعلق رکھتے ہوں اور جدید حالات اور ساری دنیا میں وسیع پیمانے پر ہونے والی ترقی کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں آنے والی نسلوں کے کردار کو بھی تعمیر کرنا ہے، ہمیں اچھی تعلیم کے ذریعے عظمت کا اعلیٰ احساس، کردار کی پختگی اور قوم کی خدمت کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کرنا ہوگی'' (۳)۔

تحریک پاکستان میں حضرت قائد اعظمؒ کے دستِ راست اور پاکستان کے پہلے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جناب وزیراعظم نواب زادہ لیاقت علی خان نے پہلی آئین ساز اسمبلی میں قرار داد مقاصد پیش کرتے ہوئے کہا تھا: ''پاکستان اس لیے بنایا گیا تھا کہ اس برصغیر کے مسلمان اپنی زندگیاں اسلامی تعلیمات واقدار کے مطابق بسر کرنا چاہتے تھے اور وہ دنیا پر یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ اسلام ان تمام مہلک امراض کا شافی علاج مہیا کرتا ہے جو آج دنیا کے وجود کو لاحق ہیں'' (۴)۔

## ۲۔ پاکستانی آئین

جدید سیاسی وعمرانی تصورات کے تحت ہر ریاست کا ایک آئین ہوتا ہے جو عوام کے عقائد واقدار پر مبنی اور ان کی امنگوں اور عزائم کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اس کے باوجود کہ پاکستان میں کئی آئین بنے اور بنانے والے اکثر قائدین غیر اسلامی نظریات سے مرعوب ومتاثر بھی تھے لیکن جیسا کہ آئین ۱۹۷۳ء کے ایک شارح ریٹائرڈ جسٹس محمد منیر نے کہا ہے کہ پاکستان میں کوئی آئین اور قانون اسلام کے خلاف بنانا ممکن نہیں (۵)، پاکستان میں جتنے بھی آئین بنے وہ واضح طور پر پاکستانی عوام کی اسلامی امنگوں کی ترجمانی سے خالی نہیں۔ چنانچہ پہلی آئین ساز اسمبلی نے باقاعدہ دستور بنانے سے پہلے مارچ ۱۹۴۸ء میں ایک 'قرار داد مقاصد' پاس کی جس میں آئندہ بننے والے آئین کی نظریاتی بنیادیں طے کی گئیں اور جو بعد میں بننے والے ہر آئین کا حصہ بنی۔ اس قرارداد میں یہ طے کر دیا گیا کہ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہوگا جس میں حاکمیتِ اعلیٰ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ہوگی اور عوام اس مقدس اختیار کو اپنے منتخب نمائندوں کے ذریعے، اللہ تعالیٰ کی طے کردہ حدود کے اندر، استعمال کریں گے اور ایسے حالات پیدا کیے جائیں گے جن میں مسلمانانِ پاکستان قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کر سکیں نیز یہ کہ پاکستان میں جمہوریت، آزادی، رواداری اور عدل اجتماعی کے اسلامی تصورات پر عمل کیا جائے گا (۶)۔

اسی آئین ساز اسمبلی نے بعد میں 'بنیادی اصولوں کی کمیٹی' کی معاونت کے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور دستور میں اسلامی دفعات کے تعین کے لیے ممتاز علما پر مشتمل 'بورڈ تعلیماتِ اسلامیہ' قائم کیا۔ یہ کمیٹی ناکام ہوگئی تو آئین ساز اسمبلی نے بنیادی اصولوں کی دوسری کمیٹی تشکیل دی جس نے قانون سازی میں اسلامی نقطۂ نظر کے تحفظ کے لیے آئینی طور پر صدر اور گورنروں کے ساتھ علماء بورڈ بنانے کی تجویز دی لیکن سیاسی وجوہ کی بناء پر اس اسمبلی کو تحلیل کر دیا گیا تو اس کے بعد چوہدری محمد علی کی قیادت میں دوسری دستور ساز اسمبلی نے ۱۹۵۶ء میں پاکستان کا پہلا آئین منظور کیا۔

## ۱۹۵۶ء کا آئین

اس آئین میں یہ قرار دیا گیا کہ پاکستان ایک اسلامی جمہوریہ ہوگا جہاں مسلمانوں کو ان کی انفرادی اور اجتماعی زندگیاں اسلامی احکام کے مطابق ڈھالنے کے لیے سہولتیں مہیا کی جائیں گی اور صدر مملکت ایک ادارہ قائم کریں گے جو اعلیٰ تعلیم و تحقیق کے ذریعے معاشرے کی صحیح اسلامی بنیادوں پر تعمیر کے لیے کوششیں بروئے کار لائے گا (۷)۔

## آئین ۱۹۶۲ء

اس وقت کے آرمی چیف جنرل محمد ایوب خاں نے صدر اسکندر مرزا کے ساتھ مل کر ۱۹۵۶ء کا آئین توڑ دیا اور بعد میں ایک آئینی کمشن بنا کر اس کی سفارشات کی روشنی میں ملک کو نیا آئین دیا۔ اس آئین میں ابتداءً اسلامی دفعات برائے نام تھیں لیکن عوامی دباؤ پر اسمبلی کے پہلے اجلاس ہی میں جنرل صاحب کو اسلامی دفعات بحال کرنا پڑیں۔ چنانچہ 'اسلامی' کا لفظ ملک کے نام میں شامل کیا گیا، بنیادی حقوق بحال کیے گئے، اسلامی مشاورتی کونسل قائم کی گئی جسے یہ اختیار دیا گیا کہ وہ سارے ملکی قوانین کا جائزہ لے کر انہیں قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق اسلامی قالب میں ڈھالے (۸)۔ اسی طرح حکومت کے مقرر کردہ لاء کمشن نے یہ فیصلہ دیا کہ ملک کے قانونی نظام کی اسلامائیزیشن کے لیے ایک اسلامک لاء کمشن تشکیل دیا جائے (۹)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## آئین ۱۹۷۳ء

صدر ایوب خاں کے خلاف عوامی تحریک کے نتیجے میں ملک میں اضطرابی کیفیت پیدا ہوئی تو اقتدار پر آرمی چیف جنرل یحییٰ خان نے قبضہ کرلیا اور مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد ذوالفقار علی بھٹو نے 'نئے پاکستان' کے لیے نیا دستور قومی اسمبلی سے بنوایا جو اگست ۱۹۷۳ء سے نافذ العمل ہوا۔ بھٹو کو سوشلزم سے عشق، مغربی تعلیم و تربیت اور جاگیردارانہ پس منظر کے باوجود عوامی دباؤ پر آئین میں اسلامی دفعات رکھنا پڑیں۔ چنانچہ اس آئین میں قرار دیا گیا کہ ریاست کا سرکاری مذہب اسلام ہوگا، اسلامی تعلیمات کے خلاف کوئی قانون سازی نہ ہو سکے گی اور موجودہ قوانین کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالا جائے گا۔ ایک اسلامی نظریاتی کونسل بنائی جائے گی جس کی فائنل رپورٹ کے بعد دو سال کے اندر اس کے مطابق قانون سازی کرنا ہوگی۔ حکومت کے علاوہ ارکان اسمبلی بھی کسی بل کی شرعی حیثیت کے تعین کے لیے نظریاتی کونسل سے رجوع کر سکتے تھے۔ صدر مملکت کے لیے مسلمان ہونا ضروری قرار دیا گیا اور یہ بھی طے کیا گیا کہ اردو قومی زبان ہوگی اور پندرہ سال کے اندر اسے عملاً نافذ کیا جائے گا۔ اس آئین میں جنرل ضیاء الحق کے زمانے میں اسمبلیوں کے ارکان کے لیے ضروری قرار دیا گیا کہ وہ اسلام کا ضروری علم رکھتے ہوں، پارسا اور اچھے کردار کے حامل ہوں، ایماندار اور امین ہوں۔ اس آئین میں یہ بھی طے کیا گیا ہے کہ ریاست مسلمانوں کو قرآن وسنت کے احکام کے مطابق زندگی گزارنے کے لئے ضروری سہولتیں مہیا کرے گی اور اس غرض کے لیے قرآن حکیم اور اسلامیات کی تعلیم لازمی ہوگی، عربی زبان سیکھنے کی حوصلہ افزائی کی جائے گی اور اسلامی اخلاقی معیاروں کی پابندی کو فروغ دیا جائے گا اور مساجد و اوقاف کو منظم کیا جائے گا (۱۰)۔

## شریعہ آرڈیننس / اسلامائیزیشن آف ایجوکیشن کمشن

جنرل ضیاء الحق نے ۱۹۸۸ء میں شریعت آرڈیننس پاس کیا جس میں قوانین،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عدالتی نظام، تعلیم اور ذرائع ابلاغ کو اسلام کے مطابق ڈھالنے کے لیے اقدامات کرنے کا اعلان کیا گیا۔ اس میں یہ کہا گیا کہ تعلیم کی اسلامائیزیشن کے لئے ایک مستقل کمشن قائم کیا جائے گا جو اس امر کو یقینی بنانے کے لیے اقدامات تجویز کرے گا کہ پاکستان کا نظام تعلیم اسلامی تعلیمات و اقدار کے مطابق ہو تاکہ پاکستان میں اسلامی معاشرہ قائم ہو سکے۔ یہ کمشن اس موضوع پر مستقل کام کرتا رہے گا تاہم اصلاح احوال کے لیے ایک جامع رپورٹ وہ ایک سال کے اندر پیش کرے گا (۱۱)۔

اس آرڈیننس کی مدت گزر جانے کے بعد اسی طرح کا ایک شریعت آرڈیننس وزیراعظم نواز شریف کے عہد حکومت میں بھی پاس کیا گیا۔

# ۳۔ قومی تعلیمی پالیسیاں

## پہلی تعلیمی کانفرنس ۱۹۴۷ء

قیام پاکستان کے فوراً بعد نظام تعلیم کو اسلامی اقدار کے مطابق استوار کرنے کے لیے حضرت قائد اعظم کے حکم پر کراچی میں نومبر ۱۹۴۷ء میں تعلیمی کانفرنس منعقد ہوئی جس نے اپنی سفارشات میں کہا کہ:

۱۔ پاکستان کے نظام تعلیم کی بنیاد اسلامی نظریۂ حیات پر رکھی جائے اور اسلامی اصولوں کی ترویج اور اشاعت ہی تعلیم کا بنیادی مقصد ہونا چاہیے۔

۲۔ لڑکوں اور لڑکیوں کے تمام سکولوں میں دینی تعلیم کی تدریس کا لازمی انتظام کیا جائے اور ارکانِ اسلام کی عملی تربیت کا اہتمام کیا جائے۔

۳۔ اخلاقی تربیت قرآن وسنت پر مبنی ہونی چاہیے۔

۴۔ اسلامی تحقیق کا ایک الگ ادارہ قائم کیا جائے (۱۲)۔

## رپورٹ قومی تعلیمی کمشن ۱۹۵۹ء

یہ کمشن اس وقت کے صدر پاکستان جنرل محمد ایوب خان نے مغربی پاکستان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سیکرٹری تعلیم ایس ایم شریف کی سربراہی میں قائم کیا۔ اس کمشن نے اعلان کیا کہ ہمارے نظام تعلیم کو مسلمانوں کے اقدارِ حیات اور اسلامی نظام زندگی کا محافظ ہونا چاہیے۔ نیز اس کمشن نے درج ذیل باتوں کی سفارش کی:

۱۔ ساتویں جماعت تک تمام طلبا کو قرآن مجید ناظرہ پڑھایا جائے۔

۲۔ تمام مسلمان طلبا کے لیے آٹھویں جماعت تک اسلامیات کی تعلیم لازمی قرار دی جائے۔

۳۔ نماز میں پڑھی جانے والی سورتیں اور کلمہ طیبہ زبانی یاد کرایا جائے۔

۴۔ ثانوی اور اعلیٰ ثانوی جماعتوں میں دینی تعلیم کو بطور اختیاری مضمون نصاب میں شامل کیا جائے۔

۵۔ یونیورسٹی سطح پر قرآن وحدیث، اسلامیات اور مسلم تاریخ کو نصاب میں شامل کیا جائے (۱۴)۔

## رپورٹ نصاب کمیٹی برائے ثانوی تعلیم ۱۹۶۰ء

اس کمیٹی نے درج ذیل سفارشات پیش کیں:

۱۔ مسلمان طلبا کے لیے مڈل تک اسلامیات کا مضمون لازمی ہوگا۔

۲۔ مڈل کے بعد اسلامیات کی حیثیت اختیاری مضمون کی ہوگی جس میں اسلام کو عالمی اخلاقی ضابطے کے طور پر اور وقت کے تقاضوں کے چیلنج کا مقابلہ کرنے والے زندہ وعملی نظام حیات کے طور پر پیش کیا جائے گا۔

۳۔ خدا، قرآن، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ اسلام کی اخلاقی اور معاشرتی اقدار مثلاً راست گوئی، انصاف، عفوورحم، بردباری اور ایمانداری کو خصوصی اہمیت دی جائے گی۔

## رپورٹ کمشن برائے مسائل وبہبود طلبہ ۱۹۶۶ء

اس کمشن کی سفارشات کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پرائمری سطح کے لیے

۱۔ دوسری جماعت میں عربی کے حروفِ تہجی اور قاعدہ شروع کرنا، اسلام کے بنیادی ارکان کے بارے میں بتانا اور نماز میں پڑھی جانے والی سورتیں اور کلمہ زبانی یاد کرنا۔

۲۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور اسلامی مشاہیر کی زندگی کے بارے میں بتانا۔

۳۔ ایمانداری، سچائی اور راست بازی جیسی خوبیاں بچوں میں پیدا کرنا

۴۔ مذہبی تعلیمات کو قصے کہانیوں کی شکل میں بیان کرنا

۵۔ قرآن پاک سے کہانی اور واقعات بیان کرنا

ثانوی سطح کے لیے

۱۔ قرآن مجید کی مختلف سورتیں پڑھنے کے قابل بنانا

۲۔ مختلف قرآنی آیات یاد کرنے کے قابل بنانا

۳۔ مختلف قرآنی سورتوں کے معنی یاد کروانا اور انہیں عربی رسم الخط میں لکھنا سکھانا

۴۔ عقائد، اخلاق اور سیرت سے متعلق واقفیت بہم پہنچانا۔

۵۔ اسلامی عبادات کے بارے میں تفصیلی معلومات فراہم کرنا۔ (۱۴)

## تعلیمی پالیسی ۱۹۶۹ء

جنرل یحییٰ خان کے دور میں نئی تعلیمی پالیسی کی تشکیل کا پہلا مرحلہ خاصا حوصلہ افزا تھا۔ ۲۶ مارچ ۱۹۶۹ء کو تجاویز منظر عام پر آئیں۔ اس پالیسی کا مزاج ایک اسلامی ریاست کے عزائم کا مظہر تھا چنانچہ واحد قومی نظام کے خاکے، قومی زبان کی بالادستی، غیر ملکی مشنری اداروں کی نیشنلائزیشن اور انتظامیہ کی تشکیل نو کے متعلق اس کی تجاویز کا بالعموم خیر مقدم کیا گیا۔ اسلامی تحقیق کو مختلف جدید علوم میں شامل کرنا ان تجاویز کا جزو تھا۔

اس تعلیمی پالیسی کے جو عمومی مقاصد تعلیم بیان کیے گئے تھے ان میں صراحت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ساتھ قومی وحدت وترقی کے لیے اسلامی اقدار کی حفاظت وترویج کا ذکر موجود تھا(۱۵)۔

## تعلیمی پالیسی۱۹۷۲۔۱۹۸۰ء

اس تعلیمی پالیسی میں مذہبی تعلیم کے ضمن میں مسلمان طلباء کے لیے جماعت دہم تک اسلامیات کو لازمی قرار دے دیا گیا۔اس کے ساتھ یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ تمام مدارج کے نصاب اور درسی کتب میں ایسی کوئی بات شامل نہ ہوگی جو اسلامی ثقافت اور اسلامی اقدار کے مطابق نہ ہو۔اس بات کو بھی تسلیم کیا گیا کہ نصاب میں اسلامیات کو محض ایک علیحدہ مضمون کی حیثیت حاصل نہ ہوگی بلکہ اسلامی اقدار اور روح اسلام کو پورے نظام تعلیم کے تانے بانے میں سمودیا جائے گا۔ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے پروگراموں میں دینی تعلیم کو تلاوتِ قرآن اور اس کا ترجمہ کی صورت میں شامل کیا جائے گا(۱۶)۔

## قومی تعلیمی پالیسی ۱۹۷۸ء

جولائی ۱۹۷۷ء میں فوجی انقلاب کے بعد ملک کی نئی انتظامیہ نے واضح طور پر اعلان کیا کہ وہ نفاذ اسلام کی عوامی تحریک میں ہونے والے جذبات کا احترام کرتے ہوئے ملک میں اسلامی نظام تعلیم کے نفاذ کو اپنا مشن سمجھتی ہے اور یہ مشن اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک نظامِ تعلیم کو نئے حالات کی روشنی میں اسلامی بنیادوں پر استوار نہ کیا جائے۔چنانچہ انقلاب کے صرف تین ماہ بعد جنرل محمد ضیاء الحق،چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی ہدایت پر وفاقی سیکریٹری تعلیم جناب این اے قاضی کی صدارت میں ایک تعلیمی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں درجہ ذیل اہم سفارشات منظور کی گئیں:(۱۷)

۱۔ پاکستان کے عوام بالخصوص طلبا کے دلوں میں پاکستان اور اسلام کے لیے گہری محبت اور وفاداری کا جذبہ راسخ کیا جائے۔

۲۔ طلبہ میں قرآن وحدیث کی روشنی میں ایسا کردار اور طرزِ عمل پیدا کیا جائے جس کی

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



توقع ایک سچے مسلمان سے کی جاتی ہے۔

۳۔ مسجد سکولوں کا دوبارہ اجراء کیا جائے اور ان سکولوں کے نصاب میں قرآن حکیم اور مذہبی تعلیم کے ساتھ ساتھ ابتدائی تعلیم کے دیگر مضامین بھی شامل کیے جائیں۔ ہر مسجد سکول میں قرآن مجید کے پارے مہیا کیے جائیں۔

۴۔ اسلامیات کا مضمون ہر سطح پر اور ہر قسم کی تعلیم کے لیے لازمی ہو خواہ وہ پیشہ ورانہ اور فنی تعلیم ہی کیوں نہ ہو۔

۵۔ عربی زبان کی تدریس کے لیے مدارس قائم کیے جائیں۔

۶۔ خواتین کی الگ یونیورسٹی قائم کی جائے۔

## قومی تعلیمی پالیسی ۱۹۹۲-۲۰۰۲ء

مقاصد

۱۔ موجودہ تعلیمی نظام جدید تقاضوں اور اسلامی ضابطوں کے عین مطابق مرتب کرنا ہوگا تاکہ ایک صحت منداور مستقبل میں اچھا اسلامی معاشرہ قائم ہو سکے۔

۲۔ تعلیم میں ہمیں اسلامی حوالے سے سوشل سائنسز کو پڑھانا ہوگا تاکہ طلبا پوری اسلامی دنیا کے متعلق معلومات حاصل کرسکیں اور اس کے نتیجے میں پوری امت مسلمہ ایک ہی اسلامی تہذیب وثقافت کے رنگ میں رنگی جائے۔

سفارشات

۱۔ مسلمان سائنس دانوں کے نمایاں کارناموں کے متعلق معلومات مہیا کرنا۔ اسے ہر کلاس کے معیار کے مطابق اسلامی نصاب کا ایک لازمی حصہ بنادیا جائے گا۔

۲۔ پاکستان ٹیلی ویژن کے دوسرے چینل کے ذریعے اسلامی اقدار اور اسلامی دنیا کے متعلق معلومات نشر کی جائیں گی۔

۳۔ ابتدائی سطح پر قرآن مجید ناظرہ کی تعلیم لازمی دی جائے گی۔ سیکنڈری اور ہائر سیکنڈری سطح پر قرآن مجید کے کچھ حصہ کا ترجمہ اور تفسیر پڑھایا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۴۔ ایک کمشن تعلیم کو اسلامائز کرنے کی سفارشات پیش کرے گا اور پارلیمنٹ سے ان کی منظوری کے بعد انہیں عملاً نافذ کرے گا۔

اسلامیات اور مطالعۂ پاکستان کے کورسز ہر سطح کے طلبا کے معیار کے مطابق نصاب میں شامل کیے جائیں گے اور ان کا نصاب اسلامی نظریۂ حیات کے مطابق مرتب کیا جائے۔ ان کتابوں میں بچوں کے جمالیات، اچھے اخلاق، سماج اور مذہبی اقدار کی تعلیم اسلام کے بنائے ہوئے اصولوں کے مطابق دی جائے گی۔ ثانوی اور اعلیٰ ثانوی سطح پر اسلامی فلسفۂ تعلیم کا بھی تعارف کروایا جائے گا۔ ایک آزاد اور جمہوری معاشرہ قائم کیا جائے گا جو مکمل طور پر اسلامی شعار کی عکاسی کرتا ہوگا۔

تربیت اساتذہ کے پروگراموں میں گائیڈینس اور کونسلنگ کو شامل کیا جائے گا تاکہ اساتذہ بہتر انداز میں بچوں کو تعلیم و تربیت دے سکیں اور ان کے کردار کو سنوار سکیں تاکہ بچے مستقبل کے اچھے شہری اور اچھے مسلمان بن سکیں (۱۸)۔

## ۴۔ پانچ سالہ منصوبہ جات

حکومت پاکستان ہر پانچ سال بعد جو ترقیاتی منصوبہ بناتی ہے، اس میں دیگر امور کے ساتھ تعلیمی اہداف اور منصوبہ بندی کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ ان منصوبوں میں بھی ہمیشہ تعلیم میں اسلامی نقطۂ نظر کی ترویج پر زور دیا جاتا رہا ہے۔ ان منصوبوں کے تعلیم سے متعلق اہداف و منصوبوں کے اہم نکات کی تلخیص ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

### پہلا پانچ سالہ منصوبہ (۱۹۵۵-۱۹۶۰ء)

اس منصوبے میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ۱۹۵۶ء کے آئین کے حوالے سے تعلیم کے بارے میں درج ذیل اسلامی نکات کو شامل کیا گیا:

۱۔ پاکستان کے شہریوں کو اسلامی تعلیم کے نظریے کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے میں مدد دی جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ پاکستان کے شہریوں کو اسلام کے متعین کردہ اخلاقی معیار کے مطابق زندگی بسر کرنے میں مدد دی جائے۔

۳۔ پاکستان کے شہریوں میں جذبۂ حب الوطنی پیدا کیا جائے اور اسلام کے عالمگیر اصولوں کے مطابق مساوات، رواداری، اور عالمی اخوت کا احساس پیدا کیا جائے۔

۴۔ قرآن حکیم کی تعلیم لازمی قرار دی جائے۔

۵۔ اسلام کی اخلاقی اقدار اور اتحاد کو فروغ دیا جائے۔

۶۔ پاکستان کے مسلمانوں کو وہ سہولتیں فراہم کی جائیں جن سے وہ قرآن وسنت کے مطابق زندگی کا مفہوم سمجھ سکیں تاکہ وہ قرآن وسنت کے مطابق انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگیاں بسر کر سکیں (۱۹)۔

## دوسرا پانچ سالہ منصوبہ (۱۹۶۰-۱۹۶۵ء)

دوسرے پانچ سالہ منصوبے میں نظامِ تعلیم کو اسلامیانے کے لیے درج ذیل باتوں کی سفارش کی گئی:

۱۔ پرائمری سطح کے نصاب میں وہ تمام سرگرمیاں شامل کی جائیں جو طلبا میں اخلاقی اور تہذیبی اقدار پیدا کریں۔

۲۔ قرآن وسنت کے مطابق اسلامی تعلیم عملی کو زندگی کے ساتھ مربوط کیا جائے۔

۳۔ جماعت ششم سے دہم تک اسلامیات کے مضمون کو لازمی قرار دیا جائے۔

۴۔ اسلامی تاریخ، فلسفہ، قانون اور اصولِ فقہ کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

۵۔ تعلیمی اداروں اور یونیورسٹیوں میں اسلامی تحقیق کے فروغ پر زور دیا جائے۔

۶۔ بنیادی اقدار خاص طور سے عالمی اخوت، سماجی انصاف اور رواداری کے حوالے سے اسلامی تعلیمات کو پیش نظر رکھا جائے۔

۷۔ نظام تعلیم اور اسلامی تعلیمات کو موجودہ زمانے کے تقاضوں کے مطابق پیش کیا جائے (۲۰)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## تیسرا پانچ سالہ منصوبہ (۱۹۶۵-۱۹۷۰ء)

تیسرے پانچ سالہ منصوبے میں تعلیمی کمشن ۱۹۶۶ء کی اسلامی سفارشات کا اعادہ کیا گیا جن میں سکول سطح پر بچوں کی دینی تعلیم و تربیت پر زور دیا گیا ہے۔ اس کمشن کی سفارشات کا اوپر ذکر ہو چکا ہے (۲۱)۔

## چوتھا پانچ سالہ منصوبہ (۱۹۷۰-۱۹۷۵ء)

چوتھے پانچ سالہ منصوبے میں طے کیا گیا کہ:

۱۔ تعلیمی ادارے پاکستان میں اسلامی اقدار کی ترقی اور افزائش میں اہم رول ادا کرنا جاری رکھیں گے نیز تعلیم کے عام نظام میں دینی تعلیم کو نمایاں حیثیت حاصل ہوگی جبکہ دینی تعلیم ثانوی درجہ تک لازمی ہوگی۔

۲۔ یونیورسٹی اور کالج کی سطح پر نصاب تعلیم میں اسلام کے بنیادی نکات کی عکاسی کی جائے گی۔ ایک مناسب نمائندہ کمیٹی نصاب کے دوبارہ مرتب کرنے کے لیے مقرر کی جائے گی۔

۳۔ غیر مسلم بچوں کو ان کے مذہب کے مطابق تعلیم حاصل کرنے کا حق ہوگا اور اگر ان کی تعداد زیادہ ہوئی تو ان کے لیے ایک علیحدہ استاد سکول میں رکھا جائے گا۔ ان کی خواہش پر ان کے لیے متبادل پرچے کا انتظام کر دیا جائے گا تاہم یہ چیز کورس کے اسلامی تعلیمات والے حصے کی حیثیت پر اثر انداز نہ ہوگی۔

۴۔ یونیورسٹی کی سطح پر علوم اسلامیہ کے شعبوں کو مضبوط کیا جائے گا تا کہ ملکی سالمیت اور یک جہتی کے لیے قابل قدر قیادت پیدا ہو سکے (۲۲)۔

## پانچواں پانچ سالہ منصوبہ (۱۹۷۸-۱۹۸۳ء)

اس منصوبے میں ۶۲۵ مسجد سکولوں کے اجراء کا پروگرام شامل کیا گیا (۲۳)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## چھٹا پانچ سالہ منصوبہ (۱۹۸۳-۱۹۸۸ء)

چھٹے پنج سالہ منصوبے میں درج ذیل اقدامات شامل کیے گئے:

۱۔ پہلی سے تیسری جماعت تک کے طلباء کے لیے مسجد سکول کھولے جائیں تاکہ عام سکولوں میں طلبا کی بڑھتی ہوئی تعداد کو کم کیا جا سکے۔

۲۔ طلبا کی تعلیمی قابلیت کو بہتر بنانے کے لیے نصاب میں اسلامیات، مطالعۂ پاکستان، زباندانی، حساب اور سائنس کے مضامین کا اضافہ کیا جائے۔ یہ مضامین تمام طلبا کے لیے لازمی ہوں تاکہ ایک طلبہ کو مستقبل کی تعلیم کے لیے مضبوط بنیاد مہیا ہو سکے۔

۳۔ سائنسی میدان میں قابل طلبا کے لیے وسیع پیمانے پر وظائف مہیا کیے جائیں گے اور ان وظائف کا انتظام زکوٰۃ اور عشر فنڈ سے کیا جائے گا۔

## ساتواں پانچ سالہ منصوبہ (۱۹۸۸- ۱۹۹۳ء)

ساتویں پانچ سالہ منصوبے میں تعلیم کے اسلامی حوالے سے مندرجہ ذیل امور شامل کیے گئے:

۱۔ اقراء سرچارج کے لیے اضافی رقم شامل کی جائے گی۔

۲۔ اقراء سرچارج کے ذرائع کو نئے سرے سے منظم کیا جائے گا۔

۳۔ نجی سرمایہ دار اقراء فنڈ میں جو عطیے دیں گے وہ ٹیکس سے مستثنیٰ ہوں گے۔

۴۔ اس منصوبے میں مسجد سکولوں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ کیا جائے گا (۲۵)۔

## آٹھواں پانچ سالہ منصوبہ (۱۹۹۳ء۔۱۹۹۸ء)

اس منصوبے میں کہا گیا کہ جن دیہات کی آبادی ۳۰۰ سے کم ہو اور وہاں پڑھنے کے لیے ۲۵ بچے ہوں وہاں مسجد سکول قائم کیے جائیں (۲۶)۔

اس بحث کے مسک الختام کے طور پر ہم ایک غیر مسلم اور غیر پاکستانی ماہر تعلیم کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



گواہی پیش کرتے ہیں۔ مسٹر لوئیس حیس (Louis D. Hayes) نے 'پاکستانی تعلیم کا بحران' (The Crisis of Education in Pakistan) کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ اس میں تعلیم کی اسلامائزیشن پر جو باب ہے اس کے شروع میں وہ لکھتا ہے:

> ''پاکستان نے آغاز ہی سے خود کو ایک اسلامی معاشرے کے طور پر متعارف کروایا ہے۔ پاکستان میں آج تک تین آئین بنے اور ان تینوں میں یہ کہا گیا ہے کہ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہوگا۔ بلاشبہ پاکستان صرف اس لیے ہی وجود میں آیا کہ ہندوستان کے مسلمان اپنا ایک الگ وطن چاہتے تھے۔ اس سارے عرصے میں، عزم کی کمی بیشی کے ساتھ، معاشرے کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے کی کوششیں ہوتی رہی ہیں تاہم سیکولرزم کی مخالفت اتنی شد و مد سے کبھی نہیں ہوئی جتنی جنرل ضیاء الحق کے زمانے میں ہوئی'' (۲۷)۔

---

سطور بالا میں جو کچھ پیش کیا گیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ جن رہنماؤں نے یہ ملک بنایا ان کے پیش نظر اسے اسلامی ریاست بنانا تھا تاکہ یہاں کے مسلمان عوام اپنے عقائد و اقدار کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ جتنے آئین بنے ان میں بھی یہی بات کہی گئی ہے کہ ریاست کا سرکاری مذہب اسلام ہوگا اور مسلمانوں کو قرآن و سنت کی تعلیمات پر عمل کرنے کے لیے سہولتیں بہم پہنچائی جائیں گی۔ جتنی قومی تعلیمی پالیسیاں بنیں وہ تعلیم کے اسلامی کردار پر زور دیتی ہیں۔ جتنے پانچ سالہ منصوبے بنے وہ تعلیم کی اسلامی جہت پر اصرار کرتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ جب پاکستان کے سارے پالیسی ساز ادارے جن کے ذمے قومی مقاصد اور اہداف کو سمت عطا کرنا ہے، اس چیز کا تحریری طور پر اقرار کرتے ہیں کہ ہماری تعلیم کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ہونا چاہیے تو کیا ہمارا یہ کہنا کہ پاکستانی نظام تعلیم اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لیے بحران کا شکار ہے کہ وہ نظریاتی سمت سے محروم ہے، کوئی ہماری انفرادی رائے ہے؟ کیا یہ کوئی نیا اور انفرادی تجزیہ ہے؟ ہم صاف کہتے ہیں کہ ہم تو محض ملت اسلامیہ پاکستان کی امنگوں کی تائید کر رہے ہیں۔ قوم چاہتی ہے کہ اس کا نظامِ تعلیم اسلامی ہو، ان کے بچوں کو دین سکھایا جائے، انہیں اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی تربیت دی جائے۔ یہ صرف چند بے ضمیر حکمران، ملحد دانشور، جاہ و منصب اور مال کے پجاری بیوروکریٹ ہیں جو اسلامیان پاکستان کے اس علانیہ موقف کے خلاف نقب لگائے ہوئے ہیں، اس کے خلاف مورچہ زن ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی آنکھیں مغربی فکر و تہذیب کی جعلی چکا چوند سے خیرہ ہو چکی ہیں، ان کے پیش نظر صرف چند روزہ دنیا کے فائدے ہیں اور وہ قوم کی آدرشوں اور آرزؤں کا خون کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور وہ اس لیے کامیاب ہیں کہ قوم کو تعلیم سے دور رکھا گیا ہے، اسے نان جویں میں الجھا دیا گیا ہے لہٰذا قوم غیر منظّم ہے، غیر متحد ہے، اسے اپنے حقوق اور ان کے حصول کا شعور نہیں ورنہ وہ ان ملت کے غداروں کو اٹھا کر بحر ہند میں پھینک دے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# مراجع

1- Speeches and Statements of Iqbal, p-3, Lahore, 1948

2- Some Recent Speeches and Writings of Mr. Jinnah, P-89, Lahore.

3- Proceedings of the Pakistan Educational Conference held at Karachi from 27th November to 1st December 1947, p-5, Ministry of Interior (Education Division), Karachi

4- Debates of Consituent Assembly of Pakistan, Vol. V, P-3, March 7,1949.

(۵) جسٹس (ریٹائرڈ) محمد منیر، شرح دستور اسلامی جمہوریہ پاکستان، ص ۴۳، لاہور

(۶) قرارداد کے متن کے لیے دیکھیے Constituent Assembly of Pakistan Debates, Vol. V, P-11, March 7, 1949.

(۷) دیکھیے دستور ۱۹۵۶ء، حصہ اول آرٹیکل ۱، حصہ سوم آرٹیکل ۲۵، حصہ ہفتم آرٹیکل ۱۹۷

8- Constitution [First Amendment] Act, 1963 (of 1964)

(۹) ڈاکٹر ایم اے رزاق، پاکستان کا نظامِ حکومت وسیاست، ص ۱۶۲، کراچی ۱۹۸۳ء

(۱۰) دستور اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۹۷۳ء۔ آرٹیکل ۲، ۸، ۳۱، ۴۱، ۱۰۶، ۲۰۳، ۲۰۳الف ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۵۱

11- Enforcement of Shariah Ordinance, 1988 (June 15th, 1988)

12- Proceedings of the Pakistan Educational Conference held at Karachi from 27th November to 1st December, 1947,

(۱۳) قومی تعلیم کے کمیشن کے رپورٹ، وزارتِ تعلیم، حکومتِ پاکستان، جنوری ...... اگست ۱۹۵۹ء

14. Report of the Commission on Student Problems and Welfare, P-24,25, Ministry of Education, Government of Pakistan, Karachi, 1966

15. Proposals for A New Educational Policy, P-1,2,8,12... ., Ministry of Education and Scientific Research, Government

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



of Pakistan, Islamabad, July 1969.

16. The Educational Policy 1972-80, P-37, Ministry of Education, Government of Pakistan, Islamabad, March 1972

17. National Education Policy (Salient Features), P-11,12, Ministry of Education, Government of Pakistan, Islambad, 1978.

18. Educational Policy 1990, P-9,13,19,40, ...., Ministry of Education, Government of Pakistan, Islamabad

19. The First Five Year Plan (1955-60) Education and Training (Draft), P-7,10,17,....,. Planning Board, Government of Pakistan, Karachi, May 1956

20. Outline of the Second Five Year Plan (1960-65), Planning Commission, Government of Pakistan, January 1960.

21. The Third Five Year Plan (1965-70), P-185, Planning Commission, Government of Pakistan, 1967

22. The Fourth Five Year Plan (1970-75), P-165, Planning Commission, Government of Pakistan, July 1970.

23. The Fifth Five Year Plan (1978-83), P-149, Planning Commission, Government of Pakistan, June 1978.

24. The Sixth Five Year Plan (1983-88), P-340,357,497,498,518; Planning Commission, Government of Pakistan.

25. The Seventh Five Year Plan (1988-93), P-246,254; Planning Commission, Government of Pakistan, January 1989.

26. The Eigth Five Year Plan (1993-98), P-309, Planning Commission, Government of Pakistan, June 1994.

27. Louis D. Hayes, The Crisis of Education in Pakistan, P-99, Vanguard, Lahore, 1987.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# ہمارا تعلیمی بحران اور اس کا حل

پاکستان میں نظام تعلیم کے بحران اور اس کے حل کے بارے میں اگر ہم غور کریں تو تین باتیں زیر بحث آنی چاہئیں۔ ایک تو یہ کہ کیا واقعی ہمارا تعلیمی نظام بحران کا شکار ہے؟ دوسرے اگر ایسا ہے تو اس کے اسباب کیا ہیں؟ اور تیسرے یہ کہ اس بحران کا علاج کیا ہے؟ یہ موضوع اگر چہ بہت تفصیل طلب ہے لیکن ہم کوشش کریں گے کہ اس مقالے میں اسے سمیٹ سکیں۔ یوں ہمیں بعض اہم حقائق کی طرف محض اشارات پر اکتفا کرنا پڑے گا۔

یہ دیکھنے کے لیے کہ ہمارا نظام تعلیم بحران کا شکار ہے یا نہیں سیدھا سادہ معیار یہ ہے کہ یہ دیکھ لیا جائے کہ ہمارا یہ نظام تعلیم اپنے پیش نظر مقاصد پورے کر رہا ہے یا نہیں؟ اگر تو یہ نظام تعلیم جن مقاصد کے لیے وضع کیا گیا تھا انہیں پورے کر رہا ہے تو کامیاب ہے' اگر یہ نظام تعلیم اپنے مقاصد کچھ حد تک پورے کر رہا ہے تو یہ اصلاح کا محتاج ہے اور اگر یہ نظام تعلیم اپنے مقاصد بڑی حد تک پورے نہیں کر رہا تو ظاہر ہے کہ یہ ایک ناکام نظام تعلیم ہے' بحران کا شکار ہے اور اساسی تبدیلیوں کا محتاج ہے۔ اب لگے ہاتھوں یہ بھی دیکھ لیجیے کہ ہمارے نظام تعلیم کے مقاصد یا زیادہ صحیح لفظوں میں آخری مقصد کیا ہوسکتا ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ ہر معاشرے کے نظام تعلیم کا آخری مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ تعلیم و تربیت کے ذریعے ایسے افراد تیار کرے جو اس معاشرے کے طے کردہ اصول و اقدار حیات کے مطابق کامیاب زندگی گزار سکیں۔

اب ملاحظہ کیجیے کہ پاکستان میں غالب اکثریت مسلمانوں کی ہے لہٰذا یہ معاشرہ ایک مسلم معاشرہ ہے اور فطری طور پر اپنے افراد کی شخصیت کی تعمیر اسلامی اصول و اقدار کے مطابق کرنا چاہتا ہے لیکن یہ معاشرہ جس طرح کے افراد پیدا کر رہا ہے اس کے بارے میں اخلاق ماپنے والے ایک عالمی ادارے کی رپورٹ یہ ہے کہ یہ دنیا کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کرپٹ ترین معاشروں میں دوسرے نمبر پر ہے(۱) جب کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ''بعثت لاتمم مکارم الاخلاق'' (۲) یعنی مجھے بھیجا ہی مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے گیا ہے۔ پھر جس نظریے کی بنیاد پر یہ معاشرہ قائم ہوا تھا اس سے وابستگی کا ہمارا یہ حال ہے کہ ہمارے دشمن نے آج سے کچھ سال پہلے ہمیں سیاسی اور فوجی میدان میں ذلت آمیز شکست دے کر یہ اعلان کر دیا تھا کہ ہم نے اس نظریے کو بحرِ ہند میں غرق کر دیا ہے (۳) اور اس سلسلے کی تازہ ترین خبر یہ ہے کہ ہمارے ایک ہمسایہ رہنما نے یہ اعلان کیا ہے کہ بسنت میں مرنے والے پاکستانی مسلمان شہید ہوئے ہیں اور یہ کہ بسنت کے لیے اتنا جوش و خروش اگر ۱۹۴۷ء میں ہوتا تو پاکستان بنانے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی (۴)۔

اب حاصلات تعلیم پر ایک نظر ڈال لیجیے۔ تازہ ترین سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ہمارے ہاں شرح خواندگی ۴۵ فیصد ہے (جو متعدد وجوہ کی بناء پر مبنی بر مبالغہ معلوم ہوتی ہے) قومی آمدنی کا صرف ۲.۴ فیصد تعلیم پر خرچ ہوتا ہے۔ ۱۴ کروڑ افراد کے لیے پبلک سیکٹر میں صرف ۲۷ یونیورسٹیاں ہیں (۵)۔ تعلیمی معیار کی حالت یہ ہے کہ ہماری ڈگریوں کو بیرونی یونیورسٹیاں تسلیم نہیں کرتیں اور بی اے پاس نوجوان صحیح درخواست تک نہیں لکھ سکتے۔

ہم اپنے سیاسی رہنماؤں کی بے اصولی، نوکر شاہی کی خود غرضی، دانشوروں کی بے حسی، علماء سو کی دین فروشی اور زندگی کے سارے شعبوں میں اخلاقی تنزل، اصول و اقدار کی نفی، جرائم کی کثرت اور مادہ پرستی وغیرہ کی تفصیلات بیان کرنا نہیں چاہتے کیونکہ خود جراحتی کا یہ عمل خود ہمارے لیے بھی اذیت ناک ہے، اور صرف یہ کہنا چاہیں گے کہ مندرجہ بالا چند اشارات بھی یہ بتانے کے لیے کافی ہیں کہ ہمارے نظامِ تعلیم و تربیت نے نسلِ نو کو نہ تو قومی آدرشوں کے مطابق صحیح تعلیم دی ہے اور نہ اسلامی تناظر میں ان کی تعمیر سیرت و کردار کا انتظام کیا ہے، لہٰذا اگر ہم یہ کہیں کہ ہمارا نظامِ تعلیم مکمل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



طور پر ناکام ہو چکا ہے' بحران کا شکار ہے' اساسی تبدیلیوں کا محتاج ہے بلکہ اس قابل ہے کہ اسے اٹھا کر بحر ہند میں پھینک دیا جائے تو اس میں ذرہ بھر مبالغہ نہ ہوگا۔

اگر ہمارا نظام تعلیم ناکام ہو چکا ہے' بحران کا شکار ہے تو یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اس ناکامی کے اسباب کیا ہیں؟ ہماری رائے میں اس نظام تعلیم کی ناکامی کے چند بڑے اسباب یہ ہیں: ۱۔ نظریاتی سمت کا فقدان' ۲۔ تعلیمی ثنویت' ۳۔ کم شرح خواندگی' ۴۔ ناقص معیار' ۵۔ تربیت کا فقدان' ۶۔ مغربی فکر و تہذیب کا غلبہ۔ اب ہم ان نکات پر کچھ روشنی ڈالیں گے:

## ۱۔ نظریاتی سمت کا فقدان

شعوری طور پر اسلام قبول کر لینے کے بعد ایک مسلمان کی نظریاتی سمت کا تعین خود بخود ہو جاتا ہے' اسی لیے حضرت قائد اعظم نے بجا طور پر فرمایا تھا کہ پاکستان کی بنیاد اسی دن رکھ دی گئی تھی جس دن پہلا ہندوستانی فرد مسلمان ہوا تھا مزید برآں ہم نے دو قومی نظریے کے اعلان اور اس پر تحریک پاکستان کی بنیاد رکھ کر' بلکہ عملاً پاکستان قائم کر کے' ایک طرح سے اپنی نظریاتی سمت کی واضح طور پر تحدید اور تجدید کر دی کہ اسلام ہی ہماری قومیت' ہماری تہذیب اور ہمارا نصب العین ہے اور یہ کہ پاکستان بنانے کا مقصد ہی یہ ہے کہ ہم اسے ایک جدید اسلامی معاشرہ بنا کر اس میں اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگیاں بسر کر سکیں۔ اس تجدید عہد اور اس کے لیے عظیم قربانیاں دے کر ایک آزاد معاشرہ قائم کر دینے کے بعد اس امر میں کوئی ابہام اور کوئی شک و شبہ قطعاً باقی نہیں رہتا کہ ہم پاکستانی معاشرے کو ایک اسلامی معاشرہ بنانا چاہتے تھے اور اس میں اپنی زندگیاں اسلامی تعلیمات کے مطابق بسر کرنا چاہتے تھے۔ لہٰذا پاکستانی نظام تعلیم کی سمت بھی خود بخود متعین ہو گئی کہ اس کے پیش نظر مسلم نژادنو کو ایسی تعلیم دینا اور اس کی ایسی تربیت کرنا ہے کہ وہ اچھے اور باعمل مسلمان بن سکیں' انہیں اسلامی تعلیمات کا علم ہو' اسلامی اصول و احکام کی برتری اور ان کے قابل عمل ہونے پر انہیں یقین ہو'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انہیں اپنے شاندار ماضی پر فخر ہو' اسلامی اقدار پر عمل ان کا اوڑھنا بچھونا ہو' جدید علوم وفنون پر ان کو دسترس حاصل ہو اور یوں بہترین مسلمان اور بہترین انسان ہونے کی حیثیت سے وہ قوموں کی برادری میں ایک معزز حیثیت کے حامل ہوں۔

اس نظریاتی سمت کا اولین تقاضا یہ تھا کہ پاکستان بنتے ہی انگریز کے قائم کردہ نظام تعلیم کا بوریا بستر گول کر دیا جاتا اور قومی امنگوں اور ملی جذبوں کے تحت نئے اسلامی نظام تعلیم کی بنیاد رکھ دی جاتی لیکن افسوس کہ وابستگان اقتدار کو نظام تعلیم کو نئی بنیادوں پر استوار کرنے کا خیال ہی نہ آیا بلکہ صرف نظام تعلیم ہی کا کیا رونا انہوں نے زندگی کے کسی شعبے کو بھی از سر نو اسلامی بنیادوں پر استوار کرنے کی کوشش نہیں کی۔ وہی انگریز کا جاری کردہ نظام تعلیم جو اس کی مسلم دشمن فکر اور اس کے استعماری عزائم کا مظہر اور آلہ کار تھا' پاکستان بننے کے بعد بھی جاری وساری رہا۔ بعض دینی عناصر اور عوام کے بار بار کے مطالبے پر ان کی اشک شوئی کے لیے اصحاب اقتدار نے اس کی کچھ لیپا پوتی ضرور کر دی' اس میں کچھ معمولی اور سطحی تبدیلیاں کر دیں' قومی تعلیمی پالیسیوں کے پیش لفظ میں اسلامی اہداف کا کچھ زیادہ ذکر کر دیا لیکن نظام تعلیم کا حقیقی ڈھانچہ اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ مغربی فکر پر قائم رہا اور آج تک قائم ہے۔ اسلام کے نام پر اس معمولی رخ اندوزی (Patch Work) نے نہ اس کی شکل تبدیل کی اور نہ مزاج۔ ہاں فکری ژولیدگی اور ذہنی وقلبی دو رخے پن میں اضافہ ضرور کر دیا جس کی وجہ سے اس نے نسل نو کو آدھا تیتر اور آدھا بٹیر بنا کر رکھ دیا اور یکسو مسلم شخصیت کے پروان چڑھنے کے امکانات ختم ہو کر رہ گئے۔

## ۲۔ تعلیمی ثنویت

اسلام میں چونکہ دین ودنیا میں تفریق کا کوئی تصور نہیں اس لیے مسلمانوں کا نظام تعلیم ہمیشہ ایک رہا ہے جس میں منقولات (دینی علوم' مبنی بر وحی) اور معقولات (دنیوی علوم' مبنی بر تجربہ ومشاہدہ) دونوں بیک وقت پڑھائے جاتے تھے۔ یوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مسلمانوں کے مدارس میں قرآن، حدیث، فقہ، عربی وغیرہ کے علاوہ سائنسی علوم جیسے فلکیات (اسٹرانومی)، طب (میڈیسن)، کیمیا (کیمسٹری)، طبیعیات (فزکس)، ریاضی اور سماجی علوم میں سے منطق، فلسفہ اور مقامی زبانیں جیسے فارسی، ترکی، پشتو وغیرہ پڑھائی جاتی تھیں اور ان مدارس و جامعات سے فارغ ہونے والے افراد ایسے جامع الصفات ہوتے تھے کہ معاشرے کی دینی، تعلیمی، عدالتی، انتظامی، قانونی، فنی غرض ہر قسم کی ضروریات پوری کرتے تھے۔

برصغیر میں انگریز نے جب ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم ختم کر دیا تو مسلمانوں میں دو طرح کا ردعمل ہوا۔ علماء نے دین کو بچانے کی خاطر ایسے مدارس کھولے جن میں صرف منقولات یعنی شرعی علوم کی تعلیم دی جاتی تھی، جس کا ایک بنیادی ماڈل دیوبند تھا۔ بعض دوسرے اہل درد نے مسلمانوں کی دنیوی تعلیم کا انتظام کیا تاکہ مسلمان انگریزی اور جدید مغربی علوم پڑھیں اور معاصر دنیا سے پیچھے نہ رہ جائیں۔ اس کا بنیادی ماڈل علی گڑھ تھا۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہندی مسلمانوں کو اس ثنویت اور دوئی کو دور کرنے کا احساس ہوا اور اس کے لیے پہلے ندوہ بنا لیکن وہ بھی عربیت کی طرف لڑھک گیا تو پھر جامعہ ملیہ قائم کی گئی تاکہ ان دونوں تعلیمی دھاروں کو یکجا کیا جا سکے لیکن وہ بھی کوئی قابل ذکر کام نہ کر سکی۔

ان حالات میں جب پاکستان بنا تو اس امر کی فوری ضرورت تھی کہ نیا نظام تعلیم موحد اور مربوط ہوتا اور ایک ہی نظام تعلیم میں دینی و دنیوی علوم کو یکجا کر دیا جاتا لیکن جو لوگ برسر اقتدار آئے انہوں نے اس طرف توجہ نہیں دی۔ جب بعض دینی عناصر نے ملک میں اسلامی نظام زندگی کے احیاء کے لیے مطالبے اور کوششیں شروع کیں تو حکمرانوں نے عوام کی اشک شوئی کے لیے جدید سکولوں میں عربی و اسلامیات کے کچھ کورسز لازمی کر دیے لیکن یہ کام اس بددلی، بے ہنگم اور ناقص طریقے اور غیر مربوط انداز میں ہوا کہ وہ بالکل غیر موثر ہو کر رہ گیا۔ دوسری طرف دینی تعلیم کے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پرائیویٹ سیکٹر میں دینی مدارس کا نظام جاری رہا' جو علماء کے ہاتھ میں تھا اور جس نے کسی قسم کے جدید علوم اور زبانیں سیکھنے سکھانے سے انکار کر دیا' اس طرح دوئی اور ثنویت پاکستان نظام تعلیم کا ایک مستقل روگ بن گئی۔ اسی کا شاخسانہ یہ ہے کہ یہ دونوں نظام تعلیم متوازی دھاروں کی طرح بہے چلے جا رہے ہیں اور اس کے نتیجے میں ذہنی انتشار اور فکری ژولیدگی نے جنم لیا ہے اور ایک متوازن و مربوط شخصیت وجود میں نہیں آ رہی۔ جدید تعلیم مسٹر پیدا کر رہی ہے جو ضروری دینی معلومات اور ملی مقاصد و اہداف سے ناواقف ہیں اور دینی تعلیم ایسے علماء پیدا کر رہی ہے جو جدید معاشرے کی ضروریات اور تحدیات سے نہ تو واقف ہیں اور نہ ان سے نمٹنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

### ۳۔ کم شرح خواندگی

پاکستانی تعلیم میں بحران کا ایک اور بڑا سبب کم شرح خواندگی ہے۔ ہمارے یہاں آج تک جتنی بھی حکومتیں آئی ہیں وہ یا تو سیاسی رہی ہیں یا فوجی۔ سیاسی حکمرانوں میں زیادہ تر جاگیردار اور سرمایہ دار شامل رہے ہیں اور فوجی حکومتوں کا انحصار زیادہ تر سول اور ملٹری بیوروکریسی پر رہا ہے اور ملک کے جاگیردارانہ اور سرمایہ دارنہ ڈھانچے کو توڑنے میں وہ بھی ناکام رہی ہیں۔ جاگیرداری کا تو یہ مستقل مزاج ہے کہ ساری قوم کو اپنا مزارع اور ہاری سمجھو اور اسے زندگی کی سہولتوں خصوصاً تعلیم سے محروم رکھو تا کہ کل کلاں وہ آپ کے مقابلے میں نہ آ کھڑی ہو۔ بیوروکریسی (خواہ وہ سول ہو یا فوجی) کی اٹھان' انگریز کے طے کردہ خطوط پر' ہمارے ہاں شروع ہی سے یہ رہی ہے کہ اسے اپنے ایلیٹ کلچر کی حفاظت کے لیے کانونٹ اور ایچیسن کی طرز کے اعلیٰ معیار تعلیم کے حامل چند ادارے درکار ہوتے ہیں' اس کے بعد ان کے بچے مزید تعلیم کے لیے اپنے قبلہ و کعبہ یورپ و امریکہ چلے جاتے ہیں۔ جہاں تک عوام کالانعام کا تعلق ہے تو ان کے لیے چند ٹاٹ سکولوں کو' خواہ وہ چھت کے ساتھ ہوں یا چھت کے بغیر' وہ کافی سمجھتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہیں۔ پاکستانی نوکر شاہی کا یہی ذہنی رویہ ہے جس نے تعلیمی لحاظ سے پاکستان کو پسماندہ رکھ کر قوموں کی برادری میں اس کی ذلت و رسوائی کا سامان کیا ہے اور پاکستان کا شمار آج بھی دنیا کے جاہل ترین ممالک میں ہوتا ہے۔ یہاں حالت یہ ہے کہ ترپن برس گزرنے کے بعد بھی شرح خواندگی ۴۵ فیصد ہے اور جیسا کہ ہم سب کا تجربہ ہے کہ یہ شرح خواندگی بھی مبنی بر مبالغہ معلوم ہوتی ہے اور پھر اس شرح خواندگی کا معیار یہ ہے کہ جو شخص معمولی پڑھ لکھ سکتا ہے اسے خواندہ تصور کر لیا جاتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ شرح خواندگی صحیح ہو تو بھی شرمناک ہے' اس وقت پاکستان کی ۱۴ کروڑ آبادی کے لیے پبلک سیکٹر میں ۲۷ یونیورسٹیاں ہیں۔ قابل تعلیم بچوں کی تقریباً ایک تہائی تعداد (یعنی ۵۵ لاکھ بچوں) کے لیے سکول موجود نہیں ہیں' پرائمری کے آخر میں ۴۵ فیصد بچے سکول چھوڑ جاتے ہیں اور جو سکول جاتے ہیں ان کے لیے بنیادی سہولتوں کا فقدان ہے۔ پوسٹ گریجوایٹ تعلیم کی شرح ایک فیصد سے بھی زیادہ نہیں' پی ایچ ڈی کرنیوالے طلبہ کی تعداد صرف ۱۵۰ افراد سالانہ ہے۔ (۶) ظاہر ہے یہ سارے اعداد اذیت ناک' شرمناک بلکہ عبرتناک ہیں۔

اس کم شرح خواندگی کی وجہ یہ ہے کہ تعلیم کبھی پاکستانی حکومتوں کی اولیں ترجیح رہی ہی نہیں۔ اس وقت بھی ہم اپنی قومی آمدنی کا محض ۲ء۴ فیصد تعلیم کے لیے مختص کر رہے ہیں جو اونٹ کے منہ میں زیرہ کے برابر ہے۔ کمیونٹی اور پرائیویٹ سیکٹر کو آگے لانے کے لیے بھی کبھی مربوط منصوبہ بندی نہیں کی گئی۔ جو تھوڑا بہت کام ہو رہا ہے اس کی حوصلہ افزائی اور اسے موثر بنانے کے لیے بھی کبھی اقدامات نہیں کیے گئے۔ مسلم روایت میں تعلیم کبھی صنعت نہیں رہی یہ ہمیشہ ذریعۂ خدمت رہی ہے لیکن ہمارے معاشرے میں اس وقت کیفیت یہ ہے (اور یہ کیفیت منصوبہ بندی سے پیدا کی گئی ہے) کہ یہ نہ خدمت ہے نہ صنعت بلکہ ایک بے ہنگم دوڑ ہے جس میں لوگ اپنا پیٹ پالنے کے لیے سرپٹ دوڑ رہے ہیں۔ نہ ان کی کوئی منزل ہے اور نہ نشان منزل۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کم شرح خواندگی کے اسباب میں تعلیمی سہولتوں کے فقدان کے علاوہ غربت سرفہرست ہے۔ غریب والدین چاہتے ہیں کہ ان کی اولاد جلد سے جلد کمانے اور ان کا ہاتھ بٹانے کے قابل ہو جائے تاکہ وہ پیٹ کا دوزخ بھر سکیں۔ بچوں کے تعلیمی اخراجات پورا کرنے کے لیے ان کے پاس مالی وسائل موجود ہی نہیں ہوتے۔ کم شرح خواندگی کی ایک اور بڑی وجہ (خصوصاً پوسٹ گریجوایٹ سطح پر) انگریزی زبان ہے' اس وقت ہمارے ہاں میٹرک میں انگریزی لازمی ہے اور میٹرک میں فیل ہونے والوں کی ایک بڑی تعداد ان طلبہ کی ہے جو انگریزی میں فیل ہوتے ہیں' نتیجتاً یہ طلبہ اپنی تعلیم مزید جاری نہیں رکھ سکتے۔ یوں ہم نچلی سطح پر انگریزی کو لازمی رکھ کر قوم کو جاہل بنا رہے ہیں بلکہ اب تو مغرب پرست حکمرانوں نے پہلی جماعت سے انگریزی کو لازمی مضمون قرار دے دیا ہے' ظاہر ہے اس سے جہالت میں کئی گنا اضافہ ہوگا۔ تلخ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے سیاستدانوں' حکمرانوں اور بیوروکریٹوں میں کوئی اتنی عقل نہیں رکھتا کہ یہ سوچ سکے کہ نچلی سطح پر اگر انگریزی کو ختم کر دیا جائے یا کم از کم اختیاری مضمون ہی بنا دیا جائے تو قوم میں جہالت کا خاتمہ ہوسکتا ہے۔ جسے اعلیٰ تعلیم خصوصاً سائنس و بزنس وغیرہ میں انگریزی کی ضرورت ہو وہ گریجوایشن کی سطح پر انگریزی پڑھ لے۔ کیا کسی آزاد ملک میں یہ سوچا جا سکتا ہے کہ ابتدائی تعلیم میں ایک غیر ملکی اور غیر ملکی تہذیب وثقافت کی حامل زبان بچوں پر لاد دی جائے؟ یہ صرف کسی غلام ملک میں ہی ہوسکتا ہے کہ نسل نو کو غلام بنائے رکھنے کے لیے آقاؤں کی زبان پڑھائی جائے۔ کیا جرمنی' فرانس' جاپان' چین وغیرہ نے ترقی نہیں کی؟ کیا ان ملکوں میں سے کسی میں ابتدائی مرحلے میں انگریزی پڑھائی جاتی ہے؟ ظاہر ہے اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ ممالک اپنی شناخت اور اپنی زبان رکھتے ہیں اور انہیں پتہ ہے کہ ترقی کرنے کے لیے یہ ہرگز ضروری نہیں ہے کہ اپنے بچوں کو ابتداء سے انگریزی پڑھائی جائے لیکن ہمارے غلام ذہن حکمران اور نوکر شاہی ۵۳ برسوں سے یہ بے معنی راگ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الا پے جا رہی ہے کہ ترقی کرنے کے لیے بچپن ہی سے انگریزی پڑھنا ضروری ہے۔ہم کہتے ہیں کہ کیا انگریزی قرآن کا حرف ہے کہ اسے بچپن سے پڑھنا ضروری ہے ---- اور ہاں خود قرآن کی تعلیم کا معیار ہمارے سکولوں میں کیا ہے؟ یہ جائزہ لینے کی تو کسی کو توفیق بھی نہیں ہوتی کہ یہ تو مولویوں والی بات ہے' یہ تو بنیاد پرستی ہے۔خلاصہ یہ کہ کم شرح خواندگی کا ایک بڑا سبب نچلی سطح پر لازمی انگریزی بھی ہے۔

یہاں یہ یاد رہے کہ مسلم تاریخ کے اچھے دنوں میں مسلم معاشرے میں شرح خواندگی تقریباً سو فیصد تھی ۔خود برصغیر میں انگریز کے قبضے کے وقت شرح خواندگی تقریباً ۹۰ فیصد تھی (۷)۔تقابلی مطالعے کے لیے صرف اتنا جاننا کافی ہوگا کہ جاپان کی آبادی تقریباً پاکستان جتنی ہے اور وہاں ۶۰۰ سے زیادہ یونیورسٹیاں ہیں اور امریکہ کی آبادی پاکستان سے دگنی ہے اور وہاں ۳۶۰۰ سے زیادہ یونیورسٹیاں ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ امریکہ اپنی قومی آمدنی کا ۷.۴ فیصد اور جاپان ۸.۶ فیصد تعلیم پر خرچ کرتا ہے (۸) جبکہ ہمارے حکمران ۲.۴ فیصد سے آگے بڑھنے اور شرح خواندگی بہتر بنانے کے لیے دیگر انقلابی اقدامات کرنے کا سوچ بھی نہیں رہے کہ مستقبل میں اچھے نتائج کی کوئی توقع کی جا سکے۔

## ۴۔تعلیم کا ناقص معیار

اور مصیبت صرف یہی نہیں کہ پاکستان میں تعلیمی سہولتیں کم ہیں اور آج بھی لاکھوں بچوں کے لیے مدارس نہیں ہیں بلکہ اس سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ جو تعلیمی ادارے موجود ہیں ان کا معیار بھی انتہائی ناقص ہے۔حالت یہ ہو چکی ہے کہ ہمارے گریجوایٹ نوکری کے لیے درخواست بھی درست نہیں لکھ سکتے۔اسی کا یہ بھی شاخسانہ ہے کہ ہماری یونیورسٹیوں کی ڈگریوں کو بیرون ملک کوئی نہیں پوچھتا اور اگر آپ ایم اے یا ایم ایس سی کی ڈگری لے کر پی ایچ ڈی کرنے کے لیے باہر جائیں تو یورپ و امریکہ کے اکثر و بیشتر ممالک پاکستانی طلبہ سے دوبارہ ایم اے /ایم ایس سی کرواتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہیں ۔ظاہر ہے یہ بات ہمارے تعلیمی ناخداؤں کے لیے لمحہ فکریہ ہونی چاہیے لیکن یہاں بے حسی کا یہ عالم ہے کہ کسی کو اس بات کی فکر ہی نہیں ہے۔

پبلک سیکٹر میں تعلیمی اداروں میں معیار کی کمی کا سبب یہ ہے کہ اساتذہ اور طلبہ ضروری تعلیمی سہولتوں سے محروم ہیں ۔نگرانی کا موثر انتظام نہیں ہے ۔کم تنخواہیں اور معاشی دباؤ کی وجہ سے تقریباً سو فیصد اساتذہ نے اپنے گھروں میں شام کو ٹیوشن سنٹر کھول رکھے ہیں اور اساتذہ کی ایک کثیر تعداد دن کے وقت رسمی اوقات کار میں طلبہ کو توجہ نہیں دیتی بلکہ انہیں شام کے وقت اپنے ٹیوشن سنٹروں میں آنے پر مجبور کرتی ہے اور چونکہ یہاں بھی لالچ یہی ہوتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ طلبہ ہوں تاکہ استاد کی نجی آمدنی بڑھے لہٰذا بچے یہاں بھی استاد کی حقیقی توجہ سے محروم ہی رہتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ بچے امتحان پاس کر کے اگلی جماعت میں چلے جائیں' صلاحیتوں کی نمو اور معیار کی بہتری کی طرف دھیان پھر بھی نہیں جاتا۔ ان سب پر مستزاد امتحانات کا ناقص نظام ہے جس کی بنیاد تفہیم و تجربے کی بجائے رٹے پر ہے۔ ایک مضمون ایک یا دو سال تک پڑھ کر تین گھنٹے میں اس کا امتحان لینا محض طالب علم کے حافظہ ہی کا امتحان ہوسکتا ہے۔لہٰذا یہ امر طالب علم کو رٹے (یعنی بے سوچے سمجھے یاد کر لینے) پر اکساتا ہے پھر نقل' سفارش اور رشوت کا بازار گرم ہوتا ہے۔بوٹیاں چلتی ہیں' سنٹر بکتے ہیں' اگر کوئی استاد اور ممتحن دیانت داری کا مظاہرہ کرے تو اسے ناقابل تصور دباؤ اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور نوبت بعض اوقات مار پیٹ اور قتل و غارت گری تک پہنچتی ہے۔

پرائیویٹ سیکٹر میں معیار تعلیم کی پستی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ یہاں سکول کھولنے والے افراد کی غالب اکثریت اسے ایک کاروبار اور ذریعۂ روزگار سمجھتی ہے۔ چنانچہ ان کی تاجرانہ ذہنیت یہ ہوتی ہے کہ ان کی لاگت کم سے کم ہو اور قیمت زیادہ سے زیادہ وصول ہوتا کہ منافع زیادہ ملے۔اس کے لیے والدین کو انگلش میڈیم کا جھانسہ دیا جاتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے' سکول کا نام انگریزی طرز کا رکھا جاتا ہے اور ظاہری ٹیپ ٹاپ اور دکھاوے کی چیزوں پر توجہ دی جاتی ہے ورنہ نہ سٹاف پڑھا لکھا ہوتا ہے اور نہ معیار کا دھیان رکھا جاتا ہے۔ کم پڑھے لکھے اساتذہ خصوصاً ایف اے' بی اے پاس بچیوں کو چند سو روپے ماہانہ تنخواہ پر ملازم رکھ لیا جاتا ہے اور زیادہ تنخواہ پر دستخط کروا لیے جاتے ہیں۔ ایسی اکثر بچیاں شادی کے انتظار میں گھروں میں بیٹھی ہوتی ہیں اور معاشی دباؤ کے عالم میں انہیں ذاتی اخراجات پورے کرنے کے لیے جو بھی مل جائے اسے غنیمت سمجھ کر قبول کر لیتی ہیں۔ بہت سے تعلیمی اداروں کے مالکان نہ تو خود استاد ہوتے ہیں اور نہ زیادہ پڑھے لکھے۔ اور اگر اساتذہ اور تعلیمی انتظامیہ دونوں غیر تربیت یافتہ اور غیر معیاری تعلیم کے حامل ہوں تو سوچا جا سکتا ہے کہ ان کے تلامذہ کتنے لائق ہوں گے۔ رہی سہی کسر انگریزی میڈیم کی بھاری بھر کتابیں نکال دیتی ہیں کیونکہ اساتذہ اس معیار کے حامل نہیں ہوتے کہ وہ ان کتابوں کو پڑھا سکیں اور نہ یہ کتابیں بچوں کے ذہنی معیار کے مطابق لکھی گئی ہوتی ہیں۔ پرائیویٹ سیکٹر میں ہر گلی محلے میں کھلنے والے انگریزی میڈیم سکولوں کے اکثر منتظمین نہ صرف تاجرانہ بلکہ غلامانہ اور مغرب سے مرعوب ذہنیت کے حامل ہوتے ہیں اور وہ یہی ذہنیت طلبہ میں پیدا کرتے ہیں۔ اس بات پر اصرار کیا جاتا ہے کہ لڑکے پینٹ شرٹ کے ساتھ نکٹائی ضرور لگائیں اور لڑکیاں دوپٹہ واسکارف بالکل نہ لیں بلکہ گلے میں وی (V) شکل کی پٹی لٹکائیں۔ مہنگے سکولوں میں میوزک' ڈانس' سوئمنگ پول' بیرون ملک طبع کردہ اور غیر مسلم مصنفین کی لکھی ہوئی کتب کے ذریعے مغربی فکر اور کلچر کو فروغ دیا جاتا ہے۔ لیکن یہ تہذیبی' دینی و ملی نقصان کی بات ہے خالص تعلیمی نقطہ نظر سے دیکھیے تو انگریزی میڈیم کو اختیار کرنا تعلیمی پستی کا بھی ایک بڑا سبب ہے کیونکہ طلبہ اس زبان کے ذریعے علوم سیکھتے ہیں جس پر ان کو مکمل عبور حاصل نہیں ہوتا نتیجتاً ان کی فہم' تجزیے اور فیصلے کی صلاحیت نمو ہی نہیں پاتی لیکن والدین اسی کو معراج سمجھتے ہیں کہ ان کا بچہ منہ بگاڑ کر الٹی سیدھی انگریزی بولنے پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قادر ہو گیا ہے' فیا للعجب!

کالجوں اور یونیورسٹیوں کا حال اس سے بھی ابتر ہے۔ اساتذہ کو عام طور پر چونکہ ایک ہی مضمون پڑھانا ہوتا ہے لہٰذا وہ محنت کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ طلبہ کو استاد کے نوٹس مل جاتے ہیں۔ بازار میں گائیڈوں' خلاصوں اور گیس پیپروں کی بھی کمی نہیں ہوتی (اور وہ بھی انہی اساتذہ کے تیار کردہ ہوتے ہیں)۔ اس سطح پر اساتذہ کی تربیت کی رسمی طور بھی ضرورت نہیں سمجھی جاتی (غالباً تصور یہ ہے کہ جو شخص کسی مضمون میں ایم اے کر لیتا ہے وہ خود بخود بذریعہ الہام اچھا استاد بھی بن جاتا ہے) حالانکہ ہمارے ہاں عمومی صورت حال یہ ہے کہ کوئی شخص استاد بننا نہیں چاہتا۔ لائق لڑکے اکثر ڈاکٹر' انجینئر' سی ایس پی افسر اور کمپیوٹر انجینئر وغیرہ بننا چاہتے ہیں۔ استاد عام طور پر وہی بنتا ہے جسے اور کوئی ملازمت نہ ملے کیونکہ اس میں تنخواہ اچھی ہے اور نہ معاشرے میں کوئی بڑا مقام ہے۔

مختصراً یہ وہ چند اہم اسباب ہیں جو معیار تعلیم کی پستی کا سبب ہیں حالانکہ ہم مسلمان ہیں اور ہمیں اللہ و رسول کا حکم ہے کہ ہم جو کام بھی کریں وہ اعلیٰ معیار کا کریں۔ چونکہ اس طرف عام طور پر لوگوں کا دھیان نہیں جاتا اس لیے ہم چند آیات و احادیث کی طرف اشارہ کیے دیتے ہیں۔

قرآن مجید نے سورہ کہف والے قصے میں بتایا ہے کہ جب وہ لوگ دوبارہ جی اٹھے تو انہوں نے اپنے میں سے ایک کو کچھ پیسے دے کر شہر بھیجا اور کہا کہ کھانا لے آؤ تو اس موقع پر قرآن کے الفاظ ہیں ''فلینظر ایھا ازکیٰ طعاما فلیاتکم برزق منه'' (۹) یعنی بہترین کھانا لے کر آؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام والے قصے میں جب آپؑ مدین پہنچے اور حضرت شعیبؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے حالات بیان کیے تو ان کی بیٹی نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ انہیں ملازم رکھ لے۔ اس موقع پر اس بچی کے الفاظ ہیں ''خیر من استاجرت القوی الامین'' (۱۰) یعنی اچھے ملازم کی پہچان ہی یہ ہے کہ وہ مضبوط اور طاقتور بھی ہو اور دیانتدار بھی تا کہ وہ بہترین طریقے سے اپنا کام کر سکے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مشہور حدیث جبریل میں ہے کہ حضرت جبریلؑ نے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھا کہ ایمان کیا ہے؟ پھر پوچھا اس ایمان کے تقاضے کے طور پر کون سے اعمال مطلوب ہیں؟ پھر پوچھا وما الاحسان ؟ یعنی احسان کیا ہے؟ مطلب یہ ہے کہ ان اعمال کو بہترین طریقے سے انجام دینے کا طریقہ کیا ہے؟ جواب میں آپؐ نے فرمایا کہ تم ہر عمل عبودیت اس طرح بجالاؤ گویا کہ تم اللہ کو دیکھ رہے ہو (اور اگر یہ تصور نہ کر سکو تو پھر یہ سوچو کہ ) ورنہ وہ تو تمہیں دیکھ ہی رہا ہے (۱۱)۔ گویا اللہ کی حضوری اور ہر وقت اس کی نگرانی کا تصور آدمی کو بہترین عمل کی ترغیب دیتا ہے۔ علاوہ بریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کام بھی کرو عمدہ طریقے سے کرو (۱۲) یہاں تک فرمایا کہ اگر کسی جانور کو ذبح کرنا ہو تو بھی اچھی طرح کرو (۱۳) یعنی پہلے چھری اچھی طرح تیز کر لو تاکہ اسے زیادہ تکلیف نہ ہو۔

ان آیات واحادیث سے ظاہر ہے کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے صرف کام ہی نہیں چاہتے بلکہ کام کی کوالٹی بھی چاہتے ہیں یعنی جو کام کیا جائے وہ بہترین انداز میں کیا جائے۔ کام کرنے کے اس بہترین انداز (Excellence) کا تقاضا ہے کہ تعلیم میں اعلیٰ ترین معیار حاصل کرنے کی تگ و دو ہر وقت ہر استاد اور ہر تعلیمی منتظم کے سر پر سوار رہنی چاہیے۔

## ۵۔ تربیت کا فقدان

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیائے کرامؑ (۱۴) اور خصوصاً ہمارے آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصد بعثت اور فرائض نبوت کا ذکر کیا ہے تو اس میں تزکیہ و تربیت کو خصوصی اہمیت دی ہے (۱۵) بلکہ ایسا اسلوب اختیار کیا گیا ہے کہ جس سے یہ صاف مترشح ہوتا ہے کہ تعلیم کتاب وحکمت کا اصلی اور آخری مقصد بھی تزکیہ ہی ہے (۱۶) اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ گو تعلیم بھی مقصود ہے لیکن تعلیم بھی دراصل اس لیے مطلوب ہے کہ وہ سبب بنتی ہے تزکیہ و تربیت کا۔ گویا 'تعلیم' بھی قرآن کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رو سے' دراصل ذریعہ اور وسیلہ ہے تزکیہ و تربیت کا اور جو چیز اصلاً شارع کو مطلوب ہے وہ تزکیہ و تربیت ہی ہے یعنی سیرت کا مطلوبہ سانچے میں ڈھل جانا یا نفس کی ایسی تربیت کہ انسان آسانی سے ان اعمال خیر کو اپنا لے جنہیں اپنانے کا اس کے خالق و مالک نے حکم دیا ہے اور ان اعمال سے بچ جائے جن سے بچنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ اور یہی تزکیہ کا لغوی مفہوم ہے کہ عملاً خیر کو اختیار کرنا اور منکرات کو ترک کرنا (١٧) اور دیکھا جائے تو یہی سارا دین ہے اور یہی دین کا مغز اور اس کی ساری تعلیمات کا نچوڑ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے خیر پر عمل کرنے لگے اور شر سے بچنے لگے۔ ظاہر ہے کہ کتابیں پڑھنا اور رٹنا تو مقصود نہیں بلکہ اصل مقصود ان سیکھی اور پڑھی ہوئی باتوں پر عمل کرنا ہے۔ عمل پر دوام سے عادتیں بنتی ہیں اور عادتوں کے مجموعے ہی کو شخصیت کہا جاتا ہے' گویا تربیت و تزکیہ کا مطلب ہے ''اللہ کے بتائے ہوئے خیر پر عمل کی کوشش اور اس کے بتائے ہوئے شر سے بچنے کی عملی جدوجہد''۔

مندرجہ بالا تصریحات سے واضح ہے کہ ایک استاد کا اور ایک تعلیمی ادارے کا اصل کام بچے کی تربیت کرنا ہے' بدقسمتی سے ہمارے اکثر اساتذہ کو اس کا احساس نہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا کام بس اتنا ہے کہ جو مضمون پڑھانا ان کی ذمہ داری ہے' کلاس میں جا کر وہ پڑھا دیا اور بس فرض ادا ہو گیا۔ کیونکہ اول تو بہت سے اساتذہ باقاعدہ تربیت یافتہ نہیں ہوتے اور جنہوں نے ٹریننگ لی بھی ہوتی ہے وہ اس چیز کی ٹریننگ لی ہوتی ہے کو سبق کیسے تیار کرنا ہے اور سبق پڑھانے کے اصول اور طریقے کیا ہیں؟ باقی رہی یہ بات کہ بچے کی تربیت کیسے کرنا ہے اور اسے اچھا اور باعمل مسلمان کیسے بنانا ہے؟ یہ انہیں پڑھایا جاتا ہے' نہ اس کی اہمیت بتائی جاتی ہے اور نہ اس کے گر سکھائے جاتے ہیں۔ یہ حال ہے ہمارے تربیت دینے والے اداروں کا۔

اسی طرح سکول کی انتظامیہ خواہ وہ کسی سرکاری سکول کی انتظامیہ ہو یا پرائیویٹ سکٹر کے کسی سکول کی' اسے اکثر و بیشتر یہ احساس ہی نہیں ہوتا کہ اس کا بنیادی فرض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بچوں کی تربیت کرنا اور تعلیمی ادارے میں تربیت کا ماحول پیدا کرنا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کے لیے پلاننگ اور منصوبہ بندی کی ضرورت ہے' اس کے لیے تنظیم' بہت سے عملی اقدامات ' ان اقدامات کی افادیت کے تجزیے اور طلبہ پر ان کے اثرات کا جائزہ لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ عمل تربیت کی جانچ (Evaluation) بھی اس کا اہم عنصر ہے اور یہ سارے کام اسی وقت ہو سکتے ہیں جب انتظامیہ کو اس کام کا احساس ہو اور وہ پوری تندہی سے اپنے اس فرض سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کرے۔

پاکستان کے تعلیمی اداروں میں اس وقت تربیت کا فقدان ہے (بدقسمتی سے اس میں مذہبی مدارس بھی شامل ہیں۔ اگرچہ وہاں تربیتی مسائل کی نوعیت ذرا مختلف ہے' جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں) بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ صحیح تربیت کا فقدان ہے۔ تعلیم کا جو بھی نظام ہو وہ کچھ نہ کچھ تربیت تو کرتا ہی ہے خواہ وہ فرد اور معاشرے کے نظریات کے مطابق ہو یا نہ ہو بلکہ دیکھا جائے تو بے مقصدیت بھی ایک مقصد ہوتی ہے اور بے دینی بھی ایک دین ہے۔ یوں ہمارے ہاں تعلیمی اداروں میں کچھ نہ کچھ تربیت تو طلبہ کی ہو رہی ہے لیکن یہ نہ تعمیری ہے نہ اسلامی بلکہ یہ جزوی' ناقص اور غیر اسلامی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اکثر لوگوں کو یہ پتہ ہی نہیں کہ اسلامی نقطہ سے صحیح تربیت کیسے کی جاتی ہے؟ ہمارے دینی مدارس' سکولوں' کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تربیت اساتذہ کا کوئی تصور موجود ہی نہیں۔ پرائیویٹ سیکٹر کے سکولوں کے اساتذہ کی اکثریت بھی تربیت یافتہ نہیں ہوتی تاہم سرکاری سکولوں میں یا چند اچھے پرائیویٹ سکولوں میں اساتذہ کے تربیت یافتہ ہونے پر اصرار کیا جاتا ہے۔ لیکن جیسا کہ ابھی ذکر ہوا ان اساتذہ کو تربیت گاہوں میں یہ چیز سکھائی ہی نہیں جاتی کہ خود اچھا مسلمان کیسے بننا ہے اور بچوں کو اچھا مسلمان کیسے بنانا ہے۔ اور ظاہر ہے جس چیز کی انہیں تربیت ہی نہیں دی جاتی وہ اس کا اطلاق طلبہ پر کیسے کر سکتے ہیں؟ اسی بنا پر جب ہم ۱۹۹۱۔۱۹۹۳ء میں پاکستانی سکولوں کے نصابات کی اسلامی تشکیل نو پر کام کر رہے تھے تو ہمیں احساس ہوا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کہ نصاب اور نصابی کتب کی اصلاح اور تدوین نو کی ضرورت تو ہے ہی لیکن ایک فوری ضرورت یہ بھی ہے کہ اساتذہ اور تعلیمی اداروں کے منتظمین کو تربیت طلبہ کی نہ صرف اہمیت بتائی جائے بلکہ ان کو یہ بھی بتایا جائے کہ صحیح اسلامی تربیت کس طرح کی جاتی ہے۔ چنانچہ ہم نے ''تعلیمی ادارے اور کردار سازی'' کے عنوان سے ایک کتاب لکھی جو عزیز بک ڈپو' اردو بازار' لاہور نے طبع کی اور اس وقت بھی مذکورہ ناشر سے مل سکتی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ بچوں کی اسلامی تربیت ایک مشکل مسئلہ ہے۔ اس پر تحریری کام بھی کم ہے اور عملی تجربات بھی نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ماضی میں ہمارے ہاں جو تربیتی نظام تھا (خانقاہ کی صورت میں) اس کو جدید اور صحیح اسلامی انداز میں موجودہ تعلیمی نظام کے ساتھ متعلق و مربوط کرنا بھی ایک مشکل مرحلہ ہے لیکن سارے مشکل کام کرنے ہی سے آسان ہوتے ہیں لہٰذا اصل ضرورت یہ ہے کہ صحیح نقطۂ نظر کے ساتھ اس کام پر لگ جایا جائے۔ عملی تربیت کی انہی مشکلات کے پیش نظر ہمارا اصرار یہ ہے کہ ابتداء میں ایک ماڈل تعلیمی ادارے کا قیام ناگزیر ہے جو تربیت کا ایک مربوط نظام عملاً قائم کر کے دکھائے اور پھر دوسرے تعلیمی ادارے اس کی پیروی کریں۔

## ۶۔ مغربی فکر و تہذیب کا غلبہ

مغربی تہذیب اس وقت دنیا کی غالب تہذیب ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی میں اس کا تفوق مسلمہ ہے۔ حربی قوت میں وہ سب سے برتر ہے۔ دنیا کی معیشت اور سیاست پر اس کا غلبہ ہے۔ علم و تحقیق میں وہ سب سے آگے ہے اور بنیادی بات یہ کہ اس کی فکر ہی اس وقت دنیا کی غالب فکر ہے اور یہی سبب ہے باقی شعبوں میں اس کے غلبے اور تفوق کا۔ سوء اتفاق یہ کہ مغربی تہذیب اس وقت ابھرنا شروع ہوئی جب مسلمان رو بہ زوال تھے' جب کہ ماضی میں وہ اہل مغرب کے نہ صرف حریف رہے تھے بلکہ ان پر غالب بھی آ چکے تھے اور زندگی کے اکثر شعبوں میں ان کے تہذیبی تفوق اور فکری برتری سے اہل مغرب مرعوب بھی تھے اور ان کے خوشہ چین بھی۔ چنانچہ جوں ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انہوں نے سر اٹھایا پہلا کام یہ کیا کہ مسلمانوں کو فکری اور عملی طور پر مغلوب کیا اور ان کے علاقوں پر قبضہ کر کے ان کی فکر و تہذیب کو روند ڈالا۔

یہاں ایک اہم بات جملۂ معترضہ کے طور پر عرض ہے (کہ تفصیل کا یہ موقع نہیں) کہ مسلمانوں کے زوال کی وجہ یہ نہیں تھی کہ ان کے نظریات کو زمانے نے غلط اور ناقص ثابت کر دیا تھا بلکہ ان کے زوال کی وجہ ان صالح نظریات کے ساتھ کمٹمنٹ میں کمی اور ان پر یکسوئی اور شدت کے ساتھ عمل نہ کرنا تھا جن پر وہ ایمان رکھتے تھے۔ اور اہل مغرب کی تہذیبی برتری اور غلبے کی وجہ یہ نہ تھی کہ ان کے نظریات مسلمانوں کے نظریات کے مقابلے میں اعلیٰ و برتر اور زیادہ قابل عمل تھے بلکہ اہل مغرب کے تفوق اور برتری کی وجہ تھی ان بنیادی انسانی اوصاف اور اصولوں پر شدت سے عمل جو ہمیشہ سے فطری طور پر ہر قوم کے لیے غلبے اور استعلیٰ کا سبب رہے ہیں یعنی نظم و ضبط، محنت، علمی ترقی، تحقیق کی عادت اور ان کے نتیجے میں سائنس و ٹیکنالوجی میں ترقی اور حربی و معاشی قوت میں اضافہ۔

یہ ایک سیدھی اور سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ غالب قومیں صرف ملک اور علاقے فتح نہیں کرتیں بلکہ دل و دماغ بھی فتح کرتی ہیں چنانچہ اہل مغرب نے مسلم علاقوں پر قبضہ کیا تو ان کے روبہ زوال سیاسی، معاشرتی، معاشی، تعلیمی اور قانونی اداروں کو ختم کر دیا اور ان کی جگہ اپنی فکر و نظر کے مطابق نئے ادارے قائم کیے، خصوصاً انہوں نے مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کا نظام ختم کر دیا اور اس تعلیمی نظام سے استفادہ کرنے والوں پر ملازمتوں اور روزگار کے دروازے بند کر دیے۔ انہوں نے اس کی بجائے اپنے نظریات کے مطابق تعلیمی نظام قائم کیا اور اس کے نتیجے میں بقول لارڈ میکالے ان تعلیمی اداروں سے جو لوگ فارغ ہو کر نکلے وہ نام کے تو مسلمان اور ہندو تھے لیکن باقی ہر لحاظ سے (یعنی اپنی فکر و نظر، رہن سہن وغیرہ میں) وہ مکمل طور پر مغربی فکر و تہذیب کے دلدادہ اور اس پر عمل پیرا تھے۔ پھر استعمار نے کمال عیاری سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



معاشرے کے سربرآوردہ طبقات جیسے جاگیرداروں‘ سرمایہ داروں اور سیاستدانوں میں نفوذ کیا اور انہیں اپنی زلف گرہ گیر کا اسیر بنایا‘ بلکہ مراعات دے کر اور سرپرستی کر کے ایسے طبقات پیدا کیے اور انہیں پروان چڑھایا۔ پھر جب قدرت نے (پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے نتیجے میں) انہیں مجبور کیا کہ وہ مسلم علاقوں سے دست بردار ہوں تو انہوں نے اپنے پروردہ انہی طبقات کو مسلم معاشرے پر مسلط کر دیا اور یہ طبقات اپنے آقاؤں کے چلے جانے کے باوجود آج بھی انہی کے نظریات اور انہی کی فکر وتہذیب کے مطابق سوچتے اور عمل کرتے ہیں‘ اسی کو ترقی وتہذیب کا اعلیٰ نمونہ سمجھتے ہیں اور انہی کی مدد سے آج بھی اپنے معاشرے کو ان کے افکار ونظریات کے مطابق بدلنا چاہتے ہیں۔ پاکستان کی سول اور ملٹری بیوروکریسی‘ جاگیردار اور سرمایہ دار طبقات کی اشرافیہ اور ان سے چھن کر اوپر آنے والے سیاستدان‘ ان سب کی اکثریت آج بھی مغرب اور مغربی تہذیب کی فریفتہ ہے۔ ہمارے ہاں سیاسی اور انتظامی سطح پر کوئی کلیدی فیصلہ آج بھی امریکہ اور یورپ کی مرضی کے بغیر نہیں ہوتا۔ ملک کی دفتری زبان آج بھی انگریزی ہے۔ مقابلے کے امتحانوں کی زبان بھی انگریزی ہی ہے۔ آج بھی لوگ سوٹ اور نکٹائی پہن کر اپنے آپ کو معزز سمجھتے ہیں اور منہ بگاڑ کر انگریزی بولنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ اردو کے مقابلے میں انگریزی میڈیم کو اونچی چیز سمجھتے ہیں اور جب ان کا تین چار سالہ کا بچہ اپنی توتلی زبان میں ”ٹونکل ٹونکل لٹل سٹار“ سکول سے سیکھ کر آتا ہے تو والدین خوشی سے نہال ہو جاتے ہیں اور اپنا پیٹ کاٹ کر اپنے بچے کو مہنگے سے مہنگے انگریزی میڈیم سکول میں داخل کراتے ہیں تاکہ کل اسے اچھا روزگار ملے اور وہ کامیاب زندگی گزارے۔

مغربی فکر وتہذیب سے مرعوبیت اور اس کی سربلندی کی یہ فضا آج بھی مغربی استعمار نے پاکستان اور دوسرے مسلمان معاشروں میں قائم کر رکھی ہے جس کے نتیجے میں آزادی کے باوجود غلامانہ ذہنیت نہ صرف پوری طرح موجود ہے بلکہ برابر ترقی کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رہی ہے۔ ملک کے مفاد پرست بالاتر طبقات پاکستانی معاشرے میں کوئی موثر اور حقیقی تبدیلی لانا نہیں چاہتے اور نہ کسی کو لانے دیتے ہیں۔ ظاہر ہے سیاسی سطح پر اس مافیا کا حریف بن کر اس کو مات دینا ناممکن کی حد تک مشکل ہے کیوں کہ مغرب اپنی پوری سیاسی اور حربی قوت کے ساتھ آج بھی پوری طرح اس کا پشت پناہ ہے۔ اس مافیا کے چنگل سے نکلنے کی ایک عمدہ صورت یہ تھی کہ مسلم عوام کو اپنا ہم خیال بنا کر ان شعبوں میں متحرک و منظم کیا جاتا جہاں حکومتی تسلط سے بچ کر کام کرنے کے مواقع موجود تھے جن میں سرفہرست تعلیم و تربیت کا شعبہ ہونا چاہیے تھا تاکہ فکر و نظر اور تعلیم و تربیت کی تبدیلی سے عوام کو مغربی فکر و تہذیب کی مرعوبیت سے نکالا جاتا اور اسلام پر عمل کو وجہ افتخار بنا دیا جاتا' لیکن ہم افسوس سے عرض کرتے ہیں کہ اس ملک کے دینی عناصر اس بات کی اہمیت کو آج تک سمجھ ہی نہیں سکے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے دینی مدارس غلام ہندوستان میں ۱۸۶۷ء میں قائم کردہ دیوبند کی آج بھی من و عن نقل کر رہے ہیں اور ہمارے دین دار لوگ جدید تعلیم کے جو ادارے قائم کر رہے ہیں وہ غلام ہندوستان کے قائم کردہ علی گڑھ کی ہو بہو نقل ہیں۔ غلامی کے دور میں قائم کردہ اور غلامانہ ذہنیت پیدا کرنے والے نظام تعلیم و تربیت کو باقی اور جاری رکھ کر یہ دینی عناصر اپنا اور قوم کا اسلامی مستقبل خود برباد کر رہے ہیں لیکن انہیں اس کا شعور نہیں۔ یا لیت قومي یعلمون.

مختصر یہ کہ مذکورہ بالا پانچ عوامل کے تجزیے سے ہم بآسانی اس نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں کہ جہاں تک ہمارے اسلامی تشخص کی بقاء و استحکام اور ملی مفادات کے حصول کا تعلق ہے تو ہمارا نظام تعلیم و تربیت ان مقاصد کے حصول میں قطعی ناکام ہو چکا ہے اور بحران کا شکار ہے۔

اب آیئے موضوع کے تیسرے حصے کی طرف کہ جب یہ تعلیمی بحران موجود ہے تو اپنے نظام تعلیم کو ہم اس بحران سے کیوں کر نکال سکتے ہیں اور کس طرح اسے ناکامی کے گڑھے سے نکال کر کامیابی کے راستے پر ڈال سکتے ہیں؟ اس سوال کا اصولی جواب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تو یہی ہے کہ یہ کام مملکت خداداد پاکستان کے ارباب بست وکشاد کے کرنے کا ہے یہ مملکت لا الہ الا اللہ کے نعرے پر وجود میں آئی تھی اور اس کے بنانے والوں نے اس کے قیام سے پہلے اور بعد ہمیشہ اس کا اعلان کیا کہ وہ اسے اسلام کی تجربہ گاہ بنانا چاہتے تھے تاکہ مسلمان یہاں اپنی زندگیاں اللہ ورسول کے احکام کے مطابق گزار سکیں۔ ظاہر ہے کہ اس کا پہلا تقاضا یہ ہے کہ یہاں نظام تعلیم وتربیت کو صحیح کیا جائے اور اس کی اسلامی تشکیل نو کی جائے لیکن یہ ایک کتابی بیان تو ہے اصل اور معروضی صورت حال سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ تلخ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے ارباب بست وکشاد کو نظام تعلیم کی مذکورہ اصلاح سے کوئی دلچسپی نہیں' بلکہ غلط نہ ہوگا اگر یہ کہا جائے کہ وہی تو اس کے بگاڑ کے ذمہ دار ہیں وہ اس کی اصلاح کیا کریں گے؟

لیکن سوال یہ ہے کہ اگر حکومت پاکستان کو اس اصلاح سے دلچسپی نہیں (یہاں مقصود کوئی خاص حکومت نہیں بلکہ طبقہ مقتدرہ ''اسٹیبلشمنٹ'' ہے خواہ حکمران جاگیردار اور سرمایہ دار ہوں، سیاستدان یا فوجی افسر ہوں) تو کیا افراد ملت کا بس یہی کام ہے کہ وہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں اور اس بگاڑ کو بڑھتے اور ملک وملت کو تباہ ہوتے ہوئے دیکھتے رہیں یا ان کا یہ کام ہے کہ وہ اس صورت حال کی اصلاح کے لیے اٹھ کھڑے ہوں اور جو کچھ ان سے بن پڑے وہ کر گزریں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت کرنے کا کام یہ ہے کہ وہ لوگ جو احساس زیاں رکھتے ہیں' جو موجودہ نظام تعلیم کی ناکامی کے اس تجزیے سے متفق ہیں جو سطور بالا میں کیا گیا' وہ جمع ہوں اور مل کر گراس روٹ لیول سے تعلیمی اصلاح کی تحریک چلائیں اور لوگوں کے فکر ونظر کو بدلیں' انہیں زیاں کا احساس دلائیں اور انہیں اپنا ہم خیال بنائیں۔ جو لوگ ان کی بات سمجھ لیں اور ان سے اتفاق کریں وہ ان کو متحرک اور منظم کریں۔ موجودہ نظام تعلیم کی اصلاح بلکہ یوں کہیے کہ نظام تعلیم کی اسلامی تشکیل نو کے لیے اس طرح کی تحریک کا لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے؟ اس بارے میں ہماری تجاویز درج ذیل ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۱۔ نئے تعلیمی ماڈل کی ضرورت : موجودہ نظام تعلیم کے اندر رہتے ہوئے کوئی اصلاحی عمل نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوسکتا کیونکہ دین سے محبت رکھنے والا کوئی امیر آدمی یا عالم دین جب عوام کی دینی تعلیم کا انتظام کرنے کا سوچتا ہے تو وہ ویسا ہی دینی مدرسہ بناتا ہے جس طرح کے ہزاروں مدرسے پہلے سے ہمارے ہاں موجود ہیں۔ اسی طرح دینی مقاصد سے ہمدردی رکھنے والا ایک آدمی بھی جب جدید تعلیم کے میدان میں داخل ہوتا ہے تو وہ اسی طرح کا سکول بناتا ہے جس طرح کے سکول اور کالج معاشرے میں چل رہے ہیں گویا کہ ؎ ہر کہ در کان نمک رفت نمک شد۔ اس طرح کا دینی مدرسہ یا جدید سکول بنانا تو گویا بہتے دریا کے ساتھ بہتے چلے جانا ہے' معاشرے کی کارفرما غیر اسلامی قوتیں معاشرے کو جدھر لے جارہی ہیں اسی راستے پر چل پڑنا ہے۔ اس سے تو بہتر ہے کہ آدمی کوئی دوسرا کام کرلے یا اگر اس سے رزق وابستہ ہو تو یہ کام کرنے سے بہتر ہے کہ آدمی پھاوڑا چلا کر روٹی کما لے۔ دراصل اس وقت ضرورت ایسے افراد کی ہے جو حریت فکر و عمل پر یقین رکھتے ہوں' جو مکھی پر مکھی مارنے کو کام نہ سمجھتے ہوں اور نہ بہتے دریا کے ساتھ بہنے کو کارنامہ سمجھتے ہوں۔ اس وقت ایسے جوان فکر افراد کی ضرورت ہے جو بہتے دریا کے دھارے کے خلاف چل سکیں بلکہ اس کا رخ موڑنے کا عزم رکھتے ہوں۔ تعلیمی میدان میں کرنے کا سب سے بڑا کام یہ ہے کہ نیا تعلیمی ماڈل قائم کیا جائے۔

ہمارے ملک کا نظام تعلیم اس وقت دو تعلیمی ماڈلوں کی پیروی کر رہا ہے' ایک دیوبند کا ماڈل اور دوسرے علی گڑھ کا ماڈل۔ ہمارے ہزاروں دینی مدرسے دیوبند ہی کی نقل ہیں اور ہمارے ملک کے سارے سکول' کالج اور یونیورسٹیاں علی گڑھ ہی کا دوسرا روپ ہیں۔ ہم دیوبند اور علی گڑھ کی دینی اور ملی خدمات کا انکار نہیں کرتے اور نہ ان کے نظام تعلیم میں کیڑے نکالنے بیٹھے ہیں لیکن سیدھی سی بات ہے کہ دیوبند کے لائحہ عمل کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اہمیت ۱۸۶۷ء میں تو تھی آج ۲۰۰۵ء میں نہیں ہے۔ یقیناً ہمیں آج بھی دینی تعلیم اور دینی علوم کے ماہرین کی ضرورت ہے بلکہ اشد ضرورت ہے لیکن ضروری نہیں ہے کہ اس کا نقشہ ۲۰۰۵ء کے آزاد پاکستان میں بھی وہی ہو جو ۱۸۶۷ء کے غلام ہندوستان میں تھا۔ ہمیں تسلیم ہے کہ ہمیں جدید علوم وفنون کی ضرورت ہے بلکہ اس وقت سے بھی زیادہ ان کی ضرورت ہے جب سرسید نے ۱۸۷۵ء میں علی گڑھ کالج قائم کیا تھا لیکن ہمارا کہنا صرف یہ ہے کہ اس کا نقشہ ۲۰۰۵ء میں وہ نہیں ہونا چاہیے جو سرسید نے ۱۸۷۵ء میں وضع کیا تھا۔ آج ہمارے ملی تقاضے کچھ اور ہیں تب کچھ اور تھے۔ کہاں ۱۸۷۵ء اور کہاں ۲۰۰۵ء۔ اس دوران راوی کے پلوں سے بہت سا پانی بہہ چکا۔ یہ بات محاورتاً ہمارے قلم سے نکل گئی ورنہ آج کی حقیقت تو یہ ہے کہ راوی خشک ہو چکا۔ اب اس کے پلوں کے نیچے سے پانی بہتا ہی نہیں۔ وہ تہہ دریا جہاں صدیوں لہریں پرے مارتی تھیں آج وہاں سے بگولے اٹھتے ہیں۔ یہ ہوتی ہے حالات کی تبدیلی اور اس تبدیلی کے تقاضے یہ ہیں کہ پہلے حکومتیں بڑے بڑے بند بناتی تھیں تا کہ راوی کا پانی شہر میں داخل نہ ہو جائے۔ آج ۲۰۰۵ء میں ماہرین اب یہ کہہ رہے ہیں کہ راوی کنارے ایک جھیل بنائی جائے تا کہ لاہور کی زیر زمین پانی کی سطح بہت نیچے نہ چلی جائے' فاعتبروا یا اولی الابصار.

خیر یہ تو ایک جملۂ معترضہ تھا' بات یہ ہو رہی تھی کہ آج ایک نئے تعلیمی ماڈل کی ضرورت ہے یہ تعلیمی ماڈل کیسا ہونا چاہیے؟ مقالے کی تنگ دامانی کے پیش نظر ہم تفصیل میں جائے بغیر تلخیصاً کہتے ہیں کہ نیا تعلیمی ماڈل علی گڑھ اور دیوبند کا حسین امتزاج ہونا چاہیے جس میں دونوں کی خوبیاں تو ہوں لیکن دونوں کی خامیوں سے وہ مبرا ہو۔ دوسرے لفظوں میں نئے تعلیمی ماڈل کی فکری بنیادیں یہ ہونی چاہییں:

۱۔ جدید تعلیم اس طرح دی جائے کہ دینی تعلیم نہ صرف اس کا معتد بہ حصہ ہو بلکہ اس کا تناظر بھی اسلامی ہو۔

۲۔ دینی تعلیم اس طرح دی جائے کہ جدید علوم کا تعارفی وتنقیدی مطالعہ بھی اس کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حصہ ہو اور اس کے فارغ التحصیل عالم جدید معاشرے کی ضروریات سے باخبر اور اس کے چیلنجوں سے عہدہ برآ ہونے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

۳۔ نظام تعلیم ایک ہو اس میں دین و دنیا کی ثنویت نہ ہو۔

۴۔ اسلامی تربیت اور تزکیہ نظام تعلیم کی بنیاد اور اس کا جزء لاینجزی ہو اور نظام تعلیم میں اس کا وزن تدریس سے کسی طور کم نہ ہو۔

۵۔ مغربی فکر و تہذیب کی بالادستی کو شعوری طور پر رد کر دیا جائے۔ اسلامی فکر و تہذیب کی بنیادوں کو اجاگر کیا جائے' اس پر امت کا افتخار بحال کیا جائے اور مغربی فکر و تہذیب کا تنقیدی مطالعہ ہر تعلیمی سطح پر کیا جائے۔

یہ تعلیمی ماڈل سکول سے لے کر یونیورسٹی کی سطح تک ہوتا کہ ہر سطح کے تعلیمی اداروں کے لیے نمونے کا کام دے سکے' بلکہ بہتر ہوگا کہ اس کا آغاز یونیورسٹی کی سطح سے کیا جائے کیونکہ یونیورسٹی کو تعلیمی خود مختاری حاصل ہوتی ہے اور وہ اپنے تعلیمی و تربیتی مناہج اپنی مرضی سے وضع کر سکتی ہے جبکہ نچلی سطح پر بہت سی پابندیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور حکومتی نصابات کی پیروی ناگزیر ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس تعلیمی ماڈل کو نیا نصاب بنانا ہوگا' تربیت اساتذہ کے نئے سانچے بنانا ہوں گے' طلبہ کی تربیت کے لیے نئے تجربات کرنا ہوں گے اور نئے ڈھنگ وضع کرنا ہوں گے۔ تاہم توقع ہے کہ ایک دفعہ جب اس طرح کا تعلیمی ماڈل قائم ہو جائے گا اور کامیابی سے کام کرنے لگے گا اور اس کے عمدہ نتائج سامنے آ جائیں گے تو پھر لوگ خود بخود اس کی پیروی کرنا شروع کر دیں گے۔ وہ ایک منارہ نور ہوگا جس کی روشنی دور دور تک افق میں اجالا بکھیر دے گی' ان شاء اللہ۔

اس سے پہلے علی گڑھ اور دیوبند کی فکر کو جمع اور مدغم کرنے کی دو بڑی کوششیں ہو چکی ہیں لیکن دونوں مطلوبہ نتائج نہ دے سکیں۔ ندوہ عربیت کی طرف لڑھک گیا اور جامعہ ملیہ قوم پرستوں کے نرغے اور دیگر کئی وجوہ سے کوئی واضح نقش نہ جما سکی۔ آج

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حالات کے تقاضے اور چیلنج مختلف ہیں اور بیدار مغزی کے ساتھ ماضی کی ناکامیوں سے سبق سیکھنے کی ضرورت ہے۔ مسلمان تعلیم و تربیت کے شعبے میں پرائیویٹ سیکٹر میں عظیم پیشرفت اور ترقی کی صدیوں پرانی اور روشن تاریخ رکھتے ہیں۔ خود ہندوستان میں دیوبند' علی گڑھ' ندوہ' جامعہ ملیہ' حمایت اسلام وغیرہ کی تعلیمی تحریکیں کامیابی سے ہمکنار ہوچکی ہیں۔ آج بھی نئے تعلیمی ماڈل کے قیام کا کام پرائیویٹ سیکٹر میں ہونا چاہیے (کہ حکومتوں کے پاس ان بکھیڑوں میں الجھنے کا وقت کم ہی ہوتا ہے) بس کچھ دیوانوں کی ضرورت ہے جو ہمت مرداں مدد خدا کا نعرہ لگا کر چل پڑیں اور ملت کو اس کے لیے متحرک و منظم کریں اور اپنے اجر کی امید اللہ سے رکھیں جو کبھی کسی محنت کرنے والے کی محنت ضائع نہیں کرتا۔

۲۔ نئے تعلیمی ماڈل کے قیام کے ساتھ ساتھ مجوزہ تعلیمی اصلاح کی تحریک کو ملک بھر میں پھیلے ہوئے تعلیمی اداروں سے رابطہ قائم کرنے' ان تک اپنا پیغام پہنچانے' ان کے ساتھ اصلاحی اسکیم پر ڈائیلاگ کرنے اور عملی اصلاحی اقدامات کرنے کے لیے تنظیمی نیٹ ورک قائم کرنا چاہیے۔ اس غرض کے لیے تین ڈائریکٹوریٹ یا شعبے قائم کرنے چاہییں ایک جو سکولوں کی سطح پر کام کرے' دوسرا جو اعلیٰ تعلیم کی سطح پر کام کرے اور تیسرا جو دینی مدارس سے مل کر کام کرے۔ نئے تعلیمی ماڈل کی اعانت سے ملک بھر میں پھیلے ہوئے تعلیمی اداروں کے نصابات کی اصلاح' تدریس اساتذہ اور تربیتی اقدامات وغیرہ کے سلسلے میں مجوزہ ڈائریکٹوریٹ اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

۳۔ نئے تعلیمی ماڈل کے قیام کے بعد مجوزہ' تحریک کو شرح خواندگی بڑھانے کے اقدامات کی طرف توجہ دینا چاہیے۔ اس کے لیے اگر تحریک اپنا پیغام اور تنظیم ہر قصبے اور گاؤں تک پہنچا سکے تو ایک عظیم تعلیمی انقلاب رونما ہوسکتا ہے کیونکہ ہر قصبے اور گاؤں بلکہ ہر محلے میں مسجدیں موجود ہیں اور ہر مسجد کا ایک امام بھی ہوتا ہے جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عموماً خواندہ ہوتا ہے۔اسی طرح ہر آبادی میں ریٹائرڈ استاد' سول یا فوجی افراد' بیروزگار' پڑھے لکھے نوجوان موجود ہیں جن کے پاس فارغ وقت ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر بستی میں کچھ نہ کچھ کھاتے پیتے لوگ ہوتے ہیں جو خیر کے کاموں میں کچھ ہاتھ بٹا سکتے ہیں۔ مجوزہ تحریک اگر ہر گاؤں یا محلے میں ایک تعلیمی کمیٹی بنا سکے جس کے ارکان مندرجہ بالا طبقات کے افراد ہوں تو آسانی سے ایک ایسی ٹیم وجود میں آ سکتی ہے جو اس بستی میں ایک مسجد سکول چلا سکے جس میں اس بستی کے طلبہ پڑھ سکیں۔ اس طرح کی عوامی تعلیمی کمیٹیاں اپنی بستی میں قلیل مدتی غیر رسمی تعلیم' پرائمری تعلیم' تعلیم بالغاں' ووکیشنل سکول وغیرہ بھی آسانی سے چلا سکتی ہیں۔ جن کمیٹیوں کو زیادہ وسائل میسر آ جائیں مثلاً بڑے شہروں میں یا بیرون ملک پاکستانیوں کی مدد سے' وہ بڑے تعلیمی پراجیکٹ بھی شروع کر سکتی ہیں۔

۴۔ جہاں تک تفصیلات کا تعلق ہے کہ نصابات میں کیا اصلاح کی جائے گی اور تدریس اساتذہ کا پروگرام موجودہ تربیتی پروگراموں سے کیسے مختلف ہو گا یا تربیت وتزکیہ کے لیے کیا اقدامات کیے جائیں گے یا تعلیمی معیار کی بہتری کے لیے کون سے اقدامات کیے جائیں گے؟ وغیرہ وغیرہ تو ان سب سوالوں کے جوابات دیے جا سکتے ہیں لیکن اس صورت میں یہ مقالہ بہت طویل ہو جائے گا اور جہاں تک ان موضوعات پر مجمل اشارات کا تعلق ہے تو وہ سطور بالا میں آ چکے ہیں لہٰذا ہم انہی پر کفایت کرتے ہیں۔

[سہ ماہی 'تعلیمی زاویے' ،لاہور،اکتوبر ۲۰۰۱ء]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# مراجع


۱۔ ملاحظہ ہو ٹرانسپیرینسی انٹرنیشنل کی رپورٹ، مطبوعہ دی نیوز، ۱۵ ستمبر ۲۰۰۰ء

۲۔ امام احمد بن حنبل، المسند، ج ۲ ص ۳۸۱، المکتب الاسلامی، بیروت ۱۹۸۳ء

۳۔ مشرقی پاکستان میں شکست پر بھارتی وزیر اعظم اندرا گاندھی کا بیان در روز نامہ نوائے وقت لاہور، ۱۸ دسمبر ۱۹۷۱ء

۴۔ بھارتی رہنما ایڈوانی کا بیان در روز نامہ نوائے وقت لاہور، ۱۹ فروری ۲۰۰۱ء

۵۔ اکنامک سروے آف پاکستان برائے سال ۲۰۰۰ء، ص ۱۳۹ ومابعد، وزارت مالیات، حکومت پاکستان، اسلام آباد

۶۔ اکنامک سروے آف پاکستان، ص ۶، ۱۱۷

۷۔ سعید احمد رفیق، مسلمانوں کا نظام تعلیم، ص ۱۵۱ و مابعد، آل پاکستان ایجوکیشنل کانگریس کراچی، ۱۹۶۲ء

۸۔ The Statesman's Year Book, 2001, s.v

۹۔ الکہف ۱۸:۱۹

۱۰۔ القصص ۲۸:۲۶

۱۱۔ امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الایمان باب سوال جبریل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۶، طبع دارالسلام، الریاض ۱۹۹۹ء

۱۲۔ امام النسائی، السنن، کتاب الضحایا، باب الامر باحداد الشفرہ، ص ۲۳۷۵، طبع دارالسلام، الریاض ۱۹۹۹ء

۱۳۔ امام مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الصید ..... باب الامر باحسان الذبح ...... ، ص ۱۰۲۷، طبع دارالسلام، الریاض ۱۹۹۹ء

۱۴۔ الاعلیٰ ۸۷:۱۴۔۱۹

۱۵۔ البقرہ ۲:۱۵۱

۱۶۔ مولانا امین احسن اصلاحی، تزکیہ نفس، ج ۱ ص ۱۷، ملک سنز، فیصل آباد، ۱۹۸۱ء

۱۷۔ ابن منظور، لسان العرب، ج ۱۴ ص ۳۵۸، دار صادر، بیروت، بدون تاریخ


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# پاکستان میں تعلیم کی اسلامائزیشن

## مفہوم

تعلیم کی اسلامائزیشن سے ہماری مراد ہے نظام تعلیم کو 'اسلامیانا' یعنی تعلیم کے موجودہ نظام کو تعلیم کے اسلامی تصورات اور تقاضوں کے مطابق بدلنا یا دوسرے لفظوں میں نظام تعلیم کی اسلامی تشکیل جدید۔

بعض اصحاب 'اسلامائزیشن' کی اصطلاح کو غلط سمجھتے ہیں۔ اگر انہیں اسلامائزیشن کے اس مفہوم سے اختلاف نہ ہو جو ہم نے بیان کیا ہے تو پھر یہ محض ایک اصطلاح کے استعمال اور عدم استعمال اور اپنے اپنے ادبی ذوق کی بات ہے۔ ہم نے اس لفظ کو اس کے اختصار اور جامعیت کی بنا پر اختیار کیا ہے۔ جو اصحاب اسے پسند نہ کریں وہ کوئی دوسری متبادل اصطلاح اختیار کر سکتے ہیں۔ تاہم بعض اہل علم یہ سمجھتے ہیں کہ ایک تو اسلام ہے اور دوسرا غیر اسلام، یہ 'اسلامائزیشن' کیا بلا ہے؟ ان کی خدمت میں عرض ہے کہ اسلام عقائد و نظریات اور احکام کے مجموعے کا نام ہے' اسے ماننے اور قبول کرنے والے انسان ہوتے ہیں جو کسی معاشرے کا جزو ہوتے ہیں اور کوئی معاشرہ اپنی جڑیں ہوا میں رکھ کر قائم نہیں رہ سکتا' ہر انسانی معاشرے کے اچھے یا برے کچھ اصول اور قاعدے ہوتے ہیں جن پر وہ قائم ہوتا ہے' اس میں اچانک تبدیلی آ ہی نہیں سکتی' لائی ہی نہیں جا سکتی۔ یہ کام ہمیشہ تدریج سے ہوتا ہے۔ پھر یہ تبدیلی نوعیت کے لحاظ سے مکمل ہو سکتی ہے بشرطیکہ معاشرہ اور اس کے افراد اس مکمل تبدیلی کو برضا و رغبت قبول کرنے اور ہضم کرنے کے قابل ہوں۔ اسلام مکمل تبدیلی کا قائل ہے وہ فرد اور معاشرے کو اپنے تصورات کے مطابق کلی طور پر تبدیل کرنا چاہتا ہے لیکن یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کام اچانک نہیں بلکہ تدریج سے کرنا چاہتا ہے جیسا کہ قرآن حکیم کے احکام اور نبی کریم ﷺ کے ان احکام پر عمل درآمد کے طریق کار سے صاف واضح ہوتا ہے لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے جب (فرد اور) معاشرہ ان نظریات کو قبول کرنے اور ان پر برضا ورغبت عمل کرنے کا خواہش مند ہو۔ آنحضرت ﷺ نے جب مدنی معاشرے میں اسلام نافذ کیا تو مکمل طریقے سے کیا (گو تدریج سے کیا اور الٰہی ہدایت کے مطابق عرب کی صالح اعراف کو قبول کر لیا سب کو ترک نہیں کیا) کیونکہ افراد معاشرہ اس کو مکمل طور پر قبول اور جذب کرنے پر برضا ورغبت آمادہ تھے۔ اس وقت پاکستانی معاشرے کی جو کیفیت ہے اس میں نفاذ اسلام کے لیے تدریج بہت ضروری ہے کیونکہ نہ صرف یہ کہ معاشرہ بہت سی نیم اسلامی اور غیر اسلامی بنیادوں پر قائم ہے جنہیں اچانک نہیں گرایا جا سکتا بلکہ اگر حقیقت پسندی سے (اور جذبات سے الگ ہٹ کر) سوچا جائے تو یہ ماننا پڑے گا کہ ہمارے حکمران اور افراد معاشرہ اسلام سے نظری اور جذباتی وابستگی کے باوجود عملاً اس کو کلی طور پر اپنانے اور نافذ کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں نتیجتاً ہمیں عبوری دور کے قوانین کی اس وقت تک ضرورت ہوگی جب تک معاشرہ اس ذہنی کیفیت کا حامل نہ ہو جائے کہ وہ اسلامی تبدیلی کو کلیتاً قبول اور ہضم کر سکے۔ اس کی مثال ہمارے سامنے ہے جب ایران میں انقلاب آیا تو اس نے کچھ عرصے کے لیے سکول، کالج اور یونیورسٹیاں بند کر دیں اور جب ضروری اقدامات کے بعد تعلیمی ادارے کھولے تو ان میں مکمل اسلامی نظام تعلیم نافذ کر دیا کیونکہ حکمران اور عوام اسلام کے نظام تعلیم کو کلی طور پر اپنانے کا ارادہ اور عزم رکھتے تھے۔ بدقسمتی سے اس وقت پاکستان میں یہ کیفیت موجود نہیں ہے یہاں نہ تو حکمران اسلام کے مکمل نظام کو نافذ کرنا چاہتے ہیں اور نہ ہی عوام اسلام سے جذباتی محبت رکھنے کے باوجود اس پر مکمل عمل درآمد پر تیار ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ عوام ان معاملات میں اسلام کی تعلیمات پر عمل نہیں کر رہے جن کا حکومت سے کوئی تعلق نہیں' مثلاً زکوٰۃ کی ادائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے وقت بنکوں سے رقوم نکال لینا' مذہب تبدیل کر لینا اور اسلامی قانون (قصاص و دیت) بننے پر ہڑتال کر دینا وغیرہ وغیرہ اسی کا مظہر ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ اگر کوئی حکمران یہاں اسلامی تعلیمات کو خالص اور مکمل طور پر نافذ کرنا بھی چاہے تو اسے عبوری قوانین کا اور تدریج کا سہارا لینا پڑے گا اور معاشرہ جن کیفیات کا حامل ہے انہیں ملحوظ خاطر رکھنا پڑے گا' اگر کوئی ایسا نہیں کرے گا تو وہ ناکام ہو جائے گا کیونکہ یہ وہ ٹیڑھی پسلی ہے جو بالکل سیدھا کرنے کی کوشش میں ٹوٹ جائے گی۔ اس پراسیس کو ظاہر کرنے کے لیے ہم ''اسلامائزیشن'' کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔

## اسلام کا تصور تعلیم

اسلام کا تصور تعلیم ہم پر اس وقت تک واضح نہیں ہو سکتا جب تک ہم پر خود اسلام کا تصور واضح نہ ہو لہٰذا ہم چند جملوں میں پہلے یہ بتانے کی کوشش کریں گے کہ اسلام کیا ہے؟

اسلام اللہ تعالیٰ کا وہ پیغام ہے جو اس نے انسانوں کی ہدایت کے لیے نازل فرمایا ہے۔ رسول اس پیغام کو انسانوں تک پہنچاتا ہے۔ جو انسان اس پیغام کو قبول کر کے اس کے سامنے سر اطاعت جھکاتا ہے وہ 'مسلم' ہے اور جو اس کا انکار کرتا ہے وہ 'کافر' ہے۔ یہ پیغام ایک جامع پیغام ہے جو کائنات' اس میں بسنے والے انسان اور اس کے بنانے والے خالق کے تعلقات کی نوعیت کو واضح کرتا ہے۔ وہ بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کائنات اور انسان کا خالق ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کا (عبد ہے) اس کی زندگی کا پہلا اور آخری ہدف یہ ہونا چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا جویا ہو اور اس کا طریقہ اس نے یہ بتایا ہے کہ وہ اس دنیا کی زندگی کو الٰہی احکام کے مطابق گزارے۔ دنیا کی زندگی اس کے لیے ایک امتحان ہے کہ وہ اسے اطاعت الٰہی میں گزارتا ہے یا نہیں؟ اس لیے عبد ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کائنات میں تصرف کا اور اپنے منہج زندگی کو (اچھا یا برا) خود اختیار کرنے کا اختیار دیا ہے (یہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انسان کے خلیفہ ہونے کا پہلو ہے)۔ دین اسلام ہمیں یہ بتاتا ہے کہ اس دنیا میں رہتے ہوئے انسان کو جو زندگی گزارنی چاہیے وہ مکمل عبودیت کی زندگی ہونی چاہیے۔ دین زندگی کے ہر چھوٹے بڑے معاملے میں انسان کو زندگی گزارنے کے صحیح طریقے سے آگاہ کرتا ہے اور انسان کے لیے مکمل عبودیت کا رویہ یہ ہے کہ وہ زندگی کی ہر چھوٹی بڑی بات میں اپنے خالق و مالک اور رب کا ہر حکم مانے اور اس کے احکام کے مقابلے میں اپنی ہر رائے کو تج دے اور سر تا پا اللہ کے رنگ میں رنگ جائے۔

جب 'اسلام' کا تصور یہ ہو تو 'اسلامی تعلیم' کا تصور مبہم نہیں رہتا۔ تعلیم کا اسلامی تصور یہ ہے کہ انسان خود ایسا علم حاصل کرے اور دوسروں کو (خصوصاً اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کو) ایسا علم دے جو اسے اس دین کا صحیح فہم عطا کرے، اس دین کے تقاضوں کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی ترغیب و تربیت دے۔ جہاں تک ان علوم ومہارات کا تعلق ہے جو اسے اس دنیا میں زندگی گزارنے کے لیے مطلوب ہیں تو یہ بھی اس کی زندگی کا ایک حصہ ہیں، دین کا ایک جزو ہیں کیونکہ اسلام میں دین و دنیا کی کوئی تفریق نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کے سنہری دور میں اور مسلمانوں کے عروج کے زمانے میں ان کے تعلیمی اداروں میں بہت سے ایسے علوم ومہارات کی تدریس کا بھی مکمل انتظام تھا جن کی معاشرے کو ضرورت تھی۔ چنانچہ مسلمانوں کی تعلیم گاہوں میں صرف قرآن وحدیث اور فقہ وعقائد کی تدریس ہی نہیں ہوتی تھی بلکہ سوشل سائنسز اور نیچرل سائنسز بھی پڑھائی جاتی تھیں مثلاً ادب' تاریخ' جغرافیہ' معاشیات' طب' زراعت' ہندسہ' ریاضی' فلکیات وغیرہ اور ان طویل صدیوں پر پھیلی ہوئی اسلامی تاریخ میں کبھی کسی نے یہ نہیں کہا کہ یہ 'اسلامی تعلیم' نہیں ہے یا یہ کہ مسلمانوں کو صرف قرآن وحدیث اور فقہ کی تدریس ہی پر اکتفا کر لینا چاہیے۔ تو تعلیم کا اسلامی تصور یہ ہے کہ مسلمانوں میں تعلیم کا ایسا نظام مروج ہو جو انہیں دین اسلام سے آشنا کرے اور دین کے مقتضیات پر عمل کرنے کی تربیت دے اور ثانیاً ان سارے علوم اور مہارات کی تحصیل جو انسانی تمدن وترقی کے لیے ضروری ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## ضرورت واہمیت

اسلام اور اسلامی تعلیم کے بارے میں اگر وہ نقطۂ نظر سامنے رہے جس کا ابھی ذکر ہوا ہے تو مسلم معاشرے میں تعلیم کے کسی مروجہ نظام کو اسلام کے مطابق ڈھالنے کے عمل کی ضرورت واہمیت خود بخود واضح ہو جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ 'رسالت' کا ادارہ درحقیقت تعلیم اور تربیت ہی کے انتظام کی ایک شکل ہے۔ اللہ تعالیٰ پیغمبر کی ڈیوٹی ہی یہ بتاتا ہے کہ "یعلمهم الكتاب والحكمة ويزكيهم" (کہ وہ انہیں [امت کو] کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا اور ان کے تزکیۂ نفس [تربیت] کا اہتمام کرتا ہے) اور پیغمبر بھی صاف بتاتا ہے کہ "انما بعثت معلما" (میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں) اور اللہ تعالیٰ رسالت کے ادارے کے خاتمے کا اعلان کرتے ہوئے آخری نبی کی امت کو 'امت وسط' قرار دے کر اس پر یہ ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ وہ اب روز قیامت تک لوگوں کو ہدایت کے راستے کی تعلیم دینے کی مکلّف ہے۔ لہٰذا ہم میں سے ہر مسلمان کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ لازماً دین کی اتنی تعلیم حاصل کرے جس سے راہ ہدایت اس پر واضح ہو جائے اور وہ دین کے مقتضیات کے مطابق زندگی گزار سکے اور حسب ضرورت وہ تعلیم بھی حاصل کرے جس کی اس کے معاشرے اور اجتماعیت کو ضرورت ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ اس کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے متعلقین کے لیے بھی ایسی تعلیم کا انتظام کرے کہ "كلكم راع وكلكم مسئول"۔ لہٰذا مسلمان معاشرے میں ایک مسلمان حکومت کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلامی تصورات کے مطابق تعلیم کا اجتماعی انتظام ریاست کی سطح پر کرے۔ اس کے ساتھ ہی اس ذمہ داری کا بار ہر 'اولی الامر' اور ہر 'راعی' پر بھی ہوتا ہے۔ اولی الامر میں حکمرانوں کے علاوہ دینی قائدین، خاندانوں کے سربراہ اور قبیلوں کے شیوخ وغیرہ سب شامل ہیں اور 'راعی' ہونے کی حیثیت سے تو ہر والد اپنی اولاد کا' ہر خاوند اپنی بیوی کا' اور ہر ناظم دفتر اپنے دفتری سٹاف کا راعی ہے...... وقس علی ذلک. تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



خلاصہ یہ کہ ایک مسلمان معاشرے میں مسلمانوں کے نظم اجتماعی کی یہ بنیادی دینی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلامی تصورات کے مطابق تعلیم کا نظام قائم کرے۔

اور ہم پاکستانی مسلمانوں کی تو یہ دوہری ذمہ داری ہے کہ ہم پاکستان میں اسلامی نظام تعلیم قائم کریں اور موجودہ تعلیمی نظام کو اسلامی اصولوں کے مطابق بدلیں کیونکہ ہم نے خدا اور خلق دونوں سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم پاکستان کو اسلام کی تجربہ گاہ بنائیں گے اور اس میں اسلامی اصولوں کے مطابق اجتماعی نظام قائم کریں گے۔ اب اگر ہم وعدہ خلافی کرتے ہیں تو ہمیں قدرت کا یہ اصول بھولنا نہیں چاہیے کہ وہ افراد سے اغماض تو کر لیتی ہے لیکن قوموں کے گناہوں کو معاف نہیں کیا کرتی۔ ہم نے اگر بے حسی کی یہ چادر اتار نہ پھینکی اور قیام پاکستان کے مقاصد کو پورا نہ کیا اور پاکستان میں اسلامی اصولوں کے مطابق معاشرہ قائم نہ کیا تو یہ عذاب خداوندی کو دعوت دینے کے مترادف ہوگا۔

پھر ہمیں ایک عاقل انسان کی طرح انسانی تاریخ کا یہ سبق بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ اس دنیا میں صرف وہی قومیں زندہ رہی اور سرفراز ہوئی ہیں جنہوں نے اپنے بنیادی عقائد اور اقدار حیات کے مطابق اپنی اجتماعی زندگی کو استوار کیا ہے اور وہ قومیں ہمیشہ مٹ جاتی رہی ہیں جنہوں نے اپنے بنیادی نظریۂ حیات سے منافقت برتی اور اسے چھوڑ دیا ہے۔ کیا یہ ہماری نالائقی اور بدقسمتی کی انتہا نہیں کہ ہمارے پاس اللہ کی کتاب محفوظ ہے اور اسلام کے سنہری اصول ہمارے پاس موجود ہیں (جو ہمیں دنیا و آخرت دونوں میں سرفرازی کی ضمانت دیتے ہیں) لیکن ہم خواب غفلت میں ڈوبے ہوئے ہیں؟ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ اگر ہم نے اپنی زندگیوں کو اور (خصوصاً اپنے نظام تعلیم کو) اسلامی تعلیمات کے رنگ میں نہ رنگا تو تباہی اور ناکامی ہمارا مقدر ہوگی' نہ صرف آخرت میں بلکہ اس دنیا میں بھی۔ لہٰذا آخرت میں نجات وحصول خوشنودی الٰہی اور اس دنیا میں عزت وکامرانی کا راستہ ہم مسلمانوں کے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فقط اور فقط یہ ہے کہ ہم اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں کو اسلام کی تعلیمات کے مطابق استوار کریں اور تعلیم کا کردار اس میں بنیادی ترین ہے کیونکہ جب تک ہم اپنے نظام تعلیم کو اسلامی تقاضوں کے مطابق نہیں بدلیں گے' نہ تو ہمیں اپنے مقصد حیات کا شعور حاصل ہوگا اور نہ ہی ہم اچھے مسلمان بن سکیں گے۔

## موجودہ نظام تعلیم میں بگاڑ کے اسباب و مظاہر

کسی بھی مرض کے علاج کے لیے ضروری ہے کہ پہلے مرض کی نوعیت اور اس کے اسباب وعلل کا جائزہ لیا جائے کہ جب تک صحیح تشخیص نہ ہوگی صحیح علاج نہ ہو سکے گا۔ پاکستان کے تعلیمی نظام میں بگاڑ کے اہم اسباب و مظاہر ہماری رائے میں درج ذیل ہیں:

## فکری اسباب

### تعلیمی ثنویت

پاکستان کے تعلیمی نظام کی بنیادی خرابی یہ ہے کہ اس میں دینی تعلیم اور دنیوی تعلیم کا الگ الگ انتظام ہے بلکہ یہ کہنا بھی شائد بے جا نہ ہوگا کہ یہاں دینی اور دنیوی تعلیم کے دو متوازی نظام ہائے تعلیم، جو ایک دوسرے کی ضد ہیں، بیک وقت کام کر رہے ہیں۔ ایک طرف ان پرائیویٹ مدارس کا سلسلہ ہے جنہیں ''دینی مدارس'' کہا جاتا ہے۔ ان میں بعض دینی علوم صدیوں پہلے مرتب کیے گئے نصاب اور طریقوں کے مطابق پڑھائے جاتے ہیں۔ ان معاصر علوم کا تو وہاں گزر ہی نہیں ہوتا جن کی ہمارے معاشرے اور ریاست کو ضرورت ہے۔ دینی علوم کی تدریس کا بھی وہاں یہ عالم ہے کہ قرآن حکیم کی تعلیم کو ان کے تعلیمی ڈھانچے میں مرکزی حیثیت حاصل نہیں، نہ وہ طلبہ میں تفقہ و اجتہاد کی صلاحیت پیدا کرتے ہیں اور نہ زبانیں اچھی طرح سکھاتے ہیں۔ برس ہا برس تک عربی پڑھنے کے باوجود ان مدارس کے طلبہ عربی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بول سکتے ہیں اور نہ لکھ سکتے ہیں۔ دوسری طرف حکومت اور عوام کے قائم کردہ وہ سیکڑوں اور ہزاروں سکول و کالج ہیں جن میں معاصر علوم تو پڑھائے جاتے ہیں (اگرچہ ان کی تدریس بھی معیاری نہیں) لیکن قرآن وحدیث' فقہ وعقائد اور عربی زبان کی تدریس کا وہاں کوئی معقول انتظام نہیں۔ تربیت اور کردار سازی پر توجہ دونوں جگہ نہیں ہے۔ اس تعلیمی ثنویت کا نقصان یہ ہے کہ ہمارے ہاں اسلامی شخصیت منتشر ہو کر رہ گئی ہے' اسلامی تشخص مجروح ہو گیا ہے اور ایسے متوازن مسلمان پیدا نہیں ہو رہے' جنہیں دین کی بھی خبر ہو اور دنیا کی بھی۔ 'دینی مدارس' ایسے طلبہ پیدا کرتے چلے جا رہے ہیں جو معاشرے میں کھپ نہیں سکتے' قومی اداروں میں جا نہیں سکتے سوائے اس کے کہ وہ کسی مسجد میں مولوی بن جائیں یا کسی ایسے ہی مدرسے میں پڑھانے لگ جائیں اور ہمارے سکول و کالج اور یونیورسٹیاں ایسے طلبہ پیدا کرتی چلی جا رہی ہیں جنہیں دین کی کوئی خبر نہیں' نہ اس کے مبادیات کی اور نہ اس کے تقاضوں کی، حالانکہ معاشرے کا سارا نظم ونسق انہی کے ہاتھوں میں ہے۔

## سیکولرزم

پاکستان بننے سے پہلے انگریز نے جو نظام تعلیم قائم کیا تھا وہ اس نے اپنے نظریات کے مطابق اور اپنی مخصوص ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے قائم کیا تھا۔ مغربی تہذیب کے بنیادی اصول مادہ پرستی' سیکولرزم' سرمایہ داری اور جمہوریت اس کے رکن رکین تھے۔ مغربی تہذیب کے ان اصولوں کی قدر مشترک یہ ہے کہ یہ ایک بے خدا نظام زندگی ابھار کر سامنے لاتے ہیں۔ مغرب والے ایسے خدا کو مانتے ہیں جو ان کو ایسی شریعت نہیں دیتا جو ان کی زندگی کو منضبط کرے اور آخرت کی زندگی کو اصل منزل قرار دے۔ ان کے نزدیک انسان اس دنیا کی زندگی گزارنے میں خود مختار ہے اور اپنا حاکم اعلیٰ خود ہے' کوئی ایسا خدا نہیں ہے جس کے احکام کی پابندی اس پر فرض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہو۔ مذہب ان کے نزدیک فرد کا داخلی اور روحانی معاملہ ہے جس کا ریاست اور معاشرے سے کوئی تعلق نہیں۔ سیکولرزم کا یہی وہ تصور ہے جس نے مغرب کی مادہ پرستانہ اور بے خدا تہذیب کو جنم دیا اور انہی اصولوں پر اس نے وہ نظام تعلیم مرتب کیا جس کے پیش نظر ہندوستان میں اُس کی حکومت چلانے کے لیے ایسے کارندے تیار کرنا تھا جو نام کے مسلمان' ہندو یا سکھ ہوں اور عملاً فکری' علمی' تہذیبی اور ذہنی لحاظ سے' کالے انگریز' ہوں اور یہ کام اس نے نہایت کامیابی سے کیا۔ پاکستان بننے کے بعد ان لوگوں کا' جنھوں نے پاکستان بنایا تھا اور اس کے حکمران تھے' یہ فرض تھا کہ وہ پاکستان کو سچ مچ' پاکستان' بنانے کے لیے جدوجہد کرتے' معاشرے کے سارے پرانے اداروں کو مسمار کر دیتے اور اسلامی اصولوں پر سارے معاشرے کی تنظیم نو کرتے اور اگر وہ ایسا کرنا چاہتے تو کوئی طاقت ان کا ہاتھ روکنے والی نہ تھی۔ لیکن ہماری بدقسمتی کہ انہوں نے ایسا نہ کیا اور اللہ کی مشیت کہ پاکستان کی تحریک کے فکری اور عملی معمار (اقبالؒ اور جناحؒ) پاکستان کو سچ مچ' پاکستان' بنانے کی جدوجہد کرنے کے لیے باقی نہ رہے اور یہ آشیانہ زاغوں کے تصرف میں آ گیا۔

پاکستان میں حکمران طبقہ ہمیشہ انگریز کے تربیت یافتہ بیوروکریٹوں (سول اور فوجی) جاگیرداروں' سرمایہ داروں (اور ان تینوں طبقوں پر مشتمل اور ان میں سے چھن کر اوپر آئے ہوئے سیاستدانوں) پر مشتمل رہا ہے جنھوں نے تعلیم و تربیت انگریز کے سیکولر اداروں میں پائی ہے اور وہ اپنے مخصوص مفادات کے تحفظ کے لیے ''سٹیٹس کو' بہر حال اور بہر قیمت برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ معاشرے میں کوئی تبدیلی گوارا نہیں کر سکتے خواہ وہ اسلامی ہی کیوں نہ ہو۔ ان حالات میں سیکولر نظریات پر مبنی نظام تعلیم پاکستان میں جاری رہا اور بڑی حد تک اب بھی جاری ہے۔ پچھلے طویل برسوں میں اس میں کچھ پیوندکاریاں ہوئی ہیں' کچھ اصلاح بھی ہوئی ہے لیکن بنیادی طور پر اس کا سیکولر مزاج ابھی تک باقی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## قرآن سے دوری

یہ ہمارے نظام تعلیم کی سب سے بڑی خرابی، ہماری سب سے بڑی بدقسمتی اور ہمارے زوال کی سب سے بڑی وجہ ہے کہ ہم قرآن سے دور ہو گئے ہیں اور ہم نے اپنے نظام تعلیم میں اسے وہ بنیادی ترین جگہ نہیں دی جس کا وہ مستحق ہے اور جس کی ہمیں اپنی بقا اور استحکام کے لیے ضرورت ہے۔ ہمارے 'دینی مدارس' کا یہ حال ہے کہ وہاں قرآن کی تدریس کو مرکزی حیثیت حاصل نہیں، سارا قرآن ترجمہ وتفسیر کے ساتھ وہاں نہیں پڑھایا جاتا، اس کے علوم پر وہاں کوئی تحقیق نہیں ہوتی۔ ہمارے ملک میں قرآن (ناظرہ) پڑھنے اور حفظ کرنے کے سیکڑوں نہیں ہزاروں مدارس ہیں لیکن ایسے مدارس کتنے ہیں جہاں قرآن فہمی کی کوشش بھی ہوتی ہو؟ سارے قرآن کا ترجمہ اور تفسیر بھی پڑھائی جاتی ہو؟ ہمارے سکولوں کا نصاب اتنا بھاری بھرکم ہے کہ معصوم بچے اپنے بستے نہیں اٹھا سکتے لیکن ان سکولوں کالجوں میں قرآن کی تدریس کا کوئی انتظام بھی ہے؟

عام لوگوں کے بچے علی الصبح (یا شام) مسجد جا کر قرآن پڑھنا سیکھ لیتے ہیں۔ کھاتے پیتے لوگ گھروں پر قرآن پڑھانے والے حافظ یا قاری کا انتظام کر لیتے ہیں۔ پھر یہ بچے معاصر علوم پڑھنے کے لیے سکول چلے جاتے ہیں، سوال یہ ہے کہ کیا قرآن صرف طوطوں کی طرح بے سمجھے بوجھے پڑھنے کے لیے نازل ہوا تھا؟ نہیں! وہ اس لیے نازل ہوا تھا کہ اسے سمجھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے، اسے اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں کا لائحہ عمل بنایا جائے۔ اب جب ہمیں پتہ ہی نہیں چلتا کہ قرآن کے اندر لکھا کیا ہے تو اس پر عمل ہم خاک کریں گے!

قرآن کو سمجھنے کے لیے بنیادی ترین وسیلہ عربی زبان کا ہے جب تک عربی نہ سیکھی جائے قرآن نہیں سمجھا جا سکتا لیکن ہمارے نظام تعلیم کا کمال یہ ہے کہ اس میں عربی سکھانے کا کوئی انتظام نہیں۔ 'دینی مدارس' تو پھر بھی ٹوٹی پھوٹی عربی پڑھا دیتے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لیکن سکولوں کالجوں کی تعلیم میں عربی کی باقاعدہ تدریس کا سرے سے کوئی تصور ہی نہیں۔ اس وقت کیفیت یہ ہے کہ پرائمری میں عربی کا ایک لفظ نہیں پڑھایا جاتا' مڈل میں یہ اچانک لازمی ہو جاتی ہے اور اس کے بعد پھر ختم۔ جو طلبہ میٹرک یا بعد میں سائنسی مضامین اختیار کریں وہ چاہیں بھی تو عربی نہیں پڑھ سکتے' بطور اختیاری مضمون کے بھی نہیں۔ اعلیٰ تعلیم' فنی تعلیم' اور پیشہ ورانہ تعلیم میں کہیں بھی اس کا گزر نہیں۔

اس کے علاوہ حدیث' سیرت' فقہ' عقائد' تاریخ اسلام وغیرہ کا بہت کم حصہ ہمارے جدید نظام تعلیم میں جگہ پاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے طلبہ دین کی بنیادی باتوں سے بھی ناواقف رہتے ہیں اور ان کی شخصیت پر اسلام کا رنگ نہیں چڑھتا۔

## تصور تربیت کا فقدان

اسلام کے تصور تعلیم میں 'تربیت' تعلیم کا جزو لاینفک ہوتی ہے۔ قرآن اس تعلیم کی مذمت کرتا ہے جو عمل و کردار کے سانچے کو نہ بدلے (سعودی عرب میں تعلیم کی وزارت کا پورا نام ہے "وزارۃ التعلیم والتربیۃ" اور طلبہ کی اسلامی تربیت کے مختلف پروگرام وضع کرنے اور ان پر عمل درآمد کے لیے "التوعیۃ الاسلامیہ" کے نام سے ایک الگ اور مستقل شعبہ وزارت میں کام کرتا ہے)۔ ہمارے نظام تعلیم میں جب قرآن حکیم اور دیگر اسلامی علوم کی تدریس ہی کا انتظام نہیں تو تربیت کا خیال کیسے آئے گا؟ ہمارے 'دینی مدارس' میں بھی تربیت کا کوئی تصور نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ وہاں مادی وسائل کی کمی ہوتی ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ بچے کو اسلامی آداب اور اسلامی اخلاق سے مزین کرنے کے لیے کسی سرمائے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اصل بات یہ ہے کہ تعلیم دینے والوں کی توجہ اس طرف نہیں ہے' وہ اس کام کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ اسلام کے تعلیمی تصور کا ایک بنیادی ہدف یہ ہوتا ہے کہ وہ ہر طالب علم کو عملاً ایک اچھا اور باعمل مسلمان شہری بنانا چاہتا ہے۔ جو نظام تعلیم یہ نہیں کرتا اسے کسی صورت اسلامی نہیں کہا جا سکتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## اخلاقی اسباب

اگر کسی شخص کے کردار کی تعمیر اسلامی اصولوں کے مطابق ہوئی ہو تو وہ ایک با اصول اور باکردار زندگی گزارتا ہے اور ایسی زندگی گزارنے کے لیے قربانی دے سکتا ہے لیکن جب آدمی کی تربیت میں نہ ایمان کا دخل ہو اور نہ اس کی شخصیت کی تعمیر اعلیٰ اسلامی اصولوں پر ہوئی ہو تو ایسے شخص کے کردار کی کیفیت ریت کی اس دیوار کی سی ہوتی ہے جسے حرص ولالچ اور دنیاوی منافع کا ایک ہلکا سا دھکا زمین بوس کرنے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ اسلام کے اعلیٰ اخلاقی اصولوں کو پس پشت ڈال دینے کا اور اسلامی اصولوں کے مطابق تعلیم وتربیت کا انتظام نہ کرنے کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ہم اخلاقی پستی کی حدوں کو چھونے لگے ہیں۔ ہر طرف مادہ پرستی کا دور دورہ ہے' ہر قیمت راتوں رات امیر بننے کا رجحان غالب آ چکا ہے' معیار زندگی بڑھانے کے خبط نے لوگوں کا امن وسکون برباد کر دیا ہے۔ ان حالات میں اگر استاد سکول میں نہیں پڑھاتے اور بچوں کو شام کے وقت گھر پہ ٹیوشن پڑھنے پر مجبور کرتے ہیں' اگر لوگوں نے تعلیم کو کاروبار بنا لیا ہے اور گلی گلی ایسے سکول کھل گئے ہیں جن میں نیم تعلیم یافتہ استاد ہوتے ہیں جن کو پوری تنخواہ ملتی ہے نہ کوئی دوسری سہولت' اگر تعلیمی اداروں کے انتظامی افسران جعلی ڈگریوں کا کاروبار کرتے اور پیسے لے کر طلبہ کو امتحانوں میں پاس کرواتے ہیں' اگر امتحانی سنٹر بکتے ہیں اور ''قبضہ گروپ'' حرکت میں آتے ہیں' اگر نقل شیر مادر سمجھی جاتی ہے اور استادوں کو تھانوں میں جا کر ''مرغا'' بننا پڑتا ہے' اگر طلبہ میں کلاشنکوف کلچر رواج پاتا ہے اور اگر...... تو اس میں آخر تعجب کی کیا بات ہے؟

جب سارا معاشرہ اخلاقی پستی میں گرا ہوا ہے تو تعلیم کا یہی حشر ہونا چاہیے۔ اور جب معاشرے کی اصلاح کا خیال حکمرانوں کو ہو نہ اہل دین ودانش کو' معلموں کو ہو نہ مرشدوں کو' مصلحوں کو ہو نہ حکیموں اور فقیہوں کو تو قوم کا حشر یہ نہ ہو تو کیا ہو!۔ جب استاد تعلیم کو کاروبار بنا لیں' جب مصلحین حجروں میں بیٹھ جائیں یا بستر کندھوں پر اٹھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کر لوگوں کے کلمے سیدھے کرانے تبلیغ کو نکل جائیں' جب اہل دین ممبری کے لیے ووٹ مانگنے کا شغل اختیار کر لیں اور جب شریف لوگ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو تج کر خاموشی کا وطیرہ اپنا لیں تو معاشرے کی اصلاح کون کرے گا؟ اسلامی قدروں کی آبیاری کیسے ہوگی؟ اخلاق فاضلہ کہاں سے آئیں گے؟ اور تعلیم کے میدان میں ہمیں وہ سب کچھ دیکھنے کو کیسے ملے گا جو اسلام کے تصور تعلیم کے مطابق ہم دیکھنا چاہتے ہیں؟

## انتظامی اسباب

قومی سطح پر ہمارے بہت سے انتظامی فیصلے ایسے ہیں جو تعلیم میں بگاڑ کا سبب بنے ہیں مثلاً ہم نے سطحی سیاسی مطالبات کے پیش نظر تعلیم کا محکمہ صوبوں کے سپرد کر رکھا ہے حالانکہ یہ مرکز کے پاس ہونا چاہیے تاکہ اسلام اور نظریہ پاکستان سے ہم آہنگ نصاب اور یکساں تعلیمی پالیسی ملک میں نافذ ہو سکے۔ تعلیمی پالیسی بنانے کا کام بیوروکریسی کے بزرجمہروں کے پاس ہے جس میں اساتذہ اور ماہرین تعلیم (خصوصاً وہ لوگ جو اسلامی تناظر میں تعلیمی مسائل کو سمجھ سکتے ہیں) کا کوئی رول نہیں۔ ہم اپنی قومی آمدنی کا نہایت حقیر حصہ تعلیم کے لیے وقف کرتے ہیں' اقراء سرچارج لگایا گیا لیکن اس کے باوجود تعلیم کے لیے ضروری فنڈز قومی سطح پر مہیا نہیں کیے گئے۔ اساتذہ (خصوصاً نچلی سطح پر) اس عزت و تکریم اور معاشی فارغ البالی سے محروم ہیں جو ہر مہذب قوم انہیں مہیا کرتی ہے' وہ زندگی کی بنیادی سہولتوں سے بھی محروم ہیں۔ صاف ستھری ایڈمنسٹریشن کے ذریعے ان بہت سی خرابیوں پر قابو پایا جا سکتا ہے جن کا ذکر ہم نے اخلاقی اسباب میں کیا ہے مثلاً طلبہ میں کلاشنکوف کلچر' اساتذہ میں ٹیوشن' امتحانات میں نقل وغیرہ کا رجحان۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# پاکستان میں تعلیم کی اسلامائزیشن کی راہ میں عملی مشکلات

## حکومت کی غفلت

حکومت کے پاس سارے وسائل موجود ہیں۔ وہ نہ صرف تعلیمی نظام کی اصلاح پر قادر ہے بلکہ اگر وہ چاہے تو اسلامی تناظر میں نظام تعلیم میں بنیادی اور انقلابی تبدیلیاں بھی لا سکتی ہے لیکن چونکہ پاکستان کی ہر حکومت انہی طبقات پر مشتمل ہوتی ہے اور اس کی وہی نفسیات ہوتی ہے جس کا ذکر ہم اس سے پہلے کر چکے ہیں لہٰذا پاکستان میں کوئی حکومت آج تک ایسی نہیں آسکی جس نے خالص نیت اور سنجیدگی سے تعلیم کی اسلامائزیشن کے لیے کام کیا ہو۔ کچھ تھوڑا سا کام جنرل ضیاء الحق کے دور میں ہوا ہے حالانکہ مناسب افراد اور صحیح منصوبہ بندی سے بہت زیادہ کام ہو سکتا تھا۔ حکومت اگر چاہے تو سکول، کالج اور یونیورسٹیوں کے پورے تعلیمی نظام کو بدل سکتی ہے' نصاب بدلا جا سکتا ہے' تعلیمی ماحول کو بہتر بنایا جا سکتا ہے' اساتذہ کی فنی اور نظریاتی تربیت کا اہتمام ہو سکتا ہے' طلبہ کی صحیح اسلامی تربیت ہو سکتی ہے۔ اسی طرح اگر حکومت مخلص ہو تو مختلف طریقوں سے 'دینی مدارس' کے تعلیمی نظام کو بہتر بنایا جا سکتا ہے' تعلیمی ثنویت کے مضر اثرات کے خاتمے کے لیے اقدامات کیے جا سکتے ہیں۔ غرض بہت کچھ ہو سکتا ہے بشرطیکہ کوئی کرنے کو تیار ہو۔ ہماری حکومتوں کی حالت تو یہ رہی ہے اور اب بھی ہے کہ وہ اخلاص اور سنجیدگی کے ساتھ ملک میں اسلام نافذ نہیں کرنا چاہتیں۔ ظاہر ہے تعلیم کی اسلامائزیشن بھی سوسائٹی کی مجموعی اسلامائزیشن کا ایک حصہ ہے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ کوئی حکومت معاشرے کے دیگر سارے شعبوں کی اصلاح کیے بغیر صرف نظام تعلیم کی اصلاح کر دے۔ نہ کوئی ایسا کرے گا اور نہ ایسا ہو سکتا ہے۔

اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ معاشرے کی اسلامائزیشن میں بنیادی ترین رول تعلیم کا ہوتا ہے لہٰذا پاکستان میں جب بھی کوئی ایسی حکومت آئی جو نفاذ اسلام کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لیے مخلص ہوئی تو وہ سب سے پہلے نظام تعلیم کی اسلامی تناظر میں اصلاح کی کوشش کرے گی اور اسے کرنا چاہیے۔ اِس وقت تک تو کیفیت یہ ہے کہ حکومت پاکستان اس اہم فریضہ سے غافل ہے اور اسے نظام تعلیم کو اسلامی تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کی کوئی فکر نہیں۔

## اہل دین کا رویہ

پاکستان میں تعلیم کی اسلامائزیشن کے حوالے سے اہل دین کا کردار انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ ہم اس پر شرح صدر رکھتے ہیں کہ اگر قیام پاکستان کے بعد دینی عناصر مل کر فیصلہ کر لیتے کہ انہوں نے پاکستانی معاشرے کو اسلامی بنیادوں پر استوار کرنا ہے اور اس غرض کے لیے وہ اپنے ایک شعبے کو (جو سیاسی ذہن رکھنے والے افراد پر مشتمل ہوتا) سیاسی سرگرمیوں کے لیے مختص کر کے باقی ساری قوت تعلیم وتربیت کے کاموں میں لگا دیتے تو یقیناً آج اس کے نتائج ناقابل یقین حد تک خوشگوار ہوتے۔ اگر تعلیمی ثنویت ختم کر کے اچھے تعلیمی اداروں کا ملک بھر میں جال پھیلا دیا جاتا جن میں معاصر تعلیم کے ساتھ قرآن وحدیث' فقہ وعقائد اور عربی زبان کی تدریس کا انتظام ہوتا اور تعلیمی اداروں میں طلبہ کی اسلامی تربیت کا بھی اہتمام ہوتا تو آج اسلامی فکر وکردار کے حامل ایسے لاکھوں نوجوان معاشرے میں پھیل چکے ہوتے جو اس معاشرے کو سرفرازی کی منزل تک پہنچاتے اور اہل پاکستان ایک خوشحال اور اسلامی فلاحی مملکت میں سکھ اور چین کی زندگی گزارتے لیکن بدقسمتی سے ہمارے دینی عناصر کی ایک بڑی اکثریت احتجاجی سیاست میں پڑ گئی' ایک ایسے جمہوری نظام میں جس میں بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے' جہاں حکمران طبقوں کی مثلث اسلام سے جذباتی محبت رکھنے والے مسلمانوں کی حقیقی رائے عامہ پر اثر انداز ہو کر اسلامی نقطۂ نظر کی حامل قوتوں کو کسی قیمت پر بھی برسراقتدار نہیں آنے دینا چاہتی۔

دینی عناصر کا ایک اور بڑا حلقہ موجودہ 'دینی مدارس' کی تعلیم پر مطمئن اور قانع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ وہ اپنا فرض ٹھیک طریقے سے ادا کر رہا ہے' دین وہی ہے جو وہ ان مدارس میں پڑھاتے ہیں اور دنیوی تعلیم کے لیے سکول کالج قائم ہی ہیں لہٰذا ان کے مدارس کے نصاب اور نظام تعلیم میں کسی تبدیلی کی کوئی ضرورت نہیں۔ اسی طرح اہل دین کی ایک بڑی تعداد تبلیغ کے ایک ایسے تصور کو احسن اور مثالی سمجھتی ہے جس میں تعلیم و تربیت کا سرے سے کوئی کردار ہی نہیں ہے۔ انہیں اس سے غرض ہی نہیں کہ سکولوں کالجوں میں ان کے بچوں کو کیا پڑھایا جاتا ہے اور اس کے کیا نتائج نکل رہے ہیں؟ اس اہم بات پر غور کرنے کے لیے ان کے پاس وقت ہے اور نہ وہ اس کی اہمیت اور ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ کچھ یہی حال اہل تصوف کا بھی ہے۔ یہ وہ حالات ہیں جن میں دینی عناصر پاکستان کے اندر تعلیم کی اسلامائزیشن کے لیے کوئی مؤثر کردار ادا نہیں کر سکے بلکہ بعض حالات میں تعمیری اصلاح میں رکاوٹ بھی ثابت ہوئے ہیں۔

## اصحاب علم و دانش کا کردار

اصحاب علم و دانش یعنی پروفیسروں' صحافیوں' ادیبوں اور وکلاء نے بھی تعلیم کی اسلامائزیشن کو وہ اہمیت نہیں دی جس کی وہ مستحق ہے۔ حد تو ہے یہ کہ تعلیمی اداروں کے اساتذہ اور طلبہ کی انجمنوں نے بھی اس معاملے کو ضروری اہمیت نہیں دی۔ ان میں سے اکثر تنظیموں کی یہ حالت ہے کہ وہ اساتذہ کے حقوق کے لیے تو جدوجہد کرتی ہیں' اس کے لیے ہڑتالیں بھی کرتی ہیں' جلوس بھی نکالتی ہیں' جلسے بھی کرتی ہیں لیکن ان میں سے اکثر کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ وہ تعلیم کی اسلامائزیشن کے لیے ٹھوس جدوجہد کریں اور کوئی لائحہ عمل تیار کر کے اس پر عمل درآمد کریں۔

## مخیّر حضرات کا طرز عمل

پاکستان میں اصحاب ثروت کی یہ حالت ہے کہ مسجد بنانی ہو تو وہ تعاون کریں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



گے' دینی مدرسہ بنانا اور چلانا ہو تو وہ ساتھ دیں گے لیکن ان کے سامنے ایک ایسا تعلیمی ادارہ کھولنے اور چلانے کے لیے تعاون کی درخواست کی جائے جس میں معاصر تعلیم کے ساتھ ساتھ سائنٹفک بنیادوں پر دینی تعلیم کا بھی انتظام ہو تو وہ اسے سرے سے دینی کام ہی نہیں سمجھتے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہو سکتی ہے کہ لوگوں نے تجارتی غرض سے بہت سے سکول کالج کھول رکھے ہیں اور اصحاب ثروت کو یہ سمجھنے میں مشکل پیش آتی ہے کہ آیا یہ بھی کوئی ایسا کام ہے جو دینی اور غیر تجارتی بنیادوں پر کیا جا سکتا ہے یا کیا جانا چاہیے! اسی طرح اس قسم کے کسی کام میں اصحاب خیر کے دست تعاون دراز نہ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس سے قبل بعض ''علماء وصلحاء'' نے دین کے حوالے سے تعلیمی اور تربیتی ادارے قائم کرنے کا ڈول ڈالا اور جب وسیع قطعات اراضی مل گئے' شاندار عمارات تعمیر ہو گئیں اور متوسلین کی رونق کچھ بڑھ گئی تو 'حضرت صاحب' نے وادیٔ سیاست کی راہ لی۔

ہمارے ملک کے اصحاب ثروت کو چاہیے کہ وہ تعلیم کی اسلامائزیشن کی اہمیت کا احساس کریں اور اگر مخلص' صاحب درد اور قابل اعتماد لوگ پرائیویٹ سیکٹر میں اس کام کے لیے آگے آئیں تو ان کا ساتھ دیں کیونکہ یہ کام اتنے زیادہ مصارف کا متقاضی ہے کہ جب تک اہل خیر دل کھول کر ایسے کسی پراجیکٹ کی مدد نہیں کریں گے یہ چوٹی سر نہیں ہو سکے گی۔

## پبلک کا ردعمل

ہمارے ملک میں شرح خواندگی آج بھی افسوسناک حد تک کم ہے' لوگوں کی ایک بڑی اکثریت غیر تعلیم یافتہ اور دین اسلام کی تعلیمات سے ناواقف ہے اور عوام کے اندر کوئی داعیہ اس امر کا نہیں پایا جاتا کہ وہ جہالت کے اس گڑھے سے نکلیں۔ ہمارے پڑھے لکھے اور دیندار لوگوں کی اکثریت بھی بچوں کو مسجد یا گھر میں ناظرہ قرآن پڑھوا کر مطمئن ہو جاتی ہے اور انہیں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ سکول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کالج میں ان کے بچے سارا دن کیا پڑھتے ہیں؟ سکول کا ماحول کیسا ہوتا ہے اور وہ وہاں کیسی تربیت پاتے ہیں؟ اگر والدین پڑھے لکھے اور سمجھ دار ہوں' اگر افراد معاشرہ اس بات کی اہمیت کو محسوس کریں کہ موجودہ نظام تعلیم کو بدلنے کی ضرورت ہے' تعلیمی اداروں کے ماحول کو بدلنے کی ضرورت ہے تو پھر ان کو اس صورتحال پر خاموش نہیں رہنا چاہیے انہیں حکومت سے پرزور مطالبہ کرنا چاہیے کہ وہ موجودہ نظام تعلیم کو اسلامی تقاضوں کے مطابق بدلے بلکہ انہیں خود ایسے تعلیمی ادارے قائم کرنا چاہییں اور قائم کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے جہاں عصری علوم کے ساتھ سائنٹفک بنیادوں پر دینی تعلیم کا بھی انتظام ہو' جہاں ماحول تعمیری ہو اور کردار سازی ہوتی ہو لیکن اس وقت پورے ملک میں اس محاذ پر ایک ایسا سناٹا اور خاموشی طاری ہے کہ خدا کی پناہ۔ بڑے بڑے دیندار لوگ تجارتی بنیادوں پر تعلیمی ادارے چلا رہے ہیں اور انہیں نظام تعلیم میں کسی تبدیلی کی ضرورت کا احساس ہی نہیں ہے۔ لوگوں کے اندر اضطراب پیدا نہیں ہوتا کہ ان کے بچے متوازن مسلمان نہیں بن رہے' وہ ایسی تعلیم حاصل نہیں کررہے جس میں انہیں دنیا کی بھی خبر ہو اور دین کی بھی۔ سوال یہ ہے کہ آج جو آدمی اپنے بچے کو 'مولوی' نہیں بنانا چاہتا (کہ وہ اسے کسی دینی مدرسے میں بھیجے) اور وہ اسے دین سے نابلد بھی نہیں رکھنا چاہتا کہ وہ محض 'مسٹر' بن کر کالج سے نکلے وہ آخر کہاں جائے؟

بعض اصحاب علم وفکر نے اس کا حل یہ نکالا ہے کہ انہوں نے ایسے تعلیمی اداروں کا انتظام کیا ہے جس میں صبح مثلاً اگر درس نظامی پڑھایا جاتا ہے تو شام کو انگریزی اور عصری علوم پڑھائے جاتے ہیں اور اس طرح انہیں درس نظامی کی سند کے ساتھ (یا اس کے بعد) کسی معاصر ڈگری کے لیے تیار کردیا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ اہتمام بھی بہت کم جگہوں پر ہے لیکن ہماری رائے میں یہ بھی قابل اطمینان نہیں کیونکہ یہ ایک صحیح اور موحد نظام تعلیم کے تقاضوں کو بالکل پورا نہیں کرتا۔ 'درس نظامی' اور 'عصری علوم کا نصاب' ہرگز ایک دوسرے میں مدغم نہیں ہو سکتے' یہ اپنے مزاج اور مواد کے لحاظ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ایک دوسرے سے متصادم ہیں' یہ متوازی نظام ہیں جو ایک دوسرے سے کہیں نہیں ملتے اور نہ مل سکتے ہیں۔ اس سے طالب علم کی شخصیت خانوں میں بٹ کر رہ جاتی ہے اور وہ آدھا تیتر اور آدھا بیٹر ہو کر رہ جاتا ہے یا انگریزی محاورے کے مطابق:

"Jack of all Trades but master of none"

درحقیقت جس امر کی ضرورت ہے وہ یہ کہ ان دونوں تعلیمی نظاموں کے مقابلے میں ایک تیسرا تعلیمی نظام ابھر کر سامنے آئے جس میں تعلیمی ثنویت نہ ہو' جس میں دینی تعلیم سائنٹفک بنیادوں پر دی جائے اور معاصر علوم کی تدریس کا انتظام بھی اعلیٰ درجے کا ہو تاکہ ہماری دینی تعلیم کی ضرورت بھی پوری ہو جائے اور معاشرے کی عصری ضروریات بھی۔ پاکستان کے مسلم عوام کے اندر اس تیسرے تعلیمی نظام کی تڑپ سامنے آنی چاہیے۔ جب ایسا ہو گا تو 'ضرورت ایجاد کی ماں ہے' کے مطابق ایسے تعلیمی ادارے بھی وجود میں آ جائیں گے جو اس تیسرے تعلیمی نظام کے علمبردار ہوں۔ اور اگر کوئی صاحب ہمت فرد یا ادارہ یہ کام کرنے کی کوشش کرے تو عوام کا فرض ہے کہ اس کو خوش آمدید کہیں اور اس کی حوصلہ افزائی کریں تاکہ یہ تجربہ کامیاب ہو سکے۔

## پاکستان میں تعلیم کی اسلامائزیشن کے رہنما خطوط

ایک دین دار شخص سے ہماری ملاقات ہوئی جو سکول چلاتے ہیں، ان سے تعلیم کی اسلامائزیشن کی بات ہوئی تو کہنے لگے کہ ہم نے اس کا انتظام کیا ہوا ہے۔ ہم نے دلچسپی سے پوچھا کہ کیا؟ تو فرمانے لگے کہ وہ اپنے سکول کے سارے بچوں کو نماز یاد کرواتے ہیں اور اساتذہ کو ہفتے میں ایک دن جمع کر کے درس قرآن دیتے ہیں...... اور بس۔ مطلب یہ کہ تعلیم سے متعلق بہت سے نیک اور متقی لوگوں کو معلوم ہی نہیں کہ تعلیم کی اسلامائزیشن سے کیا مراد ہے یا اس کے کیا تقاضے ہیں؟ نتیجہ یہ ہے کہ اگر وہ اپنے طور پر تعلیم کے میدان میں اصلاح کا کام کرنا بھی چاہیں تو انہیں معلوم ہی نہیں ہوتا کہ وہ کیا کریں۔ اس لیے ضروری محسوس ہوتا ہے کہ ہم یہاں تعلیم کی اسلامائزیشن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے کچھ رہنما خطوط کی نشاندہی کر دیں تا کہ اس موضوع پر سوچ بچار کا آغاز ہو سکے اور اہل علم کسی نتیجے پر پہنچ سکیں۔

## تعلیمی ثنوت کا خاتمہ

تعلیم کی اسلامائزیشن کے سلسلے میں پہلا ضروری قدم یہ ہے کہ تعلیمی ثنویت کا خاتمہ کر دیا جائے یعنی نیا تعلیمی ڈھانچہ ایسا ہو کہ دینی اور عصری علوم کو یکجا کر کے ایک ہی تعلیمی ادارے میں ان کی تدریس کا انتظام ہو۔ دینی علوم کے لیے بچے کو مسجد یا دینی مدرسے میں الگ سے نہ جانا پڑے۔ دوسرے لفظوں میں قدیم وجدید کو جمع کر دیا جائے اس طرح کہ نیا تعلیمی ڈھانچہ قدیم وجدید دونوں نظام ہائے تعلیم کی خامیوں سے مبرا اور ان دونوں کے مثبت اور تعمیری پہلوؤں کا حامل ہو۔

تعلیمی ثنویت کے خاتمے کے بارے میں سوچتے ہوئے یہ بھی ذہن میں رہے کہ ادغام کے اس تجربے کے نتیجے میں ایک معتدل اور متوازن تعلیمی ڈھانچہ ہمارے سامنے آئے۔ اگر دینیاتی پہلو غالب رہ گیا تو دیوبند کی بجائے ندوہ وجود میں آ جائے گا اور بات نہ بنے گی اور اور اگر جدیدیت غالب ہوگئی تو علی گڑھ کے بعد ہمارے دور کی جدید یونیورسٹیاں وجود میں آ جائیں گی جن میں نہ کسی نظریاتی جہت کا غلبہ ہوگا اور نہ وہ متوازن رجال کار پیدا کر سکیں گی۔ اس غرض کے لیے ضروری ہے کہ پہلے دو تین ماڈل تعلیمی ادارے بنائے جائیں اور ان میں تجربات سے گزر کر جب ایک ٹھہراؤ اور توازن پیدا ہو جائے اور ان تجربات کے مفید عملی نتائج سامنے آ جائیں تو پھر ان کی پیروی میں مزید تعلیمی ادارے وجود میں لائے جائیں۔

بعض لوگوں کے ذہن میں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ تعلیم کی اسلامائزیشن کے اس تجربے کے لیے تجربہ گاہ کس کو بنایا جائے۔ دینی مدارس کے پیٹرن کو یا سکولوں کالجوں کے طرز کو؟ اس حقیقت کے پیش نظر کہ جدید طرز کی تعلیم میں تجربے کی گنجائش اور معاشرے میں اس کی پذیرائی کے امکانات زیادہ ہیں ہماری رائے یہ ہے کہ مجوزہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نئے تعلیمی نظام کے لیے جدید سکولوں کالجوں کے تعلیمی ڈھانچے کو بنیاد بنا کر ہی عملی کام کا آغاز کیا جائے۔ 'دینی مدارس' کا ماحول اس قسم کے تجربے کا متحمل نہیں ہو سکتا اور نہ عام لوگ وہاں اس کی نوعیت اور افادیت کو اس کے صحیح تناظر میں سمجھ سکیں گے۔

## اسلامائزیشن آف نالج

ایک بڑی اہم بات یہ ہے کہ تعلیم کی اسلامائزیشن سے مراد فقط یہ نہیں ہے کہ موجودہ تعلیمی مواد میں ''دینیات'' سے متعلق مضامین ومواد کا اضافہ کر دیا جائے (اگرچہ یہ اضافہ بھی مطلوب ہے اور اس کی تفصیلات بھی اپنی جگہ آئیں گی) بلکہ یہ ہے کہ ہر قسم کے عصری علوم اور مہارات کو اسلامی تناظر میں پیش کیا جائے۔ یہی چیز ہے جسے ہم نے اسلامائزیشن آف نالج کا نام دیا ہے یعنی عصری معلومات اور علوم مسلم طلبہ کو ایسے ہی نہ پہنچا دیے جائیں جیسے کہ مغربی ممالک کے ادارے ہمیں مہیا کرتے ہیں بلکہ ان معلومات کو اسلامی تناظر میں اور اسلامی رنگ میں طلبہ تک پہنچایا جائے۔ بوقت ضرورت ان پر اسلامی نقطۂ نظر سے تنقید بھی کی جائے اور اسلامی تصورات سے ان کا موازنہ بھی کیا جائے تاکہ طلبہ کے ذہن میں اسلامی تصورات نمایاں بھی رہیں اور ان کی برتری کا نقش بھی، دلیل کی قوت کے ساتھ، ان کے ذہن میں راسخ ہو جائے۔

اسلامائزیشن آف نالج کے سلسلے میں ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ اسلام کے ماخذ صرف دو ہیں قرآن وسنت لہٰذا ہر معاملے میں انہیں ہی معیار اور سند مانا جائے اور علم کے دوسرے ذرائع کو وہ اہمیت نہ دی جائے جو ان بنیادی مآخذ کی ہے۔

## زبانوں کی تدریس

اس وقت ہمارے نظام تعلیم میں زبانوں کی تدریس کے سلسلہ میں عجیب صورتحال ہے۔ جہاں تک عربی اور فارسی کا تعلق ہے ان کی تدریس کے مواقع ہمارا نظام تعلیم بہت کم مہیا کرتا ہے۔ علاقائی زبانیں بعض صوبوں میں ابتدائی جماعتوں میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ذریعہ تعلیم ہیں۔ اردو بھی ذریعۂ تعلیم ہے لیکن انگریزی کا بھوت تو ہمارے سر پر بری طرح سوار ہے' انگریزی ذریعہ تعلیم کے سکول ہمارے ہاں بہت مقبول ہیں اور اچھا معیار نہ رکھنے کے باوجود لوگوں کی ایک بڑی تعداد کے لیے باعث کشش ہیں' یہاں تک کہ پاکستانی مسلمان' عیسائی مشنری سکولوں میں اپنے بچوں کو بھیجنا قابل فخر سمجھتے ہیں اور اس کے لیے کوشاں ہوتے ہیں صرف اس وجہ سے کہ وہاں انگریزی زبان کا معیار اچھا سمجھا جاتا ہے اور ذریعۂ تعلیم بھی انگریزی ہوتا ہے۔ حال یہ ہے کہ گلی گلی جو سکول گھروں اور فلیٹوں میں کھلے ہوئے ہیں وہ بھی 'انگلش میڈیم' سکول ہیں اور لوگوں سے بھاری فیسیں وصول کر رہے ہیں حالانکہ وہاں انگریزی پڑھانے کے لیے نہ معقول اساتذہ ہوتے ہیں اور نہ ماحول۔ اور افسوس یہ ہے کہ اس سارے شور شرابے کے باوجود ہمارے طلبہ کی اکثریت انگریزی میں فیل ہوتی ہے' وہ انگریزی بول سکتی ہے اور نہ لکھ سکتی ہے۔ کچھ یہی حال اردو کا بھی ہے۔

دوسری طرف یہ بھی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ زبانیں حصول علم کا بنیادی وسیلہ ہیں۔ ظاہر ہے جس کو عربی نہیں آتی وہ اسلامی علوم کا ماہر نہیں بن سکتا اور جس کو اچھی انگریزی نہیں آتی وہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے مضامین سے صحیح طور پر استفادہ نہیں کر سکتا۔ اس لیے یہ ہماری بنیادی ضرورت ہے کہ ہمارے طلبہ کو زبانوں پر عبور حاصل ہو۔ اس غرض کے لیے ضروری ہے کہ ہم زبانوں کی تدریس پر ابتدائی جماعتوں ہی میں اپنی پوری توجہ مرکوز کریں۔ اس کا ایک آسان طریقہ یہ ہے کہ نصاب اس طرح بنایا جائے کہ زبانوں کی تدریس کے دوران متعلقہ مضامین کی معلومات طالب علم کو دے دی جائیں تاکہ وہ اخلاقیات سے متعلق معلومات عربی سکھاتے ہوئے اور سائنس وغیرہ سے متعلق معلومات انگریزی سکھاتے ہوئے مہیا کر دی جائیں۔ اس کا ایک اضافی فائدہ یہ بھی ہوگا کہ ابتدائی جماعتوں میں معصوم بچوں کی بھاری بستوں سے جان چھوٹ جائے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ بھی ضروری ہے کہ زبانوں کی تدریس اس طرح کی جائے کہ ان کا کلچر اسلامی ہو مثلاً عربی زبان کی مشقوں میں وہ الفاظ استعمال کیے جائیں جو قرآن مجید میں موجود ہیں اور انگریزی زبان پڑھانے کے لیے ایسے مواد کا انتخاب کیا جائے (اور یہ تیار کیا جائے) جو ملّی اور اسلامی نوعیت کا ہو تا کہ انگریزی سیکھی جائے تو اپنا کلچر ساتھ نہ لائے بلکہ ہم اسے پڑھائیں تو اپنے تہذیبی تناظر میں اور اسلامائزیشن آف نالج کے اصول پر۔

اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عربی زبان سیکھنا بہت مشکل ہے اور اس کی گرامر کو سمجھنے میں بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ آج کل ڈائریکٹ میتھڈ سے اور جدید سمعی و بصری وسائل کے توسط سے نہایت دلچسپ طریقے سے عربی پڑھائی جاسکتی ہے لہٰذا اسے ہوّا بنانے کی کوئی ضرورت نہیں۔

## اسکول ایجوکیشن

جن لوگوں نے قدیم و جدید کو جمع کرنے کے بعض تجربات کیے ہیں وہ زیادہ تر گریجوایشن کی سطح سے شروع کرتے ہیں اور عموماً میٹرک پاس طلبہ کو لیتے ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں، اور جدید تعلیمی نفسیات بھی اس کی تائید کرتی ہے، کہ اس عمر تک کے بچے کی شخصیت بڑی حد تک مکمل ہو چکی ہوتی ہے۔ بچہ اگر ۵ سال کی عمر میں سکول جائے اور دس گیارہ سال تک تعلیم حاصل کر کے میٹرک کرے تو اس کی شخصیت بڑی حد تک مکمل ہو چکی ہوتی ہے۔ اس کے بعد اس کو بدلنے کی کوشش کرنا یا اسے تعلیم کی کسی نئی ڈگر پر ڈالنا بہت زیادہ سود مند ثابت نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے اس طرز پر تعلیمی اسلامائزیشن کے تجربات کئے ہیں اس کے خاطر خواہ نتائج نہیں نکلے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اسکول ایجوکیشن ایک بچے کی تعلیمی زندگی کا نازک ترین اور اہم ترین مرحلہ ہوتی ہے۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے جب بچہ سیکھتا ہے اور اس کی شخصیت ماحول کے اثرات کو تیزی سے جذب کرتی ہے۔ اس کی عادتیں بنتی اور بگڑتی ہیں، اچھے یا برے رویے راسخ ہوتے ہیں اور مستقبل کی زندگی کی بنیادیں رکھی جارہی ہوتی ہیں لہٰذا ہماری رائے میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اسکول کی تعلیم کو انتہائی بنیادی اہمیت دی جانی چاہیے۔ اسکولوں میں اعلیٰ تعلیم یافتہ اور قابل اساتذہ کا تقرر ہونا چاہیے جنہیں اس عمر کے طلبہ کی تعلیم و تربیت کی خصوصی ٹریننگ دی گئی ہو تاکہ وہ طلبہ کے ٹیلنٹ کو ضائع کرنے کی بجائے انہیں تعمیری راستوں پر ڈال سکیں۔ اس لیے یہ بالکل ناگزیر ہے کہ تعلیم کی اسلامائزیشن کے لیے جو نقشہ بنایا جائے اس کی ابتدا اسکول سے ہو تاکہ شروع ہی سے بچے کی نشوونما صحیح رخ میں ہو سکے۔

## معاشی پہلو

پاکستان میں تعلیم کی اسلامائزیشن کے سلسلے میں ہم نے سکولوں کالجوں کے نظام کو بنیاد بنا کر کام کرنے کی حمایت اس لیے بھی کی ہے کہ اس کا گہرا تعلق معاشی پہلو سے ہے۔ اگر تعلیم کی اسلامی تشکیل جدید اس انداز سے کی جائے کہ طلبہ کو حکومتی ڈگریاں نہ ملیں تو فارغ التحصیل طلبہ معاشرے میں کھپ نہیں سکیں گے' ریاستی اداروں میں کام نہیں کر سکیں گے اور وہ مقصد حاصل نہیں ہو سکے گا جو تعلیمی ثنویت کے خاتمے سے ہمارے پیش نظر ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ تعلیم کی اسلامی تشکیل جدید اس انداز سے کی جائے کہ طلبہ کے لیے کوئی معاشی مسئلہ پیدا نہ ہو بلکہ اس کے برعکس وہ معاشرے کے اہم مراکز تک پہنچ سکیں' ڈاکٹر' انجینئر' سائنس دان بن سکیں' مقابلے کے امتحانات میں شریک ہو سکیں وغیرہ وغیرہ۔

ایک مسئلہ فیس کا بھی ہے۔ بعض اہل دل سوچتے ہیں کہ اسلام میں تعلیم کا معاوضہ وصول کرنے کا کوئی تصور نہیں لہٰذا اسلامی تعلیم کی تشکیل جدید کے لیے جو تعلیمی ادارے قائم کیے جائیں ان میں تعلیم مفت ہونی چاہیے۔ ہماری گزارش اس سلسلے میں یہ ہے کہ اول تو مسلمانوں میں تعلیم کا معاوضہ وصول کرنے کا چلن اس لیے نہ تھا کہ اس سلسلے کے سارے مصارف اسلامی ریاست (اور بعض حالات میں معاشرہ) خود برداشت کرتا تھا اس لیے تعلیم دینے والوں کو متعلمین سے معاوضہ وصول کرنے کی ضرورت نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تھی۔ آج یہ صورتحال نہیں ہے اور تعلیم کو جب پرائیویٹ سیکٹر میں لایا جائے گا تو اخراجات پورے کرنے کے لیے کوئی نظام تو بہرحال وضع کرنا پڑے گا۔ پھر ہر معاشرے کے کچھ مخصوص رجحانات ہوتے ہیں' ہمارے ہاں اس وقت جو ماحول ہے اس میں اگر اعلیٰ معیار کے سکول کالج کھولے جائیں اور ان میں تعلیم مفت رکھی جائے تو شائد کچھ غریب اور نادار لوگ تو اپنے بچے وہاں بھجوادیں لیکن بحیثیت مجموعی ایسے تعلیمی ادارے کے بارے میں عام لوگ یہ رائے ہرگز قائم نہیں کریں گے کہ یہ کوئی اچھا اور معیاری تعلیمی ادارہ ہے۔

تاہم اس بات سے ہم متفق ہیں کہ تعلیم مال تجارت نہیں ہے اور تعلیمی کام کو جلب زر کے لیے اور تجارتی جذبے سے ہرگز نہیں کرنا چاہیے۔ یہ دراصل خدمت (Service) کا ادارہ ہے۔ ناگزیر ہو تو طلبہ سے اتنی فیس وصول کرنے میں کوئی حرج نہیں جس سے سکول اور اس کے چلانے والوں کے اخراجات پورے ہوسکیں۔ تاہم اسلام کے تصور تعلیم میں چونکہ طبقہ واریت کا کوئی تصور نہیں اس لیے فیس اتنی زیادہ رکھ دینا کہ صرف امراء کے بچے ہی پڑھ سکیں غالباً ٹھیک نہ ہوگا اور اس سے معاشی لحاظ سے کمزور طلبہ کی حق تلفی ہوگی۔ اس کے کئی حل ہو سکتے ہیں مثلاً فیس طلبہ سے وصول کرنے کی بجائے صرف والدین سے وصول کی جائے' والدین کی مالی حالت کے پیش نظر فیس کی کئی سطحیں مقرر کی جائیں' مالی لحاظ سے کمزور طلبہ کے لیے وظائف رکھے جائیں...... وغیرہ وغیرہ۔

## نصاب کی اسلامائزیشن

تعلیم کی اسلامائزیشن کے نقطۂ نظر سے مواد تدریس کی اہمیت بہت زیادہ ہے اس وقت سکولوں کالجوں میں جو نصاب پڑھایا جارہا ہے اس پر اگر ایک نظر ڈالی جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ نصاب کے سلسلے میں' تعلیم کی اسلامائزیشن کے نقطۂ نظر سے' دو قسم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے اقدامات کی ضرورت ہے۔ بعض چیزوں کے اضافہ کی اور اکثر مواد پر نظر ثانی کی۔

یہاں ایک بات اصولی طور پر ذہن میں رہنی چاہیے کہ پاکستان میں رائج تعلیمی ڈھانچے کے مطابق ایک طالب علم کے لیے میٹرک سے پہلے کوئی سرکاری امتحان دینا لازمی نہیں ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ تعلیمی ڈھانچہ ہمیں یہ موقع فراہم کرتا ہے کہ ہم بچے کو میٹرک کے امتحان کے لیے تو ضرور تیار کریں لیکن اس سے پہلے اگر ہم اس کو کچھ اضافی چیزیں پڑھوا دیں تو اس کی گنجائش موجود ہے۔ اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ موجودہ نظام تعلیم کی اسلامی تشکیل جدید کرتے ہوئے اگر ہم طلبہ کا زبانوں کی تدریس کا معیار بلند کریں، اگر ہم انہیں عربی زبان اور قرآن مجید سکول میں پڑھا دیں، اسلامی مواد مروجہ نصاب سے زیادہ مقدار میں پڑھا دیں تو یہ سراسر نفع کا سودا ہے اور اس میں نہ والدین کو کوئی شکایت ہو سکتی ہے اور نہ حکومت کو۔

مروجہ نصاب میں اضافے اور نظر ثانی کا جو کام مطلوب ہے اس کا خاکہ کیا ہونا چاہیے؟ اس بارے میں ہماری تجاویز درج ذیل ہیں:

## اضافہ

دو چیزوں کا: عربی اور قرآن مجید کی تدریس۔ اور اب اس کی کچھ تفصیل تاکہ اس موضوع پر کام کرنے والوں کو سوچنے اور غور کرنے کی ایک بنیاد ہاتھ آ جائے:

# عربی زبان

## نئے نصاب کے لیے رہنما اصول اور اہداف

۱۔ عربی زبان کی تدریس پہلی جماعت سے شروع کی جائے اور زبان سکھانے کا عمل بڑی حد تک مڈل کے آخر تک پورا کر لیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ عربی زبان کی تدریس کو قرآن حکیم کی تدریس کے ساتھ مربوط کر دیا جائے مثلاً زبان سکھاتے ہوئے مشقوں میں جو جملے استعمال کیے جائیں وہ قرآن مجید سے لیے جائیں یا پہلی جماعت میں بچوں کو یسرنا القرآن' اس طرح پڑھایا جائے کہ انہیں نہ صرف قرآن پڑھنا آ جائے بلکہ وہ عام عربی پڑھنا بھی سیکھ جائیں۔

۳۔ عربی زبان کی تدریس کے وقت ابتدائی کچھ عرصہ تصحیح مخارج کی مشق کے لیے رکھا جائے اور اس غرض کے لیے کسی جید قاری یا کسی ایسے شخص کی خدمات حاصل کی جائیں جو عربی زبان جاننے کے علاوہ عربی اصوات صحیح مخارج کے ساتھ ادا کر سکتا ہو۔

۴۔ شروع ہی سے بچوں کو عربی ڈائریکٹ میتھڈ سے پڑھائی جائے۔ عربی لکھنے اور بولنے کی مشق کرائی جائے۔ اگر مناسب اساتذہ میسر آ سکیں تو ابتداء ہی سے عربی کی کلاس میں صرف عربی ہی میں گفتگو کی جائے یعنی ذریعۂ اظہار بھی عربی ہی ہو۔

۵۔ عربی زبان اسلامی اور قرآنی کلچر میں ضرور پڑھائی جائے لیکن یہ بھی ذہن میں رہے کہ عربی ایک اہم اور زندہ معاصر زبان بھی ہے لہٰذا طلبہ کے پاس عربی کا Functional Knowledge بھی ہونا چاہئے مثلاً انہیں عربی اخبارات ورسائل پڑھنے' سمجھنے بلکہ ان میں لکھنے پر بھی قدرت ہونی چاہیے۔

۶۔ ایک ہدف یہ سامنے رکھنا چاہیے کہ میٹرک سے فارغ ہونے والے طالب علم کو اتنی عربی آ جائے کہ وہ اردو ترجمے کے بغیر قرآن وحدیث اور دیگر عربی عبارات کو سمجھ سکے اور ابتدائی ضرورت کی حد تک عربی بول اور لکھ سکے۔

۷۔ عربی کا نیا نصاب اس طرح بنانا چاہیے کہ وہ اس وقت حکومتی اداروں میں (بعض مرحلوں میں) مروج عربی نصاب سے ہم آہنگ ہو جائے اور ایک مسلسل اور مربوط نصاب وجود میں آ جائے۔ (اس وقت پرائمری میں عربی نہیں پڑھائی جاتی' مڈل میں لازمی ہے' بعد میں آرٹس کے طلبہ اسے بطور اختیاری مضمون پڑھ سکتے ہیں)۔

۸۔ مڈل کے بعد عربی کا نصاب دو طرح کا ہو۔ وہ طلبہ جنھوں نے عربی اور اسلامیات میں تخصص کرنا ہے ان کے لیے عربی کا نصاب بھاری بھرکم ہو اور وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



طلبہ جنھوں نے میٹرک یا ایف ایس سی کے بعد پیشہ ورانہ کالجوں (میڈیکل، انجینئرنگ، کامرس وغیرہ) میں جانا ہو ان کے لیے نصاب نسبتاً ہلکا ہو۔

۹۔ چونکہ عربی ہمارے معاشرے میں زندہ زبان کی حیثیت سے مستعمل نہیں ہے اس لیے طلبہ جب تک زیر تعلیم رہیں انہیں کچھ نہ کچھ عربی اعلیٰ تعلیم کے مرحلے اور پیشہ ورانہ کالجوں میں پڑھائی جاتی رہنی چاہیے تاکہ یہ ان کے ذہن میں تازہ رہے۔

۱۰۔ ابتداء سے عربی پڑھانے کے علاوہ عربی کی تدریس کے لیے ایک خصوصی نصاب ان طلبہ کے لیے بھی بنانا ہوگا جو اس وقت سکولوں کالجوں میں زیر تعلیم ہیں اور اس نصاب کی بھی ایک تدریج مقرر کرنا ہوگی تاکہ وہ اگلی جماعتوں میں بھی عربی کی تدریس جاری رکھ سکیں۔

۱۱۔ نصاب سازی کے لیے بنائی جانے والی کمیٹی میں کم از کم عربی کے دو پروفیسر اور جس تعلیمی مرحلے کے لیے نصاب بنانا مطلوب ہو اس تعلیمی سطح کے دو استاد لازماً شامل ہونے چاہئیں۔

## تدریس قرآن مجید

### رہنما اصول اور اہداف

۱۔ قرآن مجید ناظرہ کا انتظام سکول میں کیا جائے اس طرح کہ پرائمری سکول ختم کرنے تک بچہ قرآن مجید ناظرہ ختم کر چکا ہو۔ مجوزہ تدریج کے لیے جدول نیچے دیا جا رہا ہے۔

۲۔ قرآن مجید کا آخری پارہ حفظ کرنا سب طلبہ کے لیے لازمی ہو اور سارا قرآن حفظ کرنا اختیاری ہو۔ یہ ان سکولوں کے لیے ہی ممکن ہے جو اقامتی ہوں یا حفظ کی خواہش رکھنے والے طلبہ ہوسٹل سٹوڈنٹ ہوں یا تعلیمی ادارہ لمبے دورانیے کا 'فل ڈے' سکول ہو۔ حفظ کرنے والے طلبہ کے لیے بعض غیر اہم مضامین حذف کر دیے جائیں، بعد میں ایک خصوصی کلاس کا انتظام کر کے ان کی کمی کو پورا کیا جا سکتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# جدول تدریس قرآن مجید

| کلاس | ناظرہ قرآن | حفظِ قرآن | | ترجمۂ قرآن |
|---|---|---|---|---|
| | | عام طلبہ | خصوصی کلاس | |
| پہلی | تصحیح مخارج ویسرنا القرآن | نماز | - | - |
| دوسری | تیسواں پارہ | تیسواں پارہ آدھا | - | - |
| تیسری | پہلے پانچ پارے | تیسواں پارہ مکمل | پہلے پانچ پارے | - |
| چوتھی | پندرہ پارے | سورہ یٰسین وملک | تیرہ پارے | |
| پانچویں | انتیس پارے | سورہ کہف ومنتخبات | اکیس پارے | - |
| چھٹی | - | قرآنی ومسنون دعائیں | انتیس پارے | پہلا پارہ - |
| ساتویں | - | - | - | تین پارے |
| آٹھویں | - | - | - | آٹھ پارے |
| نویں | - | - | - | اٹھارہ پارے |
| دسویں | - | - | - | تیس پارے |

ان دو اضافوں کے علاوہ موجودہ نصاب پر نظر ثانی کی ضرورت ہے تاکہ اس میں ضروری چیزوں کا حک واضافہ ہو سکے۔ اس کام کے جو اصول واہداف ہو سکتے ہیں ان کا ایک خاکہ دیا جا رہا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# نصاب پر نظر ثانی کا کام

## رہنما اصول اور اہداف

۱۔ نصاب پر نظر ثانی کا کام اسلامائزیشن آف نالج کی بنیاد پر کیا جائے یعنی تمام علوم اور معلومات کو اسلامی تناظر میں پیش کیا جائے' اس طرح کہ تعلیمی ثنویت کا خاتمہ ہو سکے' جدید و قدیم کو جمع کر دیا جائے اور مختلف مضامین میں اسلامی معلومات بکھیر کر پیش کی جائیں۔ اسلام کے ماخذ دو ہیں قرآن اور سنت اور انہی کو ہر معاملے میں معیار بنایا جائے۔ پیشکش کا اسلوب عمدہ اور متعلقہ تعلیمی مرحلے کی استعداد کے مطابق ہونا چاہیے جو عصری تقاضوں پر بھی پورا اترتا ہو۔

۲۔ موجودہ نصاب پر نظر ثانی کے کام کی تین جہتیں ہیں:

i۔ غیر مناسب مضامین کو حذف کر دیا جائے۔

ii۔ کچھ مضامین کو ضروری رد و بدل کے بعد موزوں کر لیا جائے۔

iii۔ ضروری چیزیں نئے سرے سے لکھ لی جائیں۔

نصاب پر نظر ثانی کے لیے کمیٹیاں بنائی جانی چاہئیں۔ ہر تعلیمی مرحلے کے ہر مضمون کے لیے ایک کمیٹی ہونی چاہیے اور ہر کمیٹی کم از کم دو پروفیسروں اور متعلقہ سطح کے دو استادوں پر مشتمل ہونی چاہیے۔ جو لوگ نصاب پر نظر ثانی کا کام کریں ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ نظر ثانی کے وقت مذکورہ تینوں جہتوں کا خیال رکھیں۔ نظر ثانی کا کام کرتے ہوئے سرکاری نصاب کے علاوہ اس مواد کو بھی سامنے رکھا جائے جو اس وقت پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں مروج ہے۔

۳۔ نصاب پر نظر ثانی کے کام کے سلسلے میں چند ضروری اہداف:

i۔ انگریزی زبان کے نصاب میں رد و بدل ناگزیر اور نئی چیزیں لکھنا بہت ضروری ہے۔ فنی ضروریات کو ملحوظ رکھتے ہوئے نہ صرف موجودہ مواد کو اسلامی رنگ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دینا ضروری ہے بلکہ اسلامی معلومات کے حامل نئے مضامین بھی ہر سطح پر لکھے جانے چاہئیں تاکہ انگریزی زبان کو اسلامی کلچر میں پڑھایا جاسکے۔ اب گورنمنٹ اور پرائیویٹ سکولوں میں ہر جگہ پہلی جماعت سے انگریزی پڑھائی جاتی ہے لیکن اس کا نصاب عموماً ناقص ہے لہٰذا پرائمری کی سطح کے لیے اسلامی تناظر میں لکھا ہوا انگریزی کا نیا نصاب تیار کرنا ناگزیر ہے۔

ii۔ دینیات کا موجودہ نصاب مختصر بھی ہے اور غیر مربوط بھی۔ اس میں بہت زیادہ توسیع کی ضرورت ہے، قرآن مجید، حدیث، سیرت النبی ﷺ، تذکار صحابہ، عقائد، فقہ واصول سے متعلق مواد کا اضافہ ضروری ہے۔

iii۔ سوشل سٹڈیز کے موجودہ نصاب میں اسلامی تاریخ، معاصر عالم اسلام اور اسلامی اخلاقیات وسماجیات سے متعلق مواد بہت کم ہے اس میں اضافہ ہونا چاہیے۔

iv۔ پاکستان ونظریۂ پاکستان کے مواد کو 'پاکستان سٹڈیز' کے علاوہ دوسرے مضامین میں بھی اس طرح سمویا جائے کہ طلبہ میں جذبۂ حب الوطنی اسلامی تناظر میں پروان چڑھے۔

v۔ ریاضیات اور سائینسز سے متعلق مواد کے پیشکش کے اسلوب کو بدلنے کی ضرورت ہے مثلاً ریاضی کے سوالات میں سود کی بجائے زکوٰۃ کو استعمال کیا جاسکتا ہے یا '۴ پنسلیں + ۴ پنسلیں = ۸ پنسلیں' کہنے کی بجائے یوں کہا جاسکتا ہے کہ '۴ رکعتیں (نماز عصر) + ۳ رکعتیں (نماز مغرب) = ۷ رکعتیں' یا مثلاً سائنس میں یہ کہنے کی بجائے کہ ''جب ایک خاص تناسب میں آکسیجن اور ہائیڈروجن ملیں تو کیمیائی عمل کے نتیجے میں خودبخود پانی وجود میں آجاتا ہے'' یہ کہا جائے کہ ''اللہ تعالیٰ نے ہائیڈروجن اور آکسیجن میں یہ خصوصیت رکھی ہے کہ جب وہ ایک خاص تناسب سے ملیں تو پانی بن جاتا ہے۔''

vi۔ پرائمری کی ابتدائی جماعتوں کا نصاب ایسا ہونا چاہیے کہ صرف دو تین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کتابوں میں سارے مضامین اس طرح سمو دیے جائیں کہ ان کے ذریعے زبان بھی سکھا دی جائے اور ضروری معلومات بھی بچے کو دے دی جائیں۔ معلومات کے دوران زبان سکھانے کی یا دوسرے لفظوں میں زبان سکھاتے ہوئے مختلف مضامین کی معلومات دینے کی یہ ٹیکنیک کم از کم پرائمری میں جاری رہنی چاہیے اور اس غرض کے لیے ناگزیر ہو تو پرائمری سطح کی نصاب سازی کے لیے مختلف مضامین کے لیے الگ کمیٹیاں بنانے کی بجائے ایک ہی جامع کمیٹی بنائی جائے۔

## اساتذہ کی نظریاتی تربیت

تعلیم میں استاد کا کردار بنیادی اہمیت رکھتا ہے' بچے عموماً اپنے استاد کی نقل کرتے ہیں لہٰذا استاد ایسا ہونا چاہیے کہ وہ گفتار و اعمال میں بچوں کے لیے اچھا نمونہ بن سکے۔ اس غرض کے لیے ضروری ہے کہ استاد کے انتخاب کے وقت یہ دیکھا جائے کہ استاد نہ صرف ضروری اور مناسب حد تک تعلیم یافتہ ہو' فنی طور پر اپنے کام کا اہل ہو' تدریس کا فطری میلان رکھتا ہو بلکہ اسلامی اور نظریاتی لحاظ سے بھی یکسو ہو' ضروری دینی معلومات رکھتا ہو اور اچھے کردار کا مالک ہو۔ چونکہ اس قسم کے مثالی اساتذہ کا ملنا مشکل ہے لہٰذا جو بہتر اساتذہ ملیں انہیں لے لیا جائے اور ان کی تعیناتی کے بعد بھی ان کی فنی و نظریاتی تربیت کا اہتمام کیا جائے اور انہیں آن دی جاب ٹریننگ دی جائے۔ اس غرض کے لیے ایسے ادارے کا قیام ناگزیر ہے جو اس طرح کی مختلف دورانیوں کی تربیت کا اہتمام کرے۔ ہر تعلیمی مرحلے اور ہر شعبے کے اساتذہ کی فنی اور نظریاتی تربیت کے لیے نصاب کا خاکہ تیار کرے اور ایسے موزوں سینئر اساتذہ کا انتخاب کرے جو بطور مربی لیکچرز' ورکشاپس' مذاکروں اور سٹڈی سرکلز وغیرہ کے ذریعے اساتذہ کی نہ صرف نظری تعلیم کا انتظام کریں بلکہ انہیں عملاً آن دی جاب ٹریننگ بھی دیں تاکہ مطلوبہ نتائج حاصل کیے جاسکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# تعلیمی ادارے کے ماحول کی اسلامائزیشن

تعلیمی ادارے کا ماحول ایسا بنایا جانا چاہیے جو بچوں کی اسلامی نقطۂ نظر سے تربیت کرے۔ اس غرض کے لیے تعلیمی اداروں اور ان کی اقامت گاہوں (ہوسٹلز) کے لیے تفصیلی اور متعین لائحہ عمل بنایا جانا چاہیے تاکہ غیر نصابی اور ہم نصابی سرگرمیوں کو تعلیم کے ساتھ مربوط بنایا جا سکے۔ ایسی کسی کوشش کے رہنما خطوط یہ ہو سکتے ہیں:

## عبادات کا اہتمام

جن اوقات کی نمازیں سکول کے وقت میں آئیں ان کی ادائی کا اہتمام سکول میں ہونا چاہیے۔ اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ طلبہ کو نماز سکھائی جائے اور انہیں طہارت اور وضو کے متعلق بتایا جائے۔ اس غرض کے لیے طلبہ ہی میں سے ہر کلاس میں ایک ''ناظم صلوٰۃ'' کا تقرر کیا جائے جو روزانہ بلکہ ہر نماز کے بارے میں اپنی کلاس کی حاضری کا خیال رکھے۔ رمضان کے مہینے میں طلبہ کو روزے رکھنے کا شوق دلایا جائے۔ سکول میں قرآن مجید پڑھانے کا پریڈ سب سے پہلے رکھا جائے تاکہ سارے کاموں کی ابتدا اللہ کے پاک کلام سے ہو۔

## اچھی عادات

سکول طلبہ میں اچھی عادات پیدا کرنے کا اہتمام کرے مثلاً پابندیٔ وقت کے لیے ضروری ہے کہ مقررہ وقت پر سکول کے دروازے بند کر دیے جائیں اور تاخیر سے آنے والوں کو سبق ملے کہ وہ تعلیم سے محروم رہ جائیں گے۔ اسی طرح طلبہ ہی میں سے ''ناظمین صفائی'' کا تقرر کیا جائے جو روزانہ صبح کے وقت سکول کے دروازے کے پاس کھڑے ہو جائیں اور ہر طالب علم کا جائزہ لیں کہ اس کے کپڑے صاف ہیں' بال اور ناخن کٹے ہوئے ہیں' جوتے پالش شدہ ہیں' بصورت دیگر ان کی تادیب کی جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## اسلامی آداب

طلبہ کو اٹھنے' بیٹھنے' کھانے' پینے' پہننے' بولنے' سلام کرنے' چھینک آنے' اس کا جواب دینے' کسی کا شکریہ ادا کرنے' مجلس میں آنے' بیٹھنے اور جانے' خوش ہونے' بڑوں کا ادب کرنے' چھوٹوں پر شفقت کرنے' غرض زندگی کے ہر شعبے کے بارے میں اسلام نے اخلاق حسنہ اختیار کرنے اور برے اخلاق ترک کرنے سے متعلق جو تعلیمات دی ہیں ان پر سکول (اور ہوسٹل) کے اوقات کار کے دوران عمل کرایا جائے اور طلبہ کو ان کی عادت ڈالی جائے۔ اس غرض کے لیے یہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ سکول میں ہر ہفتے عمل کے لیے ایک اخلاقی ماٹو اختیار کرلیا جائے مثلاً ایک ہفتہ اٹھنے بیٹھنے کے آداب کا' ایک ہفتہ سچ بولنے کا' ایک ہفتہ غیبت نہ کرنے کا...... وغیرہ۔ پھر اسی موضوع پر اسمبلی میں پورا ہفتہ اساتذہ اور طلبہ کی تقریریں ہوں اور طلبہ و اساتذہ مل کر اس پر عمل درآمد کریں اور اس پر طلبہ ایک دوسرے کا محاسبہ کریں۔

## اسلامی تشخص

طلبہ کو اسلامی تشخص پر فخر کرنا سکھایا جائے' اسلامی اور قومی لباس، وضع قطع اور شکل وصورت کو اپنانے کی ترغیب دی جائے اور غیر ملکی لباس' عادات' کھیلوں سب سے عملاً اجتناب کیا جائے۔

## اسلامی تقریبات

سکول میں اسلامی اور قومی تقریبات کا اہتمام کیا جائے مثلاً عیدین' استقبال رمضان' شب معراج' لیلۃ القدر' یوم پاکستان، یوم اقبال وغیرہ اور ان مواقع پر طلبہ کو ان ایام کی اہمیت اور مقصدیت سے آگاہ کیا جائے اور ان کو اجتماعی کام اسلامی مزاج کے مطابق کرنے کا سلیقہ سکھایا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## کھیل

طلبہ کو باقاعدگی سے ورزش کرنے اور کھیلوں میں حصہ لینے کا موقع دیا جائے بلکہ ہر طالب علم کے لیے ضروری ہو کہ وہ ان میں حصہ لے۔ اسکول کے اندر اور دوسرے تعلیمی اداروں سے کھیلوں کے مقابلے بھی کروائے جائیں۔ اس طرح نہ صرف طلبہ کی صحت اچھی ہوگی' نوجوان طلبہ کی انرجی کا بہتر استعمال ہوگا بلکہ کھیلوں کے ذریعے ان کے اندر نظم وضبط کی پابندی' باہمی تعاون' ٹیم سپرٹ اور صحت مند مقابلے کا رجحان بھی پیدا ہوگا' انہیں جیتنے کی خوشی اور ہارنے کا غم برداشت کرنے کی عادت پڑے گی۔

## ذہنی وفکری صلاحیتوں کی نشوونما

طلبہ کے اندر گفتگو اور تقریر کا ملکہ پیدا کیا جائے' ہر کلاس میں ہر ہفتے بزم ادب کا ایک پریڈ ہونا چاہیے جس میں طلبہ کو تقریر کی مشق کرائی جائے' کلاس اور سکول کی سطح پر بلکہ دوسرے سکولوں کے ساتھ تقریری مقابلے کروائے جائیں۔ اسی طرح طلبہ کے اندر تحریری صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس غرض کے لیے طلبہ کو ترغیب دی جائے کہ وہ اپنی درسگاہ اور ہوسٹل کو عمدہ طغروں سے سجائیں' وہاں قرآن وحدیث کے اقتباسات اور اقوال زریں پر مشتمل چارٹ لکھ کر لٹکائیں' طلبہ کے درمیان مضمون نویسی کے مقابلے منعقد کروائے جائیں' ہر سکول اپنا ایک رسالہ نکالے بلکہ ہر کلاس (اور ہوسٹل کا ہر بلاک) ہر ماہ اپنا ایک ''دیواری میگزین'' نکالے جس میں طلبہ اپنی نگارشات سامنے لائیں ان 'دیواری رسالوں' کا آپس میں مقابلہ کرایا جائے اور اچھے رسالوں اور اچھا لکھنے والوں کو حوصلہ افزائی کے انعامات دیے جائیں۔ علاوہ ازیں طلبہ کے اندر ''مقابلۂ معلومات'' کا اہتمام بھی کیا جائے اور ان کے ذہنی افق کی توسیع کے لیے ان کو قومی اداروں' تاریخی مقامات' فیکٹریوں'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کارخانوں اور دفاتر وغیرہ کے مطالعاتی دورے کروائے جائیں' ان کے لیے تفریحی سفروں کا انتظام کیا جائے اور انہیں زندگی کے مختلف شعبوں میں نمایاں مقام حاصل کرنے والے لوگوں سے ملوایا جائے' ان سے گفتگو اور سوالات کا موقع دیا جائے اور ان کے لیکچرز کا اہتمام کیا جائے۔

## والدین سے رابطہ

سال میں ایک دفعہ ''یوم والدین'' منالینا کافی نہیں بلکہ اس کے لیے زیادہ مواقع پیدا کیے جائیں مثلاً ہر سہ ماہی امتحان کا رزلٹ والدین کو بھیجا جائے اور ان سے یہ درخواست کی جائے کہ وہ لازماً ذاتی طور پر سکول میں آکر انچارج استاد (یا اساتذہ) سے اپنے بچے کی تعلیمی پراگریس ڈسکس کریں تاکہ وہ بچے کے تعلیمی اور تربیتی معیار سے آگاہ رہیں اور اگر اسکول انہیں ان کے بچے کے بارے میں کچھ بتانا چاہتا ہے تو وہ بھی اس موقع پر زیر بحث آجائے تاکہ گھر اور اسکول باہمی تعاون سے مل جل کر بچے کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کریں اور یہ صورت نہ ہو کہ والدین بچے کو اسکول بھیج کر فارغ ہو بیٹھیں کہ چلیے سر سے بوجھ اترا۔

## انتظامی صلاحیتوں کی آبیاری

طلبہ کے اندر خود اعتمادی پیدا کرنے اور ان کی انتظامی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے لیے انہیں خود کام کرنے اور اپنی مشکلات خود حل کرنے کا موقع دیا جائے مثلاً اسکول اور ہوسٹل کی آرائش اور صفائی کا کام وہ خود کریں۔ وہ کیمپنگ کے لیے جائیں تو خود خیمے لگائیں' خود پکائیں' خود برتن صاف کریں' ہوسٹل میں کھانے (Mess) کا انتظام خود کریں' کھانے کے لیے Self Service کا انتظام ہو' اپنے بستر اور کمرے کو صاف ستھرا اور کتابوں' کپڑوں کو سلیقے سے رکھیں' اسکول کی تقریبات کا انتظام خود کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

## ہوسٹلز

جہاں تعلیمی ادارے اقامتی بنیادوں پر کام کر رہے ہوں یا جہاں ہوسٹلز کا انتظام ہو وہاں طلبہ کی تربیت کے مواقع بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ ایسے اسکولوں کے منتظمین کو چاہیے کہ وہ طلبہ کے اوقات کو اوپر دیے گئے رہنما خطوط کی روشنی میں تفصیلا اس طرح منضبط کریں کہ طلبہ وہاں سے کندن بن کر نکلیں، اپنی زندگی بھی سنواریں اور ادارے کا نام بھی روشن کریں۔

تعلیم کی اسلامائزیشن سے متعلق کچھ بنیادی باتیں سطور بالا میں زیر بحث آ گئی ہیں کہ اس کام کی نوعیت کیا ہے اور یہ کیسے ہونا چاہیے! اب سب سے بڑا اور عملی سوال ہمارے سامنے یہ ہے کہ تعلیم کی اسلامائزیشن کا یہ اہم اور بنیادی کام عملاً کرے گا کون؟ بلی کے گلے میں گھنٹی کون باندھے گا؟

## پس چہ باید کرد؟

سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر حکومت پاکستان کو تعلیم کی اسلامائزیشن سے کوئی دلچسپی نہیں تو کیا ہم ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں اور اس بات پہ مطمئن رہیں کہ ہم نے حکومت سے تعلیم کی اسلامائزیشن کا مطالبہ کر کے اپنا فرض ادا کر دیا ہے اور ہم سے کچھ مزید مطلوب نہیں ہے۔ ہماری رائے یہ ہے کہ ایسا نہیں ہے ہمیں حکومت پاکستان کو اس کی ذمہ داری کی ضرور یاددہانی کرانی چاہیے اور اس سے ضرور مطالبہ کرنا چاہیے کہ وہ اسلام کے نام پر قائم اس مملکت خداداد کے نظام تعلیم کو اسلام کے مطابق ڈھالے لیکن اس کے ساتھ ہی ہماری یہ رائے بھی ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر اس سلسلے میں اہم رول ادا کرسکتا ہے اور اسے کرنا چاہیے۔ ہمارے ہاں ماضی میں بھی دیوبند، علی گڑھ، ندوہ اور دوسرے بہت سے عظیم ادارے (اور صرف مذہبی ہی نہیں خالص تعلیمی بھی مثلاً انجمن حمایت اسلام کے تعلیمی ادارے) پرائیویٹ سیکٹر میں بغیر حکومت کی مدد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے قائم کئے گئے تھے۔ آج بھی ہمارے ہاں ہزاروں دینی مدارس کے علاوہ پرائیویٹ سیکٹر میں ہزاروں سکول اور سیکڑوں کالج کام کر رہے ہیں' کئی پرائیویٹ یونیورسٹیاں بھی کھل چکی ہیں تو سوال یہ ہے کہ پاکستان میں تعلیم کی اسلامی تشکیل نو کا کام پرائیویٹ سیکٹر میں کیوں نہیں کیا جا سکتا؟ ہماری رائے میں پرائیویٹ سیکٹر میں اس غرض کے لیے ایسے چند بڑے ادارے وجود میں آنے چاہئیں جو تعلیم کی اسلامی تشکیل جدید کا تجربہ کریں۔ جو ایسے تعلیمی ادارے قائم کریں جو پرائمری سے شروع ہوں اور یونیورسٹی کی سطح تک جائیں جو نصاب کی اسلامائزیشن کا کام کریں' اساتذہ کی فنی ونظریاتی تربیت کا اہتمام کریں' جو تعلیمی اداروں کے ماحول کو مثالی اسلامی رنگ میں ڈھال کر دکھائیں۔ ہمارا خیال ہے کہ اس طرح کے کامیاب تجربے کے بعد عام تعلیمی ادارے خود بخود ان کی پیروی کرنا شروع کر دیں گے اور ملک بھر کا تعلیمی ماحول ان سے متاثر ہوگا۔

[بروشر مطبوعہ اپریل ۱۹۹۱ء]

اور یہ اہلِ کلیسا کا نظامِ تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین ومروت کے خلاف
اس کی تقدیر میں محکومی و مظلومی ہے
قوم جو کر نہ سکی اپنی خودی سے انصاف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# تعلیمی ثنویت کے خاتمے کا طریق کار

تعلیمی ثنویت سے مراد ہے دینی اور دنیوی تعلیم الگ الگ دیے جانا، دونوں طرح کے تعلیمی اداروں کا الگ الگ ہونا اور دنیوی تعلیم اس طرح دینا کہ دینی تعلیم اس کا مؤثر حصہ نہ ہو اور دینی تعلیم اس طرح دینا کہ طالب علم دنیوی علوم سے واقف نہ ہو۔

۱۔ اگرچہ جدید تعلیم کے اندر مختلف سطحوں پر اتنا زیادہ تفاوت ہے (جیسے اردو اور انگلش میڈیم سکولوں میں، میٹرک ایف اے اور او اے لیول والے تعلیمی اداروں میں اور ٹاٹ سکولوں سے لے کر لاکھوں روپے سالانہ فیس والے انٹرنیشنل سکولوں میں) کہ بات ثنویت سے بڑھ کر تثلیث بلکہ کئی قسم کے تعلیمی نظاموں تک پہنچتی ہے لیکن نظریاتی تناظر میں وہ تقسیم بہرحال اہم اور بنیادی ہے جسے ہم نے ثنویت کا نام دیا ہے۔

مذکورہ تعلیمی ثنویت کے اسباب اگرچہ کئی ایک ہیں لیکن ان میں جو زیادہ اہم ہیں ان میں سے ایک تو خلافت راشدہ کے بعد اہل دین وسیاست میں بُعد بلکہ اہل دین کی سیاست سے علیحدگی اور خود کو مساجد و مدارس اور تعلیم و تدریس تک محدود کر لینا ہے۔ پھر مسلمان معاشرے میں اخلاقی کمزوریاں در آنے پر جو اصلاحی تحریک تربیت و تزکیہ کے لیے چلی وہ تصوف کے نام سے ایک الگ ادارے کے طور پر منظّم ہوتی چلی گئی کیونکہ تعلیمی ادارے اس وقت تک بہت منظّم نہ تھے۔ چنانچہ بڑوں (Grown ups) کی تربیت کے لیے خانقاہیں وجود میں آ گئیں اور بعد میں ان میں بھی عیسائی اور ہندو اثرات کی وجہ سے رہبانیت کے جراثیم داخل ہو گئے۔

پچھلی صدی میں تعلیمی ثنویت کو مہمیز ملنے کا ایک سبب یہ بھی ہوا کہ سائنس و ٹیکنالوجی میں ترقی کی وجہ سے مغرب طاقتور ہو گیا اور اس نے روبہ زوال مسلم ممالک پر قبضہ کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے مسلم معاشرے کو اپنے فکری اور تہذیبی رنگ میں رنگنے کے لیے اس کے صدیوں سے قائم ان تہذیبی اداروں کو ختم کر دیا جو مسلم فکر اور ورلڈ ویو پر مبنی تھے اور ان کی جگہ اپنے ورلڈ ویو پر مبنی ادارے قائم کر دیے۔ استعمار کے ان اقدامات میں سے ایک یہ بھی تھا کہ اس نے مسلمانوں کا نظام تعلیم ختم کر دیا اور مغربی نظام تعلیم نافذ کر دیا۔ مسلم معاشرے میں تعلیم و تدریس کا کام زیادہ تر علماء کے ہاتھ میں تھا لہٰذا سرکاری سرپرستی سے محروم ہونے کے بعد انہوں نے اسی کو غنیمت جانا کہ غریب مسلمان عوام کی مدد سے مساجد میں اور مساجد سے ملحق چھوٹے چھوٹے مدارس میں کچھ دینی تعلیم کا انتظام ہو جائے تاکہ مسلمانوں کو نکاح وطلاق اور خوشی وغمی کے رسم ورواج کے لیے دینی قیادت میسر آتی رہے۔ اس امر نے تعلیمی ثنویت کی جڑوں کو مسلم معاشرے میں مزید گہرا کر دیا۔

## نتائج

مذکورہ بالا صورت حال کا نتیجہ یہ نکلا کہ نظام تعلیم میں وحدت نہ رہی، وہ دو دھاروں میں تقسیم ہو گیا۔ ایسے دھارے جو متوازی چلتے ہیں۔ ملتے کبھی نہیں اور چونکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جیسے خیالات اور عقائد ہوتے ہیں ویسے ہی اعمال انسان سے سرزد ہوتے ہیں اور اعمال کا استمرار عادات کو جنم دیتا ہے اور عادتیں پختہ ہو کر شخصیت کا روپ دھار لیتی ہیں۔ چنانچہ تعلیم کی ثنویت نے شخصیت کی ثنویت کو جنم دیا اور دو طرح کے آدمی پیدا ہونے لگے: مذہبی اور غیر مذہبی یا مسٹر اور مولوی۔ اور یکسو، مستحکم اور موحد مسلم شخصیت پیدا ہونا بند ہو گئی۔

مسلم تصور تعلیم میں یہ انحراف کوئی معمولی انحراف نہ تھا بلکہ اس کے انتہائی گہرے اور دور رس اثرات نکلے۔ اس سے اسلام کے اس تصور کو زک پہنچی کہ وہ دنیا و آخرت دونوں کا جامع ہے، دنیا میں زندگی گزارنے کا مکمل نظام ہے، اور دنیا کی زندگی میں اسلامی تعلیمات پر عمل آخرت میں نجات کا ضامن ہے۔ اس سے مسلم معاشرے میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ایک نوع کے سیکولرزم کا چلن ہوا اور دین و دنیا میں تفریق کے رجحان کو استحکام حاصل ہوا، (جو اپنی اصل میں غیر اسلامی ہے)۔ جب تعلیم کا ڈھب بدلا تو تربیت کا وہ رنگ بھی باقی نہ رہا جو مسلم تعلیم کا جزو لاینفک تھا۔ اور پھر آہستہ آہستہ مسلمانوں میں اس نظام تربیت کے فقدان کا احساس ہی ختم ہو گیا (خود ان اداروں میں بھی جو ان کے اپنے قائم کردہ تھے)۔

جب استعمار کے قائم کردہ اس نظام تعلیم و تربیت سے لوگ فارغ ہو کر دفتروں، بازاروں، کارخانوں اور اقتدار کے ایوانوں تک پہنچے تو ان کے اندر اپنی زندگیوں میں اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کا داعیہ ہی باقی نہ رہا۔ اب نہ حکمرانوں کو مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں نفاذ شریعت کی فکر تھی اور نہ مسلم عوام کو اس بات کا قلق تھا کہ شریعت معاشرے میں نافذ کیوں نہیں۔ اس سبب کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں کوئی انقلاب نہ آ سکا۔ وہ ذلت و مسکنت کے گڑھے سے نکل نہ سکے اور ترقی، خوشحالی اور نشاۃ ثانیہ محض خواب بن کر رہ گئے۔

## اصولی حل

اس صورت حال کا اصولی حل تو یہی ہے کہ نظام تعلیم ایک ہو، عام تعلیم میں دینی مضامین ضروری حد تک شامل ہوں اور وہ اسلامی تناظر میں دی جائے۔ دین کی خصوصی تعلیم تخصص کے مرحلے میں ہو۔ تربیت تعلیم کا جزو ہو۔ تاہم ظاہر ہے کہ ان تصورات کو روبہ عمل لانے کے لیے پورے نظام تعلیم خصوصاً نصاب، تربیت اساتذہ اور تربیت طلبہ کے مناہج کی تبدیلی ناگزیر ہو گی۔

پھر نظام تعلیم کی وحدت کا سوچتے ہوئے ہمیں اس غلط فہمی سے بھی بچنا ہو گا کہ کسی ایک تعلیمی دھارے کی ساری خصوصیات کو برقرار رکھتے ہوئے دوسرے دھارے کی معمولی پیوند کاری سے یہ مقصد حاصل ہو جائے گا۔ کیونکہ صرف اتنی بات سے کچھ مقصود حاصل نہیں ہو گا کہ جدید تعلیم کے ادارے کچھ اسلامیات پڑھا دیں اور دینی مدارس کچھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جدید علوم پڑھا دیں بلکہ اصل مقصود یہ ہے کہ یہ کام اتنے مؤثر طریقے سے اور ڈھب سے ہو کہ عملاً متوازن سیرت کے آدمی پیدا ہونے شروع ہو جائیں اور اس غرض کے لیے ناگزیر ہے کہ ان دونوں دھاروں کا ورلڈ ویو بدلے، ان کا تعلیمی کلچر بدلے، نصاب ازسرنو مدون ہو، ان کے ہاں تربیت طلبہ کے تصورات اور مناہج بدلیں اور انہی تصورات کے مطابق اساتذہ کی تربیت کا اہتمام ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ کام Status Quo برقرار رکھتے ہوئے نہیں ہوسکتا بلکہ اس کے لیے ناگزیر ہے کہ ایک تیسرا تعلیمی ماڈل کھڑا کیا جائے جس میں سابقہ دونوں تعلیمی نظاموں کی مثبت خصوصیات تو موجود ہوں لیکن وہ ان کی خامیوں سے مبرا ہو۔

تیسرے تعلیمی ماڈل کے بارے میں تفصیلات میں جائے بغیر کم ازکم یہ ذہن میں رہے کہ دیوبند (جو ہمارے ہاں روایتی دینی تعلیم کا نمائندہ ہے) اور علی گڑھ (جو ہمارے ہاں جدید تعلیم کا نمائندہ تعلیمی ماڈل ہے) دونوں کے یک رخے پن کا احساس اکابرین امت کو ان کے قیام کے فوراً بعد ہی ہو گیا تھا چنانچہ ندوۃ العلماء کا قیام اسی کا مظہر تھا لیکن متعدد اسباب سے ندوہ مطلوبہ نقطۂ اتصال نہ پہنچ سکا۔ پھر جامعہ ملیہ بھی اس احساس کا نتیجہ تھی، لیکن وہ بھی تیسرا تعلیمی ماڈل نہ بن سکی۔ لہٰذا تیسرے نئے تعلیمی ماڈل کا تصور کوئی ایسا عجوبہ بھی نہیں جو حلق سے نیچے نہ اتر سکے یا اسے قابل فہم اور قابل عمل نہ سمجھا جائے۔

## تعلیمی اسکیم

ضروری محسوس ہوتا ہے کہ اس اصولی حل کی کچھ عملی تفصیلات یہاں دے دی جائیں تاکہ بات واضح ہو جائے۔ تفصیلات کے تعین میں اس امر کو پیش نظر رکھا گیا ہے کہ تعلیم کے میدان میں مقامی اور بین الاقوامی عرف سے بہت دور نہ جایا جائے۔ اگر تعلیمی ثنویت دور کرنا مقصود ہو تو پھر مجوزہ طریق کار کو (قومی سطح پر مکالمے اور متعلقہ اداروں سے منظوری کے بعد) لازمی ہونا چاہیے اور کسی بھی تعلیمی ادارے کو یہ اجازت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نہیں ہوئی چاہیے کہ وہ اس سے ہٹ کر تعلیم دے۔

## پری پرائمری (پریپ/ اعدادیہ)

داخلے کی عمر: پانچ سال دورانیہ: ایک سال ذریعہ تعلیم: مادری زبان/ اردو

### مقاصد

۞ بچے کو سکول سے مانوس کرنا

۞ آئندہ تعلیم حاصل کرنے کے لیے تیار کرنا۔

۞ عربی پڑھنا سیکھنا تاکہ قرآن حکیم پڑھنے کی اساس میسر آ جائے اور اردو کے مخارج بھی ہمیشہ کے لیے درست ہو جائیں۔

۞ روزمرہ ضرورت کے لیے ابتدائی گنتی سیکھنا اور یاد کرنا۔

۞ زندگی کے بنیادی آداب سیکھنا۔

### نصاب

۞ کھیل کود (سکول میں جھولے، سلائیڈوں وغیرہ کا ہونا لازمی)

۞ قرآن وسنت پر مبنی کہانیاں سنائی جائیں۔ ان کہانیوں کے وڈیو دکھائے جائیں۔

۞ اسلامی تناظر میں تیار کی گئی کارٹون فلمیں دکھائی جائیں۔

۞ کلمہ طیبہ، بسم اللہ

۞ نماز یاد کروائی جائے۔ نماز کے وڈیو دکھائے جائیں۔

۞ عربی حروف تہجی۔ عربی کا ابتدائی قاعدہ۔

۞ ایک سے سو تک گنتی۔

۞ آرٹ/ڈرائنگ۔

۞ تربیت (تفصیل آگے آئے گی)

## پرائمری

داخلے کی عمر: چھ سال دورانیہ: پانچ سال ذریعہ تعلیم: مادری زبان/ اردو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## مقاصد

پرائمری کے آخر تک وسیع ڈراپ آؤٹ کے پیش نظر ضروری دینی و دنیوی تعلیم کی اس مرحلے پر تکمیل تا کہ اگر بچہ بعد میں تعلیم نہ بھی جاری رکھ سکے تو بنیادی تعلیمی مہارتوں کا حامل ہو مثلاً:

- قرآن حکیم (مکمل، ناظرہ) پڑھ سکے۔
- اردو لکھ، پڑھ اور بول سکے۔
- نماز کا ترجمہ اور قرآنی و مسنون دعائیں اسے یاد ہو جائیں۔
- حفظان صحت کے اصولوں سے واقف ہو جائے۔
- حساب کی روزمرہ کی ضروریات پوری کر سکے۔

## نصاب

### ا۔ دینی تعلیم

- پانچ سال میں ناظرہ قرآن کی تکمیل (پہلے سال ایک پارہ، دوسرے سال چار پارے، تیسرے سال سات پارے، چوتھے سال آٹھ پارے اور پانچویں سال دس پارے)
- تیسویں پارے کا نصف آخر زبانی یاد کرنا۔
- نماز کا ترجمہ (بشمول آخری سورتیں)، نماز پڑھنے کی عملی مشق اور اسے عادت بنانا۔
- قرآنی اور مسنون دعائیں/اذکار یاد کرنا (مع ترجمہ) اور ان پر عمل کی مشق۔
- ہر سال عقائد، عبادات، اخلاق و آداب اور معاملات سے متعلق چالیس مختصر احادیث کی تدریس (مع تشریح) جن کا انتخاب بچوں کی ذہنی سطح کے مطابق کیا گیا ہو۔
- سیرۃ النبیؐ اور صحابہ کرامؓ کے احوال، کہانیوں کی صورت میں۔
- اسلامی تناظر میں تیار کی گئی وڈیوز اور کارٹون فلمیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



㉓ ضروریات دین مثلاً نماز، روزے، زکوۃ، حج، عائلی زندگی، حلال وحرام اور اخلاقیات وغیرہ سے متعلق بنیادی معلومات، آسان پیرائے میں۔

۲۔زبانیں

اردو: پہلی سے پانچویں تک لازمی ...... پڑھنے، لکھنے، سمجھنے اور بولنے کی مہارتیں۔

عربی: تیسری جماعت سے آغاز ...... پڑھنے اور سمجھنے کی مہارتوں پر توجہ۔

انگریزی: چوتھی جماعت سے ابتداء ...... چاروں مہارتوں پر توجہ۔

۳۔ حساب

۴۔ روزمرہ سائنس، خصوصاً حفظانِ صحت، زراعت وغیرہ

۵۔ معاشرتی علوم

۶۔ کھیل/ ورزش

۷۔ آرٹ/ڈرائنگ

۸۔ ہوم اکنامکس/گھرداری (طالبات کے لیے)

۹۔ عملی کام/فنی تعلیم (جو روزگار میں مفید ہو سکے)

۱۰۔ تربیت

نوٹ: اس سطح پر ہر سال امتحان ہوگا، نمبر لگیں گے لیکن کسی طالب علم کو فیل قرار دے کر اگلی کلاس میں داخلے سے محروم نہیں کیا جائے گا۔ البتہ چھٹی جماعت میں داخلہ اسے ہی ملے گا جس نے پانچویں جماعت کا امتحان پاس کیا ہو۔

## مڈل (متوسطہ)

داخلے کی عمر: ۱۱ سال دورانیہ: ۳ سال ذریعہ تعلیم: اردو

مقاصد

تخصصی تعلیم کے آغاز کے ساتھ علمی مہارتوں کے حصول کا استمرار تا کہ طلبہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس مرحلے سے فارغ ہونے کے بعد
۲۳ مزید تعلیم جاری رکھ سکیں
۲۳ عملی زندگی کا آغاز کر سکیں

نوٹ: ہر تعلیمی سطح کے جامع مقاصد فنی انداز میں لکھنا یہاں پیش نظر نہیں، اس لیے کہیں کہیں اہم چیزیں درج کر دی گئی ہیں:

## نصاب (حصہ لازمی)

### ا۔ دینی تعلیم

۲۳ ترجمۂ قرآن: پندرہ پارے (بشمول آخری پارہ)
۲۳ آخری پارے کا نصف اول یاد کرنا نیز بعض اہم سورتیں یاد کرنا جیسے یٰس، ملک، حشر اور بقرہ کے آخری رکوع وغیرہ۔
۲۳ ہر سال عقائد، عبادات، اخلاق و آداب اور معاملات سے متعلق چالیس احادیث
۲۳ سیرۃ النبیؐ اور صحابہ کے حالات زندگی، آسان اور دلچسپ پیرائے میں۔
۲۳ اسلامیات/ دینیات میں دیگر چیزوں کے علاوہ نماز، روزے، زکوٰۃ، حج، عائلی زندگی اور اخلاق و معاملات کے بارے میں تفصیلی معلومات

### ۲۔ زبانیں

۲۳ اردو
۲۳ عربی: قرآنی ذخیرۂ الفاظ پر مبنی، طریق مباشر سے تدریس۔

۳۔ حساب
۴۔ روزمرہ سائنس
۵۔ معاشرتی علوم (تاریخ، جغرافیہ، شہریت، عمرانیات، مطالعۂ پاکستان)
۶۔ کھیل/ ورزش
۷۔ تربیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۸۔ گھرداری/ ہوم اکنامکس (برائے طالبات)

(حصہ اختیاری)

۱۔ مندرجہ ذیل میں سے کوئی سے دو مضامین:

انگریزی۔ عربی ایڈوانس۔ سائنس ایڈوانس۔ زراعت۔ فنی تربیت / اپرنٹس شپ (بجلی کا کام/ موٹر مکینک/ مقامی کاٹیج انڈسٹری)

۲۔ حفظ قرآن:

☆ جو بچے قرآن کریم حفظ کریں گے وہ ساتھ اردو، عربی اور اسلامیات کم ترکیز (Low Weightage) کے ساتھ پڑھیں گے اور درجات متوسطہ کے نصاب کی تکمیل کر کے ثانوی میں داخلہ لیں گے۔

☆ دینی مدارس کو اجازت ہوگی کہ وہ حفظ اور درجہ متوسطہ کے نصاب کی تکمیل کروائیں جس کے بعد طلبہ ثانوی میں داخلہ لے کر تعلیم کے مرکزی دھارے میں شامل ہو جائیں گے۔

## ثانوی (سیکنڈری و ہائر سیکنڈری)

داخلہ کی عمر: ۱۴ سال　　دورانیہ: ۴ سال　　ذریعہ تعلیم: اردو

نصاب (حصہ لازمی)

۱۔ دینی تعلیم

☆ ترجمۂ قرآن، پارہ ۱۵ تا ۲۹

☆ ہر سال کی اربعین

☆ سیرۃ النبیؐ اور صحابہ کرامؓ کے حالات زندگی

☆ اسلامیات/ دینیات: موجودہ نصاب میں اضافے خصوصاً اسلام بطور نظام زندگی اور فقہی معلومات، (جدید تناظر میں)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔زبانیں

⑳ اردو

⑳ عربی

۳۔ معاشرتی علوم (بشمول مطالعۂ پاکستان وتاریخ امت)

۴۔ جنرل ریاضی ۵۔روزمرہ سائنس

۶۔ کھیل/ ورزش ۷۔گھرداری/ ہوم اکنامکس (برائے طالبات)

۸۔ کمپیوٹر ۹۔تربیت

(حصہ اختیاری)

⑳ انگریزی رفارسی

⑳ علوم اسلامیہ گروپ: عربی ایڈوانس۔اسلامیات ایڈوانس

⑳ سائنس گروپ: میڈیکل۔نان میڈیکل

⑳ تجارت گروپ

⑳ انتظامیات گروپ

⑳ آرٹس گروپ

⑳ فنی تربیت گروپ: الیکٹرانکس۔کمپیوٹر

**گریجویشن** (عالیہ) داخلے کی عمر:۱۸سال دورانیہ:۴سال

ذریعہ تعلیم:اردو

**ماسٹرز** (عالیہ) داخلے کی عمر:۲۲سال دورانیہ:۲سال

ذریعہ تعلیم:اردو

سائنسی مضامین کے لیے:انگریزی

برائے علوم عربیہ واسلامیہ:عربی

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(حصہ لازمی)

- تخصص گروپ

۞ اسلامیات

۞ مطالعۂ پاکستان بشمول تاریخ امت

۞ طرق تحقیق (برائے ایم اے)

۞ تربیت

(حصہ اختیاری)

۞ انگریزی رفارسی رچینی رروسی رفرانسیسی رجرمن رپشتو رہندی (برائے گریجوایشن)

۞ علوم اسلامیہ گروپ ۞ آرٹس گروپ ۞ انفارمیشن ٹیکنالوجی گروپ

۞ میڈیکل ۞ انجینئر نگ گروپ ۞ ٹیکسٹائل گروپ

۞ زراعت گروپ ۞ سائنس گروپ

۞ تجارت گروپ ۞ انتظامیات گروپ

سطور بالا میں جو کچھ عرض کیا گیا ہے اس کی بہتر تفہیم کے لیے کچھ وضاحتیں ضروری ہیں:

۱۔ مدارج تعلیم

اس ضمن میں ہم نے صرف ایک تبدیلی تجویز کی ہے اور وہ یہ کہ ثانوی تعلیم کو بارہ سال کا قرار دے کر گریجوایشن کو چار سال کا کر دیا ہے کیونکہ دنیا کے اکثر ممالک میں اس وقت ایسا ہی ہو رہا ہے اور ہمارے جو طلبہ باہر اعلیٰ تعلیم کے لیے جاتے ہیں، انہیں اس بناء پر سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پھر حکومت پاکستان بھی بی اے کو چار سالہ کرنے پر غور کر رہی ہے اور جہاں تک پروفیشنل ڈگریوں کا تعلق ہے جیسے میڈیکل، انجینئرنگ، کمپیوٹر سائنس وغیرہ تو کئی اداروں نے ان میں پہلے ہی گریجوایشن چار سال کی کر دی ہوئی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## دینی تعلیم

۱۔ ثانوی تعلیم کے بعد چھ سالہ علوم اسلامیہ (چار سالہ گریجوایشن اور دو سالہ ماسٹرز) پروگرام کالجوں یونیورسٹیوں کے علاوہ دینی مدارس میں بھی پڑھایا جاسکے گا، تاہم نصاب دونوں جگہ ایک ہوگا۔

۲۔ چار سالہ گریجوایشن میں قرآن، حدیث، فقہ، عربی وغیرہ اسلامی علوم پڑھائے جائیں گے جب کہ ماسٹرز میں کسی ایک مضمون (مثلاً قرآن وعلوم القرآن) میں تخصص ہوگا۔

۳۔ علوم اسلامیہ گروپ کے طلبہ کو گریجوایشن کے بعد آرٹس کے مضامین مثلاً معاشیات، سیاسیات، فلسفہ، تاریخ ...... وغیرہ اور زبانوں مثلاً اردو، عربی، انگریزی ...... وغیرہ میں ایم اے کرنے کی اجازت ہوگی۔ مذکورہ سماجی علوم (مثلاً معاشیات، سیاسیات ...... وغیرہ) کے نصاب میں کم از کم پچاس فیصد مواد اسلامی پہلوؤں پر مشتمل ہوگا۔

۴۔ لازمی مضامین میں سے تربیت اور مطالعہ پاکستان اور اختیاری مضامین میں سے انگریزی علوم اسلامیہ میں گریجوایشن کے نصاب کا حصہ ہوگی۔

۵۔ علوم اسلامیہ کا نصاب ایک ہوگا البتہ کتب مختلف ہوسکتی ہیں (جہاں ناگزیر ہو وہاں شیعہ نصاب اور کتب البتہ مختلف ہوسکتی ہیں)۔ اساسی کتب کے علاوہ جدید کتب بھی نصاب کا حصہ ہوں گی۔ موضوعات میں عصری تناظر اور جدید مسائل کو بھی سامنے رکھا جائے گا۔ عربی زبان کی تعلیم اس طرح دی جائے گی کہ چاروں مہارتیں حاصل ہوں۔ فقہ واصول اور ادیان کا تقابلی مطالعہ کیا جائے گا۔ امت کی تاریخ وجغرافیہ اور دعوت کے اصول واسالیب بھی شامل نصاب ہوں گے ...... اس طرح کا متفقہ نصاب تیار کرنا مشکل ضرور ہے ناممکن نہیں (ہم اس سے پہلے چار وفاقوں کے لیے متفقہ نصابی سفارشات تیار کرکے اس کا عملی تجربہ کرچکے ہیں)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۶۔ مدارس کے گریجوایشن (عالیہ) اور ماسٹرز (عالمیہ) کے امتحان بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد لے سکتی ہے اور حکومت کی منظور شدہ ڈگری جاری کر سکتی ہے یا موجودہ دینی وفاقوں کو ملا کر ایک یونیورسٹی کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جن مقامی یونیورسٹیوں میں علوم اسلامیہ کا شعبہ ہو، انہیں مدارس کے طلبہ کا امتحان لینے اور ڈگری جاری کرنے کا اختیار دے دیا جائے تاکہ کسی ایک مرکزی ادارے کے ذریعے سارے ملک میں امتحان لینے کی انتظامی پیچیدگیوں سے بچا جا سکے۔

۷۔ ملازمتوں کے لیے ثانوی، بی اے اور متعلقہ مضامین میں ایم اے کے حوالے سے دینی مدارس کے طلبہ اور کالجوں، یونیورسٹیوں کے طلبہ ہر لحاظ سے مساوی ہوں گے۔

۸۔ ثانوی تعلیم کے بعد ایک سالہ خصوصی ڈپلومہ کروایا جائے جس میں تجوید، عربی زبان، روزمرہ کے مسائل وغیرہ پر ترکیز ہو۔ اس ڈپلومے کے حامل مساجد میں امام مقرر ہوسکیں گے، بچوں کو قرآن کی تعلیم (حفظ و ناظرہ) دے سکیں گے...... کالجوں میں اسلامیات کے شعبے اور دینی مدارس اس ڈپلومے کی تعلیم دے سکتے ہیں۔

۹۔ پروفیشنل ڈگریوں (جیسے میڈیکل، انجینئرنگ وغیرہ) میں بھی اسلامیات اور تربیت لازمی ہوں گے اور ان کی ذہنی سطح کے مطابق اسلامی تعلیم اور اسلامی تربیت کا اہتمام ہوگا تاکہ مسلمان ڈاکٹر اور مسلمان انجینئر ...... تیار ہوسکیں۔

## اعلیٰ تعلیم

۲۳ ایم فل اور پی ایچ ڈی کی تحقیقی ڈگریاں موجودہ صورت میں جاری رہیں گی۔

۲۳ اسلامیات، طرق تحقیق اور تربیت کے پرچے سب طلبہ کے لیے لازمی ہوں گے۔

۲۳ دینی مدارس سے ایم اے کرنے والے طلبہ ایم فل اور پی ایچ ڈی میں داخلے کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حوالے سے دوسرے طلبہ کے ہر لحاظ سے مساوی سمجھے جائیں گے۔

۲۳ وہ بڑے دینی مدارس جن میں موزوں عمارت، لائبریری اور اساتذہ وغیرہ موجود ہوں انہیں حکومت دوسرے تعلیمی اداروں کی طرح ڈگری جاری کرنے کا اختیار دے گی اور وہ اسلامی علوم میں گریجوایٹ اور پوسٹ گریجوایٹ ڈگریاں جاری کر سکیں گے۔

## تربیت اساتذہ

۲۳ مجوزہ بالا تعلیمی اسکیم کے تناظر میں اساتذہ کی تربیت ضروری ہے تاکہ وہ شعوری طور پر ثنویت کے نقصانات سے آگاہ ہو سکیں اور اپنے طلبہ کو اس کے نقصانات سے بچا سکیں۔

۲۳ 'خود اچھا مسلمان کیسے بنا جائے اور طلبہ کو اچھا مسلمان کیسے بنایا جائے؟' یہ بات تربیت اساتذہ کے ہمارے موجودہ اداروں کے نصاب کا جزو ہی نہیں، جب کہ اسلامی نقطۂ نظر سے یہی تربیت اساتذہ کا بنیادی ترین موضوع ہے۔ لہٰذا اس لحاظ سے بھی اساتذہ کی تربیت ضروری ہے تاکہ ان کے اندر یہ احساس ابھر سکے کہ وہ معلم ہی نہیں مربی بھی ہیں۔

## نصاب سازی

۲۳ مندرجہ بالا اسکیم کے مطابق نئے نصابات تیار کرنا ہوں گے اور نئی نصابی کتب لکھنا ہوں گی۔ نہ صرف دینی مدارس، سکولوں اور کالجوں کے لیے بلکہ یونیورسٹیوں کے لیے بھی میٹریل تیار کرنا ہوگا۔ اسلامی ورلڈ ویو اور اسلامی تصور علم کے مطابق علوم کی اسلامی تشکیل نو کا یہ کام بہت اہم بھی ہے اور چیلنجنگ بھی۔

۲۳ اس کام میں کوئی حکومت ہاتھ نہیں بٹائے گی اور نہ ہی یہ کام فوری طور پر مارکیٹ میں منافع بخش ہو سکتا ہے اس لیے اسلامی نظام تعلیم اور اصلاح تعلیم کے اداروں اور تنظیموں کو اس کام کے لیے بھرپور جدوجہد کرنا پڑے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۲۳) اس بات کی اہمیت کو سمجھنا چاہیے کہ تہذیبوں کی شکست و فتح کا مدار فکر پر ہوتا ہے لہٰذا مغربی تہذیب کی عظمت کے جعلی رعب کو ختم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اسلامی فکر کی عظمت کو علوم اور نصاب میں مبرہن کیا جائے اور مغربی فکر کا بودا پن نسل نو پر واضح کیا جائے تاکہ اسلامی فکر کے قابل عمل ہونے بلکہ انسانی مسائل کے لیے واحد موزوں حل ہونے پر ان کا ایمان مستحکم ہو جائے، اپنے ماضی پر انہیں فخر ہو اور مستقبل انہیں اپنی مٹھی میں نظر آئے۔

## تربیت طلبہ

(۲۳) تربیت تعلیم کی غایت ہے لہٰذا وہ تدریس سے اہم تر ہے۔ اس اہمیت کا احساس دلانے کے لیے ہر کلاس میں تربیت کا سو نمبر کا ایک لازمی پرچہ ہوگا جس میں ہر بچے کے نمبر لگیں گے۔ اس سے تعلیمی ادارے اور استاذ کو یہ احساس رہے گا کہ طلبہ کی تربیت اس کی ذمہ داری ہے۔

(۲۳) ہر تعلیمی مرحلے کا ایک تربیتی نصاب ہوگا۔ ہم نے اپنی کتاب 'تعلیمی ادارے اور کردار سازی' اور بروشر 'طلبہ کی اسلامی تربیت ...... کیوں اور کیسے؟' میں اس نصاب کے لیے ابتدائی تجاویز دی ہیں جنہیں اہل علم و صلاح کے مشورے سے فائنل کیا جا سکتا ہے۔

(۲۳) اسلامی تربیت کی جانچ کا بھی ایک نظام ہونا چاہیے۔

## مجوزہ تعلیمی اسکیم پر عمل درآمد

۱۔ اس طرح کے کسی منصوبے پر عمل درآمد کے لیے پاکستان میں جس طرح کی نظریاتی حکومت کی ضرورت ہے، اس کے برسر اقتدار آنے کے مستقبل قریب میں کوئی امکانات نظر نہیں آتے۔ بگڑی ہوئی فکر اور غیر اسلامی تربیت پائے ہوئے افراد اور ان افراد پر مشتمل حکومتی اداروں سے یہ توقع نہیں رکھی جا سکتی کہ وہ اس قسم کا نظام تعلیم وجود میں لانے کی کوشش کریں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ یہ بھی ایک نا قابل انکار حقیقت ہے کہ دینی مدارس اگر آج تک حکومت پاکستان کے ان مقتدر سیکولر عناصر کی مزاحمت نہ کرتے جو اسلام دشمن غیر ملکی قوتوں کے ایجنٹ کا کردار ادا کرتے ہیں تو دینی تعلیم کا جیسا کیسا نظام بھی وہ چلا رہے ہیں وہ کب کا ختم ہو چکا ہوتا۔ لہٰذا اہل مدارس کے اس موقف میں وزن ہے کہ ان کے نظام تعلیم میں کوئی تبدیلی ان کی مشاورت اور رضا مندی کے بغیر نہ کی جائے۔ لہٰذا اس طرح کی کسی تجویز پر عمل درآمد کے لیے ضروری ہے کہ اسے دینی مدارس کے اہل حل وعقد کے سامنے پیش کیا جائے۔ ہمیں یقین ہے کہ دینی مدارس کے فہیم عناصر اس کی حمایت کریں گے کیونکہ ان کے اکثر عناصر کو حالات کی سنگینی اور عصری تقاضوں کا بخوبی احساس ہے۔ یہ بات ہم علماء کے ساتھ کام کرنے کے بعد اپنے تجربے کی بنیاد پر کہہ رہے ہیں۔ تاہم اس میں کوئی شک نہیں کہ اس 'اندرونی تبدیلی' کی فضا کو اور مستحکم بنانے کے لیے مزید اصلاحی کوششوں کی ضرورت ہے۔

۳۔ پرائیویٹ سیکٹر اس وقت پاکستان میں تعلیم کی ترقی اور تنزل میں اہم کردار ادا کر رہا ہے لہٰذا دینی ذہن رکھنے والے لوگ جو اس وقت جدید تعلیم کے شعبے میں کام کر رہے ہیں، انہیں خدا کا خوف کرنا چاہیے اور کمرشلزم اور مادہ پرستی کی دوڑ سے نکل کر انہیں اصلاح تعلیم کی طرف آنا چاہیے۔ اسی طرح اہل مدارس کو بھی اپنی تنگنائے سے باہر آنا چاہیے۔ ثنویت کے خاتمے کے لیے ان اصحاب کے سامنے کرنے کے دو کام ہیں:

(۲۳) ایک تو یہ کہ سکول سے لے کر یونیورسٹی سطح تک کا ایک رول ماڈل تعلیمی ادارہ قائم کیا جائے جس میں مذکورہ بالا خطوط پر دینی اور دنیوی علوم کی یکجا تدریس اور تربیت کا انتظام ہو تاکہ دوسرے ادارے اس کی نقل کر سکیں کیونکہ اس وقت ثنویت کے خاتمے کے رستے کی ایک بڑی رکاوٹ یہ بھی ہے کہ ہمارے معاشرے میں جدید تعلیمی ادارے علی گڑھ اور دینی مدارس دیوبند کے رول ماڈل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی پیروی کرنے پر 'فکری لحاظ سے' سے مجبور ہیں کیونکہ کسی کے سامنے عدم ثنویت پر مبنی کوئی تیسرا رول ماڈل موجود ہی نہیں۔ لہٰذا کوئی شریف اور نیک آدمی آج بھی اگر دنیوی یا دینی تعلیم کے شعبے میں خدمت اور جذبے سے کام کرنا چاہے تو وہ ان دو رول ماڈلوں سے باہر نہیں نکل پاتا۔ اس لیے تیسرے تعلیمی رول ماڈل کا قیام بالکل ناگزیر اور انتہائی اہم ہے۔

۳ دوسرے یہ کہ دینی مدارس چلانے والے جن علماء کرام اور سکول کالج چلانے والے جن دینی ذہن رکھنے والے افراد کو تعلیمی ثنویت کے مضر اثرات کا احساس ہے، انہیں چاہیے کہ اپنے تعلیمی اداروں میں، مندرجہ بالا خطوط پر اصلاح کی بھرپور کوشش کریں۔

۴۔ اسلامی نظام تعلیم اور اصلاح تعلیم کی علمبردار تنظیموں اور اداروں کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ تعلیمی شعبے کو ثنویت کے مضر اثرات سے آگاہ کریں اور انہیں ثنویت کے خاتمے پر ابھاریں۔ اور اس راہ کی عملی مشکلات پر صبر اور حکمت سے قابو پانے کی کوشش کریں۔ ممکن ہے ابتداء میں پیوندکاری ہی کرنی پڑے، دینی مدارس اور جدید تعلیمی اداروں کے نظام تدریس اور امتحانات وغیرہ میں بھی فرق ہے لہٰذا مشکلات تو آئیں گی لیکن اگر منزل واضح ہو اور منزل تک پہنچنے کا عزم جوان ہو تو رکاوٹیں انسان کا رستہ نہیں روک سکتی۔

ان اقدامات سے توقع ہے کہ تعلیمی ثنویت کے خاتمے کا رستہ کھلے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

[تعلیمی ورکشاپ منعقدہ ادارہ تعلیم وتحقیق جامعہ پنجاب (فروری ۲۰۰۴ء) میں پڑھا گیا]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# ایک نئے تعلیمی ماڈل کی ضرورت

تعلیمی ماڈل سے ہماری مراد وہ نمائندہ تعلیمی ادارہ ہے جس کے اصولوں و مناہج کی پیروی دوسرے بہت سے تعلیمی ادارے کریں۔ جس طرح مسلمانوں کے تعلیمی ادارے غیر مسلم تعلیمی اداروں کے مقابلے میں بعض منفرد خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں' اسی طرح ایک مسلم ریاست یا معاشرے کے اندر بھی ایسے تعلیمی ادارے ہو سکتے ہیں جو مختلف وجوہ کی بناء پر ایک دوسرے سے مختلف ہوں اور متعدد اسباب کی بنا پر ایک تعلیمی ماڈل کی صورت اختیار کر گئے ہوں کہ اس کے بعد جتنے بھی تعلیمی ادارے وجود میں آئیں ہیں وہ انہی کے اصول و مناہج کی پیروی کریں۔

انگریزی عہد میں برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں نے جو تعلیمی ادارے قائم کیے' ان میں سے دو یعنی دیوبند اور علی گڑھ تعلیمی ماڈل کی حیثیت اختیار کر گئے اور آج جب کہ ان کے قیام کو ڈیڑھ صدی ہونے کو ہے اور تقسیم ملک اور پاکستان کی صورت میں مسلمانوں کی آزاد علیحدہ مملکت کے قیام جیسے عظیم تغیرات برپا ہو چکے ہیں' اس سب کے باوجود ان دونوں تعلیمی اداروں کی ماڈل ہونے کی حیثیت برقرار ہے' اس کے کچھ اسباب ہیں:

اولاً: ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کو شکست دینے کے بعد انگریزوں نے ہندوستان میں مسلمانوں کے بچے کھچے اقتدار کو تہس نہس کر کے رکھ دیا اور ان کے تمام تعلیمی' تہذیبی' معاشی' معاشرتی اور قانونی اداروں کو ختم کر دیا اور ان کی جگہ اپنی فکر و نظر کے مطابق نئے اداروں کے قیام کا ڈول ڈالا۔ مسلمانوں کو چونکہ وہ خصوصی طور پر دبانا اور کچلنا چاہتے تھے تاکہ ان کے دوبارہ اٹھ کھڑے ہونے اور ان کے مدمقابل آنے کا کوئی امکان پیدا نہ ہو' اس لیے انہوں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تعلیمی میدان میں خاص طور پر مسلمانوں کو پسماندہ رکھنے کا منصوبہ بنایا ۔ مسلمانوں کے تعلیمی اداروں کی عمارتوں، جاگیروں اور تعلیمی اوقاف پر قبضہ کر لیا' ان تعلیمی اداروں سے فارغ التحصیل لوگوں کو سرکاری ملازمتیں دینے سے انکار کر دیا اور ملک کے نئے انتظامی ڈھانچے میں حصول ملازمت کے لیے انگریزی زبان اور جدید علوم جاننے کی شرط عائد کر دی۔

ثانیاً: انگریزی استعمار کے ان اقدامات کے نتیجے میں مسلمانوں کا ردعمل دو طرح کا تھا۔ دین کا درد رکھنے والے لوگوں نے سوچا کہ ریاست و شوکت تو گئی ہے' نئے تعلیمی نظام سے دین بھی چلا جائے گا لہٰذا کسی طرح دینی علوم کو زندہ رکھنے اور پڑھنے پڑھانے کا انتظام کیا جائے۔ دینی قیادت نے چونکہ انگریز کی مزاحمت سب سے زیادہ کی تھی اور جانی و مالی نقصان بھی اسی کا سب سے زیادہ ہوا تھا لہٰذا فطری ردعمل کے طور پر ان کے اذہان و قلوب میں انگریز اور اس کے نظام تعلیم و تہذیب سے نفرت بھی اتنی ہی گہری تھی' چنانچہ انہوں نے ۱۸۶۷ء میں دیوبند میں ایک خالصتاً دینی مدرسے کے قیام کا انتظام کیا جس میں انہوں نے انگریزی تہذیب اور جدید علوم کا مکمل بائیکاٹ کیا۔

ملی درد رکھنے والے ایک دوسرے مسلم گروہ نے سوچا کہ اگر مسلمانوں نے انگریزی زبان نہ سیکھی اور جدید مغربی علوم سے استفادہ نہ کیا اور انگریز سے مزاحمت کی پالیسی جاری رکھی' تو وہ معاشی اور معاشرتی طور پر تباہ ہو جائیں گے کیونکہ ان کے تجزیے کے مطابق (اور یہ تجزیہ بھی اس حد تک صحیح تھا) کہ برصغیر کے مسلمانوں کی معیشت کا زیادہ تر انحصار سرکاری ملازمتوں پر تھا کہ تجارت پر تو ہندو بنیے کا غلبہ تھا اور رہی سہی کسر انگریز نے آ کر نکال دی تھی' نیز ان کا یہ خیال بھی تھا کہ اگر مسلمانوں نے انگریزی زبان اور جدید علوم نہ سیکھے تو وہ مغربی تہذیب کی روز افزوں ترقی اور سائنس و ٹیکنالوجی میں اس کی پیش رفت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مقابلے میں بالکل پسماندہ ہو کر رہ جائیں گے۔ اس نقطۂ نظر کے حامل گروہ نے' جس کے سرخیل سرسید احمد خان تھے ۱۸۷۵ء میں علی گڑھ کالج قائم کر لیا جو ۱۹۲۰ء میں یونیورسٹی کی صورت اختیار کر گیا۔ سرسید خود دین کے اچھے عالم تھے (وہ مولانا قاسم نانوتوی کی طرح مولانا مملوک علی نانوتوی کے شاگرد رہے تھے) اور ان کی تعلیمی اسکیم میں اصلاً مذہبی اصول واقدار کو اہمیت دینا بھی شامل تھا' چنانچہ ان کے الفاظ مشہور ہیں کہ ''فلسفہ ہمارے دائیں ہاتھ میں ہوگا' نیچرل سائنس بائیں ہاتھ میں اور لا الہ الا اللہ کا تاج سر پر''(۱) لیکن انہوں نے اپنی تعلیمی اسکیم پر جس طرح عمل درآمد کیا (کالج میں انگریز پرنسپل اور انگریزی سٹاف کی اکثریت' تربیت طلبہ میں ان کی بالادستی' حاصل تعلیم انگریز سرکار کی نوکری سمجھنا اور دل و دماغ پر مغربی فکر و تہذیب کی برتری اور عظمت کا نقش بٹھایا جانا وغیرہ) یہ وہ امور تھے جنہوں نے مذہب اور مذہبی تعلیم کی علی گڑھ میں دال نہ گلنے دی اور اس کا مزاج بالآخر لبرلزم' سیکولرزم اور مغرب پرستی کا بنا۔

ثالثاً: یہ دونوں تعلیمی دھارے اس وقت مسلمانوں کی ضرورت تھے۔ علی گڑھ نے مسلمانوں کی دنیوی ضرورتوں کو پورا کرنا شروع کر دیا (خصوصاً سرکاری ملازمت کا دروازہ ان پر کھول دیا) اور دیوبند نے مسلمانوں کی دینی ضرورتوں کو پورا کرنا شروع کر دیا (مسجدوں کو آباد کرنا' ان میں قرآن حکیم کی تدریس اور معاشرتی و مذہبی رسوم و رواج کا بجا لانا وغیرہ)۔ ان وجوہ کی بنا پر یہ دونوں تعلیمی ادارے مضبوط ہو گئے اور ان کی پیروی میں ہزاروں مدارس اور سینکڑوں سکول و کالج ملک بھر میں کھلتے چلے گئے۔ اس طرح یہ دو تعلیمی ادارے دو تعلیمی ماڈل بن گئے۔

رابعاً: جن علاقوں میں پاکستان بنا وہ پہلے بھی مسلم اکثریت اور مسلم اثر و رسوخ کے علاقے تھے چنانچہ وہاں پہلے سے دیوبندی طرز کے مدرسے موجود تھے اور انہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قائم کرنے والے اوران میں پڑھانے والے اساتذہ اکثر دیوبند ہی کے فیض یافتہ تھے۔ پھر جو نامور علماء تقسیم ملک کے بعد پاکستان آئے انہوں نے یہاں آ کر بڑے بڑے دینی مدرسے قائم کیے جیسے لاہور میں مفتی محمد حسن نے جامعہ اشرفیہ اور مولانا حامد میاں نے جامعہ مدنیہ قائم کیا۔ کراچی میں مفتی محمد شفیع صاحب نے دارالعلوم ملیر اور مولانا محمد یوسف بنوری نے دارالعلوم الاسلامیہ قائم کیا اور یہی کچھ دیگر بڑے شہروں میں ہوا جیسے ملتان میں جامعہ خیر المدارس اور گوجرانوالہ میں جامعہ عربیہ کا قیام وغیرہ۔ ان علماء کی اکثریت چونکہ دیوبند کی تعلیم و تربیت یافتہ تھی لہذا انہوں نے دیوبند والا نظام تعلیم ہی من وعن رائج کر دیا۔

جدید تعلیم کے میدان میں جو ادارے انگریزی حکومت نے مسلم اکثریتی علاقوں میں قائم کیے جیسے شمالی ہند میں پنجاب یونیورسٹی اور بنگال میں کلکتہ یونیورسٹی وغیرہ تو ظاہر ہے وہاں نظام تعلیم کلی طور پر انگریز کے ہاتھ میں تھا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ انہیں مسلمانوں کے دین وایمان اور اصول واقدار کے تحفظ کی فکر کیوں ہوتی؟ انہیں تو اپنا نظام حکومت چلانے کے لیے اچھے کارندے درکار تھے جو انہوں نے ان تعلیمی اداروں میں تیار کرنے شروع کیے۔ جدید تعلیم میں مسلمانوں نے جو مزید تجربے کیے وہ علی گڑھ ہی کی طرز کے تھے جیسے پشاور میں اسلامیہ کالج کا قیام (جس کے بانی سر عبدالقیوم کو سرسید ثانی کہا جاتا ہے) اور جو بعد میں ترقی پا کر پشاور یونیورسٹی بن گیا اور گجرات میں زمیندار کالج کا قیام وغیرہ۔ یہی حال انجمن حمایت اسلام کے تعلیمی اداروں کا تھا کہ ان میں اور انگریز کے قائم کردہ اداروں میں یہ فرق تھا کہ یہاں اسلامیات کا پریڈ بھی ہوتا تھا اور ملی تحریکوں (جیسے تحریک پاکستان) سے وابستگی بھی ممنوع نہیں تھی۔ ورنہ جہاں تک تعلیمی اہداف کا تعلق ہے تو ان کے سامنے بھی علی گڑھ کی طرح آکسفورڈ اور کیمبرج ہی ماڈل تھے اور مغرب کی تمدنی ترقی ہی ان کے لیے بھی منارۂ نور تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ان حالات میں دینی مدارس کی حد تک دیوبند اور جدید تعلیم میں علی گڑھ کا نظام ہی ماڈل بنا رہا اور جتنے بھی نئے مدارس اور سکول کالج کھلے وہ ان ہی دونوں ماڈلوں کی نقل تھے اور کسی نے یہ نہ سوچا کہ ایک آزاد اسلامی مملکت کے قیام کے بعد اب حالات کے تقاضے کچھ اور ہیں اور جنہوں نے کچھ سوچا بھی تو محض اشک شوئی اور درخ اندوزی (Patch Work) سے کام لینا کافی جانا یعنی نظام تعلیم میں چھوٹی موٹی اور سطحی تبدیلیاں کر دیں اور یہ سمجھا کہ انہوں نے فرض ادا کر دیا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس درخ اندوزی اور نیم دلانہ کوششوں نے معاملات کو مزید بگاڑا اور فکری انتشار اور ذہنی خلفشار میں مزید اضافہ کیا۔

یہ وہ چند بڑے اسباب تھے جنہوں نے دیوبند اور علی گڑھ کو ہمارا تعلیمی ماڈل بنا دیا اور یہ سلسلہ قیام پاکستان کے بعد ابھی تک جاری ہے اور ظاہر ہے کہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ قوم کو ان کے نقائص اور خامیوں کا بخوبی احساس نہیں ہو جاتا اور جب تک کوئی بہتر، موزوں اور متبادل تعلیمی ماڈل ان کے سامنے نہیں آ جاتا۔ لیکن پیشتر اس کے کہ ہم آپ کو بتائیں کہ ان دو تعلیمی ماڈلوں کی کورانہ تقلید کی وجہ سے ہماری تہذیبی اور ملی زندگی میں کیا خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں اور یہ کہ نیا تعلیمی ماڈل کن اصولوں پر قائم ہونا چاہیے، ہمیں آپ کو یہ بتانا ہے کہ ایک نئے تعلیمی ماڈل کے قیام پر اصرار کر کے ہم کوئی نرالی بات نہیں کہہ رہے بلکہ خود دیوبند اور علی گڑھ کے بانیوں اور ان کے بعد آنے والے دیگر ماہرین تعلیم اور اصحاب علم وفضل کو بھی ان اداروں کی خامیوں اور نقائص کا احساس رہا ہے۔ انہوں نے ان خرابیوں کو دور کرنے اور ان کے نقائص سے بچنے کی شعوری کوششیں کی ہیں اور اس غرض کے لیے نئے تعلیمی ادارے قائم کرنے کی بھی جدوجہد کی ہے۔

دیوبند کے قیام اور اس کی تعلیمی پالیسیاں کے وضع کرنے والوں میں مولانا قاسم نانوتویؒ اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سرفہرست ہیں۔ مولانا گنگوہی قدیم منطق وفلسفہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تفصیلی مطالعے کے سخت خلاف تھے اور کہا کرتے تھے کہ ان کے مقابلے میں تو انگریزی پڑھنا بہتر ہے کہ چلو اس سے دنیوی فائدہ تو ہوگا لیکن یہ منطق و فلسفہ پڑھنے کا نہ کوئی دینی فائدہ ہے نہ دنیوی (۲) اسی طرح انہیں یہ احساس بھی تھا کہ دیوبند سے فارغ ہونے والے علماء کو انگریزی اور جدید علوم سے بھی واقف ہونا چاہیے چنانچہ انہوں نے دیوبند کے نصاب کو کچھ مختصر کیا اور اس کی مدت تدریس آٹھ سال سے کم کر کے چھ سال کردی تاکہ طلبہ اسی وقت میں جدید علوم سیکھ سکیں اور اس کے لیے انہیں اضافی مدت نہ صرف کرنی پڑے لیکن وائے بدقسمتی کہ اس پروگرام پر عمل نہ ہو سکا اور چند سال کے بعد روایت پسندی کے غلبے نے دیوبند کے نصاب کو پہلی صورت میں بحال کر کے مدت تدریس دوبارہ آٹھ سال کردی اور شیخ الہند مولانا محمود حسن نے تو علی گڑھ والوں سے مل کر باقاعدہ یہ معاہدہ کیا کہ دیوبند سے فارغ ہونے والے علی گڑھ جا کر جدید علوم حاصل کیا کریں گے اور اسی طرح علی گڑھ کے فارغ التحصیل دیوبند آیا کریں گے (۳) لیکن سوءِ اتفاق کہ شیخ الہند کی بیماری، اچانک وفات اور سیاسی اضطرابات کی وجہ سے اس پروگرام پر بھی عمل درآمد کی نوبت نہ آسکی۔

پھر یہ بات بھی قابل ملاحظہ ہے کہ سرسید کی زندگی ہی میں اہل علم علی گڑھ کی اٹھان اور حاصلات تعلیم سے، خصوصاً دینی حوالے سے، بیزار ہو گئے تھے اور شبلی جیسے آدمی نے علی گڑھ سے علیحدگی اختیار کر کے اور دیگر اہل علم سے مل کر متبادل ادارہ ندوۃ العلماء کے نام سے قائم کیا جس میں پیش نظر یہ تھا کہ دیوبند والی روایت پسندی اور خامیاں اس میں نہ ہوں اور علی گڑھ کے کچھ مثبت اثرات بھی موجود ہوں۔ یہ ادارہ بنا اور آج تک کام کر رہا ہے اور ملی زندگی پر اس کے مثبت اثرات سے بھی انکار نہیں لیکن بہرحال یہ علی گڑھ اور دیوبند کے مقابلے میں تیسرا تعلیمی ماڈل نہ بن سکا۔ تاہم یہاں کانٹے کی بات یہ ہے کہ اس ادارے کی بنیاد جب رکھی جارہی تھی تو سرسید اس وقت زندہ تھے۔ انہوں نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ ''ایک عمدہ کام شروع ہوا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے اس کو چلنے دینا چاہیے خدا اس کا نتیجہ نیک پیدا کرے...... اگرچہ مجھ کو توقع نہیں ہے کہ باہم علماء کے اتفاق ہو' الّا کوشش ضرور ہو''(۴)

پھر جب ۱۹۲۰ء میں تحریک خلافت زوروں پر تھی اور اس کے چلانے والوں میں مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی جیسے علی گڑھ کے فارغ التحصیل بھی تھے تو فطری طور پر انہوں نے کوشش کی کہ علی گڑھ کا وزن اس تحریک کے پلڑے میں پڑے لیکن انگریز اساتذہ کی نگرانی میں علی گڑھ کا ماحول مغرب پرستی اور ماڈرنزم کے رنگ میں رنگا ہوا تھا اور انگریزی حکومت میں ملازمت کا حصول ہی طلبہ کا منتہائے مقصود بن کر رہ گیا تھا' چنانچہ تحریک خلافت کے حق میں علی گڑھ کے اندر اور باہر تحریک چلی لیکن جب اہل دانش وسیاست علی گڑھ کو انگریزوں کے خلاف تحریک میں متحرک نہ کر سکے تو انہیں بڑی مایوسی ہوئی اور انہوں نے سوچا کہ ایسی قومی یونیورسٹی بنانے کا کیا فائدہ جو قومی اہداف اور ملی عزائم کی پشتیبانی نہ کر سکے چنانچہ جنوری ۱۹۲۱ء میں علی گڑھ کے یونیورسٹی ڈیکلیئر ہونے سے پہلے مولانا محمد علی' حکیم اجمل' ابوالکلام آزاد اور دوسرے قائدین نے جامعہ ملیہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا (گو اس طرح کی تجویز خود سرسید کے خلیفہ ثانی وقار الملک ۱۹۱۲ء میں دے چکے تھے) اور علی گڑھ ہی میں اس کا قیام ۱۹۲۰ء میں عمل میں لایا گیا اور اس کا افتتاح دیوبند کے مہتمم شیخ الہند مولانا محمود حسن کے ہاتھوں ہوا (گو بعد میں یہ دہلی منتقل ہوگئی اور آج تک وہیں ہے) اور علی گڑھ کے طلبہ اور اساتذہ کی ایک کھیپ اس نئی یونیورسٹی میں چلی گئی۔ لیکن یہ ایک الگ داستان ہے کہ جامعہ ملیہ بھی علی گڑھ کی خامیوں سے مبرا ہو کر تیسرا تعلیمی ماڈل پیش نہ کر سکی اور آج بھی پبلک سیکٹر کی ایک عام ہندوستانی یونیورسٹی کی طرح کام کر رہی ہے۔

متبادل اداروں کے قیام کے علاوہ اصلاح نصاب کی کوششیں بھی ہوتی رہیں۔ چنانچہ مولانا رشید احمد گنگوہی نے دیوبند کے نصاب میں اصلاح کی جو کوشش کی' اس کا ذکر ابھی ہوا' اس کے علاوہ علامہ شبلی نعمانی (۵) مولانا ابوالکلام آزاد (۶) بلکہ خود حلقہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دیوبند کے اپنے لوگوں میں سے مولانا مناظر احسن گیلانی، (۷) مولانا سعید احمد اکبر آبادی، (۸) قاضی زین العابدین سجاد (۹) اور دوسرے بہت سے علماء درس نظامی کے موجودہ نصاب پر تنقید کرتے اور اس میں اصلاح کی تجاویز دیتے رہے ہیں۔ مولانا عبید اللہ سندھی نے تو شیخ الہند مولانا محمود حسن کے مشورے سے دہلی میں ۱۹۱۳ء میں ایک ادارے ''نظارت المعارف'' کی بنیاد رکھی تاکہ دیوبند اور علی گڑھ کے فکری امتزاج اور اصلاح کی کوشش کی جا سکے (لیکن سیاسی حالات کے دباؤ اور مولانا کی سیمابی طبیعت کی وجہ سے کوئی بڑا کام نہ ہو سکا (۱۰)۔ خود دارالعلوم دیوبند نے ۱۹۲۸ء میں اعلان کیا کہ فلسفہ کی جدید کتب کو داخل درس کیا جائے گا (لیکن اس پر عمل نہ ہو سکا (۱۱)۔ مولانا حسین احمد مدنیؒ کے آخری زمانے میں پھر نصاب پر نظر ثانی کی تحریک شروع ہوئی اور دارالعلوم کی مجلس شوریٰ نے باضابطہ ایک کمیٹی کی تشکیل اس مقصد کے لیے کی جس نے نصاب میں کئی ترمیمات کی رائے دی اور قدیم علوم عقلیہ کو کم کر کے انگریزی اور علوم جدیدہ کو اس میں شامل کرنے کی سفارش کی (لیکن بعض وجوہ سے اس کمیٹی کی سفارشات پر بھی عمل نہ ہو سکا (۱۲) گو اس کی ضرورت برابر محسوس کی جاتی رہی) (۱۳)۔

مذکورہ بالا چند واقعات سے یہ اندازہ بہرحال ہو جاتا ہے کہ برصغیر کے اہل دانش اور اہل تعلیم کو اس امر کا بخوبی احساس تھا کہ جن اصولوں پر دیوبند اور علی گڑھ کام کر رہے ہیں وہ یک طرفہ اور انتہا پسندی پر مبنی ہیں اور ان میں اصلاح کی ضرورت ہے لیکن اسے بدقسمتی کہیے یا حالات کی ستم ظریفی کہ جب برصغیر کی ملت اسلامیہ غلام تھی تو اپنے ملی و قومی آدرشوں کے حصول کے لیے متحرک اور منظم تھی لیکن جب ۱۹۴۷ء میں مملکت خداداد وجود میں آ گئی تو اس نے سمجھ لیا کہ ہمارا کام گویا ختم ہو گیا اور اب یہ نوزائیدہ اسلامی مملکت کا کام ہے کہ وہ تعلیم کی اصلاح اور پشتیبانی کا کام کرے۔ چنانچہ ملی سطح پر جو حرکت اور دلچسپی تعلیم و تربیت کے میدان میں تھی وہ ختم ہو کر رہ گئی۔ دوسری طرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پاکستانی حکومتوں نے جو رویہ اختیار کیا وہ مایوس کن تھا۔ تعلیمی نظام کو اسلامی ضروریات اور عصری تقاضوں کے مطابق ڈھالنے میں کسی پاکستانی حکومت نے کبھی خاطر خواہ دلچسپی نہیں لی' چنانچہ دیوبند اور علی گڑھ کی ثنویت آج بھی پہلے کی طرح زور و شور سے جاری ہے۔ دینی مدارس آج بھی دیوبند والی روایت پسندی پر عامل ہیں اور جدید تعلیم کے سکول و کالج اور یونیورسٹیاں آج بھی علی گڑھ والی مغرب پرستی اور دین سے عدم اعتناء والی پالیسی پر گامزن ہیں۔ بہاولپور کی اسلامیہ یونیورسٹی ایک عام یونیورسٹی بن کر رہ گئی ہے کیونکہ حکومتی حلقوں کو بدقسمتی سے ملی آدرشوں کی بقاء اور استحکام میں کوئی دلچسپی نہیں بلکہ جن طبقوں کی پاکستان میں حکومت رہی ہے اور آج بھی ہے' ان کے نزدیک آج بھی مغربی فکر و تہذیب ہی ترقی کا سرچشمہ اور اعلیٰ ترین تہذیب و تمدن کا مظہر ہے۔ ان حالات میں ان سے توقع کی بھی نہیں جا سکتی کہ وہ تعلیم کی اسلامی تشکیل نو کا کام کریں گے۔

بہرحال یہ تو ماضی کا ایک جائزہ تھا' ہمیں جو کہنا ہے وہ یہ کہ جو کام ہم کل نہیں کر سکے وہ آج کرنے کا عزم کیوں نہ کریں کہ خیر کے تعمیری کاموں میں تاخیر کو ہماری قوت عمل کو مہمیز کرنے کا سبب بننا چاہیے نہ کہ مایوسی و دل گرفتگی کا' کہ ہاتھ چھوڑ کر بیٹھے رہیں' خصوصاً یہ دیکھتے ہوئے کہ تعلیم کی موجودہ صورت ہمارے لیے عظیم ملی نقصانات کا سبب بن رہی ہے جن کی کچھ "مختصر تفصیل" درج ذیل ہے:

۱۔ عمومی تعلیم یا جدید تعلیم جو قوم کا ہر بچہ حاصل کرتا ہے (جو بچے سکول کالج کی بجائے دینی مدارس میں پڑھتے ہیں وہ کل بچوں کا شائد پانچ فیصد بھی نہیں ہوتے) اس میں دینی تعلیم کا ضروری مواد شامل نہیں ہے یعنی وہ مواد اپنے کیف و کم یعنی مقدار اور کوالٹی میں ایسا نہیں ہے جو ہماری دینی ضروریات بطریق احسن پوری کرے۔ یہ اسلامیات کے مضمون کی بات ہے، اس کے علاوہ جو چیز ناگزیر تھی وہ یہ کہ باقی سارے جدید علوم و مضامین کو اسلامی تناظر میں مرتب کر کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پڑھایا جاتا اس لیے کہ ان علوم کا فکری منبع مغرب کی لادین فکر اور تہذیب ہے لیکن اس کی طرف کسی حکومت نے آج تک توجہ ہی نہیں دی۔ پھر اس پر مستزاد یہ کہ طلبہ کی اسلامی نقطۂ نظر سے تربیت کا کوئی تصور جدید تعلیم میں موجود ہی نہیں۔ خلاصہ یہ کہ ہماری جدید تعلیم نہ تو ہمارے بچوں کو اچھا مسلمان بناتی ہے اور نہ انہیں ضروری دینی علم دیتی ہے۔

۲۔ دینی مدارس کا نظام تعلیم وہی پرانا درس نظامی ہے جس میں سارا زور علوم آلیہ پر ہے۔ اس میں نہ اسلامی علوم پر ترکیز ہے (ممکن ہے عام آدمی کے لیے یہ بات ناقابل فہم اور اچنبھے کی ہو لیکن دینی مدارس کے منہج تعلیم سے واقف ہر سنجیدہ شخص یہ جانتا ہے کہ درس نظامی میں ترکیز کتاب وسنت پر نہیں بلکہ ان کے معاون علوم پر ہے۔ یہ بات کسی سوء اتفاق کا نتیجہ نہیں بلکہ اس کے پیچھے پورا ایک تعلیمی فلسفہ ہے جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں) اور نہ جدید علوم کا وہاں گزر ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ دینی مدارس کے ہر طالب علم کو جدید علوم کا ماہر ہونا چاہیے بلکہ جو بات ہم کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ دینی مدارس کے ہر طالب علم کو جدید علوم کا تعارفی مطالعہ ضرور کرنا چاہیے تاکہ اسے یہ تو پتہ چلے کہ جس دنیا میں وہ رہ رہا ہے وہ کیا سوچتی ہے اور کیونکر سوچتی ہے؟ پھر مرحلۂ تخصص میں کچھ لوگ ایسے بھی ہونے چاہییں تو مختلف جدید علوم میں مہارت رکھتے ہوں تاکہ وہ زندگی کے مختلف شعبوں میں دینی رہنمائی کی تفصیلات ماہرانہ انداز میں سامنے لاسکیں۔ اس وقت کیفیت یہ ہے کہ دینی مدارس سے فارغ ہونے والے طالب علم کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ عصر حاضر کیا ہے اور اس کے تقاضے اور چیلنج کیا ہیں اور ان سے کیسے عہدہ برآ ہوا جا سکتا ہے؟ نتیجہ یہ ہے کہ وہ معاشرے پر اثر انداز نہیں ہو سکتا' خصوصاً اس کے پڑھے لکھے طبقے پر جو معاشرے کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ وہ جس ذہنی فضا میں رہ کر مسجد کے منبر پر بیٹھ کر گفتگو کرتا ہے' اس کے سامعین کی ذہنی فضا اس سے مختلف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہوتی ہے جس کے نتیجے میں ان کے درمیان بامعنی اور سنجیدہ ڈائیلاگ ہوتا ہی نہیں ۔ ہمارے علماء اور عوام (خصوصاً پڑھے لکھے اور جدید تعلیم یافتہ لوگوں) کے درمیان جو ذہنی، فکری، معاشرتی اور معاشی بُعد ہے اور جو دن بدن بڑھ رہا ہے، اس نے دین کو ایک قابل عمل اور زندہ حقیقت نہیں رہنے دیا بلکہ وہ ایک یوٹوپیا بن کر رہ گیا ہے۔

۳۔ مندرجہ بالا ثنویت کا نتیجہ یہ ہے کہ اسلام میں دین اور دنیا کی تفریق اور ان کے الگ الگ ہونے (جو ہمارے نزدیک ایک نوع کا سیکولرزم ہی ہے) کے پرانے مرض کو بہت تقویت حاصل ہوئی ہے، علماء اور عوام کے درمیان فاصلہ بڑھا ہے اور اسلام کے قابل عمل ہونے اور معاشرے کی عملی رہنمائی کرنے کے عمل کو بالواسطہ طور پر بہت زک پہنچی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ دین پر عمل کرنے والے ہر آدمی کو مولوی اور عجوبہ سمجھا جاتا ہے جو ایک عام دنیا دار مسلمان سے الگ مخلوق ہوتی ہے اور عام معاشرے میں misfit ہوتی ہے۔ اس صورت حال سے زندگی کے مرکزی اور مجموعی دھارے (Mainstream Life) کے اسلام سے قریب آنے کی بجائے نیکی کے جزیرے وجود میں آنے شروع ہو گئے ہیں اور یہ جزیرے بھی دن بدن سکڑ رہے ہیں۔

۴۔ اس کا ایک بہت بڑا نقصان یہ ہے کہ ایک موحد، معتدل اور یکسو شخصیت (An integrated & balaced Personality) وجود میں نہیں آسکی۔ دین و دنیا کی عدم آہنگی اور تفریق نے فکری انتشار اور ژولیدگی کو پروان چڑھایا ہے اور انتہا پسندی کو ترقی دی ہے۔ ایک عام آدمی جب مذہب کی گرفت میں آتا ہے تو وہ اپنی پہلے کی زندگی کو یکلخت ترک کر کے ایک دوسری انتہا پر پہنچ جاتا ہے یا ایک دیندار آدمی اپنی دینداری کے سارے مظاہر کے باوجود اندر سے ایک سخت دنیا دار آدمی بن جاتا ہے جس کے اندر دین کی حقیقی روح اور رمق باقی نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رہتی۔ اس دو رخے پن اور منافقت کے اژدھا نے ہمارے ملی وجود کو جکڑ کر بے دست و پا بنا دیا ہے جس کا انجام' سب کو معلوم ہے' کہ بالآخر موت ہے۔

۵۔ آج مغرب کی فکر اور تہذیب ایک غالب اور برتر تہذیب ہے۔ اس کا غلبہ سیاسی' معاشی اور عسکری ہی نہیں فکری بھی ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ اس کا شعوری طور پر ادراک نہ کرنا اور اس کے توڑ کی فکر نہ کرنا خودکشی کے مترادف ہے۔ آج ہمارے تعلیمی نصابات بلکہ تعلیم و تربیت کا سارا ڈھانچہ مغربی افکار کے سائے تلے پروان چڑھ رہا ہے۔ اس کے دفعیے کے لیے نہ صرف مضبوط دفاعی اقدامات کی ضرورت ہے بلکہ اس کے لیے مثبت ہجومی پیش رفت کی ضرورت بھی ہے لیکن اوپر ذکر کردہ تعلیمی ثنویت نے ہمارے نظام تعلیم کو مغربی تہذیب کے لیے لقمہ تر بنا کر رکھ دیا ہے۔ کیا یہ مضحکہ خیز بات نہیں کہ ہمارے دینی مدارس آج بھی صرف مسجد کے امام پیدا کر رہے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہی ان کا کام ہے۔ وہ یہ نہیں سوچتے کہ اگر ان کا کام صرف مسجد کے مولوی تیار کرنا ہے تو یونیورسٹی کے اکنامکس کے مسلمان پروفیسر کو کون یہ بتائے گا اور اس پر مطمئن کرے گا کہ اسلام کا بلاسودی معاشی نظام مغرب کے سودی سرمایہ دارانہ نظام سے بہتر ہے اور کیسے بہتر ہے اور آج کیونکر قابل عمل ہے؟

۶۔ تزکیہ و تربیت ہر نظام تعلیم کی جان ہوتے ہیں بلکہ تزکیہ تو دین کا مرکزی نقطہ اور جوہر ہے۔ اللہ اپنے پیغمبر اسی لیے بھجواتا ہے کہ وہ لوگوں کے نفوس کا تزکیہ کریں تاکہ وہ ہدایت پا کر اللہ کے احکام کی اطاعت کرتے ہوئے زندگی گزاریں اور دنیا و آخرت دونوں میں سرخرو ٹھہریں (۱۴) اور قرآن حکیم میں ہے کہ اللہ نے اپنا آخری پیغمبر بھی لوگوں کے تزکیے ہی کے لیے مبعوث فرمایا تھا (۱۵)۔ مسلمان اہل علم وصلاح نے صدر اسلام ہی میں جب لوگوں کے اندر ایمانی و اخلاقی کمزوریوں کو جڑ پکڑتے دیکھا تو تزکیہ و تربیت کے لیے اجتماعی کوششیں شروع کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دیں جو بالآخر تصوف کے نام سے ایک وسیع ادارے اور تحریک کی شکل اختیار کر گئیں۔ اگرچہ اس میں جلد ہی بہت سی غیر اسلامی رسوم ورواج اور افکار دخیل ہو گئے لیکن اس کے باوجود صدیوں تک مسلم تاریخ میں اگر مدارس نے تعلیم مہیا کی تو خانقاہوں نے تزکیہ وتربیت کا سامان مہیا کیا۔ آج نیا زمانہ ہے' نہ وہ قدیم مدارس رہے نہ خانقاہیں لیکن کیا ہمیں تزکیہ وتربیت کی ضرورت بھی نہیں رہی؟ آج کی جدید تعلیم میں اسلامی تزکیہ وتربیت کا تصور راہ ہی نہیں پا سکا' کیا اس کی موجودگی کی ضرورت اہل فکر ونظر محسوس نہیں کرتے؟ کیا اس وقت ہمارے ہاں جو فکری انارکی' اخلاقی انحطاط اور سیرت وکردار کا بحران پایا جاتا ہے اس کی یہی بڑی وجہ نہیں کہ جو بچے ہمارے سکولوں کالجوں میں آتے ہیں ہم انہیں پڑھنا لکھنا تو سکھا دیتے ہیں لیکن ان کی اخلاقی تربیت نہیں کرتے' انہیں اچھا انسان اور اچھا مسلمان بنانے کی تگ ودو نہیں کرتے؟ کیا ہمارے تربیت اساتذہ کے اداروں میں اساتذہ کو یہ سکھایا جاتا ہے کہ طلبہ کو اچھا مسلمان کیسے بنایا جائے؟ کیا ہمارے علماء وصلحاء کو اس کی فکر ہے کہ نئی نسل کے بگڑے اخلاق کیسے سنوریں گے' کہاں سنوریں گے اور انہیں کون سنوارے گا؟

تو مختصر الفاظ میں یہ چند وہ چیدہ خامیاں ہیں جو ہمارے موجودہ تعلیمی ماڈلوں کی پیروی میں ہمارے تعلیمی اداروں میں سرایت کیے ہوئے ہیں۔ یہ مشتے نمونہ از خروارے ہیں ورنہ اگر تفصیل سے ان کا جائزہ لیا جائے تو یہ تکلیف دہ حکایت لمبی بھی ہو سکتی ہے۔ تاہم ان سے ایک بات پوری طرح واضح ہو کر ہمارے سامنے آ جاتی ہے کہ ہمارے زوال اور نکبت کا بڑا سبب ہمارا یہ ناکام نظام تعلیم ہی ہے۔ یہی ساری خرابیوں کی جڑ ہے اور اس نظام تعلیم کی خرابیوں کا بڑا سبب اس کی ثنویت اور دوئی ہے یعنی علی گڑھ اور دیوبند کو تعلیمی ماڈل سمجھنا اور جمود کے پورے جذبے کے ساتھ آنکھیں بند کر کے ان کی پیروی کیے چلے جانا۔ لہذا وقت کی اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دونوں تعلیمی ماڈلوں سے جان چھڑائی جائے اور ایک نیا تعلیمی ماڈل کھڑا کیا جائے جس میں ان دونوں کی خوبیاں تو ہوں لیکن ان کی خامیاں اور نقائص نہ ہوں۔ وہ ہماری دینی ضروریات بھی پوری کرے اور عصر حاضر کی تحدیات (چیلنج) سے نمٹنے اور ہمارے آج کے مسائل حل کرنے کا بھی اہل ہو۔ وہ ایسی متوازن اور یکسو شخصیت پروان چڑھائے جو اعلیٰ اخلاق و کردار کی حامل ہو، دینی تعلیمات سے واقف اور ان پر عامل ہو اور ساتھ ہی جدید سماجی اور سائنسی علوم سے بھی خوب واقف ہو اور جو بیک وقت دنیا اور آخرت میں کامیابی اور سربلندی کے لیے جدوجہد کر سکے۔

نئے تعلیمی ماڈل کے خدوخال کیسے ہونے چاہییں؟ اگرچہ مذکورہ بالا بحث میں ان کی کافی حد تک نشاندہی ہو چکی ہے تاہم پھر بھی مزید وضاحت کی خاطر ہم اس کے بارے میں کچھ عرض کیے دیتے ہیں:

## نئے تعلیمی ماڈل کے خدوخال

۱۔ اس کی نظریاتی سمت متعین ہو گی کہ اس کا مقصد طلبہ کو اچھے، عملی اور کامیاب مسلمان بنانا ہے تاکہ وہ دنیا کی زندگی الٰہی تعلیمات کے مطابق گزار سکیں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر سکیں، جو ہر مسلمان کا مقصد حیات ہے اور جس کے نتیجے میں دنیا میں بھی خوشی، عزت اور سربلندی حاصل ہوتی ہے۔

۲۔ اس میں تعلیمی ثنویت نہ ہو گی اور نہ جدید و قدیم کا جھگڑا ہو گا۔ عام تعلیم اس طرح دی جائے گی کہ دنیوی علوم کے ساتھ دینی تعلیمات کا بھی اس میں معتد بہ حصہ ہو گا۔ اسی طرح جو طلبہ دینی علوم میں خصوصی مہارت (تخصص) حاصل کرنا چاہیں گے، وہ جدید دنیوی علوم کا تعارفی و تقابلی مطالعہ بھی لازماً کریں گے۔ یہ دونوں طرح کی تعلیم ایک ہی ادارہ دے گا تاکہ شکل کی حد تک بھی ثنویت کا احساس پیدا نہ ہو۔

۳۔ تزکیہ و تربیت اس تعلیمی ادارے کے نظام تعلیم کا لازمی حصہ ہوں گے۔ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تربیت کے دو حصے ہوں گے ایک عمومی تربیت جس میں بنیادی انسانی صلاحیتوں کو جلا دی جائے گی جیسے صفائی' وقت کی پابندی' نظم وضبط کی عادت' تقریری وتحریری صلاحیتوں میں اضافہ' کھیلوں میں حصہ لینا وغیرہ' دوسرے خصوصی تربیت جس میں طلبہ کو اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھایا جائے گا۔ ان دونوں طرح کی تربیت کے لیے ایک بھرپور تربیتی پروگرام بنایا جائے گا۔ تربیتی نظم ہوگا۔ ہفتہ وار' ماہانہ اور سالانہ منصوبہ بندی ہوگی۔ ہر طالب علم کی الگ فائل ہوگی۔ اس غرض کے لیے نصاب میں تبدیلی ہوگی۔ اساتذہ کی خصوصی تربیت کی جائے گی۔ تربیت کا باقاعدہ پرچہ ہوگا' جس میں پاس ہونا لازمی ہوگا یعنی جو بچہ تربیت کے پرچے میں فیل ہو جائے وہ فیل ہوگا خواہ وہ دوسرے سارے مضامین میں پاس ہی کیوں نہ ہو۔ تربیتی سرگرمیوں کا وزن اور اہمیت تعلیمی سرگرمیوں سے کسی طرح کم نہ ہوگی۔

۴۔ نیا نصاب بنایا جائے گا اور نئی کتابیں لکھی جائیں گی۔ نئے نصاب کے راہنما اصول یہ ہوں گے:

i) اس میں جدید دنیاوی اور دینی علوم موزوں امتزاج کے ساتھ موجود ہوں گے۔

ii) جدید علوم اسلامی تناظر میں مدون کیے جائیں گے۔

iii) مغربی علوم کا تنقیدی اور تقابلی مطالعہ کیا جائے گا۔

iv) ہر مسلمان طالب علم کو اتنا دینی علم ضرور دیا جائے گا جتنا ایک عام مسلمان کے لیے ضروری ہوتا ہے۔

v) تربیت کا موضوع اور مواد بھی نصاب کا حصہ ہوگا۔

vi) اس میں بچوں کی عمر اور پاکستانی معاشرت کا لحاظ رکھا جائے گا۔

vii) اس میں اصرار انسان سازی اور سماجی علوم پر ہوگا تاہم سائنس اور ٹیکنالوجی کو بھی پس پشت نہ ڈالا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۵۔ اساتذہ کی تربیت کا خصوصی انتظام ہوگا تاکہ ان کو بتایا جاسکے کہ نہ صرف بچوں کو عمدہ تعلیم احسن انداز میں دینی ہے بلکہ یہ بھی کہ ان کی تربیت کرکے ان کو اچھا انسان اور اچھا مسلمان کیسے بنانا ہے؟

۶۔ تعلیم گاہ کا ماحول بچوں کی تربیت میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اس تعلیم گاہ کا ماحول ایسا بنایا جائے گا جو تزکیہ و تربیت میں مددگار ہو۔ اس کے لیے ہم نصابی وغیر نصابی سرگرمیوں کا وسیع نیٹ ورک قائم کیا جائے گا جس سے نہ صرف طلبہ کی بنیادی انسانی صلاحیتوں کو جلا بخشی جائے گی بلکہ عملی اقدامات کے ذریعے انہیں اطاعت الٰہی کا خوگر بھی بنایا جائے گا (تعلیمی اداروں میں طلبہ کی اسلامی تربیت کیسے کی جائے؟ اس پر ہماری ایک پوری کتاب موجود ہے)۔

۷۔ طلبہ کو فکری حریت کا درس دیا جائے گا' سوال پوچھنے کی حوصلہ افزائی کی جائے گی اور ان کے جذبہ تجسس کو ابھارا جائے گا۔ بڑی عمر کے طلباء کو تحقیق کا خوگر بنایا جائے گا اور تحقیق میں بھی تخلیقیت کو اہمیت دی جائے گی۔

۸۔ Execellence یعنی بہترین کارکردگی ہر سطح پر اس تعلیمی ادارے کا ماٹو ہوگا۔ طلبہ اور اساتذہ میں مسابقت کا ماحول پیدا کیا جائے گا۔ صرف ذہین' محنتی اور لائق طلبہ کو داخلہ دیا جائے گا۔ اسی طرح صرف ذہین' محنتی اور لائق اساتذہ کو تعلیم و تربیت کی ذمہ داری سونپی جائے گی جو اس کام کو مشن کے طور پر سرانجام دیں گے۔

۹۔ اس ادارے کا مطمح نظر نفع اندوزی اور پیسے کمانا نہیں ہوگا۔ وہ طلبہ ہی کو نہیں اساتذہ کو بھی اعلیٰ اخلاقی اور دینی نصب العین دینے کی جدوجہد کرے گا۔

۱۰۔ یہ ادارہ اصلاح تعلیم کے جن اصولوں پر قائم ہوگا انہیں معاشرے میں برپا کرنے کے لیے بھرپور جدوجہد کرے گا تاکہ وہ محض تعلیمی ادارہ نہ رہے بلکہ نظام تعلیم و تربیت کی اسلامی تشکیل نو کرتے ہوئے تجدید تعلیم و تربیت کی تحریک بن جائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور اصلاح فرد اور اصلاح ملت میں اہم کردار ادا کر سکے۔

یہ وہ چند اصول ہیں جن پر نئے تعلیمی ماڈل کی بنیاد رکھی جانی چاہیے۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ جو لوگ نظام تعلیم و تربیت کی اہمیت سے واقف ہیں کہ یہ اصلاح فرد اور اصلاح اجتماعی میں کتنا بڑا کردار ادا کر سکتی ہے' جو مروجہ تعلیمی نظام کی خرابیوں سے آگاہ ہیں اور ان سے بچنے کے لیے اس کی اسلامی تشکیل نو چاہتے ہیں ' انہیں چاہیے کہ وہ اٹھ کھڑے ہوں اور اس نئے تعلیمی ماڈل کو قائم کرنے کی جدوجہد میں لگ جائیں۔ اگر کل ہم دیوبند اور علی گڑھ جیسے تعلیمی ماڈل قائم کر سکتے تھے تو آج ایک تیسرا تعلیمی ماڈل کیوں قائم نہیں کر سکتے؟ اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم یکسو ہو کر اس کام میں لگ جائیں اور اللہ سے نصرت طلب کرتے رہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم کامیاب نہ ہوں کہ اس کا وعدہ ہے کہ جو اس کی راہ کا جویا ہو وہ اسے سیدھی راہ ضرور دکھاتا ہے(۱۶) اور جو اس کی طرف بڑھے وہ اس کا ہاتھ ضرور پکڑتا ہے(۱۷) اور جس کی نصرت پر وہ کمربستہ ہو جائے دنیا کی کوئی طاقت اس کی کامیابی کا راستہ نہیں روک سکتی (۱۸)۔

[ماہنامہ' افکار معلم' لاہور' اکتوبر ۲۰۰۴ء]

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# مراجع


۱۔ ابویحییٰ امام خان نوشہروی' تراجم علماء حدیث' ص ۱۱۳ ' ۱۲۰ جید برقی پریس دہلی' س ن

۲۔ مولانا مناظر احسن گیلانی' سوانح قاسمی' ج ۲ ص ۲۹۹' دارالعلوم دیوبند ۱۳۷۳ھ بحوالہ دیوبند کی سالانہ رپورٹ برائے ۱۸۷۰ء

۳۔ شیخ محمد اکرام' موج کوثر' ص ۲۰۳ ' ادارہ ثقافت اسلامیہ' لاہور ۱۹۸۷ء

۴۔ معارف نمبر اج ۴' ناظم ندوۃ العلماء مولانا محمد علی کے نام سرسید کا خط

۵۔ علامہ شبلی نعمانی' مقالات شبلی ' ج ۳ ص ۱۲۸' مطبع معارف اعظم گڑھ' ۱۹۳۰ء

۶۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے نہ صرف تذکرہ میں درس نظامی پر تنقید کی ہے بلکہ ۱۹۱۶ء میں جدید نصاب کی تدوین بھی کی (غلام رسول مہر' تبرکات آزاد ' کتاب منظر لاہور ۱۹۵۹ء)۔ اسی طرح انہوں نے ۱۹۴۸ء میں درس نظامی کی اصلاح اور اس پر نظر ثانی اور اس میں علوم جدیدہ کے اضافے کے لیے ایک کمیٹی بنائی' جس میں مولانا حسین احمد مدنی' مولانا سید سلیمان ندوی اور مولانا حفظ الرحمٰن سیوھاروی بھی شامل تھے۔ اس کمیٹی نے جدید نصاب تیار کر بھی لیا جس کا ایک نسخہ رام پور لائبریری میں آج بھی محفوظ ہے' بحوالہ عابد رضا بیدار در ہندوستانی مسلمانوں کی ریفارم کے مسائل۔

۷۔ مولانا مناظر احسن گیلانی' سوانح قاسمی' ج ۲ ص ۲۹۳۔۲۹۴۔

۸۔ مولانا کے الفاظ یہ ہیں ''علوم دینیہ کی تعلیم کے لیے جو کتابیں اور جس ترتیب سے رکھی گئی ہیں وہ مقصد کے حصول کے لیے کافی نہیں ہیں پھر ان کا جو طریق تعلیم ہے وہ بھی ناقص ہے۔

۹۔ مولانا زین العابدین سجاد' ہندوستان کے عربی مدارس اور اس کے نصاب تعلیم پر ایک نظر در مجلّہ 'اسلام اور عصر جدید' دہلی جنوری ۱۹۷۰ء' ص ۴۱ و مابعد

۱۰۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ' پنجاب یونیورسٹی' لاہور' ج ۱۲ ص ۹۸۴ و مابعد


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۱۱۔ مجلّہ ''القاسم'' دیوبند کا' دارالعلوم نمبر ''محرم' ۱۳۴۷ھ' ص ۴

۱۲۔ مولانا زین العابدین سجاد' ہندوستان کے عربی مدارس اور اس کے نصاب تعلیم پر ایک نظر در مجلّہ ''اسلام اور عصر جدید'' دہلی' جنوری ۱۹۷۰ء' ص ۴۴

۱۳۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:

(۱) مولانا محمد طیب' دارالعلوم دیوبند کی صد سالہ زندگی

(۲) مولانا سید محمد میاں' علمائے ہند کا شاندار ماضی' جلد اول' مکتبہ رشیدیہ' کراچی

(۳) مولانا مناظر احسن گیلانی' سوانح قاسمی

(۴) ضیاء الحسن فاروقی' دیوبندی مکتبۂ فکر اور مطالبہ پاکستان

(۵) سید محبوب رضوی' تاریخ دارالعلوم دیوبند' ادارہ تاریخ دیوبند' ۱۳۷۲ھ

(۶) ڈاکٹر رشید احمد جالندھری' برطانوی ہندوستان اور مدارس دارالعلوم دیوبند' درسہ ماہی المعارف' شمارہ جنوری تا مارچ اور اپریل تا جون ۱۹۹۸ء

۱۴۔ الاعلیٰ ۸۷: ۱۴' ۱۸' ۱۹

۱۵۔ آل عمران ۳: ۱۶۴

۱۶۔ العنکبوت ۲۹: ۶۹

۱۷۔ ابن ماجہ' ابواب الادب' باب فضل العمل' ص ۲۷۰۴' دارالسلام' الریاض ۱۹۹۹ء

۱۸۔ آل عمران ۳: ۱۶۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# پرائیویٹ سکولوں کے نام

# ایک اہم پیغام

یہ بات تو طے شدہ ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور ہم میں سے ہر شخص اچھا مسلمان بننا چاہتا ہے۔ اسی طرح ہم میں سے ہر شخص یہ بھی چاہتا ہے کہ اس کی اولاد اچھی مسلمان اور کامیاب انسان بنے۔ یہ بات بھی ہر کوئی جانتا ہے کہ ''اچھا مسلمان'' اور'' کامیاب انسان'' بننے میں سکول یعنی تعلیمی ادارہ بھی بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

اسی طرح یہ بات بھی بین الاقوامی طور پر مسلمہ ہے کہ کسی بھی معاشرے میں نظام تعلیم کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ بچوں کو ان باتوں کی تعلیم دے جن پر وہ معاشرہ ایمان و یقین رکھتا ہے اور ان ایمانیات وعقائد کے مطابق بچوں کی تربیت کر کے اس طرح کے افراد تیار کرے جس طرح کے افراد اس معاشرے کو مطلوب ہوتے ہیں۔ لہذا کسی بھی نظام تعلیم کی کامیابی اور ناکامی کو ماپنے کا سادہ اور حتمی معیار یہ ہے کہ اگر کوئی نظام تعلیم معاشرے کے مسلمہ عقائد کے مطابق بچوں کو تعلیم دے رہا ہو اور اس کے مطابق ان کی سیرتوں کی تعمیر کر رہا ہو تو وہ کامیاب ہے اور اگر وہ ایسا نہ کر رہا ہو تو وہ ناکام ہے۔ صد حیف اور افسوس کی بات یہ ہے کہ اگر ہم اس معیار پر پاکستانی نظام تعلیم کو جانچیں تو فوراً اور بلا اشتباہ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ پاکستانی نظام تعلیم ایک ناکام تعلیمی نظام ہے اور وہ اسلام اور نظریۂ پاکستان کے تقاضوں کے مطابق افراد کو تعلیم دے رہا ہے اور نہ ان کی تربیت کر رہا ہے اور یہی بات ہمارے اکثر انفرادی اور اجتماعی مسائل کی جڑ ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا آپ پاکستانی نظام تعلیم کی ناکامی کی ذمہ داری حکومت یا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



معاشرے پر ڈال کر بری الذمہ ہو سکتے ہیں؟ ہمارا خیال ہے کہ نہیں۔ اور اس کے دو بڑے سبب ہیں۔ ایک تو یہ کہ جن نظریات وعقائد (یعنی اسلام) پر آپ یقین رکھتے ہیں اس میں ہر شخص انفرادی طور پر ذمہ دار ہے یعنی آپ نے قبر میں پہنچ کر اپنے اعمال کا جواب دینا ہے نہ کہ حکومت اور معاشرے کے اعمال کا۔ لہٰذا آخرت میں آپ کی کامیابی یا ناکامی کا انحصار صرف اور صرف اس بات پر ہے کہ آپ نے اخلاص اور نیک نیتی کے ساتھ اپنا فرض ادا کرنے کی کوشش کی یا نہیں؟

دوسری وجہ یہ ہے کہ اس وقت پاکستان میں پرائیویٹ تعلیمی ادارے ریاست اور معاشرے کے قائم کردہ تعلیمی نظام کا اہم اور مؤثر حصہ ہیں اور ان پر ریاست کا سخت کنٹرول اور نگرانی بھی موجود نہیں بلکہ میٹرک سے پہلے کوئی حکومتی امتحان لازمی ہی نہیں۔ گویا یہ کہا جا سکتا ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر میں تعلیم کافی حد تک آزاد اور خود مختار ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پرائیویٹ تعلیمی ادارے اگر اپنے طلبہ کی اسلامی تعلیم و تربیت کرنا چاہیں تو کوئی ان کا ہاتھ پکڑنے والا نہیں لیکن اس کے باوجود ہمارا پرائیویٹ سیکٹر مغربی فکر وتہذیب کے شکنجے سے نہیں بچ سکا اور اس نے نظامِ تعلیم کو اسلامی تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کی کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی۔ ہماری رائے میں اس کے چار بڑے اسباب ہیں جن کا شعوری ادراک ضروری ہے تاکہ اس مرض کے علاج میں آسانی رہے:

### ۱۔ مغربی فکر وتہذیب کا غلبہ

بدقسمتی سے مسلم معاشرہ پچھلی چند صدیوں میں زوال کے مرحلے سے گزرا اور مغربی قوموں نے اسے غلام بنا لیا۔ اب یہ حقیقت ہے کہ فاتح قومیں صرف ملک اور علاقے فتح نہیں کرتیں بلکہ دل و دماغ بھی فتح کرتی ہیں۔ چنانچہ مغربی اقوام نے مسلمان معاشرے کا نہ صرف نظامِ تعلیم بدلا بلکہ ان کا معاشرتی، سیاسی اور معاشی ڈھانچہ بھی تبدیل کر دیا اور عوام (خصوصاً معاشرے کے بالادست اور ذہین طبقات) کے دل ودماغ کو بھی اپنی الحادی اور ہر لحاظ سے خلاف اسلام فکر وتہذیب کے حق میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بدل ڈالا۔ پھر کچھ تو مسلمان ملکوں میں آزادی کی تحریکیں شروع ہوئیں اور کچھ مغربی ممالک آپس میں لڑ کر (پہلی اور دوسری جنگ عظیم میں) کمزور ہوئے تو انہوں نے مسلمان ملکوں کو بظاہر 'آزادی' دے دی لیکن یہ آزادی خاصی ادھوری تھی اور آج تک ہے کیونکہ مغربی استعمار نے مسلمان ملکوں میں سیاسی اقتدار ان لوگوں کے سپرد کیا جو تعلیمی، معاشرتی، معاشی ہر قسم کی پالیسیاں مغربی آقاؤں کی اشیر باد سے ان کی فکر و تہذیب کے مطابق بناتے اور چلاتے رہیں۔ چنانچہ دوسرے مسلم ممالک سمیت پاکستان کا بھی یہی حال ہے کہ بظاہر ملک آزاد ہو گیا ہے لیکن تعلیمی، معاشی، معاشرتی، سیاسی، ابلاغی......غرض ساری پالیسیاں مغربی ممالک اور اداروں کی مرضی کے مطابق اور ان کی فکر و تہذیب کی روشنی میں بنائی اور چلائی جا رہی ہیں۔ پاکستان میں تعلیمی پالیسیاں بنانے اور نافذ کرنے والے حکمران اور ماہرین (بیوروکریٹ اور تعلیمی ماہرین) اکثر و بیشتر ایسے لوگ رہے ہیں جو مغرب زدہ تھے چنانچہ انہیں اپنے ملی اور قومی آدرشوں کے مطابق تعلیم کی اسلامی تشکیلِ نو کرنے اور تعلیم کی مغربی فکری بنیادوں کو رد کرنے کی توفیق کبھی ملی ہی نہیں اور وہ جدیدیت اور ترقی کے دلفریب نعروں کی شوگر میں لپیٹ کر الحادی کونین کی یہ گولیاں ہمیں آج تک کھلاتے آ رہے ہیں۔

## ۲۔ تعلیم مال تجارت بنادی گئی ہے

اسلام اور مسلمانوں کی تعلیمی روایت یہ ہے کہ ہر مسلمان پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔ اسی طرح ریاست اور معاشرے کا فرض ہے کہ جو لوگ تعلیم حاصل کرنا چاہیں یا جو تعلیم دیں (اگر وہ کل وقتی ہوں تو) وہ ان کی معاش کا انتظام کرے۔ گویا طلبہ کا تعلیم حاصل کرنا اور ریاست اور معاشرے کا طلبہ اور اساتذہ کو معاشی کفالت مہیا کرنا ایک دینی فریضہ ہے۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیثیت سربراہ ریاست یہ فیصلہ فرمایا کہ بدر کے جو قیدی فدیہ نہیں دے سکتے وہ بچوں کو تعلیم دیں اور صفہ میں نہ صرف غریب طلبہ کو رہائش مہیا کی بلکہ ان کے خورد و نوش کا بھی اہتمام کیا اور ایک مرتبہ استاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نے جب اپنے ایک شاگرد سے معاوضہ قبول کیا تو آپؓ ناراض ہوئے۔ بعد کی صدیوں میں بھی مسلم حکومتیں اور معاشرے کے کھاتے پیتے لوگ تعلیم کے لیے عموماً وقف (ٹرسٹ) قائم کر دیتے تھے تاکہ تعلیم گاہوں کے اخراجات پورے ہوتے رہیں اور یہ روایت کبھی نہیں رہی کہ مسلم اساتذہ طلبہ سے یہ مطالبہ کریں کہ تم ہمیں تعلیم و تدریس کا معاوضہ (فیس) دو تو ہم پڑھائیں گے ورنہ نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تعلیم مسلمانوں کے ہاں کبھی ''تجارت'' نہیں رہی کہ اسے مال کمانے کا ذریعہ سمجھا جائے۔

مغربی فکر اور تہذیب بنیادی طور پر الحادی ہے اور خدا، رسول و آخرت کا اہل مغرب کی زندگیوں میں کوئی خاص دخل نہیں۔ انہوں نے مسلمان ممالک کو فتح کرنے کے بعد اپنا نظام تعلیم وہاں نافذ کر دیا اور مسلمانوں کا نظام تعلیم ختم کر دیا۔ مغرب کے مادہ پرست معاشرے میں تعلیم حکومتی ذمہ داری ہونے کے ساتھ ساتھ مال تجارت بھی ہے جس میں استاد معاوضہ لے کر اپنے شاگردوں کو تعلیم دیتا ہے یا کوئی منتظم تعلیمی ادارہ کھول کر بچوں سے پڑھانے کا معاوضہ لیتا اور اساتذہ کو پڑھانے کا معاوضہ دیتا ہے۔ وہ طلبہ سے معاوضہ زیادہ لیتا ہے اور اساتذہ کو معاوضہ کم دیتا ہے اور یوں ہونے والا منافع وہ اپنی جیب میں ڈال لیتا ہے۔

## ۳۔ اسلامی قوتوں کی غفلت و ناکامی

پاکستان میں حکمران طبقے (جاگیردار، سرمایہ دار، سول اور فوجی بیوروکریٹ وغیرہ) چونکہ ابتداء سے سیکولر، مغرب پرست اور اپنے ذاتی طبقاتی مفادات کے اسیر رہے ہیں اس لیے انہوں نے لارڈ میکالے کے بنائے ہوئے نظام تعلیم میں کسی سنجیدہ تبدیلی کی کوشش نہیں کی سوائے چند سطحی اور ظاہری تبدیلیوں کے جو عوامی دباؤ پر کی گئیں۔ ان حالات میں دینی قوتوں کا فرض تھا کہ وہ میدان میں آتیں اور صحیح خطوط پر کام کرتیں جیسا کہ بعض مسلمان ملکوں کی دینی تحریکوں نے کیا ہے لیکن بدقسمتی سے پاکستان میں دینی عناصر کا ایک حصہ تو روایتی دینی مدارس قائم کرنے اور انہیں پرانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انداز میں چلانے پر مصر رہا جس میں جدید تعلیم اور معاصر تقاضوں سے نمٹنے کا کوئی راستہ نہیں اور اس طرح وہ تعلیمی سیکولرزم اور تعلیمی ثنویت کا محافظ بنا رہا۔ دوسری طرف جن دینی عناصر نے جدید سکول کالج قائم کرنے چاہے وہ بھی مغربی فکر وتہذیب کے ریلے میں بہہ گئے اور انہوں نے بھی تجارتی نقطہ نظر سے انگلش میڈیم سکول کھولے، ان میں غیر ملکی اور غیر مسلم مصنفین کی کتابیں لگائیں اور بچوں کی تربیت کے بھی مغربی اوضاع اپنائے تا کہ ان کی تجارت زیادہ سے زیادہ منافع دے۔ 'چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی' کے مصداق جب دینی عناصر خود ہی تعلیم کے میدان میں مغربی فکر وتہذیب کے ریلے میں بہہ گئے تو وہ لوگوں کو اس سیلاب میں بہہ جانے سے کیسے بچاتے۔ چنانچہ انہوں نے علوم، نصاب، تربیت اساتذہ اور تربیت طلبہ کی خالص اسلامی تناظر میں تشکیل نو کی کوئی بڑی اور سنجیدہ کوشش کی ہی نہیں اور کوئی نیم دلانہ اور معمولی کوشش ہوئی تو وہ غیر مؤثر ہوگئی۔

## ۴۔طریق کار سے ناواقفیت

ان حالات میں پرائیویٹ سیکٹر میں اگر کسی تعلیمی ادارے کے نیک نہاد معلم، سربراہ یا مالک کو یہ خیال آیا بھی کہ اسے بچوں کو تعلیم اسلامی تناظر میں دینی چاہیے تو اس کے سامنے کوئی رول ماڈل نہ تھا اور اسے کوئی بتانے والا نہیں تھا کہ وہ یہ کام کیسے کرے اور اس کے لیے کون سے اقدامات کرے۔ بعض لوگوں نے انفرادی سطح پر اپنی محدود سوچ کے مطابق چھوٹے موٹے تجربات کیے بھی لیکن وہ کوئی رنگ نہ جما سکے اور ان سے کوئی تاثر نہ ابھر سکا جب کہ اس کے مقابلے میں سیکولر اور مغربی فکر کے مطابق کام کرنے والے اداروں نے انتہائی مؤثر اور فعال طریقے سے کام کیا اور میدان مار لیا جیسے آکسفورڈ کی نصابی کتب اور بیکن ہاؤس کے تعلیمی ادارے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## آپ کیا کریں؟

سوال یہ ہے کہ ان حالات میں پرائیویٹ سیکٹر کا ایک تعلیمی ادارہ کیا کردار ادا کر سکتا ہے؟ ہم اس سوال کا واضح اور دوٹوک جواب دیں گے لیکن اس سے پہلے ایک اصولی بات سمجھ لیجیے کہ اس وقت ہم مسلمان بحیثیت ایک ملت اور معاشرے کے اگر زندہ رہنا چاہتے ہیں اور دنیا میں ترقی کرنا چاہتے ہیں تو اس کے دو بالکل ناگزیر تقاضے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہم (داخلی محاذ پر) سچ مچ مسلمان بن جائیں، حقیقی معنوں میں اپنے دین سے وابستہ ہو جائیں اور سچے، کھرے اور باعمل مسلمان بن جائیں اور دوسرے یہ کہ (خارجی محاذ پر) شعوری طور پر مغربی فکر اور تہذیب کو رد کر دیں کہ اس کا راستہ واشنگٹن اور لندن کو جاتا ہے کعبہ کو نہیں [اس موضوع پر تفصیل کے لیے دیکھیے ہمارا مضمون 'تعلیم اور مسلم نشأۃ ثانیہ']۔

## لائحہ عمل

اب آیئے اس لائحہ عمل کی طرف جو ایک مسلمان پاکستانی تعلیمی ادارے کو اپنانا چاہیے اور ان اقدامات کی طرف جو ایک تعلیمی ادارے کو کرنے چاہئیں اگر وہ اسلام اور نظریۂ پاکستان کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر کام کرنا چاہتا ہے:

۱۔ سب سے پہلے تو یہ نیت کر لیجیے کہ آپ تعلیم کو کاروبار اور مال تجارت نہیں سمجھیں گے اور اس تجارت سے زیادہ سے زیادہ نفع کمانا آپ کی ترجیح اول نہیں ہوگی۔ ظاہر ہے اگر آپ کی معاش تعلیم و تدریس سے وابستہ ہے تو اس مصروفیت سے اتنے پیسے کمانا آپ کی مجبوری ہے جس سے آپ کی اچھی گزر بسر ہو جائے۔ ہم آپ کی اس مجبوری کو تسلیم کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود ہم سمجھتے ہیں کہ مندرجہ بالا نیت ضروری ہے کیونکہ اگر آپ یہ نیت کر لیتے ہیں تو ممکن ہے تعلیم سے کسب رزق آپ کی ضرورت اور مجبوری تو رہے لیکن پھر یہ آپ کا نصب العین، آپ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



محبت اور کوششوں کا واحد مقصد اور آپ کی ترجیح اول نہیں رہے گی۔ اس کی مثال دنیوی زندگی کی ہے کہ دنیا میں رہنا اور اسے برتنا ایک مسلمان کی ضرورت اور مجبوری ہے لیکن وہ اسے اپنا نصب العین نہیں بناتا، وہ اس سے دل نہیں لگاتا، اسے اپنی ترجیح اول نہیں بناتا بلکہ اس کی نظر ہمیشہ آخرت اور اس کی کامیابی پر رہتی ہے۔

۲۔ دوسرے یہ کہ اگر آپ کا رزق کسی طرح تعلیم سے وابستہ ہو ہی گیا ہے (بحیثیت منتظم یا مالک سکول یا معلم) تو پھر اس کا حق ادا کیجئے اور اس کا حق یہ ہے کہ اپنے طلبہ کو جدید تعلیم کے ساتھ دین کی تعلیم بھی دیجیے، ان کی دینی تربیت کیجیے اور انہیں مغربی تہذیب کے چنگل سے بچائیے۔

۳۔ خدارا انگلش میڈیم بند کر دیجیے۔ اس میں دنیا کا بھی خسارا ہے اور دین کا بھی۔ دنیا کا خسارا یہ ہے کہ اس سے بچے کی تخلیقی صلاحیتیں مرجھا جاتی ہیں اور دین کا خسارا یہ ہے کہ انگلش میڈیم اور اس کا کلچر طلبہ میں مغربی تہذیب کی برتری راسخ کر دیتا ہے جو بالواسطہ طور پر نفی ہے اسلامی فکر و تہذیب کی۔ آپ والدین کو سمجھائیے کہ اگر ان کا مقصد اپنے بچے کو عمدہ انگریزی سکھانا ہے تو فنی طور پر اس کے لیے نہ انگلش میڈیم ضروری ہے اور نہ نرسری سے انگریزی پڑھانا۔ بلکہ انگلش میڈیم کے بغیر بھی اچھی انگریزی سکھائی جا سکتی ہے اور آپ عملاً ایسا کر کے انہیں دکھائیے۔ [تفصیل کے لیے دیکھیے ہمارا مضمون ''انگلش میڈیم۔ فائدے اور نقصانات'']۔

۴۔ غیر ملکی اور غیر مسلم مصنفین کی کتابیں اپنے سکول میں ہرگز نہ لگائیے۔ یہ مغربی تہذیب کے غلبے بذریعہ تعلیم کا ایک بڑا ذریعہ ہیں۔ اس کی بجائے اسلامی نقطہ نظر کے حامل مسلمان مصنفین کی کتب لگوائیے۔ چونکہ اسلامی نقطۂ نظر سے نئے نصاب اور نئی کتب کی تدوین و اشاعت ایک سکول کے بس کی بات نہیں اس لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فی الحال مجبوری ہے کہ آپ مارکیٹ مین دستیاب کتب میں سے ایسی کتب منتخب کریں جو قابل گزارا ہوں اور اس کے ساتھ ہی تحریکِ اصلاحِ تعلیم اوران دیگر تنظیموں سے رابطہ وتعاون کریں جو اسلامی نقطۂ نظر سے نصاب ونصابی کتب کی تدوین کررہی ہیں یا کرنا چاہتی ہیں۔

۵۔ طلبہ کی اسلامی تربیت کا اہتمام کیجیے۔ اکثر لوگ نہیں جانتے کہ طلبہ کی اسلامی تربیت کیسے کی جائے؟ تربیت کے دو پہلو ہوتے ہیں. ایک بنیادی انسانی صلاحیتوں کی نموء جیسے صفائی، نظم وضبط، ابلاغ کی صلاحیت اور دوسرے اسلامی تربیت جس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ بچے کو اسلامی احکام پر عمل کی اس طرح عادت پڑ جائے کہ ان پر عمل اس کے لیے آسان اور مرغوب ہو جائے۔ [سکول میں بچوں کی اسلامی تربیت کیسے کی جائے؟ اس کے لیے دیکھیے ہمارا مضمون 'طلبہ کی اسلامی تربیت...... کیوں اور کیسے'؟ یا تفصیلی مطالعے کے لیے ہماری کتاب 'تعلیمی ادارے اور کردار سازی']۔

٦۔ ایسے اساتذہ کا انتخاب کیجیے جو ذہین، محنتی اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہوں اور اس نصب العین کو تسلیم کرتے ہوں کہ انہیں خود اچھا مسلمان بننا اور بچوں کو اچھا مسلمان بنانا ہے۔ انہیں اچھی تنخواہیں اور اچھا ماحول دیجیے تاکہ وہ آپ کے ساتھ کام کر کے خوش اور مطمئن ہوں۔ پھر خود ان کی تربیت کیجیے، فنی بھی اور اسلامی بھی، تاکہ وہ اپنے آپ کو طلبہ کے سامنے ماڈل کے طور پر پیش کر سکیں اور ایک صحیح اسلامی معلم کا کردار ادا کر سکیں۔ اساتذہ کی اس طرح کی تربیت کیسے کی جائے؟ اس کے لیے ضرورت ہو تو ہم سے مشورہ کر لیجیے لیکن اس کی بہتر اور عملی صورت یہ ہے کہ اس نصب العین کے لیے خود بھی جُت جایئے اور اپنے اساتذہ کو بھی ساتھ لگا لیجیے کہ ہمیں خود اچھا مسلمان بننا ہے اور طلبہ کو اچھا مسلمان بنانا ہے۔ امید ہے کہ اس طرح اساتذہ آپ کے لیے اچھا سرمایہ ثابت ہوں گے، انشاء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اللہ۔ اگر آپ اپنے دین اور اپنے اللہ سے مخلص ہیں تو اس جدوجہد میں آپ کی اپنی بھی اصلاح ہوگی کیونکہ کمزور کردار کا کوئی شخص یہ کام نہیں کر سکتا۔

۷۔ اپنے سکول کا ماحول بہتر اور اسلامی بنایئے۔ تیسری کلاس کے بعد مخلوط تعلیم ختم کر دیجیے۔ خواتین اساتذہ ہوں تو ان سے فاصلہ رکھیے، انہیں سادگی پر مجبور کیجیے۔ بچوں کی یونیفارم پاکستانی لباس پر مبنی ہونی چاہیے، فیس کم سے کم رکھیے۔ اساتذہ اور بچوں کی تربیت کے لیے اوپر ذکر کردہ اور تربیت سے متعلق ہمارے پمفلٹ میں مذکور تجاویز پر عمل کیجیے۔

۸۔ ہر کام عمدہ طریقے سے کیجیے اور اساتذہ و طلبہ سے کروایئے اور کمال عمل (Excellence) کو اپنا ہدف اور ماٹو بنایئے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کا حکم بھی ہے اور اس سے آپ کے سکول کا معیار اور نام بھی بلند ہوگا۔

۹۔ اپنے تعلیمی ادارے میں اسلامی نصب العین اختیار کرنے کا کام مضبوط جذبے اور عزم صمیم سے کیجیے لیکن یہ کام حکمت، تدبر، حوصلے اور صبر کا متقاضی ہے کہ بے تدبیری اور جلد بازی سے تو اچھے کام بھی بگڑ جاتے ہیں۔

یہ چند بنیادی باتیں تھیں جو ہمارے نزدیک ایک سکول کے اسلامی نصب العین کو واضح اور متعین کر دیتی ہیں۔ سطور بالا کے حوالے سے اگر آپ کے ذہن میں کوئی سوالات ہوں یا آپ کسی بات کی مزید تفصیل چاہتے ہوں تو ہم سے بذریعہ خط، ٹیلی فون، فیکس یا ای میل رابطہ کیجیے یا بالمشافہ ملاقات کر لیجیے۔ ہمیں آپ سے تعاون کر کے خوشی ہوگی۔

[بروشر مطبوعہ ستمبر ۲۰۰۳]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# انگلش میڈیم۔فائدے اور نقصانات

تعلیم کے حوالے سے بین الاقوامی طور پر تسلیم شدہ امر یہ ہے کہ کسی بھی معاشرے میں تعلیم ایسی ہونی چاہیے جو اس معاشرے کے معتقدات کے مطابق بچوں کو تعلیم دے اور ان کی تربیت کرے تاکہ وہ ایسا فرد تیار کر سکے جو اس معاشرے کو مطلوب ہے۔لہٰذا ہر آزاد اور سمجھدار معاشرہ ایسا نظام تعلیم وضع کرتا ہے جو اس کے معتقدات کے مطابق نسل نو کو پروان چڑھاتا ہے اور اس کے برعکس صورت حال کو برداشت نہیں کرتا مثلاً امریکی قوم نے اپنے آئین میں یہ طے کیا ہے کہ وہ ایک سیکولر معاشرہ ہے چنانچہ امریکی نظام تعلیم کے مطابق وہاں سرکاری سکولوں میں کسی مذہب کی نہ تو تعلیم دی جا سکتی ہے اور نہ کسی مذہب کے اصولوں کے مطابق طلبہ کی تربیت کی جا سکتی ہے اور اگر امریکہ میں بسنے والے مسلمان چاہیں کہ وہاں کا نظام تعلیم ان کے بچوں کو اسلامی تعلیم دے اور ان کی اسلامی تربیت کرے تاکہ وہ اچھے مسلمان بن جائیں تو وہاں کے سرکاری نظام تعلیم میں اس کی بالکل گنجائش نہیں ہے۔

اب آیئے پاکستان کی طرف۔ ہماری اکثریت مسلمان ہے اور مسلمان رہنا چاہتی ہے اور ہم میں سے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے بچے بھی اچھے مسلمان بنیں لہٰذا یہاں کا نظام تعلیم ایسا ہونا چاہیے جو بچوں کو اچھا مسلمان بنائے لیکن کیا پاکستان کا نظام تعلیم ایسا ہے کہ وہ بچوں کو اسلامی تعلیم و تربیت دے کر انہیں اچھا مسلمان بنا رہا ہے؟ ظاہر ہے اس کا جواب ہاں میں نہیں دیا جا سکتا۔اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ پاکستان کا نظام تعلیم ناکام ہے اور یہی ہمارے لیے لمحۂ فکر یہ ہے کہ ہم سوچیں کہ ہمارا نظام تعلیم اپنے اس اساسی مقصد کے حصول میں کیوں ناکام رہا ہے اور اس میں وہ ایسی کون سی بڑی خرابیاں ہیں جنہیں اگر دور کر دیا جائے تو یہ اپنا مفوضہ کام کرنے لگے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اگر ہم اپنے نظام تعلیم کا مذکورہ حوالے سے جائزہ لیں تو ہم اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ اس میں تین بڑی خرابیاں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس کے نصاب میں اسلامی مواد کم اور غیر مؤثر ہے۔ دوسرے یہ کہ اس میں مغربی فکر وتہذیب سے مرعوبیت بلکہ اس کی پیروی کرنے کا بھرپور انتظام موجود ہے جب کہ مغربی فکر وتہذیب اسلام سے متصادم ہے۔ اور تیسرے یہ کہ اس میں اسلامی تربیت کا کوئی تصور موجود نہیں۔ اس کے علاوہ بھی ہمارے نظام تعلیم میں بہت سی خرابیاں موجود ہیں مثلاً تعلیم کم ہے، جو ہے اس کا کوئی معیار نہیں اور یہ طبقات میں بٹی ہوئی ہے (یعنی نظام تعلیم میں یکسانی نہیں) پھر اس کی ایک بڑی خرابی ثنویت ہے یعنی دینی تعلیم کے الگ مدرسے ہیں اور جدید تعلیم کے الگ سکول کالج ہیں اور دونوں میں بہت بُعد ہے۔

ان خرابیوں کی بنیادی وجہ اگر ہم جاننا چاہیں تو وہ یہ ہے کہ پاکستانی نظام تعلیم اسی نظام تعلیم کا استمرار اور اسی نظام تعلیم کی توسیع ہے جو انگریز نے برصغیر میں قائم کیا تھا۔ ظاہر ہے جب انگریز نے برصغیر کو فتح کیا تھا تو مسلمانوں کا نظام تعلیم ختم کر کے اپنا نظام تعلیم جاری کیا تھا تاکہ وہ اپنے مطیع اور فرمانبردار افراد پیدا کر سکے جو اس کی فکر اور تہذیب وتمدن کو اچھا سمجھیں اور اس پر خوشی سے عمل کریں۔ شروع میں اس نے یہ بھی کوشش کی کہ مقامی آبادی عیسائی ہو جائے لیکن جب اس نے دیکھا کہ یہ معاملہ مشکل ہے تو لارڈ میکالے نے یہ اسکیم سوچی کہ چلو یہ عیسائی نہ ہوں اور بھلے نام کے مسلمان ہی رہیں لیکن یہ ضروری ہے کہ یہ ہماری فکر اور تہذیب کے رسیا ہوں۔ اس کے لیے انگریزوں نے بنیادی زور اپنی زبان (انگریزی) سکھانے پر دیا اور اس کے ذریعے اپنی فکر اور اپنے علوم ان درسگاہوں میں پڑھائے اور پھر یہ انتظام کیا کہ نوکری صرف انہی لوگوں کو ملے جو انگریزی اور جدید علوم جانتے ہوں (اسی لیے یہ محاورہ بن گیا کہ 'پڑھیں فارسی بیچیں تیل'، یاد رہے اس وقت فارسی برصغیر میں سرکاری زبان تھی۔ مطلب یہ کہ فارسی عربی پڑھو گے تو بیروزگار پھرو گے اور انگریزی پڑھو گے تو باعزت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



روزگار ملے گا)۔

انگریز جاتے ہوئے یہ انتظام بھی کر کے گیا کہ اس کے بعد اقتدار ان لوگوں کے پاس رہے جو اس کی فکر و تہذیب کے دلدادہ ہوں اور جو اس کی پالیسیوں خصوصاً اس کی تعلیمی پالیسی کو بدلیں نہیں۔ چنانچہ ہماری بدقسمتی کہ آج تک پاکستان میں ایسی کوئی حکومت نہیں آئی جو انگریز کے بنائے ہوئے اس تعلیمی نظام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتی اور ایک نیا نظام تعلیم وضع کرتی جو ایک آزاد اور مسلم پاکستان کی ضروریات کے مطابق ہوتا۔ ہماری دینی قوتوں نے بھی اس بات کی اہمیت کو نہ سمجھا اور چند ہزار طلبہ کو تعلیم دے کر مطمئن ہو گئے اور اس بات سے صرفِ نظر کر لیا کہ ملک کے کروڑوں بچے کس طرح کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ انگریز کا چھوڑا ہوا نظام تعلیم اپنی شکل اور روح کے ساتھ آج بھی پاکستان میں جاری و ساری ہے بس اس میں عوامی مطالبے پر کچھ تھوڑی بہت سطحی اور ظاہری تبدیلیاں کر دی گئی ہیں تاکہ یہ مسلمان لگے ورنہ یہ اصل میں وہی انگریزی نظام تعلیم ہے۔

اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ ہمارے ملک میں مغربی فکر و تہذیب کے غلبے کا سبب کیا ہے اور کس طرح انگریزی زبان کو اس کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔ اعلیٰ ملازمتوں کے لیے انگریزی آج بھی لازمی ہے اور جو شخص منہ بگاڑ کر اچھی انگریزی بول سکے ہم آج بھی اسے دوسروں سے اعلیٰ و برتر سمجھتے ہیں۔ ہم آج بھی پینٹ کوٹ اور نکٹائی پہن کر نہ صرف خوش ہوتے ہیں بلکہ اسے عزت و ترقی اور تفاخر کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ ہم آج بھی پاکستانی مصنوعات کے مقابلے میں ولایتی اور درآمد شدہ چیزوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ ان سب مظاہر کی وجہ یہ ہے کہ ہماری ذہنیت آج بھی غلامانہ ہے اور دو صدیوں تک ہمیں غلامی کی جو تربیت دی گئی تھی ہم اسے آج بھی سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ ہم کب تک ذہنی طور پر غلام رہیں گے؟ کیا ہم ذہنی غلامی کی ان زنجیروں کو توڑ کر آزاد نہیں ہونا چاہتے؟ یاد رکھیے کہ ذہنی غلامی کی ان زنجیروں کو توڑنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کا سب سے بڑا ذریعہ نظام تعلیم کی اصلاح ہے۔ اگر حکومت اصلاح کا یہ کام نہیں کرتی تو پرائیویٹ سکولوں کے مالک، منتظم اور معلم جو اصلاحی کردار ادا کر سکتے ہیں وہ کیوں ادا نہیں کرتے؟

ہم انگریزی زبان کی اہمیت اور اس کی بین الاقوامی حیثیت کے منکر نہیں ہیں اور انگریزی سیکھنے اور سکھانے کے بھی مخالف نہیں ہیں۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کے بچے اور طالب علم عمدہ انگریزی بولیں اور سیکھیں تو اس میں کوئی ہرج نہیں۔ اپنی اس خواہش کو ضرور پورا کیجیے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اس کے لیے ضروری ہے کہ:

۱۔ میڈیم (ذریعۂ تعلیم) انگریزی ہو؟
۲۔ انگریزی کی تدریس نرسری سے شروع کر دی جائے؟
۳۔ بچوں کو مغربی لباس پہننے پر مجبور کیا جائے اور انہیں مغربی طرز زندگی سکھایا جائے؟
۴۔ غیر ملکی اور غیر مسلم مصنفین کی لکھی ہوئی کتابیں پڑھائی جائیں؟
۵۔ انگریزی زبان سب طلبہ کے لیے سب سطحوں پر لازمی کر دی جائے؟

بہت سے دوسرے ماہرین تعلیم کی طرح ہماری بھی یہ حتمی رائے ہے کہ اچھی انگریزی سیکھنے کے لیے یہ امور فنی طور پر ہرگز ضروری نہیں ہیں۔ ان سب باتوں کے بغیر بھی انگریزی زبان اچھی طرح سیکھی اور سکھائی جاسکتی ہے۔ یاد رہے کہ ثانوی زبانیں ہر ملک میں سکھائی جاتی ہیں لیکن ایسا عام طور پر ہائی سکول کی تعلیم کے بعد ہوتا ہے۔ اگر کسی جگہ اس مرحلے میں کوئی دوسری زبان بھی سکھائی جائے تو وہ اختیاری ہوتی ہے لیکن کسی آزاد ملک میں ایسا نہیں ہوتا کہ پرائمری میں دوسری کوئی زبان سکھائی جائے اور اسے طلبہ کے لیے لازمی کر دیا جائے یا اسے ذریعہ تعلیم بنا دیا جائے۔ آپ کسی امریکی سے یہ مطالبہ کر کے دیکھئے کہ امریکہ میں پرائمری سکول میں اردو پڑھائی جائے یا اسے وہاں ذریعۂ تعلیم بنایا جائے تو ممکن ہے وہ آپ کو فاتر العقل سمجھے اور یہ امکان بھی ہے کہ وہ آپ کے منہ پر ایک گھونسا رسید کر دے اور آپ کا گریبان پکڑ لے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کہ آپ کو یہ الفاظ کہنے کی جرأت کیسے ہوئی!

اگر آپ پاکستانیوں کو انگریزی سکھانا چاہتے ہیں تو اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ میٹرک کے بعد اسے اختیاری مضمون بنا دیا جائے یا سائنس اور کامرس وغیرہ پڑھنے والوں کے لیے اسے لازمی کر دیا جائے اور اگر آپ اسے بھی کافی نہیں سمجھتے تو چلئے میٹرک میں اسے اختیاری کر دیجیے یا سائنس و کامرس کے لیے لازمی کر دیجیے اور اگر آپ اسے بھی کافی نہ سمجھیں تو چلئے پرائمری کے بعد انگریزی کی تدریس شروع کر دیں۔ یہ بات یاد رکھیے کہ انگریزی کو سکول سطح پر لازمی کرنے کا مطلب ہے قوم کو جاہل رکھنا کیونکہ انگریزی ایک غیر ملکی زبان ہے جو معاشرتی سطح پر مروج نہیں۔ اس کی خاطر خواہ تدریس کا انتظام بھی ہمارے ہاں موجود نہیں، نتیجتاً طلبہ و طالبات اس میں کثرت سے فیل ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ لازمی ہو گی تو طلبہ فیل ہو کر مجبوراً پڑھائی چھوڑ دیں گے چنانچہ ہمارے ہاں کم شرح تعلیم کا ایک بڑا سبب لازمی انگریزی بھی ہے۔

انگریزی میڈیم اور نرسری سے انگریزی پڑھانے کا دوسرا بڑا نقصان یہ ہے کہ اس سے بچوں کی تخلیقی صلاحیتیں دب جاتی ہیں اور وہ ہمیشہ کے لیے نالائق یا میڈیاکر (اوسط درجے کے افراد) ہو کر رہ جاتے ہیں۔ سب ماہرین تعلیم اس بات پر متفق ہیں کہ بچوں کی تخلیقی صلاحیتیں صرف اس وقت پروان چڑھتی ہیں جب وہ آزادانہ سوچیں اور آزادانہ سوچ صرف اس وقت نموء پاتی ہے جب بچے اپنی مادری زبان میں سوچیں۔ اسی لیے چین، جاپان، جرمنی، فرانس، اٹلی، روس وغیرہ وہ سب ممالک جن کی زبان انگریزی نہیں، وہاں کہیں بھی انگریزی ذریعۂ تعلیم نہیں ہے بلکہ ہر ملک کی اپنی زبان ذریعۂ تعلیم ہے۔ ہاں، انگریزی چونکہ بین الاقوامی زبان ہے لہٰذا ثانوی سکول کے بعد جن طلبہ کو ضرورت ہوتی ہے وہ انگریزی سیکھ لیتے ہیں۔ یہی ان قوموں کی ترقی، آزادی اور بقاء کا راز ہے لیکن ہم غلام ابن غلام اس بات پر مصر ہیں اور اس پر فخر کرتے ہیں کہ ہمارے بچے انگلش میڈیم سکول میں پڑھیں یا کم سے کم انہیں نرسری سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انگریزی ضرور پڑھائی جائے۔ والدین بھی یہی چاہتے ہیں، اسکول والے بھی یہی چاہتے ہیں، حکومت بھی یہی چاہتی ہے نتیجتاً غلام ذہنیت پروان چڑھتی ہے۔ مغربی تہذیب کی پیروی طرز زندگی بن جاتی ہے۔ پھر کہاں کا اسلام اور کہاں کی پاکستانیت؟ اسلام صرف نماز روزے کا نام تو نہیں؟ پاکستانیت صرف پاکستان میں رہنے سے تو نہیں آ جاتی؟ جب تک اس کے تقاضے پورے نہ کیے جائیں۔

نرسری سے انگریزی پڑھانے کے مسئلے کا ایک اور پہلو سے بھی جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ پاکستان کے مختلف حصوں میں مادری زبانیں مختلف ہیں مثلاً پنجاب میں پنجابی، سندھ میں سندھی، سرحد میں پشتو، بلوچستان میں بلوچی وغیرہ۔ اردو اکثر جگہوں پر مادری زبان نہیں ہے بلکہ قومی، دینی اور رابطے کی زبان ہے لیکن اس کے باوجود اس کی اہمیت کے پیش نظر اور اس کے ذریعۂ تعلیم ہونے کی وجہ سے یہ پہلی جماعت سے سکھائی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی چونکہ ہم مسلمان ہیں اس لیے جوں ہی ہمارے بچے ذرا بڑے ہوتے ہیں ہمیں ان کو قرآن حکیم پڑھانے کی فکر لاحق ہو جاتی ہے۔ چنانچہ غریب اور نچلے متوسط طبقے کے لوگ اپنے بچوں کو مولوی صاحب کے پاس مسجد میں قرآن پڑھنے بھجوا دیتے ہیں۔ کھاتے پیتے لوگ اپنے گھر میں قاری صاحب لگوا لیتے ہیں جو بچوں کو قرآن پڑھائے۔ اور اب نرسری سے انگریزی کی وبا آ گئی ہے۔ اس طرح گویا ہم اپنے چار پانچ سال کے بچے پر چار زبانوں کا بوجھ لاد دیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ اس معصوم کے ساتھ ظلم نہیں ہے؟ فنی طور پر یہ سو فیصد غلط ہے کیونکہ کوئی بچہ خواہ کتنا ہی ذہین کیوں نہ ہو، بیک وقت چار زبانیں نہیں سیکھ سکتا کیونکہ ہر زبان کے اپنے حروف، اصوات، مزاج، ماحول، قواعد کا ڈھانچہ، ذخیرۂ الفاظ ...... ہوتا ہے۔ بیک وقت کئی زبانیں سیکھنے سے بچے کا ذہن کنفیوز ہو جاتا ہے اور وہ کوئی زبان بھی اچھی طرح نہیں سیکھ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ آج کل پاکستانی بچوں کی اکثریت سب زبانوں میں کمزور ہے۔ انہیں اردو آتی ہے نہ انگریزی اور نہ وہ اچھی طرح قرآن حکیم پڑھ سکتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہیں۔فنی لحاظ سے یہ ضروری ہے کہ پہلے کسی ایک زبان میں بچے کو پختہ ہونے دیا جائے اوراس کے بعد اسے کوئی دوسری زبان سکھائی جائے۔

انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ انگلش میڈیم کے بعض نقصانات کے ساتھ اس کے بعض فوائد کا بھی ذکر کیا جائے۔ ہماری حکومت کو اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اسے مغرب بالخصوص امریکہ کی اشیر باد حاصل ہو جاتی ہے۔ حکمرانوں کا اقتدار کچھ طویل ہو جاتا ہے۔فروغ تعلیم کے نام پر وہاں سے ڈالرمل جاتے ہیں جو اکثر حکمران طبقے کی جیبوں میں چلے جاتے ہیں۔سیاستدانوں اوراعلیٰ افسروں کی ایک بڑی تعداد ان تعلقات اور پیسوں سے فائدہ اٹھا کر اپنی اولاد کو وہاں تعلیم دلاتی ہے جو واپس آ کر ہم پر حکومت کرتی ہے اور انگریزی اور انگریزی تہذیب کے غلبے کے مشن کو جاری رکھتی ہے۔ پھر ہزاروں لاکھوں پاکستانیوں نے تعلیم کو کاروبار بنایا ہوا ہے۔انہوں نے تعلیمی ادارے کھول رکھے ہیں۔ اگر سکول انگلش میڈیم ہوتو بچے زیادہ آتے ہیں، فیس زیادہ ہوتی ہے۔ غیر ملکی اداروں کی چھپی ہوئی کتابیں طلبہ کو بیچ کر کچھ بچت کر لی جاتی ہے۔اس طرح ہزاروں خاندانوں کو اچھی خاصی آمدنی ہو جاتی ہے۔ والدین بھی خوش ہوتے ہیں کہ شائد اس طرح بچے کو اچھی نوکری مل جائے گی۔ اس لیے جب ان کا لاڈلا اپنی توتلی زبان میں ٹونکل ٹونکل لٹل سٹار یا دوسری انگریزی نظمیں پڑھتا ہے تو خوشی سے ان کا خون بڑھ جاتا ہے اور بچے کے اچھے مستقبل کے تصور سے ان کی آنکھوں میں چمک آ جاتی ہے۔اورقوم اس پر خوش ہو جاتی ہے کہ چندلوگ منہ بگاڑ کر انگریزی بولنے پر قادر ہو گئے ہیں۔

اپنے ہمسایہ ملک چین کی ایک آدھ مثال پیش کرنے کے بعد ہم اس موضوع کو سمیٹتے ہیں۔ کسی انگریزی بولنے والے ملک کے سربراہ چین کے دورے پر تھے، ترجمان کے ذریعے وزیراعظم چواین لائی سے بات ہو رہی تھی۔ کسی بات پر چواین لائی نے اپنے مترجم کی تصحیح کی تو اس سربراہ مملکت نے کہا جناب وزیراعظم! جب آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انگریزی جانتے ہیں تو بولتے کیوں نہیں؟ چواین لائی نے کہا: ''اس لیے کہ ہم ایک قوم ہیں اور ہماری اپنی ایک زبان ہے''۔ اسی چین نے جب ۱۹۹۷ء میں ہانگ کانگ کا قبضہ لیا تو فوراً آرڈیننس کے ذریعے چینی زبان کی تدریس کو لازمی قرار دے دیا۔ انگریزی ذریعۂ تدریس پر پابندی لگا دی گئی اور انگریزی زبان کی تدریس اختیاری کر دی گئی۔ ان اصولوں کی خلاف ورزی کرنے والے تعلیمی ادارے کے سربراہ کو دو سال کے لیے جیل بھیجنے کا اعلان کیا گیا اور مسلسل خلاف ورزی کی صورت میں ادارے کو ہمیشہ کے لیے بند کرنے کا حکم سنایا گیا۔

پاکستان میں بھی اگر کوئی ایسی حکومت آ جائے جسے اسلام اور پاکستان عزیز ہو تو اسے بھی منطقی طور پر ایسی ہی قانون سازی کرنی چاہیے کہ انگریزی کو ذریعہ تعلیم بنانا، نرسری سے انگریزی پڑھانا، سکول سطح پر انگریزی کو لازمی مضمون قرار دینا، غیر ملکی اور غیر مسلم مصنفین کی نصابی کتابیں پڑھانا اور بچوں کو غیر ملکی لباس پہننے پر مجبور کرنا قابل تعزیر جرم ہونا چاہیے لیکن پچھلے ستاون سال میں ایسی کوئی حکومت نہیں آئی اور شائد آئندہ پچاس سال بھی نہ آئے لہٰذا ہم ہر اس پاکستانی مسلمان سے جو شعبۂ تعلیم سے وابستہ ہے، کسی تعلیمی ادارے کا مالک، منتظم یا معلم ہے یہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہماری ان گزارشات پر ہمدردانہ غور فرمائے اور اگر ان میں وزن پائے تو ان پر بغیر کسی خارجی دباؤ کے، اپنے طور پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔

ہم اس موضوع پر آپ کے تبصرے، تنقید، تائید یا اعتراضات کا خیر مقدم کریں گے۔

[بروشر مطبوعہ ستمبر ۲۰۰۳ء]

---------------

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# طلبہ کی اسلامی تربیت کیوں اور کیسے؟

## تربیت کا مفہوم

تعلیم وتربیت کی اصطلاح اردو میں عام مستعمل ہے۔ تربیت سے مراد ہے تعمیر سیرت وکردار۔ شرعی اصطلاح میں اسے تزکیۂ نفس کہتے ہیں، جس کا مطلب ہے معروف یعنی اچھی عادات کو اپنانا اور منکر یعنی بری عادات سے بچنا۔ اچھا اور برا کیا ہے؟ اس کا تعین تعلیم کرتی ہے۔ گویا تعلیم کا تعلق علم اور جاننے سے ہے اور تربیت کا تعلق اس علم پر عمل کرنے سے ہے۔ جیسا علم ہوگا ویسے ہی انسان کے خیالات وعقائد ہوں گے اور جیسے انسان کے خیالات ہوں گے ویسے ہی اس کے اعمال اور عادتیں ہوں گی اور جیسی عادتیں ہوگی ویسی ہی شخصیت وجود میں آئے گی۔ اسی وجہ سے تعلیم وتربیت لازم وملزوم اور ایک دوسرے کا جزو لاینفک ہیں۔

## اسلامی تربیت سے کیا مراد ہے؟

جیسا کہ ہم نے ابھی کہا کہ تربیت ویسی ہی ہوگی جیسی تعلیم ہوگی اور تعلیم کا انحصار تصور علم پر ہوتا ہے اور تصور علم مبنی ہوتا ہے ورلڈ ویو پر یعنی انسان، کائنات اور اللہ کے بارے میں کسی معاشرے کے نظریات پر۔ اب ایک معاشرہ اگر آخرت پر یقین نہیں رکھتا، دنیا کی زندگی ہی کو سب کچھ سمجھتا ہے اور معاملاتِ دنیا میں اللہ کی رہنمائی کو قبول نہیں کرتا تو اس ورلڈ ویو سے ایک خاص قسم کا تصور علم پیدا ہوگا، خاص نوع کے علوم وجود میں آئیں گے، مخصوص تعلیمی ڈھانچہ کھڑا ہوگا، ایک خاص طرح کی تربیت ہوگی اور ان سب کے نتیجے میں ایک خاص قسم کی شخصیت وجود میں آئے گی جو اس کافر معاشرے کی ضروریات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے مطابق ہوگی۔ اس کے برعکس اگر افراد معاشرہ ایک اللہ کو مانتے ہوں، آخرت پر یقین رکھتے ہوں اور دنیوی زندگی اللہ کے احکام کے مطابق گزارنا چاہتے ہوں تو اس ورلڈ ویو کے مطابق ایک دوسری قسم کا تصور علم وجود میں آئے گا، دوسری نوع کے علوم سامنے آئیں گے، ایک مختلف قسم کا تعلیمی وتربیتی منہج ابھرے گا اور ان سب کے نتیجے میں ایک دوسری طرح کی شخصیت وجود میں آئے گی جو اس مسلم معاشرے کی ضروریات کے عین مطابق ہوگی۔ اس سے ثابت ہوا کہ ہر تعلیمی نظام ایک خاص طرح کی تربیت کرتا ہے اور ایک خاص طرح کی شخصیت کو جنم دیتا ہے۔ مغرب کا نظام تربیت مغربی ورلڈ ویو پر مبنی ہے اور ایک ایسی شخصیت کو جنم دیتا ہے جو ملحد مغربی معاشرے کو مطلوب ہے۔ اس کے برعکس اسلامی نظامِ تربیت اسلامی ورلڈ ویو پر مبنی ہوتا ہے اور ایک یکسو مسلم شخصیت کو جنم دیتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اسلامی نظام تربیت وہ ہے جو تعمیر سیرت وکردار کے اسلامی اصولوں پر مبنی ہو اور جس کے نتیجے میں ایک یکسو اور مستحکم مسلم شخصیت وجود میں آئے۔

## اسلامی تربیت کی اہمیت

سطور بالا سے واضح ہے کہ اسلامی تعلیم وتربیت کے بغیر اسلام کا انسان مطلوب تیار نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ہمیں بتایا ہے کہ وہ اپنے رسول اسی لیے مبعوث فرماتا رہا ہے کہ وہ لوگوں کا تزکیہ کریں تاکہ وہ اللہ کے مطیع بندے بن سکیں اور آخری رسول حضرت محمد ﷺ کے بارے میں بھی اس نے کئی دفعہ وضاحت سے فرمایا ہے کہ ان کی بعثت کا مقصد اور طریق کار بھی یہی تھا کہ وہ تعلیم کتاب وحکمت کے ذریعے لوگوں کے نفوس کا تزکیہ کریں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ لوگوں کے ایمان لانے اور ایمان لانے کے بعد اعمال اطاعت بجالانے کا انحصار تزکیہ پر ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے کہ لوگوں کی فلاح اور سعادت کا انحصار تزکیے پر ہے۔ فلاح اسلام کی ایک جامع اصطلاح ہے، جس سے مراد دنیا میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اللہ کے احکام پر عمل اور آخرت میں اس کی خوشنودی کا حصول ہے۔ اس سے صحیح تعلیم و تربیت خصوصاً تزکیہ کی اہمیت واضح ہوگئی کہ ایک مسلمان کی آخری غایت ہوتی ہے حصولِ خوشنودیٔ رب اور اس کا ذریعہ بنتی ہے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت اور اس اطاعت کا ذریعہ ہے تزکیہ (یعنی نفس انسانی کی ایسی تربیت کہ اطاعت الٰہی اس کے لیے آسان اور مرغوب ہو جائے) اور تزکیے کا بنیادی ذریعہ ہے تعلیم قرآن اور قرآن کے مطابق تعلیم ...... اور تعلیم و تزکیے کے یہ دونوں کام اس حکمت عملی کے مطابق ہونے چاہئیں جو اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو عطا فرمائی تھی اور جس کے مطابق آپؐ نے صحابہؓ کی تعلیم و تربیت کی تھی۔

## اسلامی تربیت سے تغافل کے اسباب

یہاں ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب تزکیہ اسلام کا بنیادی نصب العین اور اساسی طریق کار ہے تو مسلمان اس سے غافل کیوں ہو گئے ہیں؟ یا موضوع کی مناسبت سے یہ کہ پاکستان کے نظام تعلیم میں قرآن کی تعلیم اور تزکیہ سے غفلت کیوں برتی جارہی ہے؟

اس صورت حال کا ایک پس منظر ہے جسے ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔ برصغیر میں لارڈ میکالے نے جو نظام تعلیم تجویز کیا تھا انگریز نے اسے کامیابی سے چلایا۔ اس نے اپنے وفادار ملازم (کلرک اور بیوروکریٹ) تیار کیے جو محض نام کے مسلمان تھے اور انگریزی فکر و تہذیب کے دلدادہ تھے۔ انگریز نے جب مجبوراً ملک چھوڑا تو اقتدار ان جاگیرداروں، نوابوں اور سیاستدانوں کے سپرد کیا جو اس کے تربیت یافتہ تھے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پاکستان بن جانے کے بعد سیاسی حکمرانوں اور بیوروکریسی دونوں نے یہاں اسلام کے نفاذ کی مزاحمت کی، اگرچہ تحریک پاکستان کے اثرات کی وجہ سے عوام کا جذبۂ ایمانی بیدار ہو چکا تھا اور ان کا مطالبہ تھا کہ پاکستان کے ہر شعبے میں اسلام نافذ کیا جائے۔ اس عوامی دباؤ کے نتیجے میں حکمرانوں نے ہر شعبے میں درخ اندوزی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(Patch Work) سے کام لیا اور اسلام کے نام پر کچھ معمولی اور سطحی تبدیلیاں کیں لیکن اس التزام کے ساتھ کہ معاشرے میں کوئی حقیقی تبدیلی واقع نہ ہو۔ چنانچہ اس وقت پاکستان کا نظام تعلیم چوں چوں کا مربہ ہے اور اجتماع ضدین پر مشتمل ہے۔ وہ اپنے مواد، مقاصد، سپرٹ اور تنظیمی ڈھانچے میں بڑی حد تک مغرب کی بے دین فکر و تہذیب پر مبنی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اس میں اسلامیات اور مطالعۂ پاکستان بھی لازمی ہے اور حصہ مڈل میں عربی بھی لازمی ہے۔ شعبۂ تعلیم میں فکر و عمل کے اس انتشار اور تضاد کا نتیجہ یہ ہے کہ بچوں کی اسلامی تربیت نہیں ہو پاتی اور ایک مضبوط اور یکسو مسلم شخصیت پروان نہیں چڑھتی۔

## اصلاح احوال کی ضرورت

اس صورتِ حال سے عہدہ برآ ہونے کی ایک صورت تو یہ تھی کہ پرائیویٹ سیکٹر منظّم ہو کر آگے بڑھتا اور شعبۂ تعلیم میں اسلامی حوالے سے کام کرتا۔ ظاہر ہے یہ کام دینی عناصر ہی کر سکتے تھے لیکن بدقسمتی سے انہوں نے اس طرف توجہ نہیں دی۔ ان میں سے کچھ لوگ تو دینی مدرسے چلانے میں لگے رہے اور باقی لوگ سیاسی تبدیلی کی جدوجہد میں لگ گئے اور یوں پرائیویٹ سیکٹر میں تعلیم کو عیسائی مشنریوں، این جی اوز اور کاروباری لوگوں کے حوالے کر دیا جن کا سارا وزن اسلامی مقاصد کے خلاف گیا...... تعلیمی ماحول پر کمرشلزم، مغربیت اور لادینیت کا غلبہ ہو گیا اور اسلام کا نام لے کر شعبہ تعلیم میں کام کرنے والے لوگ بھی اسی سیلاب میں بہ گئے اور 'ہر کہ در کانِ نمک رفت نمک شد' کا منظر پیش کرنے لگے۔

ایک دقت یہ بھی ہے کہ سرسید کی قائم کردہ علی گڑھ یونیورسٹی کی نقل میں ہمارا جدید نظامِ تعلیم اسلامی تناظر سے بے بہرہ ہے اور دیوبند کی نقل کرنے والا دینی مدارس کا نظام جدید تعلیم سے غیر متعلق ہے۔ لہٰذا اس دوئی اور ثنویت کی وجہ سے صحیح تعلیمی ماڈل موجود ہی نہیں جس کے نظام تعلیم و تربیت کی لوگ نقل کریں۔ اس لیے آج اگر کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شریف آدمی چاہے بھی کہ وہ اپنے سکول میں اسلامی تربیت کا نظام قائم کرے تو اسے سمجھ نہیں آتی کہ وہ عملاً کیا کرے کیونکہ اسلامی تربیت کا کوئی ماڈل اس کے سامنے نہیں ہوتا اور اس کا طریقہ اور منہج اس پر واضح نہیں ہوتا۔

## اسلامی تربیت کے تقاضے

سطور بالا سے واضح ہے کہ آج عملاً ضرورت ایک نئے تعلیمی ماڈل اور ایسے تعلیمی ادارے کی ہے جو اسلامی تعلیم و تربیت کے صحیح منہاج کا عملی نمونہ ہو۔ تحریک اصلاح تعلیم اسی نئے تعلیمی ماڈل اور نئے ماڈل تعلیمی و تربیتی ادارے [سکول تا یونیورسٹی] کے قیام کے لیے کوشاں ہے تاہم جب تک ایسا ماڈل ادارہ وجود میں نہیں آ جاتا اس کے بعض پہلوؤں کا قلمی خاکہ تو پیش کیا جا سکتا ہے۔

پاکستان میں مروج جدید تعلیم کے حوالے سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہاں اسلامی تعلیم و تربیت کے کچھ تقاضے ہیں:

اولاً: قرآن وسنت اور اسلامی علوم موزوں مقدار و اسلوب میں شامل نصاب ہونے چاہئیں۔

اس میں مندرجہ ذیل امور کو ترجیح دی جانی چاہیے: ۱۔ قرآن کے تبشیری مقامات اور صریح احکام والی آیات ۲۔ سیرت طیبہ بلکہ ہر سال کے لیے الگ موضوعاتی اربعین ۳۔ اسلاف کے سوانح ۴۔ دین اور دنیا کے حقیقی تعلق کی وضاحت ...... یہ کہ دنیا میں کامیابی دینی اہمیت رکھتی ہے اور دنیوی اعمال میں مصروفیت کوئی گناہ نہیں ۵۔ فرد اور معاشرے کی اصلاح۔

ثانیاً: جو جدید علوم اس تعلیم کا حصہ ہوں ضروری ہے کہ وہ اسلامی ورلڈ ویو کے پس منظر میں مدون کیے گئے ہوں یعنی علوم کی اسلامی تشکیلِ نو کی جائے۔

ثالثاً: دین کو بچوں کے لیے پرکشش بنا کر پیش کیا جائے۔ نصابی کتب کی پیشکش کے لحاظ سے بھی (عمدہ کاغذ، رنگین تصاویر، اعلیٰ ڈیزائننگ، مضبوط جلد بندی ...... غرض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہر لحاظ سے خوبصورت طباعت) اور مواد کے لحاظ سے بھی (جو بچے کی نفسیات، عمر اور ضرورت کے لحاظ سے بھی دلچسپ ہو اور اسلوب کے لحاظ سے بھی) نیز تعلیمی ادارے کا ماحول بھی بچے کے لیے پرکشش ہو (پھول، پودے، چارٹ، نقشے، اساتذہ کی محبت و شفقت...... وغیرہ) تاکہ بچے وہاں آنا پسند کریں اور ان کا دل وہاں لگے، بجائے اس کے کہ سکول کی وحشت اور ویرانی انہیں سکول سے متنفر کر دے۔

رابعاً: بچے میں سیکھنے کا ذوق پیدا کیا جائے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ تعلیم صرف حافظے کے عمل تک محدود نہ ہو بلکہ اس کا تجربہ بن جائے جیسے نماز سکھانی ہو تو نماز کے عربی الفاظ یاد کرانا کافی نہیں بلکہ بچہ معانی کو سمجھ کر انہیں محسوس بھی کرے مثلاً اللّٰہ اکبر کہتے وقت اسے اللہ کی بڑائی کا احساس ہو۔ یہ چیز، ان شاء اللہ، گہرائی اور دوام پیدا کرے گی۔

خامساً: سکول اسلامی معاشرت کا نمونہ ہو تاکہ بچہ اسکول میں محض سیکھنے اور پڑھنے کا ایک جبری احساس لے کر نہ جائے اور تعلیم کے ساتھ اس کا تعلق غیر مشروط نہیں بلکہ اللہ کے لیے ہو۔ یاد رہے کہ اسلامی معاشرت کی دو بنیادیں ہیں: ایک ہم کاری اور دوسرے ہم مقصدیت یعنی ہم ایک مقصد رکھتے ہیں اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے مل کر کام کرتے ہیں۔ اگر سکول کے ماحول کو اسلامی معاشرت کا نمونہ نہ بنایا جائے تو ڈر ہے کہ بچے سکول سے نکلنے کے بعد معاشرے کے ماحول میں ڈھل جائیں گے۔

سادساً: بچوں کے ذہن اور طبیعت کو بدلا جائے مثلاً جو بچہ بلیک بورڈ صاف کرے استاذ اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جزاک اللہ کہے۔ بچہ اگر بیماری کی درخواست بھیجے تو استاد اس کی تیمارداری کے لیے اس کے گھر جائے۔ پانی کے کولر کے قریب بیٹھنے کی کرسی رکھ کر سامنے دیوار پر پانی پینے کی دعا لکھ دی جائے۔ سکول میں بینرز لگائے جائیں جن پر لکھا ہو کہ ہم علم حاصل کر رہے ہیں اللہ کو خوش کرنے کے لیے۔ جو بچہ سلام نہ کرے اسے اس کوتاہی کی طرف متوجہ کیا جائے۔ وغیرہ وغیرہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سابعاً: یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ بچے بہت سے فرائض کے مکلّف ہی نہیں ہوتے اور ان میں اکثر وہ اخلاقی کمزوریاں موجود نہیں ہوتیں جو بڑوں میں پیدا ہو جاتی ہیں لہٰذا ان کی تربیت میں زیادہ زور ایجابی طور پر مثبت رویوں اور اخلاق حسنہ پر ہونا چاہیے۔ ہر بچہ سلیم الفطرت (گویا مسلمان) پیدا ہوتا ہے لہٰذا سکول کا کام یہ ہے کہ وہ [گھر اور معاشرے کے ساتھ مل کر] اس کی اسلامیت کی نموء کے لیے مناسب ماحول مہیا کرے، اور موزوں اقدامات کرے...... اور یہ اقدامات مختلف تعلیمی سرگرمیوں پر ہی مشتمل ہو سکتے ہیں۔

## تربیت کی اقسام

اگر تربیت کے جامع تصور کو سامنے رکھا جائے تو اس کے دو بڑے دائرے ہمارے سامنے آتے ہیں: ایک انسانی صلاحیتوں کی نموء اور دوسرے اس نموء کا یہ انداز کہ وہ نفس کو اطاعت رب کا خوگر بنا دے۔ پہلے دائرے میں جبلتوں، جذبات، محرکات اور عقلی و جسمانی قوٰی کی تہذیب و ترقی شامل ہیں۔ ان پہلوؤں سے متعلق صلاحیتوں کو سہولت بیان کی خاطر فکری، انتظامی اور جسمانی صلاحیتوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

فکری صلاحیتوں کی نشو ونما کے لیے حریت فکر، مطالعہ، تحقیق اور تقریر و تحریر کی مشق ضروری ہے۔

بچوں میں حریت فکر کا مادہ پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ انہیں سوال کرنے پر اکسایا جائے اور ان کے سوال کا جواب دے کر انہیں مطمئن کیا جائے۔ انہیں سوال کرنے پر جھڑکا نہ جائے اور حوصلہ شکنی نہ کی جائے۔ مطالعے کی عادت پختہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہر ہفتے لازماً ہر کلاس کا لائبریری پریڈ ہو، وہاں بچوں کی دلچسپی کے رسالے اور کتابیں رکھی جائیں۔ بڑے بچوں کو لائبریری استعمال کرنے کا طریقہ بتایا جائے اور انہیں کتابیں جاری کی جائیں تاکہ وہ گھر لے جا کر پڑھ سکیں۔ بچوں کی تحقیقی صلاحیتوں کو جلا دینے کے لیے ضروری ہے کہ انہیں مطالعے کے ساتھ ساتھ سوچنے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مشاہدے کی ترغیب دی جائے اور مختلف اسائمنٹس دی جائیں۔تقریر کی مشق کے لیے ہر ہفتے بزم ادب ہو۔تحریری صلاحیتوں کو جلا بخشنے کے لیے مضامین لکھوائے جائیں جنھیں سکول کے مجلّہ میں شائع کیا جائے۔تقریر و تحریر میں مسابقت کو رواج دیا جائے اور جیتنے والوں کو حوصلہ افزائی کے انعامات دیے جائیں۔

فکری صلاحیتوں کی نموء میں مطالعاتی دورے (خصوصاً یونیورسٹیوں، تحقیقی اداروں، لائبریریوں، فیکٹریوں، میوزیم، اخبارات کے دفاتر وغیرہ کے دورے) اہم کردار ادا کرتے ہیں۔تفریحی سفر بھی اہم ہیں اور 'ہم خرما و ہم ثواب' کی مثل ہیں کہ اس سے وطن عزیز کے مختلف علاقوں اور وہاں رہنے والوں کے حالات کا پتہ چلتا ہے اور ان سے قربت بڑھتی ہے۔

انتظامی صلاحیتوں کی نموء میں تقریبات کا انعقاد، وقت کی پابندی، خود اعتمادی، سلیقہ و قرینہ اور نظم و ضبط اہم کردار ادا کرتے ہیں۔اگر تعلیمی ادارہ اقامتی ہو تو طلبہ کو عبادات (نماز، روزہ)، صفائی، طعام اور ہوسٹل کے پودوں اور پھولوں کی نگہبانی وغیرہ سونپ کر انتظامی کاموں کی تربیت دی جاسکتی ہے اور ان میں قائدانہ صلاحیتوں کو پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔

جسمانی صلاحیتوں میں جسم کی صفائی، ورزش، کھیل اور محنت و مشقت کو شامل کیا جاسکتا ہے۔سکول کی ذمہ داری ہے کہ وہ یہ دیکھے کہ بچے جب سکول آئیں تو ان کے کپڑے صاف ہوں۔جوتے پالش شدہ ہوں، بال اور ناخن کٹے ہوئے ہوں۔سکول کے ساتھ کھیل کا میدان ہو، جہاں مختلف کھیلوں کا انتظام ہو۔مسابقت کے لیے دوسرے سکولوں کے ساتھ مقابلے ہوں۔جیتنے والوں کو انعامات ملیں۔ہارنے والوں کو ناکامی برداشت کرنے اور اگلی دفعہ زیادہ محنت کرنے کا سبق ملے۔سکول میں روزانہ ڈرل کرائی جائے۔سکول کے باغیچے کی پرداخت طلبہ کے ذمے ہو...... وغیرہ۔

تربیت کا دوسرا بڑا دائرہ خالص دینی تربیت کا ہے۔دینی تعلیمات و احکام کو سہولت بیان کی خاطر چار بڑے شعبوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۱۔عقائد ۲۔عبادات ۳۔اخلاق وآداب ۴۔معاملات

**عقائد:** عقائد کی تعلیم اس طرح دی جائے کہ وہ قلب و ذہن میں راسخ ہو جائیں اور وہی انسانی فکر وعمل اور شخصیت کی بنیاد بنیں۔

**عبادات:** نفس کی ایسی تربیت کہ تعلق باللہ روح کی غذا بن جائے۔اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے اس کی بندگی مرغوب بن جائے۔اس کے لیے ضروری ہے کہ نماز کا وقت اگر سکول کے اوقات کار کے دوران آتا ہو تو وہاں نماز باجماعت کا اہتمام کیا جائے۔سینئر لڑکے چھوٹوں کو وضو کرنا سکھائیں اور طہارت کے آداب بتائیں۔کبھی کبھار ہر کلاس کی حاضری کا بھی اہتمام کرلیا جائے۔اسی طرح رمضان میں بڑے بچوں کو روزوں کی ترغیب دی جائے۔

**اخلاق وآداب:** دین اسلام نام ہے دنیا کی زندگی اللہ کے احکام کے مطابق گزارنے کا اور دنیا کی زندگی کا اہم ترین عنصر ہے انسانوں کے باہمی تعلقات۔چنانچہ اسلام نے ان تعلقات کو خوشگوار اور تعمیری انداز میں نبھانے کے لیے مفصل تعلیمات دی ہیں۔سکول کا کام یہ ہے کہ وہ ان اسلامی اصولوں کی روشنی میں اخلاق کے اعلیٰ اور عمدہ اصولوں کی آبیاری کرے جیسے صدق، شکر، صبر، حسن خلق، حلم، عفو و درگزر ......وغیرہ اور انہیں برے اخلاق سے بچنے کی ترغیب دے، جیسے جھوٹ، غیبت، چغلی، گالی دینا، لڑائی جھگڑا کرنا، ریاکاری، خودغرضی، حسد، تکبر......وغیرہ)۔اس کے لیے ضروری ہے کہ طلبہ کو روزمرہ کے آداب سکھائے جائیں اور ہر موقع پر پڑھی جانے والی مسنون دعائیں نہ صرف انہیں یاد کروائی جائیں بلکہ ان پر عمل کی ترغیب بھی دی جائے مثلاً پانی بیٹھ کر پئیں، پینے سے پہلے بسم اللہ پڑھیں، پی کر اللہ کا شکر ادا کریں اور متعلقہ دعاء پڑھیں......وغیرہ

**معاملات:** انسانی زندگی زیادہ تر معاملات ہی کا نام ہے۔اس لیے ضروری ہے کہ طلبہ کو یہ تربیت دی جائے کہ وہ اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنی ذمہ داریوں کو پورا کریں اور دوسروں کے حقوق ادا کریں۔اس ضمن میں طلبہ کا جن امور سے واسطہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پڑتا ہے ان کے بارے میں طلبہ کی رہنمائی کرنی چاہیے مثلاً اساتذہ کا احترام، بڑوں کا ادب، چھوٹوں سے شفقت، سادگی، صفائی، اسراف سے بچنا، وعدہ خلافی نہ کرنا ...... وغیرہ تاکہ وہ آئندہ زندگی میں بھی حقوق العباد کا خیال رکھیں اور معاملات میں سچے اور کھرے ہوں۔

## تربیت کے اسالیب اور طریقے

۱۔ عزم و ارادہ: یہ سمجھ لینے کے بعد کہ اسلامی تعلیمات کی رو سے تعلیم سے اصل مقصود تربیت ہے، یہ سکول کی ذمہ داری ہے کہ وہ طلبہ کی اسلامی تربیت کرے۔ سب سے پہلی ضرورت اس امر کی ہے کہ سکول کی انتظامیہ اس امر کی نیت اور ارادہ کرے کہ وہ ہر قیمت پر طلبہ کی اسلامی تربیت کرے گی۔ اسی طرح اساتذہ یہ سمجھ لینے کے بعد کہ وہ صرف معلم ہی نہیں مربی بھی ہیں اور ان کا کام صرف سبق پڑھا دینا ہی نہیں بلکہ طلبہ کی تربیت کرنا بھی ہے، اس چیز کا عزم کر لیں کہ وہ ہر قیمت پر طلبہ کی تربیت کریں گے، خواہ سکول انتظامیہ اس کا مطالبہ نہ بھی کرے۔

۲۔ تنظیمی ڈھانچہ: طلبہ کی تربیت کے لیے ضروری ہے کہ سکول میں ایک تربیتی کمیٹی ہو۔ سکول کا مالک یا پرنسپل اس کا سربراہ ہو، ہر کلاس کا انچارج ٹیچر اس کمیٹی کا ممبر ہو۔ ہر کلاس میں ایک ذہین اور صالح لڑکا یا مانیٹر تربیت کا انچارج ہو اور طلبہ کی تربیت کے امور کلاس ٹیچر سے ڈسکس کرے۔ سکول کی تربیتی کمیٹی میں بھی طلبہ کی نمائندگی ہونی چاہیے اور اگر ہر کلاس کا نہیں تو کم از کم ہر تعلیمی سطح کا طلبہ کا ایک نمائندہ مرکزی تربیتی کمیٹی میں موجود ہونا چاہیے مثلاً حصہ پرائمری کا، حصہ مڈل کا اور حصہ ہائی کا۔ یہ کمیٹی تعلیمی سال شروع ہوتے ہی اپنے اجلاس منعقد کرے اور سارے تعلیمی سال کے لیے تربیتی پروگرام وضع کر کے اس پر عمل درآمد کا لائحہ عمل طے کرے۔ بعد میں اس کمیٹی کے اجلاس ہر ہفتے بعد ہونے چاہئیں تاکہ تربیتی مسائل بروقت زیر بحث لا کر حل کیے جا سکیں، خصوصاً وہ طلبہ جو اخلاقی اور تربیتی مسائل کا شکار ہوں، یعنی Problem

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



Kids ، ان کی اصلاح کے لیے فوری فیصلے اور عملی اقدام کیے جا سکیں۔

**۳۔ اقامتی یا کل وقتی سکول:** اگر سکول اقامتی ہو اور بچے چوبیس گھنٹے سکول میں رہیں تو سکول بہتر انداز میں ان کی تربیت پر اثر انداز ہو سکتا ہے اور ان پر اپنا رنگ چڑھا سکتا ہے لیکن اقامتی سکول قائم کرنا چونکہ مالی لحاظ سے مشکل اور ایک بڑا منصوبہ ہے جو ہر سکول کے بس کا نہیں، اس لیے کل وقتی سکول (Full Day School) کے بارے میں سوچا جانا چاہیے یعنی ایسا سکول جس میں بچے صبح سے شام تک رہیں۔ دوپہر کا کھانا سکول میں کھائیں، نماز پڑھیں، وہیں آرام کریں، کھیلیں، پڑھیں اور شام کو گھر جائیں۔ یہ اس لیے آسان ہے کہ آج کل اکثر والدین بچوں کو خود توجہ نہیں دیتے بلکہ شام کے وقت ٹیوشن سنٹر بھجوا دیتے ہیں۔ لہٰذا اگر سکول چاہے تو والدین کو ترغیب دے کر بچوں کو شام تک سکول میں رکھ سکتا ہے۔ اصول کی بات تو یہ ہے کہ اس کے لیے والدین سے زائد پیسے نہ لیے جائیں، کہ تعلیم و تربیت سکول کی ذمہ داری ہے، لیکن بدقسمتی سے جس طرح کا ماحول اس وقت ہمارے معاشرے میں پیدا ہو چکا ہے اس میں شام کی ٹیوشن فیس دینا بھی روٹین کا ایک حصہ بن چکا ہے۔ لہٰذا والدین سکول کو ٹیوشن فیس دینے پر بھی آمادہ ہو جائیں گے اور یوں سکول کے لیے اضافی آمدنی کا بھی ایک ذریعہ نکل آئے گا [جس سے سکول اساتذہ کی تنخواہیں بھی بڑھ جائیں گی] لہٰذا اگر کسی سکول کے پاس اتنی جگہ اور وسائل ہوں اور تربیت بھی ان کے پیشِ نظر ہو تو کل وقتی سکول اس کا بہترین ذریعہ ہے۔

**۴۔ نصابی خلاء کو پر کیا جائے:** غیر مسلموں اور غیر ملکی مصنفوں کی لکھی ہوئی کتابیں نہ پڑھائی جائیں بلکہ ایسی کتابیں لگوائی جائیں جو اسلامی نقطۂ نظر سے لکھی گئی ہوں۔ لیکن اگر بدقسمتی سے نصاب ایسا ہو جو اسلامی تقاضے پورے نہ کرتا ہو تو سکول اور استاذ کا فرض ہے کہ وہ اس کمی کو پورا کرے۔ اس غرض کے لیے نہ صرف یہ کہ اسلامیات کی موزوں درسی کتابیں یا اضافی اسلامی کتابیں نصاب میں شامل کرنی چاہئیں بلکہ دیگر علوم کو اسلامی تناظر میں پیش کرنے کی کوشش بھی کرنی چاہیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۵۔ اساتذہ کی تربیت: کمزور نصاب کی کمی اچھا استاد پوری کرسکتا ہے لیکن کمزور استاد کی کمی کوئی پوری نہیں کرسکتا، اس لیے موزوں اساتذہ کی تلاش وتقرری پر توجہ دینی چاہئے اور ایسے مشنری اساتذہ ڈھونڈنے چاہئیں جو بچوں کی تربیت بھی کریں۔ چونکہ ہمارے ہاں تربیتِ اساتذہ کے جو ادارے ہیں وہ بھی زیرِ تربیت اساتذہ کو یہ نہیں سکھاتے کہ خود اچھا مسلمان کیسے بننا ہے اور بچوں کو اچھا مسلمان کیسے بنانا ہے؟ اس لیے ایسی سکول انتظامیہ جو بچوں کی اسلامی تربیت کرنا چاہتی ہو، اسے پہلے اپنے اساتذہ کی تربیت خود کرنا ہوگی۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ذہین اور صالح نوجوان منتخب کیے جائیں، انہیں اچھی تنخواہیں دی جائیں اور عمدہ حالات کار اور ماحول مہیا کیا جائے پھر ان کی تربیت کی جائے اور انہیں تدریس کے علاوہ بچوں کی تربیت کرنا سکھایا جائے۔

۶۔ صباحی خطابات: صباحی خطابات کو تربیت کے لیے موثر طریقے پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس کے لیے سال بھر کی منصوبہ بندی کی جاسکتی ہے۔ تربیتی موضوعات کو زیر بحث لایا جاسکتا ہے۔ ضروری موضوعات دہرائے جاسکتے ہیں، طلبہ کو باقاعدہ پروگرام دیا جاسکتا ہے کہ آج یا اگلے ایک ہفتے تک فلاں بات پر عمل کرنا ہے۔ پھر پورا ہفتہ مختلف اسالیب اور انداز میں وہ بات طلبہ کے ذہن نشین کرائی جاسکتی ہے۔ وغیرہ

۷۔ تقریری مشق: بچوں کو گفتگو کا سلیقہ سکھانا چاہیے اور تقریری کی مشق کرانی چاہیے۔ اس کے لیے ہفتہ وار بزم ادب اور تقریری مقابلے مفید ثابت ہوتے ہیں۔

۸۔ تحریری مقابلے: بچوں کو مضمون نویسی کی عادت ڈالنی چاہیے تاکہ ان کے قلم میں روانی اور پختگی آجائے۔ اس کے لیے مضمون نویسی کے مقابلے کروائے جائیں، جیتنے والے طلبہ کو حوصلہ افزائی کے لیے انعامات دیے جائیں اور سکول کے مجلّے میں یہ مضامین شائع کیے جائیں۔

۹۔ سمعی وبصری معاونات: طلبہ کو ٹی وی اور انٹرنیٹ کے موجودہ برے اثرات سے بچانے کے لیے آڈیو وڈیو کے اسلامی اور تعمیری پروگرام تیار کرنا اور طلبہ کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مہیا کرنا بہت ضروری ہو گیا ہے۔ ایسے پروگراموں کی تیاری دینی اداروں کا فرض ہے اور اس سے تغافل مہلک ہے۔ اس سلسلے میں سکولوں کو جو بھی اچھا مواد ملے وہ طلبہ کو مہیا کرنا چاہیے۔ پی ٹی وی سے بھی بعض منتخب پروگرام لیے جا سکتے ہیں۔

۱۰۔ تقریبات و اجتماعات کو بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے مؤثر طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے مثلاً لیلۃ القدر، غزوۂ بدر، استقبالِ رمضان، عیدین وغیرہ جیسے اسلامی تہواروں پر ثقہ علماء کی تقاریر رکھی جا سکتی ہیں اور یوم پاکستان، یوم قائداعظم وغیرہ جیسی تقاریب میں پاکستان کے اسلامی تشخص کو اجاگر کیا جا سکتا ہے۔

۱۱۔ چارٹس/ربینرز

۱۲۔ مطالعاتی دورے

۱۳۔ تفریحی سفر

۱۴۔ لائبریری کا استعمال

۱۵۔ **کھیلیں:** دوسرے سکولوں سے مسابقت۔ حوصلہ افزائی کے لیے انعامات۔ کھیلوں اور اسکاؤٹنگ میں غیر اسلامی پہلوؤں سے پرہیز ضروری ہے جیسے نماز کے اوقات میں ٹورنامنٹ رکھنا یا بائیں ہاتھ سے سلام لینا وغیرہ۔

۱۶۔ **والدین کا تعاون:** انہیں بچے کی تربیتی حالت سے مطلع کرنا، ان سے مشاورت کرنا اور بچے کی اصلاح میں ان کی مدد اور تعاون لینا۔

۱۷۔ **سکول کا ماحول:** سکول کے اندر بچوں کی تربیت کے نقطۂ نظر سے متعدد امور کا خیال رکھنا چاہیے مثلاً بچوں کا وقت پر سکول آنا، ان کی صفائی چیک کرنا، تدریسی اوقات میں (خصوصاً تفریح کے وقفے میں اور چھٹی کے وقت) نظم و ضبط کی پابندی، شور وغل، بدنظمی اور ہڑبونگ سے بچنا، گندگی نہ پھیلانا ...... وغیرہ۔

۱۸۔ **عبادات:** اگر تدریسی اوقات میں نماز کا وقت آتا ہو تو اس کا اہتمام کرنا۔

۱۹۔ **خارجی مدد:** سمجھدار بچوں کو کبھی کبھار علما و صلحاء کی مجالس میں لے جانا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



چاہیے۔ جذباتی اور اخلاقی لحاظ سے غیر متوازن بچوں کی اصلاح کے لیے اسلامی ذہن کے ماہر نفسیات کی خدمات حاصل کرنی چاہئیں۔

**۲۰۔ انفرادیت کا لحاظ:** اللہ تعالیٰ نے ہر آدمی کو دوسرے سے الگ بنایا ہے اس لیے تربیت کے عمومی اصولوں کا ہر فرد پر بے سوچے سمجھے انطباق نہیں کیا جا سکتا لہٰذا اصلاح کے وقت ہر بچے کے مخصوص حالات، اس کی تعلیم، عمر، مزاج، جنس، گھریلو ماحول، خاندانی پس منظر وغیرہ کا لحاظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ یہ بات بھی بطور اصول سامنے رکھنی چاہیے کہ تربیت نرمی، شفقت، ترغیب اور محبت سے کی جائے اور ترہیب، ڈانٹ ڈپٹ اور سزا سے حتی الامکان گریز کیا جائے، اگر ناگریز ہو تو دردمندی کا پہلو غالب رہے۔

**۲۱۔ عملی کام:** طلبہ کو مختلف کاموں میں مصروف رکھ کر ان کی تربیت کرنا جیسے سکول کے باغیچے کی رکھوالی، تقریبات کا انعقاد، گمشدہ اشیاء کا بنک، ٹک شاپ اور سکول بنک چلانا وغیرہ۔

**۲۲۔ تحقیق و مشاورت:** مسلم فکری و تعلیمی تاریخ کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ صدر اسلام میں ہی تربیت کا ادارہ (یعنی تصوف) تعلیم سے الگ ہو گیا اور ایک خاص صورت میں پروان چڑھتا گیا اور اس میں غیر اسلامی عناصر کی آمیزش بھی ہوتی گئی۔ اس کی ترکیز بھی بڑی عمر کے لوگوں پر تھی نہ کہ بچوں پر، گو مسلمانوں کے تعلیمی ادارے تربیت سے خالی نہ تھے۔ دوسری طرف معاصر تعلیمی اداروں میں تربیت کا جو تصور ہے وہ مغربی تہذیب کے زیر اثر ناقص بھی ہے اور کئی پہلوؤں سے غیر اسلامی بھی لہٰذا تعلیمی اداروں میں اسلامی تربیت ایک مقابلتاً نیا موضوع اور نیا کام ہے جس کے لیے تجربات کی ضرورت ہے۔ یہ چیز تحقیق کی طالب بھی ہے اور باہمی مشاورت کی بھی۔ لہٰذا ضروری ہے کہ تربیت طلبہ کے موضوع پر مقامی، علاقائی اور قومی سطح کی ورکشاپس اور سیمینارز منعقد کیے جائیں جن میں آراء و تجربات کا باہم تبادلہ کیا جائے تاکہ تعلیمی اداروں میں اسلامی تربیت کا ایسا منہج پروان چڑھ سکے جو اسلامی تقاضوں کے مطابق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بھی ہو، اس میں اسلاف کے تجربات سے بھی فائدہ اٹھایا جائے اور عصری ذہن و نفسیات کو بھی ملحوظ خاطر رکھا جائے۔

**۲۳۔ تربیت کا امتحان:** ہر طالب علم کی ایک فائل ہو جس میں طالب علم کی تربیتی اور اخلاقی حالت کا اندراج ہو۔ تربیت کو ایک مضمون اور پرچہ تصور کیا جائے جس میں پاس ہونا لازمی ہو اور اس میں فیل ہونے والے کو پاس نہ کیا جائے۔ تربیتی گراف کے طریقے پر بھی عمل کیا جا سکتا ہے۔ مجملاً اس گراف کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ تربیت کے سو نمبر تصور کر کے ایک گراف کلاس روم میں آویزاں کر دیا جاتا ہے جس میں ہر طالب علم کا نام اور آگے حاصل کردہ نمبر لکھے ہوتے ہیں۔ اگر طالب علم مثبت تربیتی سرگرمیوں کا حامل ہو (مثلاً باقاعدہ حاضری، سکول کا کام وقت پر کرنا، نماز میں باقاعدگی، بزم ادب میں عمدہ کارکردگی ...... وغیرہ) تو ہر اچھی کارکردگی پر اس کے نمبروں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور اگر وہ بری تربیتی سرگرمیوں کا مظاہرہ کرے مثلاً تاخیر سے سکول آنا، گالی گلوچ کرنا، اساتذہ کا احترام نہ کرنا ...... وغیرہ) تو اس کے نمبر کم ہوتے جاتے ہیں۔ اس گراف کی ایک کاپی ہر طالب کی فائل میں بھی لگی ہوتی ہے۔ اس گراف سے بچوں میں مسابقت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کے تربیتی نمبر بڑھیں، کم نہ ہوں۔ پھر ان نمبروں کی بنیاد پر سالانہ تربیتی امتحان میں بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

☆☆☆

یہ چند معروضات تھیں جو سکول میں طلبہ کی اسلامی تربیت کے حوالے سے ہم آپ کے سامنے رکھنا چاہتے تھے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھئے ہماری کتاب 'تعلیمی ادارے اور کردار سازی' [مطبوعہ عزیز بک ڈپو، اردو بازار لاہور] اور پروفیسر سید محمد سلیم مرحوم کی 'درس گاہ کی ہم نصابی سرگرمیاں' (مطبوعہ ادارہ تعلیمی تحقیق، لاہور)۔ اس ضمن میں تحریک اصلاح تعلیم آپ کے استفسارات کا خیر مقدم کرے گی اور آپ سے ہر ممکن تعاون کرے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

[بروشر مطبوعہ ستمبر ۲۰۰۳ء]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# ایک ماڈل اسلامی اسکول کا خاکہ

## اہمیت

اسکول کی تعلیم انسانی شخصیت پر نہایت گہرے اور دیرپا اثرات ڈالتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں انسان کی فطرت، شخصیت، مزاج وغیرہ کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو معصوم پیدا کرتے ہیں وہ اس کی فطرت میں نیکی اور برائی دونوں کا مادہ تو رکھ دیتے ہیں [۱] لیکن یہ انسان پر چھوڑ دیتے ہیں کہ وہ کیسا انسان بن کر ابھرتا ہے اور زندگی میں کیا روش اختیار کرتا ہے؟ اس بات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انسان کو (صحیح اسلامی) فطرت پر پیدا کرتے ہیں، یہ والدین ہیں جو اسے یہودی، عیسائی، مجوسی وغیرہ بنادیتے ہیں۔ [۲] یہی بات انسان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی مجموعی اسکیم سے مطابقت رکھتی ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ انسان کو پہلے سے اچھا یا برا انسان بنا کر پیدا کرتے تو انسان کا بااختیار ہونا اور دنیاوی زندگی کا امتحان گاہ ہونا بے معنی ہوجاتا (اللہ تعالیٰ کا انسان کی تقدیر کا خالق ہونا اور اس کا یہ علم رکھنا کہ انسان بالآخر اچھا بنے گا یا برا، اس سے الگ بات ہے جو ہم کہہ رہے ہیں)۔

اس سے واضح ہوگیا کہ زندگی میں اچھا یا برا انسان بننا اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی صلاحیتوں کا صحیح یا غلط رخ میں استعمال کرنا ہر انسان کی اپنی صواب دید پر منحصر ہے، جس کا وہ خود ذمہ دار ہے اور اسی پر آخرت میں جزا و سزا کا نفاذ ہوگا۔ اگر ہم اس بنیادی اصول پر ذرا تدبر کریں تو اس سے کئی اہم باتیں ہمارے سامنے آتی ہیں:

---

۱۔ الشمس ۹۱: ۸

۲۔ صحیح بخاری، کتاب القدر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۱۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اگرچہ خود مختار پیدا کیا ہے لیکن ہر انسان کی ابتدائی زندگی کے پندرہ بیس برس ایسے ہوتے ہیں جن میں اس کی زندگی کی باگ دوسروں کے ہاتھ میں ہوتی ہے جب تک کہ وہ بالغ ہو کر رشد کو نہیں پہنچ جاتا اور اچھے اور برے کی پہچان کر کے خود فیصلے نہیں کر سکتا۔ جو لوگ اس عرصے میں بچے کی شخصیت پر عموماً سب سے زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں وہ ہیں والدین اور اس کے اساتذہ۔ اس سے اسکول کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ وہ استاد جس کی بچہ نقل کرتا ہے، وہ لوازمہ جو بچے کو پڑھایا جاتا ہے اور زندگی گزارنے کے وہ طریقے جو بچے کو سکھائے جاتے ہیں یہ سب بچے کو اسکول مہیا کرتا ہے۔

اس سے بالواسطہ طور پر یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اسکول کا کردار بچے کی شخصیت سازی کی حد تک 'غیر جانبدارانہ' نہیں ہوتا اور نہ ہونا چاہیے۔ ایک مسلمان معاشرے میں مسلمان والدین اور اساتذہ چونکہ اسلام کو ایک نظام حیات (دین) کے طور پر اپنا چکے ہوتے ہیں اس لیے ان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بچے کو بھی اسی نظام حیات کا اور اسی کے اصولوں اور تقاضوں کے مطابق 'علم' دیں، اس کی تربیت کریں، اور اسی کے مطابق اس کے طرز زندگی کو ڈھالیں۔

۲۔ اپنی ابتدائی زندگی میں بچہ اگرچہ دوسروں کے ہاتھ میں مجبور محض ہوتا ہے لیکن بلوغت اور رشد کو پہنچ جانے کے بعد اور اپنے پیروں پر کھڑا ہو جانے کے بعد وہ اپنی زندگی کا خود مالک و مختار ہو جاتا ہے۔ اگر وہ محسوس کرے کہ والدین اور معاشرے نے اس کو صحیح علم نہیں دیا، اس کی صحیح تربیت نہیں کی تو وہ اس علم اور تربیت کو رد کر کے اپنا راستہ بدل سکتا ہے۔ اس وقت نیکی، بھلائی اور معرفت خالق کے وہ داعیات جو اللہ تعالیٰ نے انسانی سرشت میں رکھے ہیں، [1] ابھر کر

---

۱۔ الاعراف: ۷: ۱۷۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نمایاں اور مضبوط ہو جاتے ہیں اور انسان اپنی ڈگر بدل لینے پر قادر ہو جاتا ہے۔ غلط تعلیم وتربیت سے یہ داعیات دب ضرور جاتے ہیں لیکن ختم نہیں ہوتے اور انسان اپنی بچی کھچی فطری سلامت روی کا اگر صحیح استعمال کرے تو صراط مستقیم کو پالینا اس کے لیے بہت مشکل نہیں رہتا۔

اس اصول سے بھی بالواسطہ طور پر دو باتوں کا پتہ چلا ایک یہ کہ بعض مغربی ماہرین تعلیم کا یہ کہنا کہ بچے کی ابتدائی زندگی کے پانچ چھ سال اس کی زندگی میں فیصلہ کن کردار ادا کرتے ہیں اور یہ کہ بڑے ہو کر اس میں کوئی تبدیلی نہیں آتی، نہیں آسکتی، غلط اور مبالغے پر مبنی ہے۔ اسی طرح بعض مغربی ماہرین تعلیم وسماجیات کا یہ کہنا کہ وراثت کے اثرات باقی ہر چیز پر غالب ہوتے ہیں، بھی غلط اور مبالغے پر مبنی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ وراثت کے بھی کچھ اثرات ہوتے ہیں اور ماحول بھی انسانی بچے پر شدت سے اثر انداز ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے نظام ایسا رکھا ہے کہ بچہ بلوغت اور رشد کو پہنچنے کے بعد اگر چاہے تو پچھلے سارے اثرات کو رد کر سکتا اور نئے اسالیب اختیار کر کے ان کے مطابق زندگی گزار سکتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو نبوت کا ادارہ بے معنی ہوتا۔ اللہ تعالیٰ انسانوں ہی میں سے بعض اشخاص کو منتخب کر کے انہیں پیغمبر بنا کر انسانی معاشرے میں کھڑا کرتا ہے، وہ بالغ انسانوں کو مخاطب کرتے ہیں اور ان کے اندر تبدیلی لاتے ہیں اور یوں بعض اوقات پورا معاشرہ تبدیل ہو جاتا ہے اور اس کے فکر وعمل میں زبردست انقلابی تبدیلیاں واقع ہو جاتی ہیں۔ دوسرے اس سے دعوت وتبلیغ کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ مسلمان امت پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ان افراد تک بہرحال پہنچے اور ان تک حق کی دعوت پہنچائے جو غلط تعلیم و تربیت کی وجہ سے ابھی تک حق نا آشنا ہیں، کیونکہ ان میں حق کی طرف پلٹنے کی گنجائش اب بھی موجود ہے۔

تو بات یہ ہو رہی تھی کہ مسلمان بچے کی زندگی کے ابتدائی سال انتہائی اہم ہوتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہیں۔ اس میں والدین پر دوہری ذمہ داری عائد ہوتی ہے ایک تو یہ کہ وہ خود بچے کی تربیت اسلامی اصولوں کے مطابق کریں اور دوسرے یہ کہ وہ بچے کے لیے ایسے اساتذہ کا انتخاب کریں اور ایسے تعلیمی ادارے کا انتخاب کریں جو ان کے بچے کو اسلامی اصولوں کے مطابق تعلیم دے اور اس کی تربیت بھی اسلامی اصولوں کے مطابق کرے تاکہ بچے کے لیے اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنا آسان ہو جائے اور وہ مستقبل میں ایک کامیاب مسلمان اور ایک کامیاب انسان ثابت ہو۔

اسلام میں کامیابی کا تصور یہ ہے کہ مسلمان اپنی دنیاوی زندگی اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق گزارے تاکہ وہ آخرت میں اس کی خوشنودی حاصل کر سکے اور اس کے نتیجے میں جنت کی نعمتوں کا مستحق ٹھہر سکے۔ رہی دنیا میں کامیابی تو اس کا انحصار اس امر پر ہے کہ معاشرہ بھی اللہ کی اطاعت کے راستے پر چل رہا ہو۔ اس صورت میں اللہ کے راستے پر چلنے والا انسان دنیا میں بھی کامیاب رہتا ہے اور اگر معاشرہ اللہ کی اطاعت کے راستے پر نہ چل رہا ہو تو پھر اللہ کے راستے پر چلنے والے انسان کی زندگی مشکل میں گزرتی ہے اور برائی سے کشمکش کرتے ہوئے گزرتی ہے۔ ایسی صورت میں حقیقی کامیاب انسان وہی ہے جو اللہ کے راستے کو نہ چھوڑے اور اسی پر چلتا رہے، خواہ بظاہر دنیا میں وہ ناکام ہی رہے کیونکہ اصل کامیابی تو آخرت ہی کی کامیابی ہے۔ دنیا عمل کی جگہ ہے نتیجے کی نہیں لہٰذا انسان کی (جو اللہ کا عبد، بندہ اور غلام ہے اور اس کے حکم کے آگے سر اطاعت تسلیم کرنے کی وجہ سے ہی مسلمان کہلاتا ہے) کامیابی یہی ہے کہ وہ اپنے آقا و مالک کے حکم کو مانتا رہے، چاہے معاشرہ مانے یا نہ مانے، تا آنکہ وہ اس کے دربار میں پہنچ جائے اور اس کا اللہ اس سے راضی ہو جائے۔

دنیا میں کامیابی کا یہ تصور بالکل غلط ہے کہ آدمی ہر قیمت پر خوشحال زندگی گزارے، اس کے پاس خوب مال و دولت ہو، خواہ یہ حرام ہی کا ہو اور اسلامی اصولوں کی نفی کر کے حاصل ہوا ہو یا دین فروشی کی قیمت پر حاصل ہوا ہو۔ یہ کامیابی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نہیں ہے، اسلام کی رو سے یہ سراسر ناکامی ہے کیونکہ اس کا نتیجہ آخرت کی ناکامی ہے۔ اسلام کی رو سے دنیا میں کامیابی یہ ہے کہ انسان دنیا کی زندگی اللہ کے احکام کے مطابق گزارے (خواہ اس کے نتیجے میں وہ دنیا میں خوش حال ہو یا بدحال، امیر ہو یا غریب) تاکہ وہ آخرت میں کامیاب رہے۔

خلاصہ یہ کہ ایک مسلمان کے لیے، مسلمان معاشرے کے لیے اسکول کی تعلیم بہت اہم ہے۔ یف مسلمان کے لیے یہ اس لیے اہم ہے کہ اگر اسکول کی تعلیم کا انتظام صحیح نہیں ہوگا، اسلامی اصولوں کے مطابق اس کے بچے کی تعلیم و تربیت نہیں کرے گا تو بحیثیت مسلمان اس کے بچے کا مستقبل تباہ ہو جائے گا لہٰذا ایک مسلم معاشرے کے لیے انتہائی ضروری اور ناگزیر ہے کہ اس کا اسکول کا نظام صحیح ہو، ایسا ہو جہاں مسلمان بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت کا انتظام ہو تاکہ ایک ایسی مسلمان نسل پروان چڑھ سکے جو اپنے رب کی فرماں بردار ہو، جو اس کے احکام کے مطابق زندگی گزار سکے اور آخرت میں سرخرو ہو سکے اور اس سے بڑھ کر ایک مسلمان کی غایت اور نصب العین کیا ہوسکتا ہے؟

سوال یہ ہے کہ کیا وطن عزیز پاکستان میں ہماری اسکول کی تعلیم مسلمان بچوں کی اس طرح تعلیم و تربیت کا انتظام کررہی ہے جس سے وہ اپنے رب کی فرماں برداری پر مبنی زندگی گزار سکیں تاکہ وہ دنیا و آخرت دونوں میں کامیاب ہوسکیں؟ اس سوال کا جواب ہاں میں دینا ممکن نہیں ہے۔ اسی لیے ہمارا موقف ہے کہ ہمارا نظامِ تعلیم ناکام ہے اور بحران کا شکار ہے۔ ذیل کی سطور میں ہم ایک ماڈل اسلامی اسکول کا خاکہ دے رہے ہیں تاکہ جن لوگوں کو تعلیم سے دلچسپی ہے، تعلیم کے اسلامی پہلو سے دلچسپی ہے اور جو چاہتے ہیں کہ ہمارے اسکول اپنی دینی، اخلاقی اور تہذیبی ذمہ داریوں کو ادا کریں، ان کے سامنے ایک واضح شکل آجائے کہ اسکول کی موجودہ تعلیم کو اسلامی تقاضوں کے مطابق کیسے ڈھالا جاسکتا ہے تاکہ ان کے لیے یہ عذر موجود نہ رہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہمیں پتہ نہ تھا کہ اسلامی نظام تعلیم کیسا ہوتا ہے یا اس کے تقاضے کیا ہوتے ہیں؟

## اسکول کی تعلیم کے بنیادی اصول

- اسکول کی تعلیم کی غایت یہ ہے کہ بچے کو ایسا علم دیا جائے اور اس کی ایسی تربیت کی جائے کہ وہ مستقبل میں ایک باعمل مسلمان اور مسلم معاشرے کا مفید شہری بنے، وہ اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے زندگی گزارے تاکہ آخرت میں اللہ کی خوشنودی کا مستحق ٹھہرے۔
- اس غرض کے لیے ناگزیر ہے کہ اسے ضروری دینی علم دیا جائے۔ وہ علم جو اسے اس کے رب کی صحیح معرفت عطا کرے اور اسے معرفت نفس سے بہرہ یاب کرے تاکہ اسے کائنات میں اپنی حیثیت اور کردار کا پتہ چل جائے اور ان اعمال وافعال سے وہ باخبر ہو جائے جن پر عمل پیرا ہو کر وہ دنیا کی زندگی اپنے رب کے احکام کے مطابق گزار سکتا ہے اور آخرت میں اس کی خوشنودی کا حق دار ٹھہر سکتا ہے۔
- اسے اس کے نصب العین اور طرز زندگی کا محض علم دینا کافی نہیں بلکہ اس کے مطابق اس کی تربیت بھی ضروری ہے تاکہ وہ اس علم پر عمل کرنا سیکھے اور اپنی زندگی اس علم کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت سے وہ آگاہ ہو اور اس کا خوگر ہو جائے تاکہ اپنے خالق و مالک کے احکام کے مطابق زندگی گزارنا اس کے لیے سہل ہو جائے۔
- اسے ان علوم وفنون سے باخبر کرنا اور ان کی مہارت دلانا بھی ضروری ہے جو اس دنیا اور معاصر ماحول میں زندگی گزارنے کے لیے ضروری ہیں تاکہ وہ ان اسباب دنیا کو بطریق احسن حاصل کر سکے اور انہیں استعمال کر سکے جو اللہ نے اس کے لیے بنائے ہیں۔
- اس غرض سے ضروری ہے کہ اس کی ایسی تربیت بھی کی جائے کہ اس کی انسانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صلاحیتوں کو جلا ملے۔ اس کے سوچنے کا انداز مرتب ہو، اس کی زندگی میں نظم وضبط ہو، اس کی عادتیں صاف ستھری اور پختہ ہوں، اسے گفتگو کا سلیقہ آتا ہو، اس میں قوت فیصلہ ہو، منصوبہ بندی کر سکتا ہو، عمل کرنے کا محکم عزم رکھتا ہو بلکہ سلیقے سے عمل کر کے نتائج پیدا کر سکتا ہو وغیرہ

- اسے اس قابل بنانا بھی ضروری ہے کہ وہ نہ صرف کشاکش حیات میں اپنا کردار ادا کرنے کے قابل ہو سکے بلکہ وہ علوم وفنون میں اعلیٰ درجے کی مہارت حاصل کرنے کے قابل ہو سکے اور اپنے منتخب کردہ علم و ہنر کی بلندیوں پر پہنچ سکے۔

## اسکول کی تعلیم کی نظری اساس

مذکورہ اصولی باتوں کو جب ہم اپنے معاصر ماحول میں ایک تعلیمی اسکیم اور تعلیمی ڈھانچے کی شکل دیں گے تو اس کے خدوخال یہ ہوں گے:

- اسکول کے نصاب کا ایک بڑا حصہ دینی تعلیم پر مشتمل ہوگا۔
- عقلی اور مشاہداتی علوم بھی اسلامی ورلڈ ویو کے تناظر میں مدون کیے جائیں گے۔
- دین و دنیا کے علوم یکجان ہوں گے اور ان میں مغایرت نہ ہوگی (تعلیمی ثنویت نہ ہوگی)۔
- مسلم تعلیم کی غایت تربیت وتزکیہ یعنی تعمیر سیرت و کردار ہے۔
- مسلمان بچوں کی تعلیم وتربیت میں کسی غیر مسلم اور دین مخالف فکر وتہذیب کا کوئی عمل دخل نہ ہوگا۔

## اسکول کی تعلیم ۔ بعض عملی پہلو

ان اصول ونظریات کو لے کر جب ہم عملی دنیا میں قدم رکھتے ہیں تو لگتا ہے ہم کسی دوسری دنیا میں پہنچ گئے ہیں۔ اک جہان دگر جس کی فضائیں مختلف ہیں۔ اسلام اور اس کے اصول یہاں 'غریب' ہیں انوکھے، عجیب بلکہ دقیانوسی، قدامت پرستی پر مبنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور نا قابل عمل۔ سچ فرمایا صادق و مصدوق (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کہ اسلام جب آیا تو 'غریب' (یعنی اوپرا، نامانوس، نا قابل عمل) تھا اور پھر 'غریب' ہو جائے گا۔ (۱) اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ تعلیم کی حد تک (اور اس وقت وہی زیر بحث ہے) وہ واقعی 'غریب' ہو چکا ہے۔ عام مسلمان تو رہے ایک طرف بہت سے 'دیندار'، 'اصحاب جبہ و قبا' دین کے داعی اور نفاذ اسلام کے علمبردار اسے قابل عمل نہیں سمجھتے، اس پر عمل کرنے کو تیار نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون. تاہم اس میں آشفتہ سروں کے لیے اک حرف تسلی بھی ہے کہ آپ (ﷺ) نے فرمایا 'فطوبی للغربا' یعنی آپ نے ان لوگوں کی تحسین فرمائی اور ان کے لیے دعاء فرمائی جو اسلام کی اس 'غربت' کو دور کرنے کی کوشش کریں گے اور اسے مانوس، محبوب اور قابل عمل بنانے کی جدوجہد میں خود بھی 'غریب' بن جائیں گے۔

اے اللہ! ہمارا شمار بھی ان 'غریبوں' میں کرنا۔

چنانچہ ضروری محسوس ہوتا ہے کہ ان عملی مشکلات کا ایک تجزیہ کیا جائے اور دیکھا جائے کہ وہ ہیں کیا اور ان کی حقیقت کیا ہے؟

## مشکلات

۱۔ ان مشکلات کی بنیادی وجہ مغربی فکر و تہذیب کا غلبہ اور مسلمانوں کی اس سے مرعوبیت اور اس کی بالادستی کے آگے سر جھکا دینا اور اسے قبول کر لینا ہے (حکومتوں کی سطح پر بھی اور عوام کی سطح پر بھی) اور اصلاحی قوتوں کی کمی اور کمزوری جو امت کو اس گرداب سے ابھی تک نکال نہیں سکیں۔ اصولاً ہمیں پہلے مشکلات بیان کرنی چاہییں تھیں اور پھر ان مشکلات کے سبب کا کھوج لگانا چاہیے تھا لیکن ہم نے اس کے برعکس اس لیے کیا ہے کہ ان مشکلات کی تفہیم میں آسانی رہے۔

---

۱۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان ان الاسلام بدأ غریباً۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس بنیادی مشکل نے جن بہت سے مظاہر کو جنم دیا ہے ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

- مادہ پرستی: یعنی دنیا کی زندگی ہی سب کچھ ہے۔ لہٰذا یہاں کی آسائشیں اور زیادہ سے زیادہ مادی وسائل (مال و دولت) کا حصول ہی انسان کا ہدف ہونا چاہیے۔
- کمرشلزم: تعلیم ایک انڈسٹری ہے، کاروبار ہے اور کاروبار کا مقصد ہوتا ہے زیادہ سے زیادہ نفع کمانا یعنی زیادہ سے زیادہ وصول کرنا اور کم سے کم خرچ کرنا۔
- نصاب تعلیم وتربیت: وہ مال بیچو جس کی مارکیٹ ہے، جس کی مارکیٹ ویلیو زیادہ ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ گاہک آئیں اور زیادہ سے زیادہ منافع ملے۔

ان اصولوں کو تسلیم کرنے کے بعد تعلیم میں کہاں کا اسلام اور کہاں کی اصلاح؟ انگلش میڈیم کا بورڈ لگاؤ کہ طلبہ زیادہ آئیں، فیس زیادہ ملے۔ آکسفورڈ کی کتابیں لگواؤ تاکہ والدین خوش ہوں اور کتابوں کی خرید میں کمشن بھی زیادہ ملے۔ پینٹ شرٹ اور نکٹائی کو یونیفارم بناؤ تاکہ والدین سمجھیں اچھا ماڈرن ماحول ہے۔ اگر اردو میڈیم کا بورڈ لگایا اور شلوار قمیض پہننے کا اسلوب اپنایا تو لوگ کہیں گے مولویوں کا سکول لگتا ہے۔ کون اپنے بچے بھیجے گا اور بھیجے گا تو کتنی فیس دے گا! چلیے جناب! اسلام اور پاکستانیت رخصت اور مغربی تہذیب زندہ باد۔

۲۔ مذکورہ بالا صورت حال نے اس مشکل کو جنم دیا ہے کہ ایک اصلاحی یا ماڈل اسلامی اسکول کیسے کھلے؟ ظاہر ہے حکومت تو اس ساری مصیبت کی ذمہ دار ہے لہٰذا اسے اس قسم کی اصلاح سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے؟ پرائیویٹ سیکٹر میں اگر کوئی اس طرح کے اصلاحی پراجیکٹ میں سرمایہ کاری کرے گا تو اغلب یہ ہے کہ اسے مالی لحاظ سے نقصان ہوگا جب تک کہ لوگوں کا رجحان (Trend) نہ بدلے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ لوگوں کا رجحان بدلنے کے لیے اور رجحان بدلنے تک خسارے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی سرمایہ کاری کون کرے گا؟ کئی لوگ جنہوں نے اسلامی پہلو سامنے رکھتے ہوئے اسکول کھولے تھے، وہ مالی دباؤ نہ برداشت کر سکے۔ Compromises کا شکار ہو گئے اور رفتہ رفتہ ان کا سکول بھی دوسرے سکولوں کی طرح انگلش میڈیم، آکسفورڈ کی کتابیں، او اور اے لیول، پینٹ بشرٹ، نکٹائی اور V کی پٹی تک آ گیا بلکہ اب تو بے شمار دیندار لوگ اس جھنجھٹ میں پڑتے ہی نہیں، ابتداء ہی انگلش میڈیم سے کرتے ہیں۔

۳۔ اس سطح پر پہنچ کر بعض لوگوں کے ضمیروں نے مدافعت شروع کر دی ''انگلش میڈیم کون سا حرام ہے؟'' ''ہم انگلش میڈیم کے ذریعے قوم کے انگریزی سے مرعوب طبقے تک اسلام پہنچا رہے ہیں''۔ ''او اور اے لیول میں کیا برائی ہے؟ ایک امتحان ہی تو ہے''۔ ''آکسفورڈ کی کتابوں کا معیار پاکستانی کتابوں سے سچ مچ بہت اعلیٰ ہے۔'' اسے کہتے ہیں ''عذر گناہ بدتر از گناہ'' یا جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے یا بقول اقبال ؎

تھا جو ناخوب بتدریج وہی خوب ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

۴۔ بعض علماء نے جدید سکولوں کو انڈسٹری سمجھ کر اس میں سرمایہ کاری کر رکھی ہے اور بعض نے خود او اور اے لیول کے سکول کھولنے شروع کر دیے ہیں۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس تو اتنے وسائل نہیں کہ دینی مدارس ہی چلائیں ہم جدید تعلیم کے اسکول کیسے چلائیں؟ یا حفظ قرآن کے ساتھ انگلش میڈیم اور او اے لیول کا اہتمام کر کے ہم نے قدیم و جدید کی تعلیم دونوں کو جمع کر دیا ہے۔ یہ ان لوگوں کا حال ہے جن کے ذمے اصلاح کرنا تھا، جو دین کے ستون اور اسلام کے چیمپئن ہیں۔ یہی حال ان لوگوں کا ہے جو اسلامی انقلاب اور نفاذ اسلام کے نعرے لگاتے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## چیلنجز (کرنے کے کام)

۱۔ پرائیویٹ سیکٹر میں اصلاحی نقطۂ نظر سے ماڈل اسلامی سکول کھولے جائیں۔ ہم دوبارہ عرض کرتے ہیں سرمایہ کاری کے لیے نہیں [۱]، روٹی کمانے کے لیے نہیں [۲] بلکہ اصلاح کرنے کے لیے۔

۲۔ علوم کی اسلامی تشکیل نو کے لیے ادارہ قائم کیا جائے۔ یہی ادارہ اسلامی نقطۂ نظر سے سکول سطح کے نصابات بھی تیار کرے۔ نصاب سازی کے وقت یہ پیش نظر نہ ہو کہ ''کتاب حکومت پاکستان کے نصاب کے عین مطابق ہے'' بلکہ پیش نظر یہ ہو کہ اسلامی تقاضے پورے ہوں۔ یہ ادارہ بھی اصلاح کے لیے ہو اور اس کے کوئی کمرشل مقاصد نہ ہوں۔

۳۔ یہی ادارہ 'اسلامی تربیت' پر بھی تحقیق کرے اور تربیتی پیکج تشکیل دے۔

۴۔ اساتذہ کی اسلامی تربیت کے لیے بھی ایک ادارہ قائم کیا جائے۔

۵۔ مذکورہ بالا اداروں کے لیے مادی وسائل مہیا کیے جائیں اور ایسے افراد اور ادارے ڈھونڈے جائیں جو اس کام کو 'دین' کا کام سمجھ کر کریں، ان میں اس نقطۂ نظر سے سرمایہ کاری کریں کہ منافع، کئی گنا زیادہ منافع، اللہ کے ہاں سے ملے گا۔ ایسے افراد اور ادارے نہ ہوں تو تیار کیے جائیں، قائم کیے جائیں۔

۶۔ پہلے اس طرح کا ایک ماڈل اسکول قائم کیا جائے پھر اس طرح کے کئی ادارے قائم

---

۱۔ سرمایہ کاری کرنا کوئی جرم نہیں، حلال ہے، کی جاسکتی ہے لیکن پھر اس کے تقاضے بھی پورے کرنے چاہئیں یعنی مغربی تہذیب کو رد کر کے اسلام اور پاکستانیت کو سامنے رکھ کر تعلیمی ادارے چلایئے چونکہ اس وقت عموماً ایسا نہیں ہو رہا اس لیے ہم نے یہ اسلوب اختیار کیا ہے۔

۲۔ روٹی کمانا اور حصول رزق کے لیے جدو جہد کرنا بھی کوئی جرم اور گناہ نہیں بلکہ ضروری اور واجب ہے لیکن یہ مقصد حیات نہیں [illegible] روٹی کمانے کے سو ڈھنگ ہو سکتے ہیں، اس کے لیے ضروری نہیں کہ اسلامی تعلیمی مقاصد کو پس پشت ڈالا جائے، جیسا کہ اس وقت عموماً ہو رہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کیے جائیں اور پرائیویٹ سیکٹر میں تعلیمی اداروں کو ترغیب دی جائے کہ وہ اس ماڈل کی پیروی کریں۔

۷۔ لیکن یہ ذہن میں رہے کہ بات صرف ایک اسکول کھولنے کی نہیں بلکہ علی گڑھ اور دیوبند کے مقابلے میں یا ان دونوں کے حسنات کو جمع کر کے ایک نیا ماڈل کھڑا کرنے کی ہے، تعلیمی ثنویت کے خاتمے کی ہے، مغربی تہذیب کی فکری بالادستی کو رد کر کے خالص اسلامی اصولوں پر ایک تعلیمی ادارہ قائم کرنے کی ہے اور یہ بلاشبہ فی الوقت ہاتھ میں انگارہ پکڑنے والی بات ہے ؎

آگ ہے اولادِ ابراہیم ہے نمرود ہے
پھر کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے

ہے کوئی جواں مرد جو اس آگ میں کودنے پر تیار ہو؟

## آسانیاں

اگر کوئی تعلیم کے شعبے میں کام کرنے کا ارادہ کر لے تو جہاں اس میں بہت سی مشکلات ہیں وہاں آسانی کے ایک دو پہلو بھی ہیں۔ایک تو یہ کہ مسلم معاشرہ، یہودیوں کی فیملی پلاننگ کی کوششوں کے باوجود، ان کے قابو میں نہیں آیا اور ہمارے یہاں شرح پیدائش کافی حوصلہ افزا ہے لہٰذا تعلیم حاصل کرنے والے نونہالوں کی کمی نہیں۔ جتنے لوگوں نے بھی اسکول کھولے ہیں سب کے سب مصروف ہیں کیوں کہ معاشرے میں بچوں کی تعداد ماشاءاللہ کافی ہے۔لہٰذا اگر کوئی اصلاحی اسکول کھولے گا تو توقع ہے کہ طلبہ وطالبات کے قحط کا اسے سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔

دوسرے یہ کہ پاکستانی معاشرہ اس وقت معاشی لحاظ سے کئی طبقات میں منقسم ہے۔انتہائی غریب طبقہ، نچلا متوسط طبقہ، متوسط طبقہ، اعلیٰ متوسط طبقہ، امیر طبقہ، بہت امیر طبقہ۔لہٰذا ان طلبہ کے لیے بھی اسکولوں کی ضرورت ہے جہاں بچے برہنہ پا آئیں گے اور ان کے جسم پر کافی کپڑے نہ ہوں گے اور ایسے بچوں کے لیے بھی جنہیں نئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ماڈل کی کار میں شوفر چھوڑنے آئے گا لہٰذا جو لوگ اصلاحی اسکول کھولنا چاہیں وہ اپنی مالی وسعت کی حد تک ان طبقوں میں سے جس طبقے کے لیے چاہیں اسکول کھول سکتے ہیں۔ ہاں یہ ظاہر ہے کہ ہر طبقے کا اسکول چلانے کی ضروریات اور ماحول الگ ہوگا۔ اساتذہ بھی مختلف ہوں گے، ان کی تنخواہیں بھی مختلف ہوں گی، فرنیچر بھی الگ ہوگا، ایریا بھی مختلف ہوگا، کتابیں بھی مختلف ہوں گی اور جتنے اونچے طبقے کے لیے سکول کھولیں گے کمپرومائز بھی زیادہ ہوں گے تاہم اگر نیت صاف ہو اور عزم محکم ہو تو کام کی گنجائش ہر سطح پر ہے اور ہر سطح پر کام ہونا چاہیے بلکہ امیر طبقوں کے لیے زیادہ کام کی ضرورت ہے کہ یہی لوگ کل معاشرے میں فیصلہ کن حیثیت اختیار کرتے ہیں۔ یوں اتچیسن کے مقابلے میں ایک اسلامی اتچیسن اسکول کھلنا چاہیے اور ضرور کھلنا چاہیے بشرطیکہ اس کے لیے وسائل ہوں۔ اللہ کرے کچھ لوگوں کو اس طرح کا کام کرنے کا خیال آئے اور وہ اس سطح کا کام کریں اور اس کے اچھے نتائج معاشرے کے لیے نکلیں۔

یہاں یہ سوال اٹھانا بے معنی ہے کہ اسلام میں اس طرح کے طبقات کی کیا حیثیت ہے؟ یا یہ کہ اسلام تو مساوات کا قائل ہے۔ یہ ایک عملی حقیقت ہے کہ معاشرہ اس وقت ان طبقات پر مشتمل ہے [جس میں ہمارا کوئی کردار نہیں] اور جو بھی دعوتی یا اصلاحی نقطۂ نظر سے کام کرنا چاہے اسے ان ناگزیر عملی حقائق کو سامنے رکھنا ہوگا۔

ان تمہیدی گزارشات کے بعد اب آیئے اصل موضوع کی طرف کہ اگر صحیح اسلامی تقاضوں کے مطابق آج ایک ماڈل اسکول قائم کرنا ہو تو اس کا نقشہ کار کیا ہوگا؟

اس کے جواب میں کئی نقشے بن سکتے ہیں کیونکہ اسلام کے کئی ایڈیشن اور ورژن آج کل مارکیٹ میں ہیں: 'روایتی اسلام'، 'انقلابی اسلامی'، 'لبرل اور ماڈرن اسلام' بنیاد پرستی اور دہشت گردی کا اسلام، وغیرہ اور ہمیں نہیں پتہ ہمارا اسلام کب کیٹاگری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کا ہے؟ بہر حال ہمارے نزدیک صحیح اسلامی تقاضوں کے مطابق آج اگر ایک اسکول قائم کرنا ہو تو اس کا ناک نقشہ کچھ یوں ہوگا:

دورانیہ

- پرائمری (اعدادیہ) ۶ سال، بشمول ابتدائی ایک سال تمہیدیہ (Prep) کا
- مڈل (متوسطہ) ۳ سال
- سیکنڈری (ثانویہ) ۴ سال (موجودہ صورت میں میٹرک اور ایف اے)

۱۔ پرائمری کی تمہیدیہ میں داخلہ پانچ سال کی عمر میں ہوگا۔

۲۔ پانچ سال سے کم عمر بچوں کی تربیت والدین کریں گے کہ یہ ان کی دینی اور اخلاقی ذمہ داری ہے اور ویسے بھی ہمارے معاشرے میں ماؤں کی ایک بہت بڑی اکثریت گھر ہی پر ہوتی ہے یوں ہر سکول میں نرسری اور پلے گروپ (نیز مانٹیسوری، ڈے کیئر وغیرہ) کی ضرورت نہیں۔ بڑے شہروں میں ملازمت پیشہ ماؤں کے لیے ایسے چند ادارے (بطور استثنٰی) قائم کیے جاسکتے ہیں۔

کمیونٹی ایجوکیشن

والدین خصوصاً مائیں چھوٹے بچوں کو کیسے پالیں اور اسلامی نقطۂ نظر سے ان کی تربیت کیسے کریں؟ اس کے لیے وسیع پیمانے پر رسمی اور غیر رسمی تعلیم دینے کی ضرورت ہے۔ لٹریچر چھاپا جائے، اسے نصاب کا حصہ بنایا جائے، ریڈیو اور ٹی وی سے خصوصی پروگرام نشر کیے جائیں، ہر گاؤں، قصبے، محلے، وارڈ کی سطح پر اس مقصد کے لیے والدین کی تربیت کے لیے مختصر کورسز ہر سال رکھے جائیں۔ یہ کورسز شام کے وقت سکولوں میں بھی رکھے جاسکتے ہیں، ہسپتالوں کے زچہ بچہ وارڈ ایسے کورسز ماؤں کے لیے رکھ سکتے ہیں۔ اس طرح کے کورسز کمیونٹی ایجوکیشن کا مستقل حصہ ہونا چاہییں۔ کمیونٹی ایجوکیشن مرکزی اور صوبائی محکمہ تعلیم کا ایک باقاعدہ شعبہ ہونا چاہیے جس کے پاس وافر مالی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وسائل ہونے چاہییں۔

## ڈراپ آؤٹ

تعلیمی اسکیم بناتے وقت جو چیز لازماً ہمارے پیش نظر رہنی چاہیے وہ ڈراپ آؤٹ کی مندرجہ ذیل خوفناک شرح ہے:

- پرائمری کی تکمیل پر — ۶۰ فیصد
- مڈل کی تکمیل پر — ۸۰ فیصد
- ثانویہ کی تکمیل پر — ۹۸ فیصد

اس لیے ضروری ہے کہ بنیادی علوم اور مہارتیں (جہاں تک ذہنی، نفسیاتی اور تعلیمی طور پر ممکن ہو) جلد سے جلد بچوں تک منتقل کی جائیں، نیز ڈراپ آؤٹ کی اس شرح کو بہتر بنانے کی کوشش کی جائے۔ یہ سوچ اور عمل کا ایک مستقل موضوع ہے جس پر تفصیلی گفتگو کا یہ موقع نہیں۔ مختصر طور پر اس کے لیے ضروری ہے کہ:

۱۔ عوام کی معاشی حالت بہتر بنائی جائے۔

۲۔ ان کا تعلیمی اور سماجی شعور بلند کیا جائے۔

۳۔ اسکول کی تعلیم عام اور بلا معاوضہ ہونی چاہیے بلکہ کتابیں اور یونیفارم بھی بلا قیمت ملنی چاہیے اور حوصلہ افزائی وترغیب کے لیے اقدامات کیے جانے چاہئیں۔

۴۔ مذکورہ اقدامات کے بعد اسکول کی تعلیم کو لازمی اور جبری قرار دے دیا جائے۔

۵۔ ہر محلے میں اسکول ہونے چاہئیں تاکہ چھوٹے بچوں کو دور نہ جانا پڑے۔

۶۔ لازمی انگریزی ہر تعلیمی سطح پر حتماً ختم کر دی جائے۔

۷۔ دینی تعلیم خصوصاً قرآن کی تعلیم اسکول کی ابتدائی سطح پر نصاب کا حصہ ہو اور اس پر مؤثر طریقے سے عمل درآمد ہو، اتنا مؤثر کہ والدین اس پر مطمئن ہو جائیں اور انہیں اس کے لیے اپنے طور پر متبادل انتظامات نہ کرنا پڑیں۔ یوں لوگ قرآن کی تعلیم کی خاطر بھی بچے کو سکول بھیجنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# لسانی پالیسی

## اردو:

۱۔ ذریعۂ تعلیم اردو ہوگی۔ [مقامی زبانیں جہاں ترقی یافتہ ہیں وہاں انہیں پرائمری میں ذریعۂ تعلیم بنایا جا سکتا ہے] لیکن اس صورت میں بھی اردو بطور ایک لازمی مضمون کے پڑھائی جائے گی۔

۲۔ اسکول کی سطح پر اس کی تدریس بطور ایک لازمی مضمون کے ہوگی تاہم ثانوی سطح پر اس کا حجم (Weightage) کم کر دیا جائے گا۔

## عربی:

۱۔ پہلے تین سال (بشمول تمہیدیہ) یہ صرف قرآن حکیم پڑھنے تک محدود ہوگی۔

۲۔ تیسری جماعت سے اس کی دوسری مہارتوں کی تدریس بھی شروع ہو جائے گی لیکن یہ تدریس قرآن حکیم سے مربوط ہوگی تاکہ جو طلبہ پرائمری کے بعد تعلیم جاری نہ رکھ سکیں ان کے لیے بھی قرآن فہمی کی کچھ بنیاد مہیا ہو جائے۔

۳۔ یہ تمہیدیہ سے ثانوی تک لازمی ہوگی۔ ثانوی پاس کرنے والے طلبہ لازماً اس قابل ہوں کہ قرآن حکیم پڑھ اور سن کر سمجھ سکیں۔

۴۔ عربی آسان انداز میں بطریق مباشر (Direct Method) پڑھائی جائے اور قواعد رٹنے اور استعمال نہ کرنے کا پرانا طریقہ ترک کر دیا جائے۔

## انگریزی:

۱۔ یہ چھٹی جماعت سے اختیاری ہوگی۔

۲۔ بطور اختیاری مضمون یہ اتنے موثر اور سائنٹیفک انداز سے پڑھائی جائے کہ ثانوی میں انگریزی پڑھنے والے طلبہ کو یونیورسٹی میں سائنس و بزنس وغیرہ پڑھنے میں دقت پیش نہ آئے۔ مڈل اور ثانوی کی سات سالہ تدریس میں اس معیار کا حصول بسہولت ممکن ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۳۔ دینی علوم کے تخصص والے طلبہ کے لیے انگریزی پڑھنا لازمی ہوگا۔

۴۔ اس کے علاوہ جو لوگ انگریزی پڑھنا چاہیں یا اپنی انگریزی بہتر بنانا چاہیں ان کے لیے خصوصی اکیڈیمیاں قائم کر دی جائیں۔

فارسی:

۱۔ حصہ ثانوی میں اختیاری مضمون

۲۔ اردو ادب اور دینی علوم کے تخصص والے طلبہ کے لیے ثانویہ میں اس کا ابتدائی مطالعہ لازمی ہوگا۔

## دینی علوم کی تدریس

اسکول کے نصاب میں دینی علوم کی تدریس اور دینی تصورات کو جزو نصاب بنانے کے تین طریقے ہیں:

۱۔ 'مطالعۂ قرآن و حدیث' کے نام سے ایک مضمون (Subject) کا اجراء

۲۔ متفرق دینی تعلیمات پر مشتمل 'اسلامیات'، یا 'دینیات' کا ایک جامع کورس

۳۔ دیگر مضامین خصوصاً عمرانی علوم (Social Sciences) میں اسلامی تصورات کا سمویا جانا

## ۱۔ مطالعۂ قرآن و حدیث

یہ مضمون تمہیدیہ سے لے کر ثانویہ کے آخری درجے تک لازمی ہوگا۔ مقصود اس سے قرآن و حدیث کی نصوص کا مطالعہ ہے جو دین اسلام کے بنیادی مآخذ ہیں۔ اس کا نصاب کچھ یوں ہوگا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## مطالعۂ قرآن

پرائمری:

- ناظرہ: قرآن حکیم مکمل (صحیح مخارج کے ساتھ)
- حفظ: آخری آدھا پارہ
- ترجمہ: آخری آدھا پارہ اور پہلا پارہ

مڈل:

- حفظ: آخری پارے کا نصف اول و اہم سورتیں (یٰسین، ملک، بقرہ وحشر کی آخری آیات وغیرہ)
- ترجمہ: پارہ ۲ تا ۵ نیز آخری پارے کا نصف اول و اہم سورتیں

ثانوی:

حفظ: ۲۹واں پارہ

ترجمہ: پارہ ۶ تا ۲۹

تفسیر: منتخب سورتوں کی تفسیر

مطالعۂ حدیث:

پرائمری: ہر کلاس میں چالیس حدیثیں مع ترجمہ و حفظ، جو مختصر بھی ہوں اور بامعنی بھی اور عقائد، عبادات، اخلاق اور معاملات پر مشتمل ہوں۔

مڈل: ریاض الصالحین مع ترجمہ و مختصر تشریح

ثانوی: مشکوٰۃ مع ترجمہ و مختصر تشریح

## ۲۔ دینیات/اسلامیات

اس سے مقصود یہ ہے کہ دین کے مختلف شعبوں کے بارے میں مرتب معلومات طلبہ تک پہنچ سکیں۔ اس کی ایک تدریج قائم کی جا سکتی ہے۔ چونکہ اس پر کافی کام ہو چکا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے اس لیے ہم اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتے کہ ہر تعلیمی مرحلے کے تفصیلی نصاب کا یہاں ذکر کریں۔ البتہ موجودہ نصابات میں بعض اضافوں کی نشان دہی ضروری ہے:

- سیرۃ النبی: حصہ پرائمری، مڈل اور ثانوی تینوں میں سیرت النبیؐ پر خاطر خواہ مواد ہونا چاہیے۔
- سوانح: صحابہ، اسلاف اور بزرگوں کے حالات: کراموں اور قصے کہانیوں کی بجائے ٹھوس معلومات جو سبق آموز ہوں۔

مطالعۂ امت: امت کی تاریخ اور جغرافیہ بشمول امت مسلمہ کے موجودہ حالات

عقائد: بنیادی اسلامی عقائد اور ان کی اہمیت و زندگی پر اثرات (اختلافی مباحث سے صرف نظر)

فقہ: عبادات اور معاملات کے بارے میں اسلامی احکام خصوصاً وہ احکام جو ہر شخص کی ضرورت ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور اوامر و نواہی، حلال و حرام، نکاح و طلاق اور جدید مسائل وغیرہ [اختلافات سے صرفِ نظر]

اصول فقہ: ثانویہ کے آخری دو سالوں میں اصول فقہ کا تعارفی مطالعہ

مسلم تہذیب: حصہ ثانویہ میں اسلام بطور طرز زندگی، نظریۂ حیات اور تہذیب وتمدن

معربی تہذیب: حصہ ثانویہ میں مغربی تہذیب کے اصول ومبادی اور ان کا اسلام کے خلاف اور متضاد ہونا۔

نماز واذکار: نماز باترجمہ (بشمول دعائے قنوت، نماز جنازہ وغیرہ) اور مسنون وقرآنی دعائیں یاد کرنا اور ان پر عمل کرنا بھی حصہ پرائمری کے نصاب کا حصہ ہوگا۔

## تخصصات

۱۔ حصہ پرائمری میں سارا نصاب سب کے لیے یکساں ہوگا۔

۲۔ مڈل اور ثانویہ میں نصاب کا ایک حصہ مشترک ہوگا جیسے مطالعۂ قرآن وحدیث، اسلامیات، اردو، سائنس، ریاضی وغیرہ اور دوسرا حصہ تخصص سے متعلق ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ مڈل سے تخصص کا آغاز ہو جائے گا جیسے پہلے عموماً آرٹس اور سائنس کا ہوتا تھا۔ اس میں علاوہ دیگر تخصصات کے اب ایک اضافہ اسلامی علوم کے تخصص کا ہوگا تاکہ جو لوگ ثانویہ کے بعد دینی علوم میں تخصص کرنا چاہتے ہیں انہیں مضبوط بنیاد فراہم ہو جائے۔

حصہ مڈل اور ثانوی میں دینی علوم کے تخصص کے طلبہ کو اس سات سال کے عرصے میں عربی صرف ونحو میں طاق کر دیا جائے گا (بشمول بولنے اور لکھنے کی مشق کے) اور قرآن وحدیث اور فقہ کے بنیادی علوم پڑھا دیے جائیں گے تاکہ وہ اگلے مرحلے میں علوم دینیہ کی اعلیٰ تعلیم کے اہل ہو جائیں۔

## پیشہ ورانہ تربیت

پاکستان میں ڈراپ آؤٹ کی جس شرح کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اگر غربت کی شرح بھی پیش نظر رکھی جائے کہ ۴۰ فیصد عوام انتہائی غربت کی زندگی گزارتے ہیں جنہیں ڈھنگ سے نان جویں بھی میسر نہیں اور لوگ بھوک سے خودکشیاں کر رہے ہیں تو ان حالات میں لوگوں کو وسائل رزق مہیا کرنے کے قابل بنانے کے لیے غیر معمولی اقدامات کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں ہماری تجاویز درج ذیل ہیں:

۱۔ جو بچے غربت کی وجہ سے پرائمری کے بعد تعلیم جاری نہیں رکھ سکتے انہیں پرائمری کے آخری سال میں کسی ایک سادہ ہنر جیسے نجاری، حدادی، بجلی کا کام، موٹر مکینیک وغیرہ کی تربیت دے دی جائے۔ اور اس مقامی اور بین الاقوامی قانون سے صرف نظر کر لیا جائے کہ نابالغ بچے مزدوری نہیں کر سکتے۔ قانون انسانوں کی فلاح و بہبود کے لیے بنائے جاتے ہیں اور بھوک اس کائنات کی سب سے بڑی اور تلخ حقیقت ہے اور پیٹ بھر کھانا ہر انسان کا بنیادی ترین حق ہے۔ لہٰذا جب تک ہمارے معاشی حالات نہیں بدل جاتے بجائے اس کے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہمارے بچے 'غیر قانونی' طور پر مزدوری کریں اور سکول کا منہ نہ دیکھیں، کیا یہ مناسب نہیں کہ ہم اس صورت حال کو قبول کریں اور اضطراری حالات میں اسے قانونی شکل دے لیں۔

۲۔ اسی طرح حصہ مڈل میں کیا جائے کہ جو بچے مڈل کے بعد تعلیم جاری نہ رکھ سکتے ہوں ان کے لیے آخری سال آدھا وقت تعلیم کو دیا جائے اور آدھا پیشہ ورانہ تربیت کو اور بچے کو کوئی موزوں ہنر سکھا دیا جائے۔

۳۔ اسی طرح جو بچے ثانویہ کے بعد تعلیم نہ جاری رکھ سکتے ہوں ان کے لیے آخری سال پیشہ ورانہ تربیت کا انتظام کیا جائے جن میں مذکورہ بالا پیشوں کے علاوہ کمپیوٹر، کامرس، چھوٹے کاروبار وغیرہ کی تربیت شامل ہو۔

۴۔ جن بچیوں کے گھریلو حالات مخدوش ہوں انہیں پرائمری، مڈل اور ثانویہ کے آخری سال مذکورہ بالا خطوط پر سلائی، کڑھائی، بُنائی (Knitting)، گڑیاں اور دوسرے کھلونے بنانا اور ایسے ہی دوسرے ہنر سکھا دیے جائیں تاکہ وہ گھر بیٹھے ایسے کام کر سکیں جن سے وہ عزت کی روٹی کما سکیں۔

۵۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پرائمری، مڈل اور سیکنڈری پاس طلبہ کو ہنر سکھانے کے لیے قصبات اور چھوٹے بڑے شہروں میں کثرت سے اکیڈیمیاں کھول دی جائیں۔

یہ مضمون تعلیم سے متعلق ہے معاشیات یا سیاسیات سے نہیں لیکن اس کے باوجود ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ہمارے نااہل حکمران اس چیز کے ذمہ دار ہیں کہ مسلمان بھوکے مر رہے ہیں اور وہ یہودیوں سے قرض لے لے کر اپنے اللے تللے میں لگے ہوئے ہیں اور ان کی داخلی معاشی پالیسیاں ظالمانہ اور احمقانہ ہیں۔ ہمارے سرمایہ دار عموماً ظالم اور علماء و دینی عناصر بے حس ہیں۔ ہم سمجھ نہیں سکے کہ یہ کون سا اسلام ہے جو علماء اور دینی جماعتوں کو کسی اجتماعی کوشش پر نہیں ابھارتا اس کے باوجود کہ مسلمان بھوک کی وجہ سے خودکشیاں کر رہے ہیں؟ کیا اسلام صرف قرآن حفظ کرنے، بخاری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پڑھانے اور اسلام کے لیے اقتدار میں آنے کے لیے الیکشن لڑنے کا نام ہے؟ لہٰذا غیر حکومتی سطح پر بھی کوئی کوشش اس صورت حال کی اصلاح کے لیے نہیں ہو رہی۔ جب لوگوں کو پیٹ بھر دو وقت کی روٹی نہ ملے تو کہاں کی تعلیم اور کہاں کی تربیت؟

## کھیلیں اور سپہ گری

۱۔ سکول کی ہر سطح پر روزانہ ڈرل ہونی چاہیے۔

۲۔ کھیلوں کا منظم سلسلہ ہونا چاہیے۔ غیر ملکی کھیلوں کی بجائے مقامی کھیلوں کو ترجیح دی جائے۔ ممکن ہے ہمارا یہ جملہ بعض لوگوں کو عجیب لگے لیکن عام لوگ غور نہیں کرتے۔ گلوبلائزیشن ایک سازش ہے، مغربی تہذیب وتمدن کی بالادستی کی۔ دیکھیے:

- آپ وہی لباس پہنتے ہیں جو اہل مغرب پہنتے ہیں۔
- وہ برگر کھاتے ہیں، آپ بھی برگر کھاتے ہیں۔
- وہ بھی سر درد ہونے پر اسپرین کھاتے ہیں، آپ بھی
- وہ بھی کرکٹ کھیلتے ہیں، آپ بھی
- وہ بھی انگریزی پڑھتے ہیں، آپ بھی
- وہ بھی انگریزی بولتے ہیں، آپ بھی
- وہ بھی اپنے پیسے بنک میں رکھتے ہیں، آپ بھی
- وہ بھی...... آپ بھی
- وہ بھی...... آپ بھی

سوال یہ ہے کہ آپ کی شناخت کیا ہے؟ آپ ان سے مختلف کیسے ہیں؟ آپ کا ذہن، آپ کا تمدن اور آپ کی تہذیب اگر ایک مستقل حیثیت اور شناخت رکھتی ہے تو وہ کیا ہے؟ وہ کہاں ہے؟ قربان جاؤں حضرت عمرؓ کی فراست پر۔ وہ ذمیوں کو مسلمانوں جیسا لباس پہننے کی اجازت نہیں دیتے تھے یہاں تک کہ ان کی کوئی عورت اگر مسلمان عورتوں کی طرح چادر وحجاب وغیرہ کرتی تھی تو اس سے بھی روکتے تھے لیکن مصیبت یہ ہے کہ آج ہمارے جو حکمران ہیں وہ عمر رضی اللہ عنہ کی خاک پا کے برابر بھی عقل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نہیں رکھتے۔ اور شائد اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جیسی روح ویسے فرشتے۔ جیسے ہم ہیں ویسے ہی ہمارے حکمران ہیں۔ خیر یہ تو ایک جملۂ معترضہ تھا جو لمبا ہو گیا، واپس اپنے موضوع پر آتے ہیں۔

- کھیلوں میں مقابلے کی فضا پیدا کی جائے، حوصلہ افزائی کے لیے انعامات دیے جائیں۔
- حصہ ثانوی کے آخری سال سب طلبہ کو، بلا استثنیٰ، فوجی تربیت دی جائے تا کہ خدانخواستہ اگر ضرورت پڑے تو وہ اپنے ملک اور اپنی جان، مال، عزت کی حفاظت کر سکیں کہ جہاد ہمارے دین کا ستون ہے۔

## بچیوں کی تعلیم

۱۔ بچیوں کے اسکول الگ ہونے چاہییں۔

۲۔ ان میں اساتذہ اور انتظامی عملہ بھی خواتین پر مشتمل ہونا چاہیے۔

۳۔ ان کا نصاب طلبہ سے الگ ہونا چاہیے اور اس میں خواتین کے متعلق امور کو نمایاں جگہ دی جانی چاہیے۔

۴۔ ان کی کھیلیں اور ہم نصابی سرگرمیاں بھی ان کی صنفی حیثیت کے مطابق ہونی چاہییں۔

۵۔ لڑکیوں کی تعلیم کو بھی لڑکوں کی تعلیم جتنی اہمیت دینی چاہیے بلکہ اس سے زیادہ کیوں کہ ایک لڑکی کو تعلیم دینے کا مطلب ہے ایک خاندان کو تعلیم دینا۔

۶۔ خواتین اساتذہ کی تربیت کے اداروں کا نصاب بدل کر اسلامی تقاضوں کے مطابق کیا جائے اور زیر تربیت خواتین اساتذہ کی نظریاتی تربیت اس کورس کا اہم جزو ہو۔

۷۔ خواتین اساتذہ کا لباس ساتر اور سادہ ہونا چاہیے تا کہ طالبات بھی ان کی پیروی کریں۔

۸۔ گرلز اسکولوں کے ماحول کو خرافات سے بچایا جائے تا کہ بچیوں کی فطری حیا باقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رہے اور ان کو یاد رہے کہ ان کا ماٹو ہے ''بتولے باش'' یعنی وہ حضرت فاطمہؓ کی سیرت و کردار کو آئیڈیالائز کریں۔

۹۔ ایک مسلمان ماں کی غالباً سب سے بڑی دینی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ نسل نو کی اسلامی تربیت کرے لہٰذا اس چیز کو، موزوں تعلیمی سطح پر، لڑکیوں کی تعلیم و تربیت اور نصاب وغیرہ کا لازمی جزو ہونا چاہیے کہ آج کی یہی لڑکیاں کل کی مائیں ہوں گی۔ اس مضمون کو زیر تربیت خواتین اساتذہ کے نصاب میں بھی مرکزی اہمیت حاصل ہونی چاہیے۔

## تربیت

سب سے اہم موضوع کو ہم سب سے آخر میں لائے ہیں تاکہ مضمون ختم کرنے پر بھی وہ ذہن میں تازہ رہے۔ ہمارے نزدیک تعلیم ایک ذریعہ ہے اور تزکیہ و تربیت اس کی غایت ہے اور اگر آپ تعلیم کو بھی ایک غایت قرار دیں تو تزکیہ و تربیت کو غایۃ الغایات کہہ لیں کیونکہ علم بنفسہ یا علم برائے علم تو محض ذہنی عیاشی اور قرآن کے الفاظ میں ''گدھے کا بوجھ'' ہے۔ (۱) درحقیقت علم برائے عمل ہوتا ہے اور یہ بات قرآن حکیم کے اسلوب سے بھی ظاہر ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیہ کو رسول اکرم ﷺ کا مقصد بعثت قرار دیا ہے وہاں ایک دفعہ تزکیے کا ذکر تعلیم کتاب و حکمت سے پہلے کیا ہے اور ایک دفعہ بعد میں (۲) گویا اول و آخر مطلوب تزکیہ ہی ہے۔ تزکیۂ نفس ایک شرعی اصطلاح ہے، تعلیمی اصطلاح میں اسے تربیت اور عام اسلوب میں تعمیر سیرت و کردار یا تعمیر شخصیت کہتے ہیں۔

---

۱۔ الجمعہ ۶۲:۵

۲۔ البقرہ ۲: ۱۲۹ اور آل عمران ۳: ۱۶۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## تربیت طلبہ

جب اسلام میں تعلیم کی غایت تربیت ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تربیت تعلیم سے بھی زیادہ اہم ہے لیکن ہماری بدقسمتی یہ کہ ہم اسے کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ پھر جس طرح مسلمان معاشرے کے لیے محض تعلیم مطلوب نہیں بلکہ اسلامی تعلیم مطلوب ہے اسی طرح محض تربیت مطلوب نہیں بلکہ اسلامی تربیت مطلوب ہے اور جس طرح غیر اسلامی تعلیم قابل ردّ ہے۔ اسی طرح غیر اسلامی تربیت بھی قابل ردّ ہے۔

تربیت سے کیا مقصود ہوتا ہے؟ اور اس کا ہدف کیا ہے؟ ایک اسلامی معاشرے میں تربیت سے مقصود ہے، ایسی شخصیت کی تعمیر جس کے لیے اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی پر عمل کرنا آسان ہو جائے، جس سے وہ معصیت سے بچ جائے اور اکتساب فضائل احسن انداز میں کر سکے۔ نیز اس سے مقصود ہے انسانی صلاحیتوں کی بھرپور نشو ونما تاکہ انسان بہترین انداز میں وسائل دنیا مہیا کرنے پر قادر ہو جائے اور تسخیر کائنات میں اپنا کردار ادا کر سکے۔

تربیت کیسے ہوتی ہے؟ یہ ایک ہمہ جہتی عمل ہے۔ جس میں استاد کا بھی کردار ہے، تعلیمی ادارے کی انتظامیہ اور ماحول کا بھی حصہ ہے۔ نصاب کا بھی اس میں عمل دخل ہے اور اس کا ایک بڑا وسیلہ ہیں غیر نصابی یا ہم نصابی سرگرمیاں۔ اسکول میں بچے کی اسلامی تربیت کیسے کی جائے؟ اس موضوع پر ایک مفصل مضمون شامل کتاب ہے بلکہ اس موضوع پر ہماری ایک مستقل کتاب 'تعلیمی ادارے اور کردار سازی' بھی موجود ہے۔ یہاں کچھ باتیں جستہ جستہ عرض کی جاتی ہیں:

۱۔ نصاب بناتے وقت اور نصابی کتب لکھتے وقت تربیت پیش نظر رہنی چاہیے یعنی نصاب میں تربیتی مواد بھی ہونا چاہیے اور کتاب کا اسلوب بھی ایسا ہو جو عمل کی ترغیب دے، عمل کا شوق پیدا کرے۔

۲۔ استاد کو بچے ماڈل سمجھتے ہیں اور شوق سے اس کی پیروی کرتے ہیں لہٰذا استاد کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بھی سمجھ لینا چاہیے کہ وہ محض معلم نہیں بلکہ مربی بھی ہے جس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم محض معلم نہ تھے مزکی اور مربی بھی تھے۔

۳۔ اساتذہ اور سکول انتظامیہ کو تربیت کے کام کو ایک ٹیم ورک کی طرح منظم انداز میں کرنا چاہیے۔ سدر معلم چیف مربی ہو، ہر کلاس انچارج مربی ہو، کلاس کا مانیٹر کلاس کا جونیئر مربی ہو جو کار تربیت میں استاد/ مربی کی اعانت کرے۔ سکول کی تربیت کمیٹی کے باقاعدہ اجلاس ہوں۔ جو طلبہ تعلیمی اور اخلاقی مسائل کا شکار ہوں، ان کے والدین کو بلا کر ان کی بھی مدد لی جائے۔ تربیت کا سال بھر کا ایک بھرپور پروگرام وضع کیا جائے اور اس پر صبر اور دل جمعی سے عمل کیا جائے۔

۴۔ تربیت اگرچہ تعلیم سے زیادہ اہم ہے لیکن اس کی اہمیت کوئی محسوس نہیں کرتا اور نہ اسے کوئی ''کام'' سمجھا جاتا ہے۔ لہٰذا اس کی اہمیت کا احساس دلانے کے لیے اور اس کے لیے وقت نکالنے کے لیے اسے سو نمبر کا ایک مضمون (سبجیکٹ) سمجھ لیا جائے اور ہر ہفتے ایک پیریڈ اس کے لیے مختص کیا جائے۔

۵۔ اسی طرح اس مضمون کا سالانہ امتحان بھی ہونا چاہیے اور اس مضمون میں پاس ہونا لازمی ہونا چاہیے۔ اس کی جانچ اور امتحان کی کئی صورتیں سوچی جا سکتی ہیں جیسے گراف کا طریقہ ہے۔ اس کے لیے ہر طالب علم کی الگ فائل بنائی جا سکتی ہے، سالانہ انٹرویو (زبانی امتحان) رکھا جا سکتا ہے:

۶۔ تربیتی سرگرمیوں کو دو بڑے شعبوں میں تقسیم کر کے انہیں منظم کیا جا سکتا ہے۔

- بنیادی صلاحیتوں کو جلا دینے والی سرگرمیاں جیسے صفائی، وقت کی پابندی، لکھنے اور بولنے کی صلاحیت، تقریری پروگرام، تقریبات کا انتظام، آداب نشست و برخواست، کھیل کود وغیرہ

- براہ راست اسلامی تربیتی سرگرمیاں جیسے تعلیم گاہ میں نماز کا قیام، روزہ رکھنا، مسنون دعاؤں پر عمل، سچ بولنا، غیبت نہ کرنا وغیرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## تربیت اساتذہ

۱۔ بچوں کی تربیت کا انحصار بڑی حد تک اساتذہ پر ہے لہٰذا خود اساتذہ کی تربیت بہت اہم ہے۔

۲۔ اس وقت ہمارے تربیت اساتذہ کے ادارے استاد کی تھوڑی بہت فنی اور پیشہ ورانہ تربیت تو کرتے ہیں لیکن نظریاتی تربیت نہیں کرتے بلکہ یہ الٹی (غیر اسلامی) تربیت کرتے ہیں کیونکہ تربیت کا موجودہ منہاج فکری اور عملی سطح پر مغرب ہی سے مستعار ہے۔

۳۔ اساتذہ کی اسلامی اور نظریاتی تربیت میں دو باتیں بنیادی اہمیت کی حامل ہیں ایک تو یہ کہ استاد کا بنیادی فریضہ یہ ہے کہ وہ اپنے طلبہ کو اچھا انسان اور اچھا مسلمان بنائے اور دوسرا یہ کہ اس کا کام محض علم پہنچا دینا نہیں بلکہ طلبہ کی تربیت کرنا بھی ہے یعنی وہ محض معلم نہیں بلکہ مربی بھی ہے۔ اگر ان دو نکات کو تربیت اساتذہ کے منہاج میں بنیادی اہمیت دے دی جائے تو توقع ہے کہ اس کے نتائج خوشگوار نکلیں گے۔

۴۔ جو استاد اس طرح کی صحیح تربیت پائے بغیر استاد اور معلم بن چکے ہیں۔ ان کے لیے سالانہ ریفریشر کورسز رکھے جائیں یا ان کی آن دی جاب ٹریننگ کی جائے تاکہ مذکورہ بالا دو نکات (مع تفصیلات) ان کی پیشہ ورانہ شخصیت کا حصہ بن جائیں۔ بلکہ کوئی صاحب اگر نظریاتی اصلاحی اسکول کھولنا چاہتے ہوں تو ضروری ہے کہ وہ پہلے اساتذہ کی ایسی تربیت کریں اور پھر ان کو کلاس میں بھیجیں۔

## الحذر

بچے کو صحیح اسلامی تعلیم و تربیت دینا اسکول کا کام ہے۔ [illegible] حالات میں شائد ہی کوئی اسکول ایسا ہو جو اپنا یہ فریضہ کما حقہ انجام دے [illegible] تاہم الرکسی اسکول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کو یہ توفیق ہو بھی تو دو ادارے ایسے ہیں جو اس کے کیے کرائے پر پانی پھیر سکتے ہیں لہٰذا ان کا ذکر ضروری ہے تاکہ مشکل کو سمجھ کر اس کا حل نکالا جا سکے۔ یہ دو ادارے ہیں: والدین اور میڈیا

## والدین

۱۔ اکثر والدین کو یہ سمجھ ہی نہیں کہ اچھا اسکول کون سا ہوتا ہے (اگر چہ ہمارے اکثر والدین کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان کے بچے اچھے مسلمان بنیں) وہ اچھا اسکول اسے سمجھتے ہیں جس کی فیس زیادہ ہو، جو انگلش میڈیم ہو، جس کی بلڈنگ اچھی ہو یا یہ کہ اس کا تعلیمی معیار اچھا ہو، اس کے بچے بورڈ میں پوزیشن لیتے ہوں وغیرہ وغیرہ۔

۲۔ اکثر والدین یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی ذمہ داری اتنی ہی ہے کہ وہ بچے کو ''اچھے'' اسکول میں داخل کروا دیں۔ وہ کبھی اسکول نہیں جاتے، بچے کے اساتذہ یا پرنسپل سے نہیں ملتے کہ ان کے بچے کی اخلاقی حالت کیسی ہے؟ ان کے پاس اس کام کے لیے وقت ہی نہیں ہوتا حالانکہ انہیں پتہ ہے کہ بچے ہی ان کی دولت ہیں اور وہی ان کے وارث ہیں اور ان کے اچھا ہونے پر ہی مستقبل میں معاشرے میں ان کی عزت اور وقار کا انحصار ہے۔

۳۔ بہت سے والدین اپنی غیر تعمیری سرگرمیوں میں بچوں کو شامل کر لیتے ہیں جیسے رات کو ٹی وی پر فلم دیکھنا، سگریٹ پینا، پتنگیں اڑانا، رات کو دیر سے سونا، صبح دیر سے اٹھنا، مسجد نہ جانا، نماز نہ پڑھنا، روزہ نہ رکھنا، گانے سننا وغیرہ۔ اسی طرح بعض ناسمجھ مائیں اپنی بچیوں کو غیبت کرنے، چغلی کھانے، ناروا فیشن کرنے، مہنگے کپڑے اور زیور پہننے، دوسروں کی نقالی کرنے، بن سنور کر بازار جانے وغیرہ کی عادتیں ڈال دیتی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## میڈیا

الیکٹرانک میڈیا (جیسے ٹی وی، کیبل، ڈش، انٹرنیٹ، وی سی آر، آڈیو وڈیو کیسٹس، سی ڈیز وغیرہ) کا موجد چونکہ مغرب ہے جس کے سماجی تصورات میں عورت کی حیا اور عفت کا تصور، رشتوں کا تقدس اور خاندان کے ادارے کی اہمیت وغیرہ بے معنی ہے، جہاں عورت متاع بازار ہے، جنسی آزادی شتر بے مہار ہے اور اخلاق و کردار امر محال ہے لہٰذا اس الیکٹرانک میڈیا کا ہر شعبہ مسلمانوں کے نظام عصمت و عفت پر کاری وار ہے اور ہر مسلمان، مرد و عورت، اس سے شرمسار ہے۔ رہے نام اللہ کا جو سمیع و نگہ دار ہے۔

## اسکول کا کردار

ایک اسلامی اور اصلاحی اسکول اپنے طلبہ کو اور اپنی تعمیری کوششوں کو والدین کے غیر تعمیری اور میڈیا کے تباہ کن کردار سے کیسے محفوظ رکھ سکتا ہے؟ یہ ایک نہایت پیچیدہ لیکن اہم سوال ہے۔ ظاہر ہے اس مخدوش صورت حال میں اسکول کی افادیت کمزور پڑ جاتی ہے اور اس کے مثبت اثرات گہنا جاتے ہیں۔ بہر حال جو کچھ ہو سکتا ہے، وہ یہ ہے:

۱۔ اسکول بچوں کے ساتھ والدین کی تربیت کا ذمہ بھی لے۔ ظاہر ہے یہ ایک ایسی بات ہے جو بظاہر اسکول کے دائرہ عمل سے باہر اور زائد ہے لیکن جن غیر معمولی حالات میں ہمیں اسلامی نظام تعلیم و تربیت کی موثر بحالی کی مہم در پیش ہے، ان میں ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اسکول کو بدرجۂ مجبوری یہ ذمہ داری قبول کرنی چاہیے اور بچے کے والدین سے مستقل رابطہ رکھنا چاہیے، ان کو وقتاً فوقتاً اسکول بلوانا چاہیے، ان سے ڈائیلانگ کرنے چاہییں اور انہیں اس پر آمادہ اور رضامند کرنا چاہیے کہ وہ اپنے بچے کے مستقبل کو اہمیت دیں اور اس کے لیے خود کو بدلیں۔ بلکہ ہم تو کہیں گے کہ اس غرض سے اگر استاد کو والدین کے گھر بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جانا پڑے تو اسے جانا چاہیے۔ تعلیمی ادارے کی انتظامیہ کو اس کے لیے ضروری سہولتیں اساتذہ کو بہم پہنچانی چاہئیں مثلاً کرایہ آمدورفت، زائد تنخواہ وغیرہ۔ یہ باتیں ممکن ہیں اچنبھے کی ہوں۔ اور جس کم سواد زمانے میں ہم رہ رہے ہیں وہاں واقعی یہ اچنبھے کی باتیں ہیں۔ جہاں استاد سکول میں نہیں پڑھاتے تاکہ بچے اس کے گھر ٹیوشن پڑھنے آئیں اور ٹیوشن سنٹر میں بھی بچے کے ہاتھ کچھ نہیں آتا، بس صرف استاد کے ہاتھ میں چند ٹکے آجاتے ہیں۔) لیکن اگر اسکول کے استاد اور تلمیذ کے درمیان محض فیس کا رشتہ نہ ہو بلکہ ایک مربی اور مسترشد کا رشتہ ہو، استاد ایک ایسی مشفق و مہربان ہستی ہو جو اپنے زیر تربیت بچے کو جہنم کی آگ سے بچانے کی انتہائی خواہش مند ہو تو جو باتیں ہم کہہ رہے ہیں وہ اچنبھے کی نہیں رہتیں ضرورت بن جاتی ہیں۔

۲۔ اسکول اقامتی ہو تاکہ بچہ چوبیس گھنٹے اسکول کے پاس رہے اور وہ اس کی تربیت میں فیصلہ کن کردار ادا کر سکے اور اس پر وہ رنگ چڑھا سکے جو وہ چڑھانا چاہتا ہے۔

۳۔ اسکول اگر اقامتی نہ ہوسکتا ہو تو دن بھر کا (Full Day) ہو یعنی بچے وہاں صبح سے شام تک رہیں۔ اس کے لیے بھی ظاہر ہے اسکول کا دردسر بڑھے گا، اساتذہ اور انتظامیہ کو بھی سارا دن اسکول میں رہنا پڑے گا لیکن اگر اسلامی تربیت پیش نظر ہو اور اس کے لیے مؤثر کام کرنا پیش نظر ہو تو یہ محنت تو کرنا ہوگی۔ والدین کے لیے بھی یہ کوئی ایسا گھاٹے کا سودا نہیں کیونکہ موجودہ رواج کے مطابق بچوں کی اکثریت بعد عصر ٹیوشن سنٹروں پر جاتی ہے لہٰذا وہ یوں سمجھ سکتے ہیں کہ گویا اسکول ہی بچوں کی ٹیوشن کا بھی انتظام کر رہا ہے تو وہ اس صورت حال کو بخوشی قبول کرلیں گے۔ اگر اسکول اس طرح کی نان کمرشل تعلیمی و تربیتی سرگرمیوں کے لیے اپنی شہرت ایک دفعہ بنالے گا تو ممکن ہے، سارے والدین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اپنے بچے یہیں بھیجنا چاہیں۔ ہماری رائے میں یہ ہرگز ناممکن نہیں ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اسکول ایسا ہو جس کے پیش نظر پیسے کمانا نہ ہو بلکہ بچوں کی اسلامی تربیت کرنا ہو اور اتنے میٹھے ریزلٹ کے لیے اساتذہ اپنی محنت اور توجہ کا کافی گڑ اس میں ڈال سکیں اور اصحاب اسکول اس کے لیے ضروری مالی وسائل مہیا کر سکیں۔

۴۔ اگر والدین کسی حد تک اساتذہ اور اسکول انتظامیہ کے ساتھ تعاون کرنے لگیں تو الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے نقصانات سے بڑی حد تک بچے کو بچایا جا سکتا ہے کہ والدین گھر میں ایسے اخبارات و جرائد نہ آنے دیں جن میں فحاشی ہو۔ وہ گھر میں کیبل اور ڈش کو نہ گھسنے دیں۔ بچوں کے محدود پروگرام اپنی نگرانی میں بچوں کو دکھائیں۔ خود رات جلدی سوئیں اور صبح جلدی اٹھیں وغیرہ وغیرہ تو بچے اس بہتر اور تعمیری ماحول کے عادی ہو جائیں گے اور بری عادتوں سے بچ جائیں گے۔

## میڈیا کی اصلاح

یہاں ایک بالواسطہ سوال یہ ہے کہ کیا میڈیا ٹھیک نہیں ہو سکتا؟ حکومت اگر چاہے تو بڑی حد تک ٹھیک ہو سکتا ہے۔ غیر ملکی میڈیا کو بھی ایک حد تک کنٹرول کیا جا سکتا ہے اور ملکی میڈیا تو حکومت کی دسترس میں ہے ہی لیکن ہماری حکومتیں چلانے والے افراد ایسے ہیں (صرف سیاستدانوں کی بات نہیں پوری اسٹیبلشمنٹ) جو اس کی اصلاح کرنا نہیں چاہتے بلکہ وہی تو اس بگاڑ کے ذمہ دار ہیں اور ان کے اس طرز عمل کے دو بڑے سبب ہیں۔ ایک مغربی تہذیب کا فکری اور عملی غلبہ اور دوسرے دین سے دوری اور اس کے مقتضیات کا عدم ادراک۔

دوسری مصیبت یہ ہے کہ ہمارے عوام منظّم نہیں۔ صدیوں سے جاری حکمرانوں کے ظلم و جبر نے (جو بدقسمتی سے آج بھی جاری وساری ہے) ان سے اجتماعی قوت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



چھین لی ہے ورنہ اگر چند لاکھ والدین بھی منظم ہو کر ٹی وی حکام پر مسلسل دباؤ ڈالیں تو اس کا قبلہ درست کر سکتے ہیں۔

تیسری مصیبت یہ ہے کہ ہمارے دینی عناصر کی دینی فکر اور عملی سوچ بڑی محدود ہے اور وہ دینی ضرورتوں اور عصری تقاضوں کا صحیح ادراک نہیں رکھتے۔ یہی وجہ ہے کہ ان دینی عناصر نے ابھی تک کوئی ریڈیو اسٹیشن اور ٹی وی اسٹیشن قائم نہیں کیا؟ انہوں نے بیہودہ فلموں اور لچر ڈراموں کی جگہ ابھی تک کوئی متبادل تعمیری چیزیں تیار نہیں کیں اور محض کبھی کبھار حکومت کی ثقافتی پالیسی پر تنقید کر کے وہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔

-----------------------

یہ چند گزارشات تھیں جو ہم ایک ماڈل اسلامی اسکول کے حوالے سے اپنے قارئین کے سامنے رکھنا چاہتے تھے۔ ہمارے نزدیک اب کرنے کا کام یہ ہے کہ ان نظریات کے مطابق عملاً ایک ماڈل اسلامی اسکول قائم کیا جائے اور اسے عملاً چلا کر اچھے نتائج دکھا دیے جائیں۔ اس کے لیے ضرورت ہے ایسے اصحاب خیر کی جو اس کام کو دینی کام سمجھیں اور آخرت کے لیے سرمایہ کاری کرنا چاہیں۔ دیکھیں اللہ کس کو یہ توفیق دیتا ہے؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# ایک ماڈل اسلامی یونیورسٹی کا خاکہ

تحریک اصلاح تعلیم جس ماڈل یونیورسٹی کے قیام کی داعی ہے اس کے تعارف کے لیے ہم نے کئی طرح کے مختصر کتابچے اردو اور انگریزی میں مرتب کر رکھے ہیں۔ ستمبر۲۰۰۴ء میں ایک صاحب نے ہم سے مطالبہ کیا کہ آپ جو کچھ کرنا چاہتے ہیں اسے ذرا وضاحت سے بیان کریں تاکہ آپ جو یونیورسٹی قائم کرنا چاہتے ہیں، اس کا نقشہ اور طریق کار کھل کر سامنے آ سکے چنانچہ ہم نے ان کے لیے ایک تحریر تیار کی جسے آپ آئندہ صفحات میں ملاحظہ کریں گے۔ یہ محض ایک ماڈل اسلامی یونیورسٹی کا علمی خاکہ نہیں ہے بلکہ لاہور میں ایک جدید اسلامی یونیورسٹی کے قیام کا عملی خاکہ ہے اور ہم اسے بغیر کسی نظر ثانی کے ایسے ہی دے رہے ہیں کیونکہ اس صورت میں بھی اس کی اپنی ایک افادیت ہے۔

محمد امین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لاہور میں، پرائیویٹ سیکٹر میں، ایک نان کمرشل اور فلاحی

# اسلامی یونیورسٹی کا قیام

## ایک ابتدائی رپورٹ

تحریک اصلاح تعلیم

۲۸۲ نیلم بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# فہرست مضامین


تلخیص مباحث ۲۱۵

حصہ اول: نوعیت، ضرورت، اہداف اور ترجیحات ۲۱۷

مجوزہ اسلامی یونیورسٹی کی: ۲۱۷

- نوعیت ۲۱۷

- ضرورت ۲۱۷

- اہداف ۲۲۲

- ترجیحات وطریق کار ۲۲۲

حصہ دوم: تعلیمی وتحقیقی پروگرام ۲۲۷

تعلیمی پروگرام: ۲۲۷

- کلیہ العلوم الدینیہ/فیکلٹی علوم دینیہ ۲۳۲

- کلیۃ اللغات/فیکلٹی آف لینگویجز ۲۴۲

- کلیۃ العلوم الاجتماعیہ/فیکلٹی آف سوشل سائنسز ۲۴۹

- کلیۃ العلوم والتکنولوجیہ/فیکلٹی آف سائنس وٹیکنالوجی ۲۶۱

تحقیقی پروگرام ۲۶۸

- اسلامک ریسرچ سنٹر "

- سوشل سائنسز ریسرچ سنٹر "

- سائنس وٹیکنالوجی ریسرچ سنٹر "


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



| | |
|---|---|
| - مرکز مطالعۂ مغرب | ۲۶۹ |
| - مرکز مطالعہ مسلم نشأۃ ثانیہ | ۲۷۰ |
| متفرق شعبہ جات | ۲۷۳ |
| - شعبۂ نشر و اشاعت | ۲۷۳ |
| - لائبریری | ۲۷۳ |
| - ہوسٹلز | ۲۷۴ |
| مراحل تعلیم و تحقیق | ۲۷۵ |
| حصہ سوم: بعض عملی پہلو | ۲۷۹ |
| - مقام اور زمین | ۲۷۹ |
| - مالیات | ۲۸۰ |
| - چارٹر | ۲۸۱ |
| - آغاز کار | ۲۸۱ |
| - مجوزہ یونیورسٹی کے قیام کے لیے کمیٹی کی تشکیل | ۲۸۶ |

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# تلخیص مباحث

لاہور کے بعض دانشوروں، معززین اور تعلیمی ماہرین نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ لاہور میں ایک نان کمرشل اور فلاحی اسلامی یونیورسٹی پرائیویٹ سیکٹر میں قائم کی جائے۔ اس یونیورسٹی میں صرف دینی علوم ہی کی تعلیم نہ دی جائے بلکہ اس میں عمرانی اور سائنسی علوم بھی پڑھائے جائیں۔ یونیورسٹی دینی تعلیم اس طرح دے کہ جدید علوم کی تعلیم بھی اس کا حصہ ہو اور طلبہ فقہی مسالک اور سیاسی تحزب کی تنگنائیوں سے نکل کر اسلام کو اعلیٰ علمی و فکری سطح پر ایک جامع، معتدل اور قابل عمل دین کے طور پر پیش کرسکیں۔ یہ جامعہ عمرانی اور سائنسی علوم کے ایسے ماہرین بھی تیار کرے جو اپنے اپنے فن میں طاق ہونے کے ساتھ دینی علوم سے بھی بخوبی واقف ہوں اور ہر شعبۂ زندگی میں ملکی تعمیر و ترقی میں ہاتھ بٹا سکیں۔ تعلیمی ثنویت کی اس فضا میں جو اس وقت ہمارے معاشرے پر غالب ہے چونکہ دینی مدارس اور جدید یونیورسٹیاں اس طرح کے متوازن فکر و عمل کے حامل افراد پیدا کرنے میں زیادہ کامیاب نہیں ہیں خصوصاً پچھلے چند سالوں میں پرائیویٹ سیکٹر میں جتنی بھی یونیورسٹیاں بنی ہیں وہ عموماً کمپیوٹر سائنس اور بزنس مینجمنٹ وغیرہ ایسے شعبوں میں بنی ہیں جن میں زیادہ سے زیادہ آمدنی متوقع ہوتی ہے اس لیے معاشرے میں تعلیمی اور تہذیبی حوالے سے ایک خلا پیدا ہو چکا ہے جسے مجوزہ جامعہ دینی و عمرانی علوم پر ترکیز کر کے پُر کرنے کی کوشش کرے گی اور موزوں تعلیم کے ساتھ ساتھ تعمیر سیرت و کردار پر بھرپور توجہ دے کر ایسے افراد تیار کرے گی جو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اسلامی تعلیمات پر عمل کر کے دنیا و آخرت دونوں میں کامیاب ہوسکیں اور پاکستان وملت اسلامیہ کی عزت وعظمت میں اہم کردار ادا کرسکیں۔

پرائیویٹ سیکٹر میں اس طرح کی نان کمرشل فلاحی یونیورسٹی بنانا آسان نہیں ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تاہم اس جامعہ کا تصور پیش کرنے والے حضرات پُر امید ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے وہ معاشرے اور حکومت کے تعاون سے اس پروجیکٹ کو کامیاب بنا سکیں گے۔ آئندہ سطور میں ذرا تفصیل سے اسی مجوزہ اسلامی یونیورسٹی کے خدوخال واضح کیے گئے ہیں اور یہ بتایا گیا ہے کہ اس جامعہ کی تعلیمی ترجیحات کیا ہوں گی اور وہ اپنے پیش نظر مقاصد کیسے حاصل کرے گی؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# حصہ اول

## نوعیت، ضرورت، اہداف اور ترجیحات

### نوعیت

یہ ایک نان کمرشل اور فلاحی اسلامی یونیورسٹی ہوگی، تعلیم کے اسلامی تصور کی رو سے تعلیم کے تین شعبے ہوتے ہیں:

۱۔ تعلم

۲۔ تحقیق؛ اور

۳۔ تربیت

تعلم میں صرف دینی تعلیم ہی شامل نہیں بلکہ وہ سارے معاصر علوم اور مہارتیں شامل ہیں جن کی مسلم معاشرے کو ضرورت ہو لہٰذا اس مجوزہ یونیورسٹی میں اگرچہ دینی تعلیم بنیادی اہمیت کی حامل ہوگی تاہم اس میں عمرانی علوم پر بھی ترکیز ہوگی اور بعض سائنس علوم بھی پڑھائے جائیں گے۔ اس فرق کے ساتھ کہ اسلامی تعلیم جدید تناظر میں دی جائے گی اور عصری علوم اسلامی تناظر میں پڑھائے جائیں گے نیز یہاں اعلیٰ درجے کی تحقیق کا انتظام ہوگا اور طلبہ کی تعمیر سیرت و کردار پر بھرپور توجہ دی جائے گی۔ اس کے نان کمرشل اور فلاحی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس یونیورسٹی کے محرکین کے پیش نظر دولت کمانا نہیں بلکہ رضائے الٰہی کی خاطر ملک، معاشرے اور ملت کی خدمت کرنا ہے لہٰذا طلبہ سے فیسیں اتنی ہی وصول کی جائیں گی جن سے یونیورسٹی کے اخراجات پورے ہوسکیں۔

### ضرورت

۱۔ پاکستان میں پچھلے چند برسوں میں کئی ایک پرائیویٹ یونیورسٹیاں قائم ہوئی ہیں لیکن عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ یہ یونیورسٹیاں صرف وہ مضامین پڑھاتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہیں جن میں آمدنی زیادہ سے زیادہ ہو مثلاً کمپیوٹر سائنس اور بزنس مینجمنٹ وغیرہ لیکن دوسرے بہت سے شعبوں کی تعلیم جو ہمارے معاشرے کے لیے مفید اور ضروری ہے مثلاً دینی تعلیم، عمرانی علوم کی تعلیم اور خود سائنسی مضامین کی تعلیم، یہ اس کی طرف توجہ نہیں دیتیں۔ اس لیے ایک ایسی یونیورسٹی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جو اس کمرشل ازم سے ہٹ کر صرف فلاحی بنیادوں پر معاشرے کی تعمیر و ترقی کے لیے نہ صرف دینی علوم کی تعلیم دے بلکہ عمرانی اور سائنسی علوم کی تدریس کا بھی انتظام کرے۔

۲۔ پاکستان میں دینی تعلیم اس وقت زیادہ تر پرائیویٹ سیکٹر میں دینی مدارس کی صورت میں دی جارہی ہے لیکن بدقسمتی سے دینی مدارس کے بارے میں دنیا میں یہ عمومی تاثر قائم ہوگیا ہے کہ یہ مدارس جہاد اور قدامت پرستی اور دہشت گردی کے گڑھ ہیں۔ دنیا کے یہ تاثر قائم کرنے کے تین بڑے سبب ہیں:

- دینی مدارس کا اپنے ہاں جدید علوم نہ پڑھانا
- مستقبل میں بھی جدید علوم پڑھانے سے انکار کرنا
- دینی مدارس کے فارغ التحصیل علماء کا جہاد افغانستان میں شریک ہونا، وہاں حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہوجانا اور وہ حکومت اس طرح چلانا کہ وہ جدید دنیا کے لئے قابل قبول نہ ہو۔

ان وجوہ سے نہ صرف دینی مدارس کے بارے میں دنیا میں خراب تاثر ابھر بلکہ خود اسلام کے بارے میں یہ تاثر عام ہوا کہ یہ تنگ نظری اور دہشت گردی کا دین ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام تو اعتدال، رواداری اور روشن خیالی کا دین ہے اور وہ علم، امن، اخوت اور جدت کا علم بردار ہے۔ لہٰذا دینی مدارس اور دینی تعلیم کے حوالے سے قائم ہوجانے والے اس تاثر کو ختم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پاکستان میں پرائیویٹ سیکٹر میں دینی تعلیم کے ایسے ادارے قائم کئے جائیں جن میں دینی تعلیم کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ساتھ جدید عصری علوم کی تعلیم بھی دی جائے اور دینی تعلیم بھی اس طرح دی جائے کہ وہ جدید اذہان کے لیے قابل قبول ہو۔

۳۔ پاکستان میں اس وقت دینی علوم کی صرف ایک یونیورسٹی ہے جو اسلام آباد میں ہے لیکن یہ یونیورسٹی بین الاقوامی نوعیت کی ہے اور اس کے طلبہ و اساتذہ کی ایک کثیر تعداد دیگر مسلم ممالک سے آتی ہے لہٰذا ایک خالص پاکستانی اسلامی یونیورسٹی کی ضرورت اپنی جگہ ہے۔

۴۔ لاہور پاکستان کا سب بڑا علمی مرکز ہے اور یہاں علمی ادارے اور افراد کثرت سے ہیں۔ یہ پاکستان کا دوسرا بڑا شہر ہے اور ۹ کروڑ آبادی والے صوبہ پنجاب کا دارالحکومت ہے۔ یہاں اسلامی یونیورسٹی کا بنایا جانا نہ صرف ایک بڑے خلاء کو پُر کرے گا بلکہ پاکستان میں دوسرے شہروں کے مقابلے میں لاہور ہی ایک جدید اسلامی یونیورسٹی کا مرکز بننے کی زیادہ صلاحیت رکھتا ہے۔

۵۔ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ پاکستان کی ۸۷ فیصد آبادی مسلمان ہے۔ یہ مسلمان، روایتی طور پر پُر جوش مسلمان ہیں اور نہ صرف خود اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا چاہتے ہیں بلکہ یہ خواہش بھی رکھتے ہیں کہ ان کی اولاد بھی اچھی مسلمان ہو اور اسلامی اصولوں سے وابستہ ہو اور ساتھ ہی دنیا میں بھی ترقی کرے۔ بدقسمتی سے دینی مدارس اس کے لیے موزوں ماحول فراہم نہیں کرتے اس لیے اکثر کھاتے پیتے اور پڑھے لکھے لوگ اپنے بچوں کو دینی مدارس میں نہیں بھجواتے اس کے باوجود کہ وہ اپنی اولاد کو دینی تعلیم دلوانا چاہتے ہیں۔ اس طرح پاکستانی معاشرے میں ایک تعلیمی اور تہذیبی خلاء موجود ہے جسے پُر کیا جانا ضروری ہے۔

۶۔ ہمارے ملک میں ایک بھی دینی ادارہ ایسا نہیں ہے جو ایسے علماء و سکالرز پیدا کر رہا ہو جو غیر مسلم دنیا بالخصوص مغرب کو اس کی زبان میں اور اس کے ماحول کے تناظر میں اسلام پیش کر سکیں اور اسلام کی حقانیت ان پر واضح کر سکیں۔ اس کے برعکس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جو روایتی علماء وہاں جاتے ہیں وہ وہاں جا کر اپنے اپنے مسلک کا پرچار کرتے ہیں اور پاکستانی اسٹائل کے دینی مدارس وہاں قائم کرنا دین کی بہترین خدمت سمجھتے ہیں۔ اس لیے اس امر کی شدید ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ پاکستان میں دینی تعلیم کا کم از کم ایک مرکز تو ایسا ہونا چاہیے جہاں سے فارغ التحصیل ہونے والے علماء و سکالرز یہ صلاحیت رکھتے ہوں کہ وہ اہل مغرب کو دین اسلام ان کی زبان میں اور ان کے ماحول کے تناظر میں سمجھا سکیں تاکہ اسلام کی اعلیٰ و ارفع تعلیمات ان کے ذہن نشین ہو سکیں اور ان کے اذہان و قلوب کو مسخر کر سکیں۔

۷۔ پاکستان کو معتدل ذہن رکھنے والے ایسے روشن خیال علماء و سکالرز کی ضرورت ہے جو ایک طرف مسالک سے بالاتر رہتے ہوئے دینی علوم میں رسوخ رکھتے ہوں تو دوسری طرف جدید علوم اور تقاضوں سے بھی بہت اچھی طرح باخبر ہوں تاکہ معتدل اور روشن خیال مذہبی رجحانات رکھنے والا معاشرہ وجود میں آ سکے۔ معاشرے کی یہ ضرورت اس وقت کہیں سے پوری نہیں ہو رہی اس لیے ایک ایسے علمی اور تعلیمی مرکز کی ضرورت کا احساس ابھرتا ہے جو اس خلا کو پُر کر سکے۔

۸۔ اسلام اور نظریہ پاکستان ہی مملکت خداداد پاکستان کے وجود میں آنے کا سبب بنے اور یہی اس کے بقاء و استحکام کے ضامن ہیں اس لیے پاکستان کی بقاء، سلامتی، استحکام اور خوشحالی کے لیے ضروری ہے کہ اس کی نظریاتی بنیادوں کو مستحکم کیا جائے تاکہ اس کی جغرافیائی بنیادیں بھی مستحکم ہوں اور ہماری آئندہ نسلیں اسلامی اور قومی تفاخر کے ساتھ قوموں کی برادری میں آگے بڑھ سکیں۔

۹۔ پچھلے پچاس سال میں پاکستان میں قائم ہونے والی حکومتوں نے سارے شعبہ ہائے زندگی خصوصاً تعلیم کو اسلامی تناظر میں ڈھالنے میں جس تساہل سے کام لیا ہے اور بین الاقوامی طور پر تعلیم کی سیکولرائزیشن اور گلوبلائزیشن کی اِس وقت جو فضا ہے اس میں حکومت پاکستان سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ کوئی اسلامی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یونیورسٹی قائم کرے گی۔ دوسری طرف برصغیر کے مسلمان پرائیویٹ سیکٹر میں اعلیٰ تعلیمی ادارے قائم کرنے کی شاندار روایت رکھتے ہیں اور انہوں نے نہ صرف ماضی میں دیوبند، علی گڑھ، ندوہ، جامعہ ملیہ، انجمن حمایت اسلام اور کئی دیگر تعلیمی ادارے قائم کئے بلکہ پاکستان بننے کے بعد بھی لاہور (جامعہ اشرفیہ، جامعہ نعیمیہ وغیرہ)، کراچی (دارالعلوم ملیر و نیوٹاؤن)، ملتان، بھیرہ، اکوڑہ خٹک وغیرہ میں بڑے دینی مدارس قائم کئے بلکہ آج بھی ملک بھر میں ہزاروں دینی مدارس کام کر رہے ہیں جن پر کروڑوں روپے ماہانہ خرچ اٹھ رہا ہے۔ لہٰذا یہ توقع بے جا نہیں کہ پرائیویٹ سیکٹر کو متحرک کر کے ایک جدید اسلامی یونیورسٹی بنائی اور چلائی جا سکتی ہے۔

۱۰۔ پاکستان میں موجودہ تعلیمی ثنویت کا ایک بڑا سبب اور مظہر دیوبند اور علی گڑھ کا رول ماڈل تعلیمی اداروں کی شکل اختیار کر جانا ہے لہٰذا اب جو کوئی بھی مدرسہ کھولنا چاہتا ہے وہ بنیادی طور پر دیوبند کی طرز کا درس نظامی پر مبنی مدرسہ کھولتا ہے اور اگر کوئی جدید سکول، کالج اور یونیورسٹی کھولنا چاہتا ہے تو وہ علی گڑھ کی قائم کردہ نہج کو اختیار کرنے پر مجبور ہے کیونکہ دیوبند اور علی گڑھ کے علاوہ کوئی تیسرا تعلیمی رول ماڈل ہمارے سامنے موجود ہی نہیں (ندوہ اور جامعہ ملیہ نے تیسرا رول ماڈل بننے کی کوشش کی لیکن بوجوہ ناکام ہو گئے)۔ لہٰذا اب تعلیم کی بہتری کی یہی صورت ہے کہ ایک تیسرا رول ماڈل تعلیمی ادارہ قائم کیا جائے جو دیوبند اور علی گڑھ کی خوبیوں کا جامع ہو، ان کی کمزوریوں سے پاک ہو اور قدیم و جدید کا حسین امتزاج ہو تاکہ مسلمانوں کی دینی و دنیاوی تعلیمی ضروریات دونوں ایک ہی جگہ سے پوری ہو سکیں۔

ان حالات میں اس امر کی شدید ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ پاکستان میں پرائیویٹ سیکٹر میں ایک نان کمرشل اسلامی فلاحی یونیورسٹی قائم کی جائے جو مذکورہ بالا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



خلاء کو پُر کرے اور ایسے افراد تیار کرے جو پاکستانی معاشرے کو اعتدال اور ترقی کے راستے پر اس طرح ڈال سکیں کہ وہ اپنے دین سے بھی وابستہ ہوں اور اپنے اعلیٰ علمی اور تہذیبی ورثے پر فخر بھی ان کا سرمایۂ حیات ہو۔

## اہداف ومقاصد

سطور بالا سے واضح ہو گیا کہ اس وقت پاکستان میں پرائیویٹ سیکٹر اور خصوصاً لاہور میں ایک نان کمرشل جدید اسلامی اور فلاحی یونیورسٹی قائم کرنے کی شدید ضرورت ہے جس کے اہداف ومقاصد یہ ہوں:

۱۔ ایسے علماء وسکالرز کی تیاری جو پاکستانی معاشرے اور خصوصاً اس کی نسل نو کو اسلام کی ایک متوازن تعبیر کے ساتھ وابستہ رکھ سکیں اور جو غیر مسلم افراد اور قوموں کے سامنے اسلام کی ایک موثر، جاندار اور دل آویز تصویر پیش کر سکیں۔

۲۔ ایسے اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد اور ماہرین تیار کرنا جو ہر شعبۂ زندگی میں پاکستان کی ترقی وخوشحالی میں اہم کردار ادا کر سکیں۔

۳۔ جو تحقیق اور سیرت وکردار کی اعلیٰ روایات کو قائم کر کے مسلم معاشرے کو درپیش چیلنجز سے نمٹنے اور مسائل سے عہدہ برآ ہونے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

۴۔ دینی مدارس کے موجودہ نظامِ تعلیم کی اصلاح کے لیے اقدامات کرنا۔

۵۔ جدید تعلیمی اداروں کے کردار کی، ملک وملت کی اسلامی ضرورتوں کے تناظر میں، تشکیلِ نو میں مدد دینا۔

## ترجیحات اور طریق کار

مجوزہ یونیورسٹی مذکورہ اہداف ومقاصد کے حصول کے لیے جو طریق کار اختیار کرے گی اس کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

۱۔ وہ دینی تعلیم اس طرح دے گی کہ جدید علوم سے آگاہی نصابِ تعلیم کا ایک حصہ ہوگی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ یونیورسٹی میں عمرانی اور سائنسی علوم اس طرح پڑھائے جائیں گے کہ طلبہ اسلامی علوم سے بھی بخوبی واقف ہوں۔

۳۔ مندرجہ بالا مقاصد کے حصول کے لیے بنیادی اور ثانوی دو تخصصات یعنی Double Major کا طریقہ اپنایا جائے گا، مطلب یہ کہ ہر طالب علم کا ایک بنیادی تخصص (Main Major) ہوگا اور ایک ثانوی تخصص (Sub Major)۔ دینی تعلیم کے متخصصین کے لیے جدید علوم کا تعارفی مطالعہ ثانوی تخصص ہوگا جس میں پاس ہونا ان کے لیے ضروری ہوگا۔ اسی طرح عمرانی اور سائنسی علوم کے طلبہ کے لیے دینی علوم کی تدریس ثانوی تخصص ہوگا جس میں پاس ہونا ان کے لیے لازمی ہوگا۔

۴۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ تزکیہ و تربیت پر بھرپور توجہ دی جائے گی اور طلبہ کی تعمیر سیرت و کردار کے لیے خصوصی کوششیں کی جائیں گی تاکہ طلبہ کے پاس محض علم ہی نہ ہو بلکہ وہ اعلیٰ سیرت و کردار کے مالک بھی ہوں۔

۵۔ ہمارے ملک میں عموماً یہ طریقہ مروج ہے کہ گریجوایشن تک عمومی مضامین پڑھائے جاتے ہیں اور پھر اگلے دو سال میں کسی ایک خاص مضمون میں تخصص کروایا جاتا ہے۔ اس طریقے سے طلبہ کی پیشہ ورانہ مہارت خام رہ جاتی ہے۔ بہتر طریقہ وہی ہے جو صدر اسلام میں مروج تھا اور ہمارے ہاں میڈیکل اور انجینئرنگ میں اپنایا جاتا ہے کہ کسی علم یا فن میں مہارت کے لیے کم از کم پانچ چھ سال تک یکسوئی سے محنت کی جائے۔ چنانچہ مجوزہ یونیورسٹی میں ہر تخصص چھ سال کا ہوگا یعنی طالب علم جس مضمون میں ایم اے کرنا چاہے گا وہ اسے میٹرک کے بعد سے مسلسل چھ سال تک پڑھایا جائے گا۔

۶۔ مجوزہ یونیورسٹی کو ایک اعلیٰ علمی اور فکری مرکز بنانے کے لیے تحقیق پر خصوصی توجہ دی جائے گی۔ ایک وسیع لائبریری قائم کی جائے گی اور دوسری تحقیقی سہولتیں مہیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی جائیں گی اور ایم فل اور پی ایچ ڈی پروگرام شروع کیے جائیں گے۔

۷۔ اگرچہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی اہمیت مسلمہ ہے اور مجوزہ یونیورسٹی میں بھی ان سے صرف نظر نہیں کیا جائے گا لیکن اس حقیقت کے پیش نظر کہ دینی اور عمرانی علوم ہی دراصل وہ علوم ہیں جو انسان سازی کرتے ہیں اور معاشرے کو وہ بنیادی انسانی لوازمہ مہیا کرتے ہیں جو ہر قسم کی ترقی کی بنیاد فراہم کرتا ہے، اس لیے اسلامی علوم کے ساتھ ساتھ مجوزہ یونیورسٹی کی ترجیحات میں عمرانی علوم کی تدریس سرفہرست ہوگی خصوصاً تربیت اساتذہ، ابلاغ عامہ، معاشیات اور قانون وغیرہ کی تدریس وتحقیق تاکہ معاشرے کی تعمیر وترقی کے لیے موزوں افرادکار کی کھیپ میسر آسکے۔ یادرہے کہ پرائیویٹ سیکٹر میں بننے والی نئی یونیورسٹیوں میں عام طور پر عمرانی علوم سے صرف نظر کیا جاتا ہے کیونکہ ان شعبوں کی تدریس سے زیادہ آمدنی حاصل نہیں ہو پاتی۔ مجوزہ اسلامی یونیورسٹی کے پیش نظر چونکہ نفع اندوزی نہیں اس لیے یونیورسٹی ان شعبوں کو اہمیت دے گی۔

۸۔ مجوزہ یونیورسٹی ایک اقامتی یونیورسٹی ہوگی تاکہ طلبہ کو فکرونظر کی یکسوئی میسر آسکے۔

۹۔ مجوزہ یونیورسٹی ایک نان کمرشل اور فلاحی ادارہ ہوگی جس میں طلبہ سے محض اتنی فیسیں وصول کی جائیں گی جن سے ادارے کے اخراجات پورے ہوسکیں۔ گویا اس ادارے کو نہ نفع نہ نقصان (No-profit No-loss) کی بنیاد پر چلایا جائے گا۔

۱۰۔ مجوزہ یونیورسٹی ہر قسم کے دینی وسیاسی مسلک اور تحزب سے بالاتر رہتے ہوئے خالصتاً تعلیم، تربیت اور تحقیق کے شعبوں میں خدمات انجام دے گی۔

۱۱۔ مجوزہ یونیورسٹی میں حصول کمال یعنی کوالٹی اور ایکسی لینس کو بنیادی اہمیت دی جائے گی تاکہ قوم کے لیے بہترین افراد تیار کیے جاسکیں جو ہر شعبۂ زندگی میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نمایاں خدمات انجام دے سکیں۔

۱۲۔ مجوزہ یونیورسٹی اگرچہ اعلیٰ تعلیم کا ادارہ ہوگی تاہم یہ یقینی بنانے کے لیے کہ اسے پہلے مرحلے پر ہی موزوں طلبہ میسر آسکیں وہ ایک ماڈل اسکول بھی قائم کرے گی اور یہ کوشش بھی کرے گی کہ اس طرح کے بہت سے ماڈل اسکول قائم ہو جائیں تا کہ اسے بہترین طلبہ ابتداء ہی سے میسر آنے لگیں۔

۱۳۔ مجوزہ یونیورسٹی دینی مدارس کی اصلاح کے لیے ایک بھرپور پروگرام وضع کرے گی۔ وہ مدارس کے اساتذہ کو تربیت دے گی، ان کے فارغ التحصیل طلبہ کی ان مضامین میں تعلیم وتربیت کا اہتمام کرے گی جو وہ مدارس میں نہیں پڑھ سکے۔ مجوزہ جامعہ دینی مدارس کو اصلاح نصاب میں مدد دے گی اور جو مدارس اس کے نصاب کو قبول کرلیں گے، ان کے امتحان لے کر ان کو منظور شدہ یونیورسٹی ڈگری دے گی۔ اسی طرح وہ مدارس کے طلبہ کو اسلامی علوم کے علاوہ مختلف سماجی علوم میں مناسب تیاری کے بعد ایم فل اور پی ایچ ڈی کی تعلیم دے گی۔ مقصود یہ ہے کہ مدارس کے طلبہ مرکزی معاشرتی دھارے (Mainstream Life) کے قریب آجائیں۔ اس سے معاشرے میں ہم آہنگی پیدا ہوگی اور موجودہ تعلیمی ثنویت نے جس فکری وعملی انتشار اور دیگر مسائل کو جنم دیا ہے، ان کی شدت بتدریج کم ہوتی چلی جائے۔

۱۴۔ مجوزہ جامعہ کے تعلیمی منہج کی تکمیل تین مراحل میں ہوگی: پہلے مرحلے میں اسلامی علوم اور بعض عمرانی علوم کی تدریس سے ابتداء، دوسرے مرحلے میں اسلامی اور عمرانی علوم کی توسیع اور سکول سسٹم کا قیام اور تیسرے مرحلے میں سائنس و ٹیکنالوجی کی تدریس وتربیت۔

۱۵۔ اسی طرح پہلے مرحلے میں طلبہ کی تربیت کا اہتمام کیا جائے گا اور دوسرے مرحلے میں مجوزہ پروگراموں میں طالبات کی شمولیت کو یقینی بنایا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۱۶۔ مجوزہ جامعہ اپنے Double Major کے تصور کے ساتھ اور اپنی دیگر خصوصیات کی بناء پر پاکستان بھر بلکہ ملت اسلامیہ کی ایک منفرد یونیورسٹی ہوگی جس کے اپنے منفرد نصابات ہوں گے اور انہی کے مطابق اساتذہ کی فراہمی و تربیت کا انتظام کیا جائے گا۔ یہ یونیورسٹی نظام تعلیم سے ثنویت کے خاتمے کے سلسلے میں ایک نئے رجحان کی نمائندہ ہوگی۔

۱۷۔ مجوزہ یونیورسٹی نہ صرف نسلِ نو کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرے گی بلکہ یہ ان لوگوں کی بھی خدمت کرے گی جو رسمی تعلیم سے فارغ ہو چکے ہوں۔ جامعہ ایسے لوگوں کے لیے مقامی مراکز اور فاصلاتی نظام تعلیم کے ذریعے ان کے علم میں اضافے اور ان کی تربیت کی سعی کرے گی۔

۱۸۔ مجوزہ جامعہ اسلامی اور عمرانی علوم کے ساتھ سائنسی علوم اور جدید ٹیکنالوجی میں نہ صرف اعلیٰ تعلیم کا انتظام کرے گی بلکہ اس کی یہ سعی بھی ہوگی کہ اس کا ہر گریجوایٹ خواہ وہ اسلامی علوم کی تعلیم حاصل کر رہا ہو یا عصری علوم کی، جدید انفارمیشن ٹیکنالوجی سے استفادہ کر سکے تاکہ وہ جدید ماحول میں عصری تقاضوں کو پورا کر سکے، عصری چیلنجز سے عہدہ برآمد ہونے کے قابل ہو اور معاشرے کی رہنمائی کر سکے۔

۱۹۔ یہ یونیورسٹی چونکہ فقہی مسالک سے بالاتر ہو کر کام کرے گی اس لیے معاشرے میں یک جہتی اور دینی اخوت میں اضافے کا سبب بنے گی اور فرقہ واریت و مسلک پرستی کے رجحانات کی حوصلہ شکنی کا سبب بنے گی۔

۲۰۔ یہ یونیورسٹی اتحاد امت کا مظہر اور اس کی نقیب ہوگی۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## حصہ دوم

# تعلیمی و تحقیقی پروگرام (Academic Planning)

پیشتر اس کے کہ ہم مجوزہ یونیورسٹی کے تعلیم منصوبوں کے بارے میں کچھ عرض کریں، مناسب محسوس ہوتا ہے کہ تعلیم و تربیت کی اہمیت، پاکستان میں تعلیم کی مشکلات اوران کے حل کے بارے میں کچھ عرض کر دیا جائے کیونکہ ان معروضات کی روشنی ہی میں مجوزہ یونیورسٹی کے تعلیمی منصوبوں کا جواز سمجھ میں آسکے گا۔

### تعلیم کی اہمیت

کسی بھی معاشرے میں نظام تعلیم و تربیت کا کردار یہ ہوتا ہے کہ وہ ایسے افراد تیار کرتا ہے جو اس معاشرے کے عقائد و اعمال سے مطابقت رکھتے ہوں لہٰذا ہر وہ معاشرہ جو اپنی بقاء، استحکام اور استمرار میں دلچسپی رکھتا ہے وہ اپنی نئی نسل کی تربیت ایسے کرتا ہے جو ان بچوں کو کل کے مفید شہری بنا سکے، ایسے شہری جو معاشرے کے اختیار کردہ فکر و عمل کے مطابق زندگی بسر کریں تاکہ فرد اور معاشرے میں کوئی تضاد پیدا نہ ہو۔ اب ظاہر ہے کہ پاکستانی معاشرے میں غالب اکثریت مسلمانوں کی ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر مسلمان، مسلمان کی حیثیت سے جینا اور مسلمان کی حیثیت سے مرنا چاہتا ہے (یہی وجہ ہے کہ ہر مسلمان دعاء کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے مرتے وقت کلمہ نصیب کرے) لہٰذا یہ ناگزیر ہے کہ ہمارا نظام تعلیم ایسا ہو جو ہمارے بچوں کو اچھا مسلمان بنائے، فکری لحاظ سے بھی اور عملی لحاظ سے بھی۔ مزید یہ کہ چونکہ اسلام دین و دنیا میں تفریق نہیں کرتا لہٰذا ضروری ہے کہ ہم اپنے بچوں کی ایسی تعلیم و تربیت کا انتظام کریں جو ان کی دنیا بھی سنوارے اور آخرت بھی، ان کو دنیا میں بھی کامیاب کرے اور عاقبت میں بھی۔

اس سے نظام تعلیم و تربیت کی اہمیت واضح ہوگئی کہ یہ نظام تعلیم و تربیت ہی ہے جو ہماری دینی و دنیاوی کامیابی کا ضامن ہے۔ چونکہ بچے کا ذہن و قلب ایک صاف سلیٹ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی مانند ہوتا ہے جس پر جو چاہے لکھا جا سکتا ہے اس لیے ابتداء ہی سے بچے کی تعلیم و تربیت ایسی ہونی چاہیے جو اسے دنیا میں بھی ایک کامیاب انسان بنائے اور آخرت میں بھی۔ نظام تعلیم کی اس اہمیت کے باوجود، افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم نے بحیثیت قوم اس کو وہ اہمیت نہیں دی جس کا یہ مستحق تھا اور یہی ہمارے تخلف اور پسماندگی کا سبب ہے۔ اگر ہم اپنے نظام تعلیم و تربیت پر ایک تجزیاتی اور تنقیدی نگاہ ڈالیں تو جو صورت حال ہمارے سامنے آتی ہے وہ یہ ہے:

ہمارے تعلیمی نظام کی کمزوریاں

ہمارے نظام تعلیم کی اہم، بنیادی اور اصولی کمزوریاں یہ ہیں:

۱۔ ہمارے ہاں تعلیم کم ہے۔ حکومتی اعداد و شمار کے مطابق ۴۶ فیصد اور غیر رسمی اندازوں کے مطابق ۴۰ فیصد سے بھی کم۔ ہم اپنے جی ڈی پی کا اندازاً دو فیصد تعلیم پر خرچ کرتے ہیں۔ اعلیٰ تعلیم کی شرح دو فیصد سے بھی کم ہے۔ دیہات میں (جہاں ۸۰ فیصد آبادی رہتی ہے) مردوں میں شرح تعلیم ۲۰ فیصد اور خواتین میں ۱۸ فیصد سے زیادہ نہیں۔

۲۔ جو تعلیم موجود ہے، وہ غیر معیاری ہے۔ ہمارے اکثر گریجوایٹ انگریزی اور اردو میں صحیح درخواست تک نہیں لکھ پاتے۔ یہی وجہ ہے کہ بیرون ملک ہماری ڈگریوں کی وقعت نہیں اور ہمارے طلبہ کو اکثر اس سطح کے امتحانات دوبارہ دینے پڑتے ہیں جو وہ ملک سے پاس کر کے جاتے ہیں۔

۳۔ ہمارے ہاں تحقیق کی روایت پختہ نہیں ہوئی۔ اچھی لائبریریاں اور لیبارٹریاں نہ ہونے کے برابر ہیں اور نہ معاشرتی و حکومتی ڈھانچہ حریت فکر اور تحقیق کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

۴۔ جو تعلیم بری بھلی موجود ہے اس میں بھی تربیت و تزکیہ کو بنیادی اہمیت نہیں دی جاتی حالانکہ تعلیم محض ایک وسیلہ ہے اور اس کی حقیقی و آخری غرض و غایت، حاصل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کیے گئے علم کے مطابق شخصیت کی تعمیر ہے۔ تعمیر سیرت و کردار کے بغیر تعلیم فرد اور سوسائٹی کے لیے نفع بخش ہو ہی نہیں سکتی۔

۵۔ ہماری تعلیم نظریاتی سمت سے محروم ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ مغربی تہذیب کے بارے میں ہمارا نقطۂ نظر غلط ہے۔ بلاشبہ مغرب اس وقت تعلیم خصوصاً سائنس و ٹیکنالوجی میں ہم سے بہت آگے ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ حکمت مومن کی گم شدہ میراث ہوتی ہے وہ جہاں بھی ہو اسے لے لینی چاہیے لیکن اس کا طریقہ یہ نہیں کہ ہم اپنے نظریات چھوڑ کر مغرب کی اندھی نقالی شروع کر دیں بلکہ اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنے بچوں کو تعلیم اپنے ماحول اور اپنے نظریات کے مطابق دیں البتہ مغرب سے وہ چیزیں، جو خلاف اسلام نہیں، لے لیں جیسے سائنس و ٹیکنالوجی۔

نکتے کی بات یہ ہے کہ مغرب کی ترقی کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے اس نظریۂ حیات سے پوری قوت سے وابستہ ہے جس پر وہ یقین رکھتا ہے۔ اسی طرح ہم بھی صرف اس وقت ترقی کر سکتے اور دنیا میں کامیاب ہو سکتے ہیں جب ہم اپنے نظریۂ حیات (اسلام) سے وابستہ ہو جائیں اور یہ چیز مغرب سے محتاط استفادے میں مانع نہیں بشرطیکہ ہم 'خذ ما صفا ودع ما کدر' کے اصول پر عمل کریں یعنی جو چیز اچھی ہو، ہمارے نظریۂ حیات سے مطابقت رکھتی ہو وہ لے لیں اور جو چیز غلط اور ہمارے نظریۂ حیات سے متصادم ہو، اسے چھوڑ دیں۔

ہمارے نظام تعلیم کے نظریاتی سمت سے محرومی کے چند بڑے مظاہر یہ ہیں:

۱۔ تعلیم کی ثنویت (Dichotomy) یعنی جدید تعلیم مسٹر پیدا کر رہی ہے اور دینی تعلیم مولوی۔ تعلیم کے یہ دونوں دھارے آپس میں کہیں نہیں ملتے۔

۲۔ دینی تعلیم، جو پرائیویٹ سیکٹر میں دینی مدارس میں دی جاتی ہے، جدید علوم پڑھنے اور عصری تقاضوں کو سمجھنے میں مزاحم ہے۔ وہ فرقہ واریت پر مبنی ہے اور شخصیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں وسعت اور رواداری پیدا نہیں ہونے دیتی۔

۳۔ ہماری جدید تعلیم مغرب کی اندھی نقالی پر مصر ہے اور مسلم نظریۂ حیات سے وابستگی نہ اس کا ہدف ہے اور نہ وہ اس کے لیے کوشاں ہے۔ یوں لگتا ہے وہ بچوں کو مسلمان اور پاکستانی کی بجائے امریکی اور برطانوی بنانا چاہتی ہے۔

۴۔ دینی تعلیم والوں کا رول ماڈل دیوبند ہے اور جدید تعلیم والوں کا علی گڑھ۔ ان میں سے اول الذکر جامد مذہبیت پر مبنی ہے اور دوسرا مغربی فکر ونظر سے مرعوبیت پر۔ سوئے اتفاق یہ کہ کوئی تیسرا تعلیمی رول ماڈل موجود ہی نہیں۔ لہٰذا آج اگر کوئی بھلا آدمی دینی تعلیمی ادارہ قائم کرنا چاہے تو وہ مجبور ہے کہ دیوبند طرز کی نقل کرے اور اگر کوئی سکول کالج کھولنا چاہے تو علی گڑھ طرز کی نقل کرے۔ جب کہ ہماری بنیادی ضرورت یہ ہے کہ ہم تیسرا تعلیمی ماڈل کھڑا کریں جس میں دیوبند اور علی گڑھ کی خوبیاں تو موجود ہوں لیکن وہ ان کی خامیوں سے پاک ہو۔

## حل

اس صورت حال کا علاج یہی ہے کہ ملت کے دردمند عناصر اس کی اصلاح کے لیے کوششیں کریں۔ یہ ہمارا معاشرہ ہے اور ہم ہی اس کی اصلاح کے مکلّف ہیں نہ کہ کوئی دوسرا۔ ظاہر ہے کسی ایک فرد یا ادارے کے بس میں نہیں کہ وہ ان سب امور کی اصلاح کر سکے۔ ان امور کی نشان دہی کر کے اہل درد اور اہل علم وفکر کو اس کی اصلاح کی طرف متوجہ کرنا بھی ایک قدم ہے اور اس مقصد کے حصول کی طرف ایک بڑا قدم یہ بھی ہے کہ کم از ایک تعلیمی ادارہ تو اس طرح کا قائم کر دیا جائے جو مذکورہ نقائص سے پاک ہو۔ لاہور میں پرائیویٹ سیکٹر میں ایک جدید اسلامی یونیورسٹی قائم کرنے سے ہمارے پیش نظر یہی ہے کہ ایک تیسرا رول ماڈل تعلیمی ادارہ قائم کیا جائے جو مذکورہ تعلیمی فروگزاشتوں سے بچ کر چلے۔

اس پس منظر کی وضاحت کے بعد اب ہم عرض کریں گے کہ ہم جو جدید اسلامی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یونیورسٹی قائم کرنے چلے ہیں اس کا تعلیمی پروگرام کیا ہوگا؟

## مجوزہ یونیورسٹی کی تعلیمی اسکیم

اگرچہ اس یونیورسٹی کی ترجیحات کی طرف پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے لیکن اس کی تعلیمی اسکیم کی تفصیلات دینے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تعلیمی ترجیحات کا ایک دفعہ پھر واضح انداز میں ذکر کر دیا جائے:

۱۔ اس یونیورسٹی کا ہر ایم اے آٹھ سالہ تخصص پر مبنی ہوگا۔ (دو سالہ اعلیٰ ثانوی، چار سالہ گریجوایشن اور دو سالہ ایم اے)

۲۔ ہر تخصص ڈبل میجرز (Double Majors) پر مبنی ہوگا۔

۳۔ اسلامی علوم کے بعد عمرانی وسماجی علوم اس کی پہلی ترجیح ہوں گے۔

۴۔ زبانوں میں مہارت چونکہ علم حاصل کرنے کا منبع ہے لہٰذا پہلے مرحلے ہی میں اردو، انگریزی اور عربی میں مہارت حاصل کرنے پر پورا زور صرف کیا جائے گا۔

۵۔ تربیت یعنی تعمیر شخصیت وکردار اس کی غایت ہوگا۔

۶۔ علوم کا تقابلی مطالعہ اس کے علمی منہج کی جان ہوگا۔

۷۔ حصول کمال (Excellence) اس کا ہدف ہوگا۔

۸۔ انٹرمیڈیٹ کا امتحان، فی الحال، لاہور سیکنڈری بورڈ سے دلوایا جائے گا۔

ان اساسات پر مبنی مجوزہ جامعہ کی تعلیمی اسکیم بنیادی طور پر چار کلیات (Faculties) پر مشتمل ہوگی:

۱۔ کلیۃ العلوم الدینیہ / فیکلٹی علوم دینیہ (Faculty of Religious Sciences)

۲۔ کلیۃ اللغات / فیکلٹی آف لینگویجز (Faculty of Languages)

۳۔ کلیۃ العلوم الاجتماعیہ / فیکلٹی آف سوشل سائنسز (Faculty of Social Sciences)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۴۔ كـلية العلوم والتكنولوجيه / فیکلٹی آف سائنس وٹیکنالوجی (Faculty of Science & Technology)

اب ہم ان کلیات اور ان کے ذیلی شعبوں کا مختصر تعارف کروائیں گے:

# كلية العلوم الدينية / فیکلٹی علوم دینیہ

(Faculty of Religious Sciences)

## اہداف

یہ مجوزہ یونیورسٹی کا بنیادی ترین ادارہ ہے جو اسلامی علوم کے مختلف شعبوں میں تدریس و تحقیق کی سہولتیں فراہم کرے گا۔ اس کے پیش نظر یہ ہے کہ ایسے علماء اور سکالر تیار کیے جائیں جو اسلامی علوم کی مختلف شاخوں میں مہارت رکھتے ہوں، اعلیٰ اخلاق و کردار کے مالک ہوں، جدید علوم سے بخوبی واقف ہوں، عصر حاضر کے تقاضوں کو سمجھتے ہوں، مسلم معاشرے کو درپیش جدید مسائل میں اس کی رہنمائی کر سکتے ہوں اور امت کو درپیش چیلنجز سے نمٹنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

## تخصصات

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ مجوزہ یونیورسٹی کا ہر شعبہ دو تخصصات کا حامل ہوگا۔ اسی طرح کلیۃ العلوم الدینیہ کا بنیادی تخصص مطالعۂ علوم اسلامیہ ہوگا جس کے چار شعبے ہوں گے۔ ۱۔ شعبہ دعوت و تربیت ۲۔ شعبہ اصول الدین (قرآن و سنت) ۳۔ شعبہ الشریعہ (فقہ و اصول فقہ) اور ۴۔ شعبہ العقیدہ۔

### شعبہ الدعوۃ والتربیہ

یہ شعبہ مجوزہ یونیورسٹی کی جدت فکر اور انفرادیت کا ایک نمونہ ہے کیونکہ ہمارے علم کی حد تک دنیا کی کسی یونیورسٹی میں اس وقت اس طرح کا کوئی شعبہ موجود نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس شعبے کے پیش نظر یہ ہے کہ وہ ایسے افراد تیار کرے جو اپنی ذاتی زندگی میں اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ نہ صرف بنیادی اسلامی علوم میں مہارت رکھتے ہوں بلکہ وہ اسلام کو اعلیٰ عملی وفکری سطح پر مسلموں اور غیر مسلموں کے سامنے پیش کرسکیں یعنی وہ بہترین داعی ہوں۔ اس کے ساتھ ہی انہیں اس امر کے لیے بھی تیار کیا جائے کہ وہ صحیح اسلامی اصولوں کے مطابق لوگوں کی اصلاح وتربیت کا کام کرسکیں۔ جس طرح داعی کے لیے موثر ابلاغ ایک فن ہے اسی طرح لوگوں کی اصلاح اور تربیت بھی ایک خصوصی فن ہے۔ یہ شعبہ ان دونوں امور میں طلبہ کو خصوصی تربیت دے گا تاکہ وہ اعلیٰ علمی وفکری سطح پر نہ صرف دین کو پیش کرسکیں بلکہ عملاً لوگوں کی اصلاح وتربیت بھی کرسکیں۔ تقابل ادیان بھی اس تخصص کے نصاب کا حصہ ہوگا تاکہ طلبہ دوسرے ادیان کی تعلیمات سے بھی واقف ہوسکیں اور اسلام کے محاسن اور حقانیت کے اثبات کے لیے انہیں تقابلی مطالعے کے بعد ایک مستحکم علمی اساس میسر آجائے۔ ایک عالمی زبان سیکھنا بھی اس پروگرام کا حصہ ہوگا تاکہ فارغ التحصیل سکالرز کے لیے دوسرے معاشروں تک براہ راست رسائی ممکن ہوسکے۔

## شعبہ اصول الدین

قرآن وسنت ہمارے دین کے بنیادی مآخذ ہیں اور ان کی اہمیت مسلمہ ہے لہٰذا قرآن اور علوم القرآن اور حدیث اور علوم الحدیث کا تفصیلی اور تحقیقی مطالعہ ہر اس شخص کے لیے ناگزیر ہے جو دینی علوم میں درک پیدا کرنا چاہتا ہو۔ یہ بات دینی علوم کے ہر شعبے اور تخصص پر صادق آتی ہے لیکن اس کے باوجود ضروری تھا کہ دینی علوم کا ایک تخصص بالخصوص ایسا ہو جس میں صرف قرآن وسنت ہی کے مختلف پہلوؤں پر ترکیز ہو۔ اس کے لیے کلیۃ العلوم الدینیہ میں اصول الدین کا شعبہ قائم کیا گیا ہے جس میں طلبہ میٹرک کے بعد چھے سال تک صرف قرآن وسنت ہی پڑھیں گے اور انہی کے علوم پر تحقیقی مقالے لکھیں گے اور انہی میں، اگر وہ چاہیں تو، ایم فل اور پی ایچ ڈی کریں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## شعبہ الشریعہ

دینی علوم میں سے وہ شعبہ جو سب سے بھاری بھر کم ہے اور غالباً باقی سارے علوم پر اتنا کچھ نہیں لکھا گیا جتنا صرف ایک شعبے پر لکھا گیا ہے وہ ہے فقہ، اس لیے کہ اس کا تعلق ہماری روزمرہ کی زندگی اور معاملات سے ہے اور زمان ومکان کی تبدیلی، رسم و رواج کے تغیر، تمدنی ترقی، تسخیر کائنات اور انسانی فکر وعمل کی جولانی ایسے امور ہیں جو انسانی معاملات کو بحر ناپیدا کنار کی طرح پھیلا دیتے ہیں لہٰذا ہر عہد اور معاشرے میں ایسے فقہاء کی موجودگی ضروری ہے جو قرآن وسنت کی روشنی میں نو بہ نو مسائل کا حل دریافت کرسکیں اور اس طرح لوگوں کو دین سے وابستہ رکھ سکیں۔

فقہ کے ساتھ اصول فقہ کا علم بھی ضروری ہے کیونکہ اصول فقہ ہی وہ علم ہے جو نصوص شرعیہ سے قیاس واستنباط کا طریقہ سکھاتا ہے اور ان معیارات کا علم مہیا کرتا ہے جو کسی حکم شرعی کو جواز مہیا کرتے ہیں۔ اس لیے کوئی آدمی فقیہ، مفتی اور مجتہد نہیں ہوسکتا جب تک وہ فقہ کے ساتھ ساتھ اصول فقہ کا علم حاصل نہ کرے۔ پھر سارے مدارس دینیہ میں فقہ واصول فقہ کا مطالعہ عام طور پر مسلکی بنیادوں پر کیا جاتا ہے اور تقابلی مطالعے کا اہتمام نہیں کیا جاتا اور یہی چیز بالآخر مسلک پرستی اور تعصب کی طرف لے جاتی ہے لہٰذا فقہ اور اصول فقہ میں تقابلی مطالعہ ضروری ہے، نہ صرف اہل سنت کے مذاہب کے درمیان بلکہ اہل تشیع اور جدید قوانین واصول قانون کے ساتھ بھی۔ اس سے دل ودماغ میں وسعت پیدا ہوگی اور رواداری اور باہمی افہام وتفہیم کا ماحول پیدا ہوگا جو اتحاد امت اور مسلم عوام وخواص میں اخوت اور یگانگت پیدا کرنے کے لیے انتہائی ضروری ہے۔

## شعبہ العقیدہ

الدعوۃ والتربیہ، اصول الدین اور الشریعہ کے علاوہ چوتھا تخصص جو ایم اے علوم اسلامیہ میں کروایا جائے گا وہ العقیدہ میں ہوگا۔ عقائد کی اہمیت مسلمہ ہے کیونکہ عقیدہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہی ہر قسم کے علم وعمل اور فکر و تہذیب کی بنیاد ہوتا ہے۔ اسلام کے بنیادی عقائد وحی کی اساس رکھنے کی وجہ سے مستحکم اور ناقابل تغیر ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ زمان و مکان کی تبدیلی سے اور دوسری تہذیبوں اور ان کے علوم و عقائد سے مخالطت کے بعد سب سے بڑا چیلنج عقائد ہی کو درپیش ہوتا ہے اور صدر اسلام میں شیعہ اور خوارج سے لے کر یونانی فکر و فلسفے کے نتیجے میں قدریہ، جہمیہ، مرجئہ کا ابھرنا اور متکلمین (اشاعرہ، ماتریدیہ) کی کاوشیں اور عصر حاضر میں کمیونزم اور مغربی تہذیب کے مسلم عقائد پر اثرات اور ان کے نتیجے میں قادیانی، بہائی، پرویزی مسالک کا ظہور وغیرہ۔ پھر مسلم معاشرے کی کمزوریوں کا ایک بڑا سبب عقائد پر پختہ یقین نہ ہونا، ان کی اہمیت کو نہ سمجھنا اور بدعات و گمراہیوں میں مبتلا ہو کر اور غیر اسلامی نظریات سے متاثر ہو کر دین سے دور ہو جانا ہے۔ یہ سب چیزیں اس امر کا تقاضا کرتی ہیں کہ مسلم عقائد کا بطور ایک تخصص مطالعہ کیا جائے تاکہ عقائد کی اہمیت ذہنوں میں راسخ ہو اور یہ فرد کی تعمیر سیرت اور امت کی نشأۃ ثانیہ میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

جہاں تک فیکلٹی علوم دینیہ کے ثانوی تخصص کا تعلق ہے وہ جدید علوم کا تعارفی مطالعہ ہوگا۔ اس ثانوی تخصص میں مندرجہ ذیل مضامین شامل ہوں گے:

۱۔ انگریزی زبان

۲۔ مغربی فکر و تہذیب کا تعارفی و تقابلی مطالعہ (Western Thought and Civilization : An Introductory and Comparative Study)

۳۔ مغرب کے سماجی علوم کا تعارفی و تقابلی مطالعہ (Modern Social Sciences : An Introductory and Comparative Study)

۴۔ مغرب کے سائنسی علوم کا تعارفی و تقابلی مطالعہ (Modern Natural Sciences : An Introductory and Comparative Study)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۵۔ کمپیوٹر سائنس یا انفارمیشن ٹیکنولوجی

(Computer Science/Information Technology)

اس ثانوی تخصص سے مقصود یہ ہے کہ ہمارے علماء کرام اور سکالرز مغربی تہذیب کی علمی اور فکری بنیادوں تک رسائی حاصل کر سکیں اور اس فکری اساس پر جن علوم کی نشو ونما ہوئی ہے اور جو تہذیب پروان چڑھی ہے، اس کی تفہیم حاصل کر سکیں اور اس کے ساتھ اسلامی علوم اور تہذیب سے اس کا تقابلی مطالعہ کر کے مغربی فکر و تہذیب کے مالہ و ماعلیہ کا مکمل ادراک حاصل کر سکیں۔

### مدت تدریس

میٹرک پاس طلبہ آٹھ سال میں علوم اسلامیہ کے بنیادی تخصصات میں سے کسی ایک تخصص میں ایم اے علوم اسلامیہ کی ڈگری حاصل کریں گے۔ اس کے بعد علوم اسلامیہ میں ایم فل اور پی ایچ ڈی کی بھی گنجائش ہوگی۔

## عوام اور جدید تعلیم یافتہ لوگوں کی دینی تعلیم وتربیت کا پروگرام

### مرکز برائے عوامی اسلامی تعلیم وتربیت

(Mass Islamic Education and Training Center)

یونیورسٹی اپنے عموم میں اگرچہ اعلیٰ تعلیم وتربیت کا ادارہ ہوتی ہے لیکن وہ بوقت ضرورت نچلی سطح کی تعلیم کا انتظام بھی کر سکتی ہے۔ اس حقیقت کے پیش نظر کہ ہمارے ہاں جدید تعلیم میں دینی علوم کا حصہ بہت کم ہے، جو لوگ جدید تعلیم بلکہ اعلیٰ جدید تعلیم بھی حاصل کر لیتے ہیں وہ بھی دینی تعلیم کے ضرورت مند ہوتے ہیں اور ان میں سے بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں جو دینی تعلیم حاصل کرنے کا شوق بھی رکھتے ہیں۔ ان لوگوں کی دینی تعلیم وتربیت کا چونکہ معاشرے میں کوئی اہتمام نہیں اس لیے مجوزہ جامعہ کی فیکلٹی علوم دینیہ ان لوگوں کی دینی تعلیم وتربیت کے لیے ایک مرکز بعنوان 'مرکز برائے عوامی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اسلامی تعلیم وتربیت' قائم کرے گی۔اس مرکز کے پانچ شعبے ہوں گے:

## ا۔سرٹیفکیٹ اور ڈپلومہ کورسز

یہ مرکز ان جدید تعلیم یافتہ افراد کے لیے جو عصر یا مغرب کے وقت دین سیکھنا چاہتے ہیں، چھ ماہ کے سرٹیفکیٹ کورسز اور ایک سال کے ڈپلومہ کورسز شروع کرے گا۔ جو طلبہ اس تعلیم کو مزید جاری رکھنا چاہیں گے ان کے لیے ایڈوانس ڈپلومہ کورسز ترتیب دیے جائیں گے۔

## ۲۔حلقہ ہائے ترجمۂ قرآن وفہم دین

یہ مرکز، مساجد کے ائمہ وخطباء اور عوام الناس سے درخواست کرے گا کہ وہ مساجد اور اپنے گھروں میں ترجمۂ قرآن کے حلقے قائم کریں۔ ان حلقوں کے کام کرنے کے رہنما خطوط یہ ہوں گے:

- قرآن حکیم کا لفظی ترجمہ سکھایا جائے۔
- تفصیلات اور تفسیر سے گریز کیا جائے۔
- مسلکی اور اختلافی مباحث ہرگز نہ چھیڑے جائیں۔
- روزانہ پندرہ بیس منٹ سے زیادہ وقت نہ لیا جائے
- وقت کا تعین شرکاء کی سہولت سے کیا جائے (عموماً مغرب یا عشاء کے بعد کا وقت موزوں ہوتا ہے)
- طلبہ کے پاس بغیر ترجمے کے (یعنی معرّٰی) پارے ہونے چاہئیں۔
- استاد تین چار دفعہ دہرانے کے بعد سب طلبہ سے اسی وقت سبق سنے۔ طلبہ کی تعداد اگر آٹھ دس سے زیادہ ہو تو مختلف طلبہ سے اس طرح سنے کہ آئندہ دنوں میں سب کی باری آئے۔
- قرآن کے جو عربی الفاظ اور ان کے اشتقاقات اردو میں مستعمل ہیں، ان کی نشان دہی لازماً کی جائے تاکہ طلبہ ان سے موانست محسوس کریں اور ان کا حافظہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور فہم انہیں بآسانی محفوظ کر سکے۔

- پورا قرآن اسی طرح ختم کیا جائے (دو تین مہینے کا مختصر کورس نہ ہو) چونکہ بتدریج رفتار بڑھ جاتی ہے اس لیے روزانہ پندرہ منٹ دینے کے باوجود ان شاء اللہ ڈیڑھ دو سال کے اندر قرآن حکیم کا ترجمہ مکمل ہو جائے گا۔
- ایک پارہ ختم ہونے کے بعد صرف ونحو کے بنیادی قواعد طلبہ کو سکھا دیے جائیں خصوصاً ان کو الفاظ کا مادہ نکالنے کا طریقہ سکھا دیا جائے۔
- اگر مندرجہ بالا حلقہ ہائے قرآن ملک میں بکثرت قائم ہو جائیں تو اس سے رجوع الی القرآن کی ایک تحریک پیدا ہو جائے گی جو معاشرے کے دینی احیاء میں بنیادی کردار ادا کرے گی۔
- ان حلقہ ہائے قرآن میں فہم دین کے تین چار ماہ کے مختصر پروگرام بھی رکھے جائیں گے جن میں نماز اور روزمرہ استعمال کی قرآنی سورتوں کا لفظی ترجمہ، قرآنی اور مسنون دعائیں یاد کرنا اور ان پر عمل کرنا، بنیادی عقائد، اوامر ونواہی، حقوق وفرائض، حلال وحرام کی تمیز اور دینی زندگی گزارنے کا شعور زندہ کرنے پر ترکیز شامل ہو۔
- ان حلقوں میں ترجمۂ قرآن اور فہم دین کی کلاسیں خواتین کے لیے الگ ہوں گی۔ طلبہ وطالبات کے لیے خصوصی پروگرام گرمیوں کی چھٹیوں اور امتحانات کے بعد کے وقفے میں رکھے جائیں گے۔ مردوں کے لیے بھی کئی طرز کے حلقے بنائے جائیں گے جیسے تھوڑے تعلیم یافتہ لوگوں کے لیے الگ اور اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کے لیے الگ۔

۳۔ فاصلاتی تعلیم

جو لوگ دین کی بنیادی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں اور وہ بوجوہ کسی ادارے میں نہیں جا سکتے، ان کے لیے فاصلاتی تعلیم کا انتظام کیا جائے گا جس کی دو صورتیں ہوں گی:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۱۔خط وکتابت کورسز

فہم دین اور ترجمہ قرآن کے خط وکتابت کورسز کا اجراء۔کامیاب طلبہ کو اسناد دی جائیں گی۔

۲۔کمپیوٹر پر آن لائن پروگرام۔انفارمیشن ٹیکنالوجی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نہ صرف ویب کے ذریعے تعلیم کا انتظام کیا جائے گا بلکہ آن لائن تعلیمی پروگرام بھی دیے جائیں گے، نیز لوگوں کے دینی استفسارات کا جواب بھی بذریعہ ای میل دیا جائے گا۔

۴۔تربیت گاہ

مرکز ایک عوامی تربیت گاہ قائم کرے گا۔یہ تربیت گاہ ان لوگوں کے لیے ہوگی جو اسلامی زندگی گزارنے کے خواہش مند ہوں اور اس کی ایک عملی ریہرسل کرنا چاہتے ہوں۔ایسے لوگ ہفتے عشرے کے لیے اس تربیت گاہ میں آکر قیام کریں گے۔ان لوگوں کے لیے ایک مناسب مربی کا انتظام ہوگا اور تربیت کا خصوصی نصاب تیار کیا جائے گا۔یہاں صرف اتنا کہنا کافی ہوگا کہ اس تربیت گاہ کے (جسے ایک ماڈرن خانقاہ کہا جا سکتا ہے) سارے پروگرام ٹھیٹھ اسلامی اصولوں کے مطابق ہوں گے اور ان میں تصوف کی مروجہ بدعات میں سے کوئی چیز شامل نہ ہوگی۔جو لوگ یہاں آکر قیام کریں گے وہ، ان شاء اللہ، یہاں اسلامی زندگی کا ایک جیتا جاگتا نمونہ دیکھیں گے، اسلامی زندگی کا طریقہ اور منہاج سیکھ کر جائیں گے اور آئندہ ایسی زندگی گزارنے کا عزم اور جذبہ لے کر جائیں گے۔مرکز کوشش کرے گا کہ اس ماڈل تربیت گاہ کی طرز کی تربیت گاہیں ملک بھر میں قائم کی جائیں۔

۵۔عوامی تعلیم کا پروگرام

یہ مرکز کمیونٹی کو موبلائز کر کے ماس لٹریسی سنٹرز قائم کرے گا۔ایسا ہر سنٹر محلے کی مسجد میں قائم ہوگا اور اس کے اساتذہ میں امام مسجد اور آبادی کا ایک ریٹائرڈ سویلین یا فوجی فرد شامل ہوگا۔یہ سنٹر دو طرح کے پروگرام پیش کریں گے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۱۔ بچوں کے لیے

یہ پروگرام ان بچوں کے لیے ہوگا جو کسی وجہ سے سکول نہیں جاتے یا نہیں جا سکتے۔ ان سے کوئی فیس نہیں لی جائے گی۔ انہیں دو سال میں لکھنا پڑھنا اور بنیادی دینی معلومات دے دی جائیں گی۔

۲۔ بڑوں کے لیے

تعلیم بالغاں کا یہ پروگرام ان بڑوں کے لیے ہوگا جو لکھنا پڑھنا اور بنیادی دینی معلومات حاصل کرنا چاہتے ہوں۔

مرکز کوشش کرے گا کہ اس طرح کے سنٹرز ملک بھر میں زیادہ سے زیادہ قائم کیے جائیں۔

کلیۃ العلوم الدینیہ کے مختلف پروگراموں کو اگلے صفحے پر دیے گئے جدول کی صورت میں بآسانی سمجھا جا سکتا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# كلية العلوم الدينيه/ فيكلٹی علوم دينيه

## Faculty of Religious Sciences

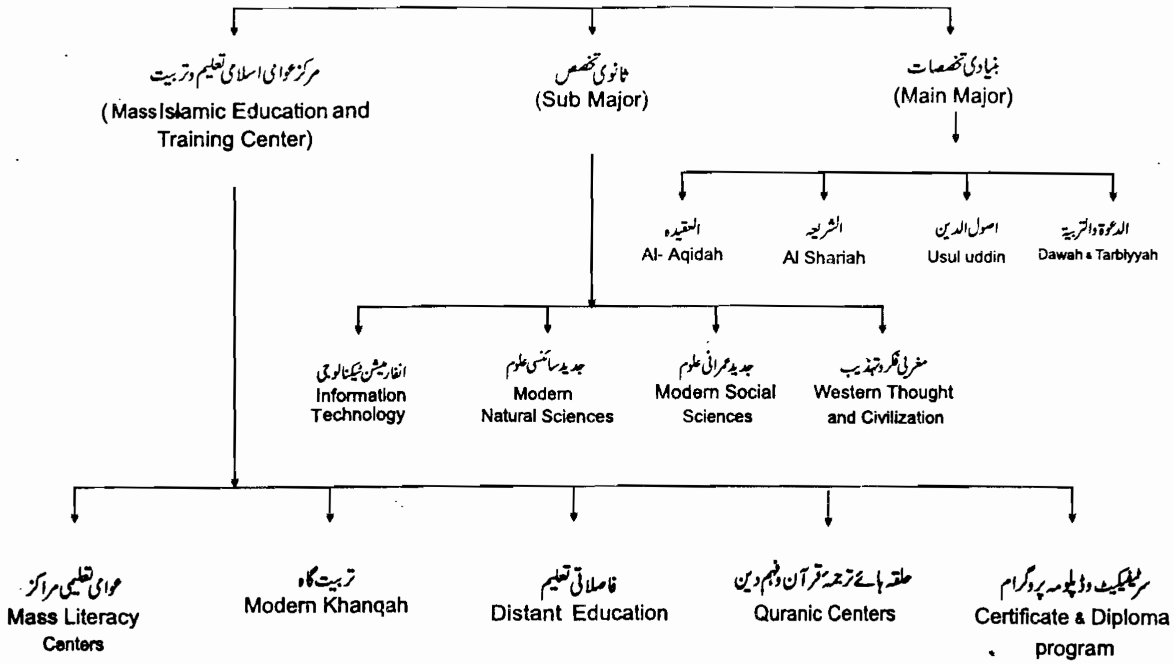


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# كلية اللغات / فیکلٹی آف لینگویجز

(Faculty of Languages)

زبان میں مہارت سارے علوم کے حصول کا بنیادی ذریعہ اور گویا قصرِ علم کے باب کی کنجی ہے جس کے بغیر اس قصر میں داخل نہیں ہوا جا سکتا لیکن ہمارے نظامِ تعلیم کی بنیادی خرابی یہ ہے کہ وہ زبانوں میں مہارت پیدا نہیں کرتا۔ اس کے کئی اسباب ہیں:

اس خرابی کی بنیاد ہم اس وقت رکھتے ہیں جب چار پانچ سال کی عمر میں بچے کو سکول بھجواتے ہیں۔ ہمارے ہاں چند فیصد لوگوں کو چھوڑ کر اردو عوام کی مادری زبان نہیں ہے بلکہ مادری زبان پنجابی، سندھی، پشتو، بلوچی، سرائیکی، پوٹھوہاری وغیرہ ہوتی ہے لہٰذا بچہ جب سکول جاتا ہے تو وہ اردو زبان سیکھنے کی ابتدا کرتا ہے۔ دوسری طرف حکومت اور طبقہ اشرافیہ کی مسلسل کوششوں سے چونکہ انگریزی بھی اب عامۃ الناس میں مقبول ہوگئی ہے اور سب والدین کو انگریزی میڈیم کا خبط ہوگیا ہے اور ہر گلی محلے میں انگریزی میڈیم سکول کھلے ہوئے ہیں لہٰذا ایک عام بچے کو اب سکول جاتے ہی انگریزی زبان سکھانا شروع کر دی جاتی ہے۔ تیسری طرف ہم مسلمان ہیں لہٰذا سب والدین چاہتے ہیں کہ ان کے بچے کو چھوٹی عمر میں قرآن پڑھنا آ جائے اس لیے غریب لوگ اپنے بچوں کو قرآن حکیم پڑھنا سکھانے کے لیے روزانہ مسجد بھجواتے ہیں اور کھاتے پیتے لوگ کسی قاری کو مقرر کر دیتے ہیں جو ان کے گھر آ کر بچوں کو قرآن پڑھنا سکھا دیتے ہیں۔ یوں ہم اپنے چار پانچ سال کے بچے پر بیک وقت چار زبانوں کا بوجھ لاد دیتے ہیں لہٰذا اس کا کنفیوز ہونا فطری ہے اور نتیجتاً وہ کسی زبان میں بھی مہارت حاصل نہیں کر پاتا۔

اب آگے چلیے، سندھی اور پشتو اپنے علاقوں میں نچلی سطحوں پر ذریعہ تعلیم ہیں۔ عربی چھٹی، ساتویں اور آٹھویں میں لازمی ہے لیکن ایک عام طالب علم کو نہ اس سے پہلے پڑھائی جاتی ہے اور نہ بعد میں (الا یہ کہ بعض سطحوں پر اسے اختیاری مضمون کے طور پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سیکھا جا سکتا ہے) جبکہ اردو اور انگریزی گریجوایشن تک لازمی ہیں۔ اسی طرح غیر ملکی امتحانات دلوانے کے لیے انگریزی ہی ذریعہ اظہار ہے۔ اس بوقلمونی کا نتیجہ یہ ہے کہ بچہ عام طور پر کسی ایک زبان میں بھی مہارت حاصل نہیں کر پاتا۔ اصول کی بات یہ ہے کہ ابتدا میں بچے کو کسی ایک مانوس زبان (مثلاً اردو) میں مہارت حاصل کرنے دی جائے اور اس کے بعد اسے کوئی دوسری زبان سکھائی جائے۔

دنیا کے دوسرے ممالک میں ثانوی زبانیں عام طور پر یونیورسٹی سے گریجوایشن کرنے کے بعد سکھائی جاتی ہیں جب کہ تحقیق وغیرہ میں ان کی ضرورت ہو لیکن جو ملک غلام رہے ہیں وہاں (بظاہر) آزادی کے باوجود بھی استعماری اثرات کی وجہ سے ان غیر ملکی زبانوں کا غلبہ ہے جیسے سابقہ فرانسیسی مقبوضہ جات میں فرانسیسی زبان کا اور انگریزوں کے سابقہ مقبوضہ جات میں انگریزی زبان کا۔ آزادی کا تقاضا یہ ہے کہ ان غیر ملکی زبانوں کے استعمار سے جان چھڑائی جائے لیکن ہماری ہیئت مقتدرہ (اسٹیبلشمنٹ) چونکہ ابھی تک ذہنی طور پر غلام ہے اس لیے مسلم عوام کو بھی ذہنی غلام بنائے رکھنا چاہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی ہمارے ملک پر انگریزوں کے چلے جانے کے باوجود انگریزی راج کر رہی ہے، پبلک سروس کے ذریعے مقابلے کے امتحان کی زبان انگریزی ہے، حکمران انگریزی صحیح اور اردو غلط بولتے ہیں اور انہی کی کوششوں سے انگریزی میڈیم ملک میں معروف و مقبول ہے اور گلی گلی انگلش میڈیم سکول کھلے ہوئے ہیں، غیر ملکی امتحانات (او اور اے لیول) انگریزی میں دلوائے جاتے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔

ہم انگریزی زبان کے مخالف نہیں ہیں۔ یہ بین الاقوامی رابطے کی زبان ہے، بزنس و کامرس میں کام آتی ہے لہٰذا انگریزی کی اہمیت مسلمہ ہے لیکن اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اسے میٹرک (یا چلیے مڈل) کے بعد اختیاری زبان بنا دیا جائے، جو اسے سیکھنا چاہتا ہے سیکھ لے۔ سکول سطح پر انگریزی کو لازمی قرار دینے کا سب سے بڑا نقصان یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے کہ بچے اس میں فیل ہو کر تعلیم کا سلسلہ منقطع کر دیتے ہیں، یوں انگریزی قوم کو جاہل رکھنے اور شرح خواندگی کم کرنے کی ایک بنیادی وجہ ہے لیکن ہمارے حکمران طبقات ان حقائق پر غور کرنے کے لیے تیار ہی نہیں ہیں۔

یہ انگریزی کے احوال تھے، عربی کی حالت اس کے مقابلے میں بدتر ہے حالانکہ قرآن وسنت کی زبان ہونے کی وجہ سے اس کی اہمیت ہر مسلمان کے لیے انگریزی سے بھی بڑھ کر ہے لیکن ہماری حالت یہ ہے کہ بچپن میں اکثر بچوں کو قرآن پڑھنا سکھا دیا جاتا ہے لیکن عربی زبان اسے نہیں سکھائی جاتی، نہ قرآن حکیم کا ترجمہ پڑھایا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک عام آدمی طوطے کی طرح قرآن حکیم پڑھ تو لیتا ہے لیکن اسے پتہ نہیں چلتا کہ اس میں کیا لکھا ہے؟ یہ انتہائی ظلم کی بات ہے اور مزید افسوس یہ کہ اس صورت حال کی اصلاح کی طرف نہ حکومت کوئی توجہ دیتی ہے اور نہ علماء اور دینی مدارس۔ اس کے بعد، حصہ مڈل میں عربی لازمی ہے لیکن نہ اس سے پہلے پڑھائی جاتی ہے اور نہ اس کے بعد حالانکہ اتنی عربی ہر مسلمان کو آنی چاہیے کہ وہ قرآن حکیم کو سمجھ سکے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ترجمۂ قرآن میٹرک تک لازمی قرار دیا جائے اور اس کے ساتھ ہی عربی زبان بھی تیسری یا چوتھی سے لے کر دسویں تک ہر طالب علم کے لیے لازمی ہونی چاہیے۔

دینی مدارس کا حال بھی بدتر ہے۔ یہاں عربی آٹھ سال پڑھائی جاتی ہے اور اس کو بلا شک وشبہ قرآن حکیم کی تدریس سے بھی زیادہ وقت دیا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود دینی مدارس سے فارغ ہونے والے علماء عربی بول سکتے ہیں اور نہ لکھ سکتے ہیں بس صرف پڑھ سکتے ہیں اور سمجھ سکتے ہیں۔ انگریزی پڑھنے کے وہ قائل ہی نہیں۔ حالانکہ ہماری رائے میں انگریزی زبان علماء کے لیے لازمی ہونی چاہیے تاکہ وہ عصری علوم تک، جو بنیادی طور پر انگریزی میں ہیں، براہ راست رسائی حاصل کر سکیں، انگریزی زبان میں اظہار خیال کر سکیں اور انگریزی بولنے والوں تک دین پہنچا سکیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ان کی غلط فہمیاں دور کر سکیں اور ان کے غلط مزعومات کا رد کر سکیں۔

مندرجہ بالا صورت حال کا نتیجہ یہ ہے کہ کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر بھی طالب علم انگریزی میں طاق ہوتے ہیں اور نہ عربی میں، خواہ وہ سکولوں کے پڑھے ہوئے ہوں یا دینی مدارس کے، نتیجتاً زبان کی یہ کمزوری ساری زندگی ان کے ساتھ رہتی ہے۔

اس صورت حال کی اصلاح کے پیش نظر ہم نے یہ طے کیا ہے کہ مجوزہ یونیورسٹی کے پہلے دو سالوں میں زبانوں پر بھرپور توجہ دی جائے اور اردو کے ساتھ ساتھ طلبہ کو انگریزی اور عربی میں طاق کر دیا جائے تاکہ ان کی زبان کی مشکل ہمیشہ کے لیے حل ہو جائے۔ بعد کے سالوں میں بھی عربی اور انگریزی کی تدریس مقابلتاً کم ترکیز (Low Weightage) کے ساتھ جاری رہے۔

اس کلیہ کے چار شعبے ہوں گے۔

۱۔معہد اللغات ۲۔شعبۂ انگریزی ۳۔شعبۂ عربی ۴۔شعبۂ اردو

## معہد اللغات (Institute of Languages)

مجوزہ جامعہ کے طلبہ کی زبانوں میں مہارت کے لیے ہم نے یہ تجویز کیا ہے کہ ابتدا ہی میں معہد اللغات کا افتتاح کر دیا جائے تاکہ طلبہ اس جامعہ میں جو بھی علم سیکھیں، انہیں عربی اور انگریزی پر عبور حاصل ہو۔ لہٰذا انگریزی زبان علوم اسلامیہ کے چھے سالہ تخصص کے طلبہ کے لیے اور عربی عمرانی وطبیعی علوم کے چھے سالہ تخصصات کے طلبہ کے لیے لازمی ہوگی اور یہ خدمت معہد اللغات انجام دے گا۔ اس کے علاوہ معہد سندھی، پشتو، فارسی اور غیر ملکی زبانوں جیسے فرانسیسی، جرمن، روسی وغیرہ میں سٹرٹفکیٹ اور ڈپلومہ کورسز بھی کروائے گا۔ فیکلٹی علوم دینیہ کے شعبہ الدعوۃ والتربیۃ کے طلبہ کے لیے آخر الذکر زبانوں میں سے کسی ایک میں ڈپلومہ لازمی ہوگا تاکہ دعوت دین کے کام آسکے۔

## ۲۔شعبۂ انگریزی

ہمارے ہاں انگریزی زبان وادب میں ایم اے بہت سی جامعات کرواتی ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لیکن مشکل یہ ہے کہ ہر علم اور زبان کا ایک ماحول ہوتا ہے جو اسے ایک خاص رنگ دیتا ہے مثلاً ہندوستان میں اگرچہ ہندو اور سکھ بھی اردو بولتے اور سیکھتے تھے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اردو ہندوستان میں مسلمانوں کی زبان تھی اور اس پر اسلامی اثرات اتنے گہرے تھے کہ جو اسے سیکھتا تھا اس پر اسلام کے تہذیبی اثرات نظر آتے تھے۔ اسی طرح انگریزی کا ایک خاص ماحول اور مزاج ہے اور وہ بنیادی طور پر سیکولر اور ملحدانہ ہے۔ ہمارے ہاں انگریزی لکھنے بولنے والے طبقے کا مزاج عام لوگوں سے الگ ہے، انگریزی پریس کا مزاج اردو پریس سے مختلف ہے: یہاں تک کہ جو اسلامی سکالر انگریزی ذریعہ تعلیم اور مغربی جامعات سے تخصص کر کے لوٹتے ہیں (مثلاً ڈاکٹر فضل الرحمٰن، ڈاکٹر یوسف گورایہ، ڈاکٹر رشید جالندھری، ڈاکٹر خالد مسعود، ڈاکٹر ظفر اسحٰق انصاری وغیرہ) ان کی تربیت اور مزاج ہمارے مقامی سکالرز اور علماء سے موافقت و موانست نہیں رکھتا۔

مجوزہ جامعہ میں انگریزی میں ایم اے چونکہ آٹھ سال میں ہوگا اور ثانوی تخصص اسلامی علوم کا ہوگا اور جامعہ کے ہوسٹلز اور عمومی ماحول ایک خاص تعلیمی و تہذیبی رنگ لیے ہوئے ہوگا اس لیے ہم توقع کرتے ہیں کہ یہاں سے انگریزی میں ایم اے کرنے والے ان شاء اللہ صحیح مزاج کے حامل ہوں گے بلکہ انگریزی بولنے، لکھنے اور پڑھنے والے حلقوں میں اسلام کی خدمت کریں گے اور اسلامی نقطۂ نظر کو پروموٹ کریں گے۔

### شعبۂ عربی و اردو

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ دینی مدارس سے فارغ التحصیل لوگ عربی بول سکتے ہیں اور نہ عربی لکھ سکتے ہیں۔ اسی طرح ان کی اردو بھی کمزور ہوتی ہے کیونکہ اردو زبان وادب کا وہ گہرا مطالعہ نہیں کرتے بلکہ بہت سے علماء تو فراغت کے بعد سرے سے مطالعہ ہی جاری نہیں رکھتے الاّ یہ کہ اخبار رسالے دیکھ لیں یا بامر مجبوری کوئی چیز انہیں پڑھنی پڑ جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مجوزہ جامعہ میں، جیسا کہ اس سے پہلے ذکر ہوا، زبانوں پر بہت زیادہ توجہ دی جائے گی، ہر زبان کی کلاس میں ہر ہفتے بزم ادب ہوا کرے گی اور مہینے میں ایک دفعہ کلیہ کی بنیاد پر بزم ادب ہوا کرے گی۔ اسی طرح ہر ہفتے لکھنے کا مقابلہ کلاس کی سطح پر اور مہینے میں ایک دفعہ فیکلٹی کی بنیاد پر ہوا کرے گا۔ سالانہ مقابلے اور دوسرے مدارس اور یونیورسٹیوں سے مقابلے اس کے علاوہ ہوں گے۔

ہمارے پیش نظر یہ ہے کہ ہمارے طلبہ اردو، عربی اور انگریزی بولنے اور لکھنے میں طاق ہوں ہر طالب علم کو ان تقاریر اور مباحثوں میں شرکت کا موقع ملے گا اور اس کا زبان دانی کا جوہر نکھرے گا جو آئندہ زندگی میں ہمیشہ اس کے کام آئے گا۔

عربی اور اردو کی دینی وتہذیبی اہمیت سے قطع نظر مجوزہ جامعہ میں عربی اور اردو میں ایم اے کے تخصصات کے رکھنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اگر اسلامی علوم میں ایم اے کرنے والے لوگ کثرت سے ہوں تو انہیں ملازمتیں ملنے کے امکانات کم ہوں گے۔ اسلامی علوم میں مہارت رکھنے والے علماء معمولی محنت سے عربی اور اردو میں ایم اے کر سکیں گے اس طرح ان کے لیے ملازمت کے مواقع بڑھ جائیں گے۔ اس کے لیے ہماری تجویز یہ ہے کہ آٹھ سالہ تخصص کی بجائے اسلامی علوم کے متخصصین اگر چاہیں تو آخری دو سالوں میں عربی اور اردو کو زیادہ توجہ دے کر ان دو مضامین میں ایم اے کر لیں یا پھر ایم اے علوم اسلامیہ کرنے کے بعد ایک سال میں ایم اے عربی و اردو کر لیں، ہر دو صورتوں میں یہ ان کے لیے مشکل نہ ہوگا۔

دورانیہ: آٹھ سالہ ایم اے اور اس کے بعد ایم فل و پی ایچ ڈی۔ چھ ماہ کا سرٹیفکیٹ اور ایک سال کا ڈپلومہ کورس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

## كلية اللغات/ فيكلٹی آف لینگوئجز
## Faculty of Languages

- شعبۂ اردو — Department of Urdu Language
- شعبۂ عربی — Department of Arabic Language
- شعبۂ انگریزی — Department of English Language
- معہد اللغات — Institute of Languages

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# كلية العلوم الاجتماعية /فیکلٹی آف سوشل سائنسز

(Faculty of Social Sciences)

## اہمیت

دین کے بعد جو علوم انسانی فکر و عمل اور معاشرے اور تہذیب کی نشو ونما میں اہم ترین کردار ادا کرتے ہیں وہ عمرانی/ سماجی/ معاشرتی علوم (Social Sciences) ہیں۔ (انہیں انسانی علوم [Humanities] یا سائنس کے تقابل میں آرٹس بھی کہتے ہیں) جیسے تعلیم (تربیت اساتذہ)، اقتصادیات، ابلاغیات، قانون، علم معاشرت (سوشیالوجی)، علم سیاسیات، تاریخ، جغرافیہ، مدنیات (سوکس)، فلسفہ، منطق، نفسیات، بشریات (انتھروپالوجی) لسانیات (مختلف زبانیں)، وغیرہ۔

ظاہر ہے ہر معاشرے میں تعلیم کی بنیاد اس کے تصورِ علم پر ہوتی ہے اور تصورِ علم مبنی ہوتا ہے اس معاشرے کے تصورِ انسان، تصورِ کائنات اور تصورِ الٰہ پر (جسے آج کل 'ورلڈ ویو' کہا جاتا ہے)۔ اسی بناء پر ہر معاشرے اور تہذیب کے سماجی/ اجتماعی/ انسانی علوم دوسرے معاشروں اور تہذیبوں سے مختلف ہوتے ہیں۔ مسلم امت جب اپنے جوبن پر تھی تو اس نے ان علوم کی تشکیل اپنے تصورِ علم کے مطابق کی تھی۔ مسلمانوں کے زوال کے ساتھ ان علوم میں بھی انحطاط آ گیا (اور اس کے برعکس بھی صحیح ہے)۔ اس وقت دنیا پر مغربی تہذیب کا غلبہ ہے اور وہ علم و فکر میں بھی ساری دنیا سے آگے ہے۔ اس نے ان عمرانی علوم کی تشکیل بھی اپنے تصورِ علم کے مطابق کی ہے۔ مغرب کا ورلڈ ویو، جیسا کہ معلوم و معروف ہے، سیکولرزم، ہیومنزم، میٹریلزم، امپریسزم وغیرہ پر مبنی ہے جن کا مطلب ہے زمین میں انسان کی خدائی، دنیوی زندگی میں الٰہی ہدایت سے محرومی، دنیا کی زندگی ہی کو سب کچھ سمجھنا وغیرہ۔ یہ سب تصورات، ظاہر ہے، اسلام کی رو سے الحاد و بے دینی کے زمرے میں آتے ہیں لہٰذا یہ علوم مسلمانوں کے تصورِ علم کے متضاد اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مخالف ہیں۔ مسلمان اگر یہ علوم پڑھیں گے تو اگر وہ بھی ملحد اور بے دین بنیں گے اور سابقہ اسلامی اثرات کی وجہ سے مکمل طور پر بے دین نہ بھی بنیں تو بھی وہ ذہنی و علمی انتشار اور فکری ژولیدگی کا شکار ضرور ہوں گے اور یکسو شخصیت سے محروم سے رہ جائیں گے جس کے نتیجے میں وہ تخلیقیت، جدت اور عظمت کردار سے محروم رہ جائیں گے اور ہمیشہ کے لیے مغرب کے ذہنی غلام بنے رہیں گے۔

اس مختصر بحث سے واضح ہے کہ اگر مسلم معاشرے نے ایک الگ، خودمختار اور آزاد معاشرے کی حیثیت سے زندہ رہنا ہے تو اس کا بالکل ناگزیر تقاضا یہ ہے کہ وہ ان عمرانی علوم کی تشکیل اپنے تصورِ علم کے مطابق کرے۔ یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہیے کہ مغرب کے عمرانی علوم کی کتر بیونت اور ان میں درخ اندوزی (Patch Work) سے کام نہیں چلے گا بلکہ انسانی علوم کی تشکیل اسلامی تصورِ علم کے مطابق از سرِ نو کرنا ہوگی۔ یہ وہ کام ہے جسے علوم کی اسلامی تشکیلِ نو (Islamization of Knowledge) کہا جاتا ہے اور اگر مسلم معاشرے اور تہذیب نے ایک خودمختار ملت کی حیثیت سے زندہ رہنا ہے تو اس کا بالکل ناگزیر تقاضا یہ ہے کہ یہ کام اعلیٰ ترین علمی و فکری پیمانے پر کیا جائے۔

یہاں یہ کہنا بھی بے جا نہ ہوگا کہ قوموں/تہذیبوں کی زندگی اور موت کا انحصار علم و تحقیق پر ہوتا ہے اور ان کے درمیان منافست کی جنگ درحقیقت کلاس روموں اور لیبارٹریوں میں لڑی جاتی ہے۔ ہمارا اپنے بارے میں بے لاگ تجزیہ یہ بتاتا ہے کہ ہم مسلمان، بحیثیت امت، ماضیٔ قریب میں علم و تحقیق کی یہ جنگ ہار چکے ہیں۔ لہٰذا اگر ہمیں دنیا میں ترقی کرنا ہے، زندہ رہنا ہے، دوسروں سے منافست کرنی اور غلبہ حاصل کرنا ہے تو ہمیں علم و تحقیق کی یہ جنگ جیتنا ہوگی۔ اس کے لیے اسلامی تصورِ علم کے مطابق سماجی و عمرانی علوم کی اسلامی تشکیلِ نو پہلا قدم ہے۔ یہ کام امت کے وسائل کی سطح پر کروڑوں اربوں روپوں اور بہترین دماغوں کے کرنے کا ہے۔ تاہم جب تک یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نہیں ہوتا مجوزہ جامعہ اپنے محدود افرادی اور مالی وسائل کے ساتھ، اپنی استطاعت کی حد تک، اسے کرنے کی کوشش کرے گی، ان شاء اللہ۔

سوشل سائنسز کی اس اہمیت کے پیش نظر جامعہ چاہتی تو یہ تھی کہ سارے عمرانی علوم میں تدریس و تحقیق کا انتظام کرے لیکن محدود مالی وسائل کی بنا پر چونکہ یہ اس کے لیے ممکن نہیں تھا اس لیے فی الحال مندرجہ ذیل چار شعبوں میں تدریس و تحقیق کا انتظام کرنا اس کے پیش نظر ہے، باقی مضامین میں وہ صرف پوسٹ گریجوایٹ ڈپلومہ کروانے پر اکتفا کرے گی:

## كلية التربية / تربیت اساتذہ کالج

(College of Education & Training)

### اہداف

تربیت اساتذہ، تعلیم کے اہم ترین شعبوں میں سے ایک ہے۔ اگر تعلیمی نظام کے دیگر سارے اجزاء (تعلیمی انتظامیہ، نصاب، تعلیمی ماحول، طلبہ) صحیح کام کر رہے ہوں لیکن استاد نکما ہو تو بھی سارا نظام فیل ہو کر رہ جائے گا۔ سچ کہا تھا اکبر الہ آبادی نے کہ ؎

کورس تو لفظ ہی سکھاتے ہیں
آدمی آدمی بناتے ہیں

بدقسمتی سے ہمارا نظام تعلیم اس وقت بہت کچھ کر رہا ہے بس آدمی ہی نہیں بنا رہا اور ہمارے نزدیک یہی سب سے اہم ترین کام تھا انسان سازی کا اور تعمیر شخصیت و کردار کا جو اس وقت نہیں ہو پا رہا۔ اسلام میں استاد کا کام صرف طلبہ تک علم منتقل کرنا نہیں بلکہ ان طلبہ کی تربیت کرنا بھی ہے یعنی استاد صرف معلم ہی نہیں بلکہ مربی بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس نے اپنے پیغمبر اسی لیے مبعوث فرمائے تھے کہ وہ لوگوں کے نفوس کا تزکیہ کریں (الاعلیٰ ۸۷: ۱۴-۱۹) اور آخری پیغمبر حضرت محمد (ﷺ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کو بھی اسی لیے مبعوث فرمایا تھا کہ وہ تعلیم اور حکمت کے ساتھ لوگوں کے نفوس کا تزکیہ یعنی تربیت بھی کریں (البقرہ۲:۱۵۱) بلکہ قرآن وسنت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ خود تعلیم کی غایت اور ہدف تربیت وتزکیۂ نفوس ہے چنانچہ اسلام کے تصور تعلیم میں تربیت تعلیم کا جزو لاینفک ہے۔ مسلم تعلیمی مفکرین نے اس پر سیر حاصل گفتگوئیں کی ہیں اور آج بھی عرب ممالک میں وزارت تعلیم کا نام 'وزارۃ التعلیم والتربیۃ' ہوتا ہے اور کالج آف ایجوکیشن کو وہاں، کلیۃ التربیۃ، (یعنی تربیت اساتذہ کالج یا College of Training کہا جاتا ہے بجائے College of Education کے)۔

بہرحال، تو ہم یہ کہہ رہے تھے کہ اسلامی تصور تعلیم میں استاد کا سب سے بنیادی کام یہ ہے کہ وہ طلبہ کی اسلامی تربیت کرے۔ اور ظاہر ہے وہ یہ کام نہیں کر سکتا جب تک اس کی اپنی تربیت اسلامی بنیادوں پر نہ ہوئی ہو۔ گویا ایک استاد کا کام یہ ہے کہ وہ خود اچھا مسلمان بنے اور اپنے طلبہ کو اچھا اور عملی مسلمان بنائے۔ اب یہ ذہن میں رہے کہ اصلاح خواہ اپنی ہو خواہ دوسروں کی، ایک ہنر، فن اور عملی کام ہے جس کے لیے خصوصی تربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہمارے تربیتِ اساتذہ کے اداروں میں زیر تربیت اساتذہ کو نہ اچھا مسلمان بننا سکھایا جاتا ہے اور نہ یہ سکھایا جاتا ہے کہ وہ دوسروں کو اچھا مسلمان کیسے بنائیں؟ بس یہ بتا دیا جاتا ہے کہ سبق کیسے تیار کرنا ہے اور سبق کیسے پڑھانا ہے گویا اس کی پیشہ ورانہ تربیت تو ہوتی ہے لیکن نظریاتی تربیت نہیں ہوتی جب کہ اسلامی تصور تعلیم کا بنیادی تقاضا یہ ہے کہ یہ دونوں نوع کی تربیتیں ساتھ ساتھ ہوں۔

اس موقف کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کریں کہ طلبہ فطری طور پر اپنے استاد کو ماڈل سمجھتے ہیں اور اپنی زندگی میں استاد کے رویوں کی نقل کرتے ہیں، شعوری طور پر بھی اور غیر شعوری طور پر بھی۔ لہٰذا استاد کو اپنی اس بھاری ذمہ داری کا احساس بہرحال کرنا چاہیے کہ اس کے تلامیذ اس کی شخصیت کی نقالی کرتے ہیں خواہ وہ جیسا بھی ہو لہٰذا ایک مسلمان معلم مجبور ہے کہ وہ اپنے مربی ہونے کا کردار ادا کرے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ وہ بنیادی نکتہ ہے جو ہمارے تربیت اساتذہ کے موجودہ اداروں میں ناپید ہے اور یہی وہ بنیادی بات ہے جو مجوزہ جامعہ کے کلیۃ التربیۃ میں سرفہرست اہمیت کی حامل ہوگی، لہٰذا مجوزہ جامعہ کی پوری تعلیمی سکیم میں کلیۃ التربیۃ کے کردار کی اہمیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

## تخصصات

کلیۃ التربیۃ اپنی جامعہ کے اساتذہ کی تربیت کے ساتھ ساتھ جدید تعلیم کے اساتذہ اور دینی مدارس کے اساتذہ کی تربیت کے لیے مندرجہ ذیل تربیتی پروگرام پیش کرے گا:

۱۔ جامعہ کے اپنے اساتذہ کی تربیت

- اس میں سلیکشن کے بعد لیکن کام شروع کرنے سے پہلے کی تربیت، آن دی جاب ٹریننگ اور ریفریشر کورسز شامل ہیں۔

۲۔ دینی مدارس کے اساتذہ کی تربیت

- ایک سالہ بی ایڈ (اسلامک ایجوکیشن) درس نظامی کے فارغ التحصیل علماء کے لیے
- ریفریشر کورسز
- آن دی جاب ٹریننگ

ایک سالہ کورس میں طریق تدریس کے ساتھ وہ مضامین بھی پڑھائے جائیں گے جو طلبہ دینی مدارس میں نہیں پڑھ سکے جیسے انگریزی، مطالعہ پاکستان وغیرہ اور مغربی فکر وتہذیب کا تعارفی مطالعہ (جس کی کچھ تفصیل اوپر دی جاچکی ہے)۔

۳۔ جدید تعلیمی اداروں کے اساتذہ کی تربیت

- میٹرک کے بعد آٹھ سالہ ایم اے ایجوکیشن برائے سکول اساتذہ (ایلیمنٹری وسیکنڈری)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



- سکولوں کے لیے آن دی جاب ٹریننگ
- کالجوں اور یونیورسٹیوں کے اساتذہ کے لیے ریفریشر کورسز

یہ بھی یاد رہے کہ اس وقت ہمارے کالجوں یونیورسٹیوں میں تربیت اساتذہ کا منہاج اکثر و بیشتر مغربی تصور علم و تعلیم پر مبنی ہے اور یہی خرابی کی بڑی بنیاد ہے۔ مجوزہ کلیۃ التربیہ میں مغرب کے تدریسی طریقوں سے محتاط استفادے کے ساتھ ساتھ اصل اہمیت مسلم تصور علم و تعلیم، مسلم تعلیم کی تاریخ، ان کے فلسفے، اس کے نصابات، اس کے طرق تدریس اور اس کے فلسفہ و منہاج تربیت وغیرہ کو دی جائے گی اور یہی اس کا امتیازی وصف ہوگا۔ اس طرح جو اساتذہ تیار ہوں گے اور ان کے ذریعے نسل نو کی جو تربیت ہوگی وہی ہمارے معاشرے کی مثبت تعمیر اور ہماری تہذیب کی رفعت کی ضامن ہوگی، ان شاء اللہ۔

## سکول آف اکنامکس (School of Economics)

انسان کا معاشی مسئلہ ہمیشہ سے اہمیت کا حامل رہا ہے۔ اسلام کا ورلڈ ویو اگرچہ بنیادی اہمیت دنیا کے مقابلے میں آخرت کی کامیابی کو دیتا ہے لیکن اس تصور کے ساتھ کہ آخرت کی کامیابی کا کلی انحصار اس امر پر ہے کہ دنیا کی زندگی اللہ کے احکام کے مطابق گزاری جائے۔ اسلامی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی معاشرہ بحیثیت مجموعی اللہ کی اطاعت کے رستے پر چلے تو اس پر زمین و آسمان سے برکتوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور وہ دنیا میں بھی کامیاب ہوتا ہے اور آخرت میں بھی۔ چنانچہ دیکھیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی الٰہی کی رہنمائی میں جو معاشرہ تشکیل دیا اس کی ابتدائی زندگی کا حال یہ تھا کہ کئی کئی دن تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا چولھا نہیں جلتا تھا لیکن اس بات کو ابھی ربع صدی بھی نہیں گزری تھا کہ حضرت عمرؓ مسجد نبوی میں زر و جواہر کے انبار دیکھ کر روتے تھے کہ یہ کثرت مال مسلمانوں کے لیے کہیں فتنہ کا سبب نہ بن جائے اور پہلی صدی ہجری کے آخر تک (حضرت عمرؒ بن عبدالعزیزؒ کے عہد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں ) یہ حالت ہوگئی کہ بعض بستیوں میں لوگ زکوٰۃ دینے کے لیے مستحقین ڈھونڈتے پھرتے تھے۔ پھر دنیا نے یہ نظارہ بھی دیکھا کہ مسلم معاشرہ، دوسرے امور کے علاوہ مالی طور پر بھی اتنا مستحکم ہوگیا کہ اگلے ایک ہزار سال تک مسلمان دنیا پر حکومت کرتے رہے؟ اتنا بڑا معاشی انقلاب کیسے آ گیا؟ اور اس کے پیچھے کیا معاشی اصول اور منصوبہ بندی پنہاں تھی؟

یہ تصویر کا ایک پہلو تھا۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ مغرب کا معاشی نظام (نظام سرمایہ داری) اتنا غیر منصفانہ اور غیر فطری تھا کہ اس کے ردعمل میں ایک دوسرا انتہا پسندانہ معاشی نظام (کمیونزم) ابھرا جو مغرب کے معاشی نظام سے بڑھ کر غیر فطری اور غیر حقیقت پسندانہ ثابت ہوا یہاں تک کہ وہ پون صدی کے اندر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر زوال پذیر ہوگیا جب کہ مغرب کا معاشی نظام اصلاح کے دھکے کھاتا تین صدیاں نکال گیا لیکن وہ بھی اتنا غیر فطری، غیر منصفانہ اور غیر حقیقت پسندانہ ہے کہ اس نے دنیا کو ظلم و جور اور فساد سے بھر دیا ہے اور وہ اب لب گور ہے اور دنیا ایک نئے اور منصفانہ معاشی نظام کی تلاش میں ہے۔

ادھر امت مسلمہ کی حالت یہ ہے کہ مغربی استعمار سے آزادی کے باوجود اس کی ہیئت مقتدرہ ابھی تک مغرب کی ذہنی غلامی میں مبتلا ہے اور دنیا میں ترقی کا انحصار اسی پر سمجھتی ہے کہ مغرب کے نظام معیشت کی پیروی کی جائے۔ دریں حالات اسلامی ذہن رکھنے والے مفکرین اور معاشی ماہرین کے سامنے چیلنج یہ ہے کہ وہ اسلام کے معاشی نظام کی اہمیت اور اس کے خدوخال واضح کریں۔ اپنوں اور غیروں کے سامنے اسے نہ صرف آج کی دنیا میں قابل عمل ثابت کریں بلکہ یہ بھی دوٹوک طریقے سے ثابت کریں کہ حقیقی معاشی ترقی اور اجتماعی بہتری صرف اسی پر عمل کرنے میں پوشیدہ ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ آج کے مسلم معاشی ماہرین نہ صرف جدید معاشیات میں درک رکھتے ہوں بلکہ وہ اسلام کے معاشی نظام پر بھی دسترس رکھتے ہوں (اور اس کے لیے ضروری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے کہ وہ عربی زبان اور اسلامی علوم کے بھی ماہر ہوں تاکہ اسلامی معاشیات کے بنیادی مآخذ تک ان کی پہنچ ہو) تاکہ وہ تقابل کر کے دکھا سکیں کہ اسلام کا معاشی نظام ہر لحاظ سے بہتر و برتر ہے۔

یہ وہ چیلنج ہے جو آج کے مسلم ماہرین معیشت کو درپیش ہے اور مجوزہ جامعہ کا مدرسۃ الاقتصاد اسی چیلنج کا جواب دینے کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ اس کا نصاب، اصولاً، کچھ اس طرح کا ہوگا:

### نصاب

۱۔ اسلام کے معاشی نظام کا اس کے اصولی مآخذ سے مطالعہ
۲۔ مغرب کے معاشی نظام کا اس کے اصولی مآخذ سے مطالعہ
۳۔ اسلامی اور مغربی معاشی نظام کا تقابلی مطالعہ
۴۔ عصر حاضر میں اسلام کے معاشی نظام کی عملی تطبیق اور اس سے متعلق مسائل

### دورانیہ

میٹرک کے بعد چھ سال میں ایم اے اکنامکس، اس کے بعد ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سہولت ۔ موجودہ معاشی ماہرین کے لیے اسلامی معاشیات میں چھ ماہ کا سرٹیفکیٹ اور ایک سال کا پوسٹ گریجوایٹ ڈپلومہ۔

### معہد ابلاغ عامہ (Institute of Mass Comunication)

میڈیا کی آج جو اہمیت ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ۔ یہ جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بلکہ گدھے کو گھوڑا اور گھوڑے کو گدھا بنا سکتا ہے۔ یہ ظالم کو مظلوم اور مظلوم کو ظالم بنا سکتا ہے۔ یہ معصوم کو گناہ گار قرار دے کر پھانسی چڑھا سکتا ہے اور ظالموں و قاتلوں کو معصوم ثابت کر سکتا ہے۔ یہودی اور مغربی میڈیا ہمارے سامنے یہ سب کچھ کر رہا ہے لیکن مسلمان پھر بھی اس کی اہمیت سے غافل ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نہ ہمیں مناسب انداز میں بات کہنے کا سلیقہ آتا ہے، نہ ہمارے پاس وہ مشینری ہے جس سے ہم اپنا موقف دنیا کے سامنے پیش کرسکیں۔ تبلیغ کے لیے حکمت درکار ہے اور دین پہنچانے کا کام بھی تبھی مفید ہوسکتا ہے جب وہ سلیقے سے کیا جائے لہٰذا ابلاغ عامہ کا فن آج بہت ضروری ہو گیا ہے۔ اس لیے مجوزہ جامعہ میں معہد ابلاغ عامہ قائم کی جائے گی جس میں دو طرح کے تخصصات ہوں گے:

۱۔ پرنٹ میڈیا: جس سے مقصود ہے لائق، محنتی اور نظریاتی صحافی پیدا کرنا۔ اس وقت پاکستان کی انگریزی صحافت جس طرح ملی مقاصد سے دور ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر بروقت اقدامات نہ کیے گئے تو ممکن ہے اردو صحافت سے بھی دینی، ملی اور تہذیبی کمٹمنٹ رکھنے والے صحافی ناپید ہونے لگیں۔

۲۔ الیکٹرانک میڈیا: جس کے پیش نظر ہے ریڈیو اور ٹی وی وغیرہ کے لیے ایسے پروڈیوسر، رائٹر اور دوسرے ماہرین تیار کرنا جو نہ صرف پیشہ ورانہ مہارت رکھتے ہوں بلکہ معاشرے کی اصلاح اور تعمیر ملت کا جذبہ بھی رکھتے ہوں اور اس کے لیے کام کرنے کی تڑپ بھی۔

دورانیہ: میٹرک کے بعد آٹھ سالہ ایم اے۔ بعد میں ایم فل اور پی ایچ ڈی۔

موجودہ صحافیوں کے لیے مختصر دورانیہ کے ریفریشر کورسز

## لاء کالج (Law College)

نظام عدل وانصاف کسی بھی معاشرے کے بقا واستحکام میں اہم کردار ادا کرتا ہے اور اگر لوگوں کو انصاف نہ ملے تو معاملات بگڑنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے اگر آج کی اصطلاح میں بات کی جائے تو بنچ (یعنی وہ جج جو عدالتوں میں فیصلے کرتے ہیں) اور بار (یعنی وہ وکلاء جو ججوں کو فیصلے کرنے میں معاونت مہیا کرتے ہیں) کی اہمیت مسلمہ ہے بلکہ دیکھا جائے تو وکلاء کا کردار معاشرتی زندگی میں اسی حد تک محدود نہیں بلکہ ان کا کردار بحیثیت سیاستدان بھی اہم ہے (خود بانئ پاکستان حضرت قائداعظم ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وکیل تھے اور ہمارے سابقہ وزراء اعظم میں سے جناب آئی آئی چندریگر اور ذوالفقار علی بھٹو بھی وکیل تھے) نیز ملک میں جمہوریت کی بحالی اور قانون کی بالادستی کے لیے بھی انہوں نے قابل تحسین جدوجہد کی ہے۔

ایک مسلم معاشرے میں نظام عدل و انصاف کے حوالے سے سب سے پہلا سوال یہ ذہن میں آتا ہے کہ کیا یہاں انصاف اسلامی اصولوں اور اسلامی قانون کے مطابق ہوتا ہے؟ جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے اس سوال کا جواب ہاں میں دینا مشکل ہے کیونکہ ہمارے لاء کالجوں میں اسلامی قانون کا صرف ایک پرچہ ہوتا ہے جو اسلامی قانون کے مبادیات سے بحث کرتا ہے۔ نہ طلبہ کو عربی زبان پڑھائی جاتی ہے کہ وہ اسلامی قانون کے ماخذ تک رسائی حاصل کرسکیں اور نہ انہیں تفصیل سے فقہ اسلامی اور اس کے اصول پڑھائے جاتے ہیں۔ دوسری طرف آئین واضح طور پر یہ صراحت نہیں کرتا کہ عدالتیں اپنے سارے فیصلے قرآن وسنت کے تحت کرنے کی پابند ہوں گی۔ اگرچہ آئین میں اس سلسلے میں بعض شقیں موجود ہیں لیکن وہ بہرحال حتمی نوعیت کی نہیں ہیں۔ پھر سارے عدالتی نظام کو اسلامی تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کی بجائے درخ اندوزی (پیچ ورک) کا یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ ایک شرعی عدالت اور سپریم کورٹ میں ایک شرعی اپیل بنچ قائم کردیا گیا ہے جس میں علماء ججوں کی گنجائش پیدا کی گئی ہے۔

پھر تیسری طرف یہ پہلو بھی سامنے رہے کہ ہمارے دینی مدارس میں فقہ واصول فقہ کی جو تعلیم دی جاتی ہے وہ عملی نوعیت کی نہیں ہے اور نہ عصری تقاضوں کو پورا کرتی ہے اور نہ وہاں قانون کی دینی اور دنیاوی تعلیم میں امتزاج اور تقابلی مطالعے کی کوئی کوشش ہوئی ہے۔

ان حالات سے واضح ہے کہ وقت کی ایک اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ قانون کی تعلیم اس طرح دی جائے کہ فارغ التحصیل ہونے والے فضلاء نہ صرف عصری قوانین کے ماہر ہوں بلکہ اسلامی قانون کے بھی ماہر ہوں۔ اب چونکہ حکومت کے قائم کردہ لاء کالجوں میں تعلیم اس منہج پر نہیں دی جاتی اور پرائیویٹ سیکٹر میں جو لاء کالج کھلے ہیں (اور جن میں سے بعض کے چلانے والے اسلامی ذہن کے بھی حامل ہیں) لیکن وہ بھی حکومتی نصاب کے مطابق تعلیم دیے چلے جارہے ہیں اس لیے اسلامی قانون کی تدریس کی حد تک ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



زبردست خلا موجود ہے۔ اس خلا کو پورا کرنے کے لیے مجوزہ یونیورسٹی کا لاء کالج پوری کوشش کرے گا۔ یہاں لاء کالج کے طلبہ کو عربی زبان بھی پڑھائی جائے گی اور انہیں اسلامی قوانین کے مآخذ سے براہ راست استفادے کے قابل بنایا جائے گا۔ نیز ایک مناسب تدریج کے ساتھ انہیں اسلامی فقہ واصول فقہ کی بنیادی کتابیں بھی پڑھائی جائیں گی۔

دورانیہ: ہمارے فارغ التحصیل طلبہ کو کیونکہ حکومتی قواعد کے مطابق ایل ایل بی کی ڈگری چاہیے ہے جو گریجوایشن کے بعد تین سالہ کورس پر مشتمل ہے تاکہ وہ وکیل اور جج بن سکیں لہٰذا ہم اس کا یہ انتظام کریں گے کہ چار سالہ گریجوایشن کے بعد انہیں ایل ایل بی کا حکومتی نصاب پڑھایا جائے گا اور اس کے ساتھ ہی ان کا اسلامی فقہ کا مطالعہ جاری رکھا جائے گا تاکہ جب وہ تعلیم سے فارغ ہوں تو اسلامی اور عصری قانون دونوں کے ماہر ہوں۔

قانون کے فارغ التحصیل طلبہ (اور وکلاء و جج حضرات کے لیے) شام کے اوقات میں اسلامی قانون میں ایک سالہ ڈپلومہ کلاس کی ابتداء کی جائے گی۔

نیز جامعہ میں فقہ اسلامی کے ماہرین پر مشتمل ایک پینل بنایا جائے گا جو اسلامی قانون کے حوالے سے وکلاء کی معاونت کیا کرے گا۔

## انسٹی ٹیوٹ آف سوشل سائنسز

چونکہ مجوزہ جامعہ کے لیے یہ ممکن نہیں ہوگا کہ وہ سارے عمرانی علوم کے لیے الگ الگ شعبہ جات کھولے اس لیے وہ ایک انسٹی ٹیوٹ آف سوشل سائنسز قائم کرے گی جو باقی ماندہ عمرانی علوم جیسے نفسیات، فلسفہ، سیاسیات، تاریخ، جغرافیہ وغیرہ میں اسلامی نقطۂ نظر سے پوسٹ گریجوایٹ سٹرٹیفکیٹ و ڈپلومہ کورسز کا اجراء کرے گا۔

فیکلٹی آف سوشل سائنسز کے شعبوں کو منسلکہ جدول میں یکجا دکھایا گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

## كلية العلوم الاجتماعيه/ فيكلٹی آف سوشل سائنسز

## Faculty of Social Sciences

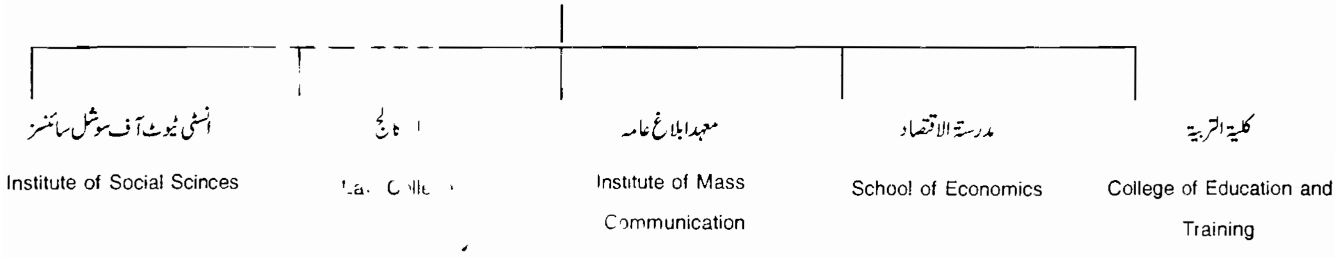


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# كلية العلوم والتكنولوجيه / فیکلٹی آف سائنس وٹیکنالوجی

(Faculty of Science & Technology)

اسلام چونکہ دین عصر ہے اور شریعت نام ہی اس رہنمائی کا ہے جو وحی دنیا کی زندگی گزارنے کے لیے مہیا کرتی ہے اس لیے اسلام مسلمانوں کو غور وفکر، تجربے، مشاہدے اور تسخیر کائنات پر ابھارتا ہے اور مسلمانوں نے اپنے سنہری دور میں اس پر عمل کر کے دنیا کو دکھایا جب وہ صدیوں دوسرے شعبوں کے ساتھ ساتھ سائنس وٹیکنالوجی میں بھی دنیا کے امام تھے۔ اس لیے یہ تصور ہی غلط ہے کہ مسلمان سائنس وٹیکنالوجی میں دوسری قوموں سے پسماندہ ہو یا خدانخواستہ اس کا سبب ہمارا دین ہو۔ یہ ہماری دوں ہمتی، دین سے دوری اور اس کے تقاضوں سے غفلت ہے کہ ہم سائنس وٹیکنالوجی میں دنیا سے پیچھے ہیں اور یہ ہماری ذہنی غلامی کی پختہ عادت ہے جو ہمیں سائنس وٹیکنالوجی میں محض مغرب کی نقالی اور اس کے استعمال کنندہ (End User) کے طور پر زندہ رہنے پر قانع کرتی ہے ورنہ ۔

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن

اور سائنس تو ہمارے گھر کی لونڈی تھی، تو ہمارے ہر مدرسے میں، ہر گلی محلے میں، ریاضی، کیمیا، فلکیات، ہندسہ اور طب پڑھائی جاتی تھی اور جب ہمارے سائنسدان رصدگاہوں میں بیٹھ کر افلاک کا نظارہ کیا کرتے تھے اس وقت لندن اور نیویارک کی گندی گلیاں اندھیروں میں ڈوبی ہوتی تھیں اور وہ لوگ نہانے سے کراہت کرتے تھے۔

خلاصہ یہ کہ اسلام کا تصور تعلیم ہمیں سائنس وٹیکنالوجی میں تحقیق اور تجربات پر اکساتا ہے لہٰذا ہمیں اس مطالبے پر لبیک کہنا چاہیے اور مسلم معاشرے میں سائنسی تحقیق کی اعلیٰ یونیورسٹیاں اور اعلیٰ لیبارٹریاں قائم کرنی چاہییں۔ اس کام کے لیے اتنے مالی وسائل درکار ہیں کہ ہماری مجوزہ جامعہ جیسی ایک چھوٹی سی پرائیویٹ یونیورسٹی اس قسم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے کسی پراجیکٹ کو ہاتھ میں لینے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔ اس کے باوجود ہم نے صرف یہ دکھانے کے لیے کہ کوئی یہ نہ کہے کہ اسلام سائنس وٹیکنالوجی سے صرف نظر کرتا ہے، مجوزہ جامعہ میں فیکلٹی آف سائنس وٹیکنالوجی کے آغاز کا فیصلہ کیا ہے۔

اس فیکلٹی کے تحت چار ادارے قائم کیے جائیں گے:

۱۔ مرکز انفارمیشن ٹیکنالوجی

۲۔ تحقیقی مرکز برائے انفارمیشن ٹیکنالوجی

۳۔ انسٹی ٹیوٹ آف فزکس

۴۔ کالج آف ایسٹرن میڈیسن اینڈ طب نبوی

مرکز برائے انفارمیشن ٹیکنالوجی (Information Technology Center)

انفارمیشن ٹیکنالوجی نے عصر حاضر میں ایک انقلاب برپا کردیا ہے، یہ ترقی کے لیے لازم وملزوم بن کر رہ گئی ہے اور اب شائد ہی کوئی کام اس کی مدد کے بغیر انجام پاسکتا ہو۔ اس لیے ضروری ہے کہ مسلمان بھی اس ٹیکنالوجی میں مہارت حاصل کریں، اسے دینی ودنیاوی مقاصد کے لیے استعمال کریں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔

مجوزہ جامعہ میں ہم نے اس کے دو شعبے تجویز کیے ہیں:

- ایک انفارمیشن ٹیکنالوجی مرکز (آئی ٹی سنٹر)؛
- دوسرا انفارمیشن ٹیکنالوجی تحقیقی مرکز (آئی ٹی ریسرچ سنٹر)

مرکز انفارمیشن ٹیکنالوجی

اس مرکز کے پیش نظر یہ ہے کہ جامعہ میں پڑھنے والے طلبہ نیز اساتذہ اور ملازمین کو اس ٹیکنالوجی سے متعارف کرائے اور جامعہ کے دفاتر میں اس کے استعمال کی سہولت بہم پہنچائے۔ طلبہ، اساتذہ اور ملازمین کو اس غرض کے لیے کمپیوٹر کی بنیادی مہارتیں سکھائی جائیں گی اور فاؤنڈیشن کورسز کروائے جائیں گے۔ دفاتر کو نیٹ ورکنگ سے باہم منسلک کردیا جائے گا اور طلبہ واساتذہ کو بلا معاوضہ انٹرنیٹ کی سہولت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مہیا کی جائے گی اس غرض سے ایک عمدہ کمپیوٹر لیب مہیا کی جائے گی۔

## مرکز تحقیق برائے انفارمیشن ٹیکنالوجی (I.T. Research Center)

چونکہ کمپیوٹر کی تعلیم پاکستانی معاشرے میں عام ہوگئی ہے اور بڑے شہروں کے علاوہ اب چھوٹے شہروں بلکہ بعض قصبات میں بھی میسر ہے اس لیے جامعہ میں کمپیوٹر کی روٹین کی تعلیم کی کوئی ایک ایسی خاص ضرورت محسوس نہیں کی گئی کہ جس سے کہ کوئی خلا پر کرنا مقصود ہو۔ البتہ جو خلا موجود ہے وہ آئی ٹی میں ریسرچ کا ہے۔ ہمارے ہاں آئی ٹی میں صرف یہ ہو رہا ہے کہ سافٹ ویئر میں مختلف زبانیں سکھا دی جائیں اور ہارڈ ویئر میں کمپیوٹر کی مرمت وغیرہ سکھا دی جائے اور عام آدمی جو انٹرنیٹ اور ای میل وغیرہ استعمال کر لیتا ہے یا تھوڑی بہت ٹائپ کر لیتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ وہ آئی ٹی کا ماہر ہے۔ یوں ہم اس مغربی ٹیکنالوجی کے محض استعمال کنندہ بن کر رہ گئے ہیں۔ اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ اس میں اوریجنل تحقیق کی جائے، نئے پروگرام ڈویلپ کیے جائیں، سپر کمپیوٹر بنائے جائیں اور اپنے ملک کی ہائی ٹیک ضروریات پوری کی جائیں۔ آئی ٹی کی تدریس کے جو ادارے اس وقت کھلے ہوئے ہیں، ان باتوں کی طرف اُن کا دھیان نہیں جاتا کیونکہ ان کے پیش نظر یہ ہے کہ طلبہ سے زیادہ سے زیادہ فیسیں لی جائیں اور پیسہ کمایا جائے جب کہ ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ میں جیب سے جاتا ہے، کچھ آجائے وہ دور کی اور بعد کی بات ہے۔ لہٰذا مجوزہ جامعہ یہ سمجھتی ہے کہ کرنے کا کام یہی ہے اور اگر ہم کافی فنڈز مہیا کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو آئی ٹی کی ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ کے لیے ایک عمدہ ریسرچ سنٹر نہایت اہم قومی ملی خدمات انجام دے سکتا ہے اور یہ وقت کی اہم ترین ضرورت بھی ہے۔

## انسٹی ٹیوٹ آف فزکس (Institute of Physics)

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ محدود وسائل کی حامل اور چھوٹے حجم کی ایک پرائیویٹ سیکٹر یونیورسٹی کے لیے ممکن نہیں کہ وہ سائنسی تعلیم کے لیے کوئی بڑا کام کرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کیونکہ اس کے لیے لیباریٹریوں کا قیام اور بھاری مشاہرے پر سائنسدانوں کا جمع کرنا آسان نہیں۔ تاہم مجوزہ جامعہ میں ہم نے اس لیے سائنس وٹیکنالوجی کی فیکلٹی کے قیام کا فیصلہ کیا تاکہ لوگوں کو یہ کہنے کو موقع نہ ملے کہ اسلام سائنس وٹیکنالوجی سے اعتنا نہیں کرتا یا علماء اسلام کے نزدیک سائنس کی کوئی اہمیت نہیں۔

جہاں تک مجوزہ شعبۂ فزکس کا تعلق ہے تو یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ یہ سائنس کا وہ شعبہ ہے جس کے ڈانڈے الٰہیات اور فلسفہ سے جا کر ملتے ہیں اور اسی لیے مسلم فلاسفر اور دانشور ہمیشہ اس سے متعلق مسائل پر غور وفکر کرتے رہے ہیں اور اپنے نتائجِ فکر دنیا کے سامنے لاتے رہے ہیں مثلاً یہ کہ دنیا کب اور کیسے وجود میں آئی اور یہ کب اور کیونکر ختم ہوگی؟ کیا مادہ غیر فانی ہے؟ کیا جہات چار ہی ہیں؟ دنیا گول ہے یا چپٹی؟ کیا چاند اور سورج حرکت کرتے ہیں؟ اور زمان ومکان کی بحثیں وغیرہ۔

جامعہ نے سائنس کے شعبے میں فزکس کا انتخاب اسی لیے کیا ہے کہ اس شعبے میں جدید سائنسی تحقیقات کو بھی سامنے لایا جائے اور ساتھ ہی اس سلسلے میں اسلامی اور قرآنی تعلیمات کو سامنے رکھا جائے اور ان کے درمیان مطابقت کے سوال پر غور کیا جائے۔

دورانیہ چھ سالہ ایم ایس سی اور اس کے بعد ایم فل اور پی ایچ ڈی

## انسٹی ٹیوٹ آف طب مشرق وطب نبوی

## (Institute of Eastern Medicine & Tibb-i-Nabavi)

صحت کے معاملے میں اسلامی نقطۂ نظر واضح ہے کہ اسلام کے پیش نظر انسانوں کی فلاح ہے لہٰذا کسی انسان کو جس طریق علاج سے بھی فائدہ ہو جائے اور وہ تکلیف اور مشقت سے بچ جائے وہ اسلامی ہے خواہ وہ مغربی ہو یا مشرقی اور خواہ وہ امریکی ہو یا چینی، اور خواہ وہ یونانی ہو یا جرمن۔ لیکن اس کے باوجود اس حقیقت سے مفر ممکن نہیں کہ ہمارے معاشرے میں ایلوپیتھک طریق علاج صرف اس لیے غالب ہے کہ دنیا پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مغربی تہذیب غالب ہے اور اس طریق علاج کے پیچھے یہودیوں کی بڑی بڑی ملٹی نیشنل کمپنیاں ہیں جو اربوں کھربوں ڈالر لگا کر ساری دنیا کی میڈیسن مارکیٹ پر چھائی ہوئی ہیں لہٰذا بے شمار شعبوں میں یہ علاج ہمارے لیے بدیسی ہے اور مزاجاً ہمارے موافق نہیں ہے لیکن بدقسمتی سے ہماری ملکی پالیسیاں صرف اس کے حق میں ہیں اور اس کے ساتھ ہی مقامی طریق علاج کی حوصلہ شکنی کرتی ہیں۔ اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ ہمیں طب نبوی کو فروغ دینا چاہیے اور مقامی طریق علاج کو جسے طب مشرق یا ہربل میڈیسن کہا جاتا ہے اس کی حوصلہ افزائی کرنا چاہیے اور یہ کام اعلیٰ ترین علمی اور سائنسی سطح پر کیا جانا چاہیے تاکہ اس کی عزت و وقعت ہو۔ اس کی تعلیم بھی ایم بی بی ایس کے معیار کی ہو اور اس کی ڈگری بھی ایم بی بی ایس کی طرح اہمیت رکھتی ہو اور اس کے حاملین کو بھی وہی گریڈ دیا جائے۔

تخصص: میٹرک (مع سائنس) کے بعد چھ سالہ ڈگری کورس

دورانیہ: موجودہ ڈاکٹروں اور طبیبوں کے لیے طب مشرق اور طب نبوی میں شارٹ کورسز۔

منسلکہ جدول میں فیکلٹی آف سائنس و ٹیکنالوجی کے شعبے یکجا دکھائے گئے ہیں اور ایک الگ جدول میں مجوزہ یونیورسٹی کے سارے تدریسی شعبوں کو یکجا دکھایا گیا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# كلية العلوم والتكنولوجيه/ فيكلٹی آف سائنس و ٹیکنالوجی

## Faculty of Science and Technology

- کالج آف طب مشرق وطب نبوی
  Institute of Eastern Medicine And Tibb -i- Nabawi
- انسٹی ٹیوٹ آف فزکس
  Institute of Physics
- آئی ٹی ریسرچ سنٹر
  I.T Research Center
- آئی ٹی سنٹر
  Information Technology Center

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

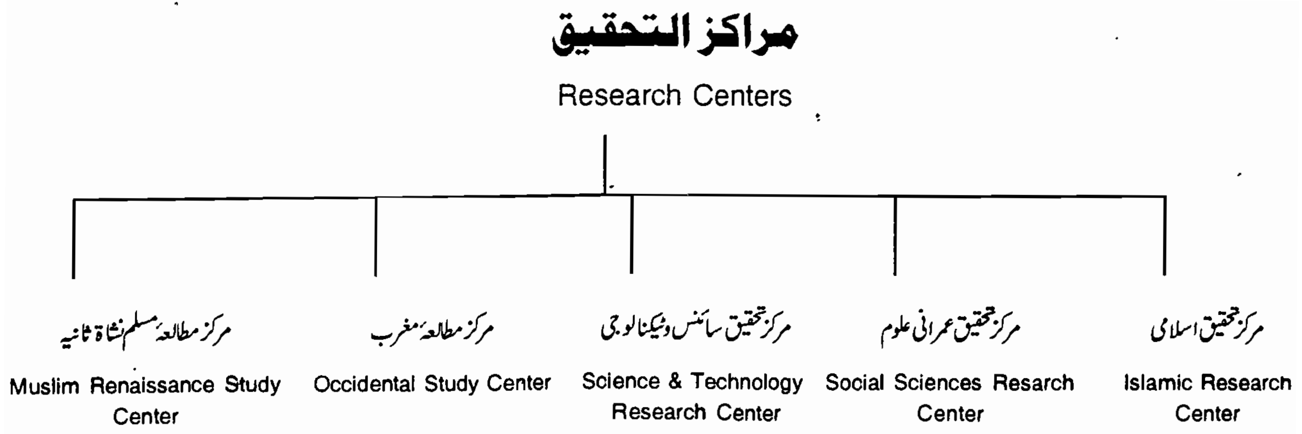


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## تحقیقی پروگرام (Research Program)

تحقیق کے بغیر اعلیٰ تعلیم کا کوئی تصور نہیں کیا جا سکتا اور نہ تحقیق کے بغیر قومیں پنپتی اور معاشرے مستحکم ہوتے ہیں۔ محققین اور مفکرین کسی بھی قوم کی جان ہوتے ہیں اور ان کے بغیر معاشرے بانجھ ہوتے ہیں۔ اس لیے مجوزہ جامعہ میں ہر فیکلٹی اور ہر ادارہ صرف تدریسی خدمت ہی انجام نہیں دے گا بلکہ تحقیق بھی تدریس کا جزو لاینفک ہوگی۔

جیسا کہ ہمارے تعلیمی پروگراموں سے واضح ہے کہ کوئی پہلے سے بنا بنایا نصاب یہاں نہیں چل سکے گا بلکہ ہر مضمون کا نیا نصاب مدون کرنا پڑے گا اور اس کے لیے پاکستان بلکہ عالم اسلام اور دنیا بھر کی یونیورسٹیوں سے رابطہ کر کے ان کے نصابات منگوانا ہوں گے اور ان کے تجربات کو سامنے رکھنا ہوگا۔ پھر ہر استاد کو اپنے تخصص میں تحقیق کو جاری رکھنا ہوگا۔ اسی طرح ہر کالج، انسٹی ٹیوٹ اور فیکلٹی کو ایک تحقیقی مجلات کا اجراء کرنا ہوگا تاکہ طلبہ اور اساتذہ کو سوچنے اور لکھنے کی مستقل عادت رہے اور شعبے کی تحقیقی اور تدریسی سرگرمیاں بھی دوسروں کے علم میں آتی رہیں۔

یہ سب تحقیقی کام تو تدریسی سرگرمی کا ایک حصہ ہوں گے لیکن اس کے باوجود ضروری ہوگا کہ ہر فیکلٹی کا ایک الگ تحقیقی مرکز بھی ہو جس میں فل ٹائم ریسرچ سکالر بیٹھ کر مختلف علمی منصوبوں پر کام کریں کیونکہ اساتذہ تدریسی ذمہ داریوں کی وجہ سے کسی بڑے تحقیقی منصوبے میں کل وقتی کام نہیں کر سکتے۔ اس طرح مجوزہ جامعہ کی تین بڑی فیکلٹیوں سے ملحق تین تحقیقی مراکز ہوں گے:

۱۔ کلیہ علوم دینیہ کا اسلامی تحقیقی مرکز (Islamic Reserch Center)

۲۔ کلیہ عمرانی علوم کا تحقیقی مرکز (Social Sciences Research Center)

۳۔ کلیہ سائنس و ٹیکنالوجی کا تحقیقی مرکز (Science & Technology Research Center)

اس کے علاوہ دو مجوزہ جامعہ میں ملی سطح کے دو تحقیقاتی و تجزیاتی مراکز ہوں گے، جن کی تفصیل یہ ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## ا۔ مرکز مطالعۂ مغرب (Occidental Study Center)

عالم اسلام ایک ہزار سال تک دنیا پر حکمرانی کے بعد جب زوال پذیر ہوا تو وہ ایسے ہی زوال پذیر نہیں ہوا بلکہ جن قوتوں اور تہذیبوں کو سرنگوں کر کے وہ کامیاب ہوا تھا، وہ مسلسل خود ابھرنے اور اسے گرانے کی تگ ودو کر رہی تھیں اور یہی زمانے کا دستور ہے کہ قوموں رتہذیبوں کی دوڑ میں اصلح ہی برقرار رہتا ہے اور جو کمزوری کی وجہ سے ہانپ کر گرتا ہے وہ کچلا جاتا ہے۔ چنانچہ پچھلے تین سو سال میں مغرب کا ابھرنا اور ہمارا زوال کے گڑھے میں گرنا ایک ہی حقیقت کے دو رخ ہیں۔ مغرب خود ابھرنے کی اور ہمیں گرانے کی مسلسل جدوجہد کرتا رہا اور بالآخر ایک وقت وہ آیا کہ اکثر مسلمان ممالک اس کے قبضے میں چلے گئے۔ وہ اس قبضے کو جاری رکھنا چاہتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت اور مسلمانوں کی ذلت کے گڑھے سے نکلنے کی جدوجہد نے اسے پسپائی پر مجبور کر دیا لیکن وہ پسپا ایک حد تک ہی ہوا ہے اور ہمیں آزادی ایک حد تک ہی ملی ہے۔ اور اب استعمار چولا بدل کر ہم پر حکمران ہے۔ بظاہر اب وہ مسلمان ملکوں پر قابض نہیں لیکن پالیسیاں آج بھی اسی کی چلتی ہیں، مسلمان حکمران طبقے اسی کی زلف گرہ گیر اور خم وکاکل کے اسیر ہیں اور ملت کا درد رکھنے والوں اور اسلام کی سربلندی کے خواب دیکھنے والوں کے لیے آج بھی دار ورسن کے اندھیرے ہیں۔ مغربی تہذیب اپنے داخلی تضادات کی وجہ سے اب خود چراغ سحری ہے لیکن جس طرح بجھتا دیا ایک دفعہ بھڑک کر لو دیتا ہے اسی طرح اس جاں بلب تہذیب نے آخری ہچکی لینے سے پہلے پنجۂ مسلم کو ایک دفعہ پھر شدت سے مروڑنا شروع کر دیا ہے اور چونکہ مسلمان اس عرصے میں پوری طرح نہیں جاگے اور منظم نہیں ہوئے اس لیے اس وقت ان کے لیے ایک نیا مرحلۂ آزمائش ہے، افغانستان اور عراق اس بھڑک کی نذر ہو چکے اور ایران، شام، سوڈان اور پاکستان کی باری آیا چاہتی ہے۔ یہ گویا امت مسلمہ کی بقا کی جنگ ہے جو اس وقت عالمی سطح پر لڑی جا رہی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس کشمکش کے کئی پہلو ہیں، دفاعی، سیاسی، مالی، سماجی لیکن ہم تو طالب علم ہیں، سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہم اس میں کیا کردار ادا کر سکتے ہیں؟ ہماری رائے میں ہمیں تحقیق و تجزیے کے دو ادارے ضرور قائم کرنے چاہییں ایک مرکز مطالعۂ مغرب ( Occidental Study Center) اور دوسرے مرکز مطالعۂ مسلم نشأۃ ثانیہ( Muslim Renaissance Study Center)۔ اس وقت ہم اول الذکر ادارے کے بارے میں بات کر رہے تھے۔ اس مجوزہ مرکز کا کام یہ ہونا چاہیے کہ وہ مغرب کی دفاعی، سیاسی، تعلیمی پالیسیوں کا تجزیاتی و تنقیدی مطالعہ کرے اور امت کو قبل از وقت آگاہ کرتا رہے کہ اس کے خلاف کیا سازشیں اور ریشہ دوانیاں ہو رہی ہیں تاکہ ان کا بروقت تدارک کیا جا سکے۔

یہ کام ہمارے لیے نیا ضرور ہے لیکن مستشرقین نے اس طرح کا کام پچھلی تین صدیوں میں اس مہارت اور جاں فشانی سے کیا ہے کہ یہ کام ہمارے لیے بالکل نیا اور انجان بھی نہیں رہا۔ مستشرقین نے مسلم معاشروں، تہذیب اور علوم کا ایک وسیع تر تناظر میں مطالعہ و تحقیق کا کام اتنے اعلیٰ علمی اور تحقیقی معیار کا کیا ہے کہ انہیں داد دینے پر مجبور ہونا پڑتا ہے اور دیکھا جائے تو اسی کام کی بنیاد پر اہل مغرب مسلم علاقوں پر قبضہ کرنے، اس قبضے کو جاری رکھنے اور اپنے فکری و تہذیبی اثرات کو دوام دینے میں کامیاب ہیں۔ ہمیں بھی اسی نہج پر کام کرنا چاہیے اور مستشرقین کی طرح اعلیٰ علمی اور تحقیقی معیار کا کرنا چاہیے۔

### مرکز مطالعۂ مسلم نشأۃ ثانیہ (Muslim Renaissance Study Center)

اسی طرح کا دوسرا تحقیقی و تجزیاتی ادارہ جو انتہائی ضروری ہے وہ مرکز مطالعۂ مسلم نشأۃ ثانیہ ہے۔ اس مرکز کا کام یہ ہوگا کہ وہ مسلمانوں کے زوال کے اسباب کا باریک بینی سے مطالعہ کرے اور مسلم نشأۃ ثانیہ کے لیے حکمت عملی ترتیب دے اور لائحہ عمل وضع کرے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ مسلمان اخلاق و کردار کے اتنے کمزور، وسائل سے اتنے محروم اور علم و تحقیق میں اتنے پیچھے ہیں اور اتنے نالائق اور غیر منظّم ہیں کہ وہ ترقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کر ہی نہیں سکتے اور وہ ابھر ہی نہیں سکتے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ مایوسی کی ایسی کوئی بات نہیں۔ کمزوری اور ذلت کا وقت ہی وہ مناسب وقت ہوتا ہے جب آدمی طاقتور بننے اور اپنی کھوئی ہوئی عزت وعظمت بحال کرانے کا سوچتا ہے۔ یہودی دانشوروں نے 'پروٹوکولز' پچھلی صدی میں مرتب کیے اور منظّم منصوبہ بندی اور محنت سے آج وہ اپنے اکثر اہداف میں کامیاب ہو چکے ہیں۔اسی طرح مسلم امت بھی اگر قعر مذلت سے نکلنا اور اپنی کھوئی ہوئی عظمت بحال کرنا چاہےتو وہ ایسا کر سکتی ہے،مشکلات اور رکاوٹوں کو عبور کر سکتی ہےلیکن اس کے لیے غور وفکر ضروری ہے، تجزیہ وتحقیق اور تدبر و پلاننگ ضروری ہے، تاکہ سوچ سمجھ کر رستے کا تعین کیا جائے اور پھر اس پر چل کر منزل تک پہنچا جا سکے۔

ہماری رائے میں یہ دونوں تحقیقی وتجزیاتی ادارے (مرکز مطالعۂ مغرب اور مرکز مطالعہ مسلم نشأۃ ثانیہ) انتہائی ضروری ہیں اور امت کی سطح پر وسیع تر مالی وعلمی ذرائع سے پر قائم ہونے چاہئیں۔لیکن جب تک امت متحرک نہیں ہوتی اور اس طرح کے بین الملی ادارے قائم نہیں کرتی، اس وقت تک انتظار کرنے اور خالی ہاتھ بیٹھ کر کچھ نہ کرنے کی بجائے مناسب ہوگا کہ مجوزہ جامعہ ان اداروں کے قیام کا فیصلہ کرے اور انہیں قائم کرکےاور احسن طریقے سے چلا کر عمدہ نتائج پیدا کر کے دکھائے۔

مراکز تحقیق اور مجوزہ یونیورسٹی کے تدریسی شعبہ جات کی وضاحت کے لیے دیکھیے منسلکہ جدول۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

## مجوزہ یونیورسٹی کے تدریسی شعبہ جات...... ایک نظر میں

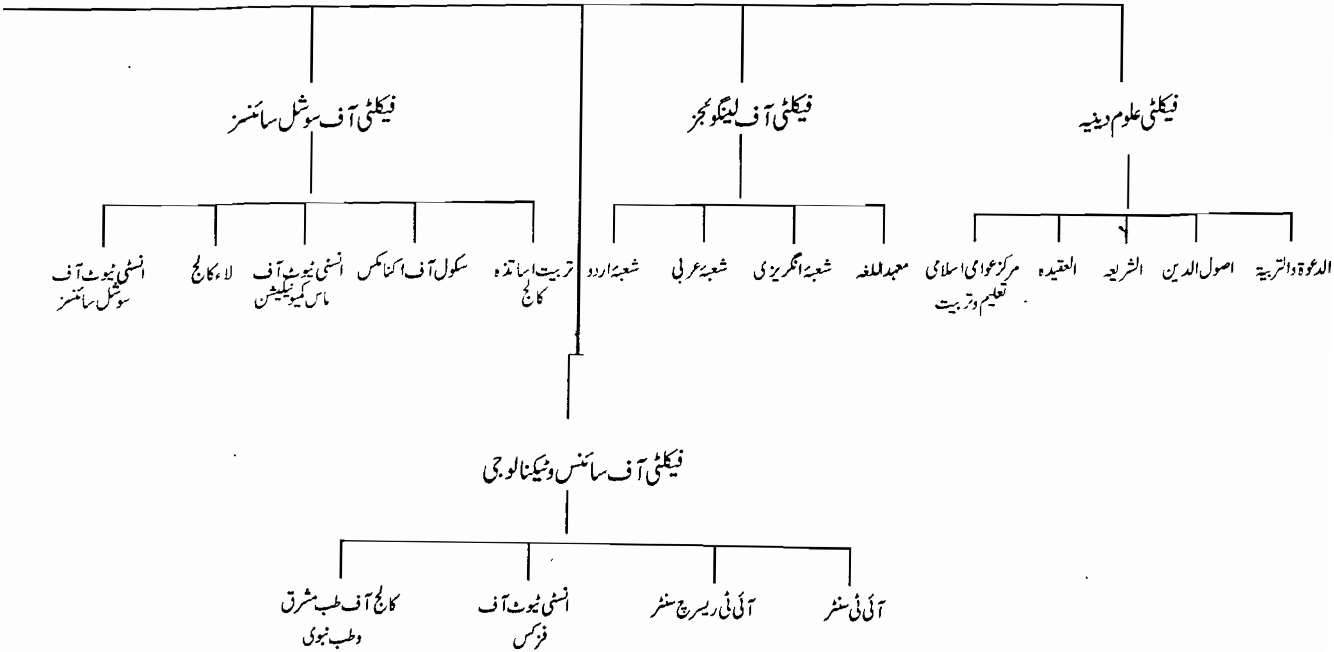


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

# متفرق شعبہ جات

## شعبۂ نشر و اشاعت (Publications Wing)

سطور بالا میں جن تدریسی، تحقیقی اور تجزیاتی اداروں، شعبوں اور مراکز کا ذکر کیا گیا ہے، ان کے کام کو دوسروں تک پہنچانے کے لیے ضروری ہے کہ مجوزہ جامعہ کا ایک خوب منظم اور مرتب شعبۂ مطبوعات ہو۔ یہ کام اتنا زیادہ ہوگا کہ جامعہ کو مستقبل میں اپنا پریس بھی لگانا چاہیے، اس کا اپنا ڈاکخانہ بھی ہونا چاہیے اور نشر و اشاعت کے دوسرے مراحل کے لیے بھی مستعد اور ماہر عملہ ہونا چاہیے۔

## ۲۔ لائبریری

کسی اعلیٰ تعلیم کے ادارے میں، جس میں کئی تحقیقی مراکز بھی ہوں، سب سے بڑی ضرورت ایک عظیم الشان لائبریری کی ہے جس میں ہر موضوع پر تازہ ترین کتابیں آتی رہیں اور اسکالرز ان سے فائدہ اٹھاتے رہیں۔ مسلمانوں نے اپنے عہد زریں میں بڑے بڑے کتب خانے قائم کیے تھے بلکہ یہ ذوق اتنا ترقی کر گیا تھا کہ ہر امیر اور کھاتا پیتا آدمی اپنے گھر میں ایک بڑی لائبریری کا اہتمام کرتا تھا۔ بڑے کتب خانوں کو حکومتی سرپرستی بھی حاصل تھی۔

آج مسلمانوں کے پیچھے رہ جانے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ وہ علم و تحقیق میں پیچھے رہ گئے ہیں۔ تحقیق کے لیے جن ذرائع (Tools) کی ضرورت ہوتی ہے ان میں سرفہرست ایک اچھی لائبریری ہے۔ مجوزہ جامعہ کی لائبریری میں نہ صرف قدیم اسلامی علوم کا ذخیرہ ہونا چاہیے اور قاہرہ، بیروت اور تہران میں چھپنے والے پرانی کتابوں کے نئے ایڈیشن یہاں مہیا ہونے چاہئیں بلکہ ان میں عصر حاضر میں اسلام اور دوسرے موضوعات پر چھپنے والی کتابوں کا ذخیرہ بھی ہونا چاہیے۔

ہم اسلامی اتحاد و اخوت کے نعرے تو بہت لگاتے ہیں لیکن حالت یہ ہے کہ

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہمارے عالم عرب، افریقی ممالک اور مشرق بعید کے اسلامی ممالک سے علمی روابط نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ان ممالک کی جامعات اور لائبریریوں سے ہمارا کوئی رابطہ نہیں، وہاں چھپنے والی کتابیں اور جرائد ہم تک نہیں پہنچتے اور ہماری کوئی چیز وہاں تک نہیں جاتی لہٰذا ہم ایک دوسرے سے بالکل بے خبر ہیں۔

انفارمیشن ٹیکنالوجی نے مواصلات کے نظام میں جو انقلاب برپا کر دیا ہے مجوزہ لائبریری کو اس سے بھی فائدہ اٹھانا چاہیے۔ یہ لائبریری مسلم دنیا اور اس کی جامعات بلکہ دنیا بھر کی بڑی لائبریریوں سے الیکٹرانیکلی مرتبط ہونی چاہیے تاکہ یہاں بیٹھے اُن لائبریریوں سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ مائیکروفلموں اور سی ڈیز کا ذخیرہ بھی اسے رکھنا چاہیے بلکہ اسے مکمل طور پر ایک ای لائبریری (E-Library) ہونا چاہیے اور اپنے استعمال کنندگان کے لیے انٹرنیٹ اور ای میل کی سہولتیں بھی بہم پہنچانی چاہئیں۔

### ۳۔ ہوسٹلز

مجوزہ جامعہ کا منصوبہ درحقیقت ایک اقامتی جامعہ کا منصوبہ ہے کیونکہ طلبہ جب تک جامعہ میں قیام پذیر نہ ہوں ان پر وہ رنگ پوری طرح نہیں چڑھ سکتا جو جامعہ ان پر چڑھانا چاہتی ہے اور اس طرح کے افراد تیار نہیں ہو سکتے جو جامعہ تیار کرنا چاہتی ہے۔ اس لیے جامعہ کی یہ کوشش ہوگی کہ طلبہ کی اکثریت (سوائے مقامی طالب علموں کے) اس کے ہاسٹلز میں مقیم رہے۔

ہاسٹلز میں طلبہ کی اسلامی تربیت کے لیے ایک جامع لائحہ عمل مرتب اور نافذ کیا جائے گا تاکہ ہاسٹلز محض طلبہ کی رہائش گاہیں نہ ہوں بلکہ ان کے طرز زندگی کو تشکیل دینے کی آماجگاہ بھی ہوں اور مزید یہ کہ یہ کام سختی اور دباؤ سے نہ ہو بلکہ اتنی حکمت اور محبت سے ہو کہ طلبہ اپنی خوشی اور رغبت سے ہاسٹلز کی ساری سرگرمیوں میں شریک ہوں بلکہ وہی ان کو منظم کریں اور چلائیں۔

ہاسٹلز کی وسیع عمارات کی تعمیر اور بحالی اس جامعہ کا بجٹ ضرور بڑھا دیں گی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس کے تدریسی وتحقیقی اداروں اور مراکز کو بھی محدود رہنے پر مجبور کر دیں گی لیکن ہمیں یہ ساری دقتیں برداشت اور مجبوریاں قبول کرنا ہوں گی کیونکہ مجوزہ جامعہ کا اقامتی ہونا ضروری ہے کہ اس کے بغیر جامعہ اپنا پیغام معاشرے تک پہنچا نہیں سکے گی۔

## تعلیمی مراحل

سطور بالا میں جن کلیات اور ان کے کالجز، معاہد شعبہ جات اور مراکز کا ذکر کیا گیا ہے ظاہر ہے کہ ان سب کو بیک وقت قائم نہیں کیا جا سکتا اور نہ چلایا جا سکتا ہے، اس لیے ہم نے جامعہ کے تعلیمی پروگرام کو تین مراحل میں نافذ کرنے کا پروگرام بنایا ہے جن کی تفصیل یہ ہے:

### پہلا مرحلہ

۱۔ فیکلٹی علوم دینیہ

- شعبہ الدعوہ والتربیہ (ایم اے اسلامک سٹڈیز)

۲۔ فیکلٹی آف لینگوئجز

- معہد اللغہ
- شعبۂ انگریزی (ایم اے انگلش)

۳۔ فیکلٹی آف سوشل سائنسز

- کلیۃ التربیہ/تربیت اساتذہ کالج (ایم اے ایجوکیشن)
- سکول آف اکنامکس (ایم اے اکنامکس)

۴۔ فیکلٹی آف سائنس وٹیکنالوجی

- آئی ٹی سنٹر

### دوسرا مرحلہ

۱۔ فیکلٹی علوم دینیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



- شعبہ اصول الدین (ایم اے اسلامک سٹڈیز)
- شعبہ الشریعہ (ایم اے اسلامک سٹڈیز)
- مرکز برائے عوامی اسلامی تعلیم وتربیت

۲۔ فیکلٹی آف لینگویجز

- شعبہ عربی (ایم اے عربی)

۳۔ فیکلٹی آف سوشل سائنسز

- معہد ابلاغ عامہ (ایم اے ماس کمیونیکیشن)
- لاء کالج (ایل ایل بی الشریعہ)

۴۔ فیکلٹی آف سائنس وٹیکنالوجی

- آئی ٹی ریسرچ سنٹر

## تیسرا مرحلہ

۱۔ فیکلٹی علوم دینیہ

- شعبہ العقیدہ (ایم اے اسلامک سٹڈیز)

۲۔ فیکلٹی آف لینگویجز

- شعبہ اردو (ایم اے اردو)
- سرٹیفکیٹ وڈپلومہ کورسز

۳۔ فیکلٹی آف سوشل سائنسز

- سرٹیفکیٹ وڈپلومہ کورسز

۴۔ فیکلٹی آف سائنس وٹیکنالوجی

- انسٹی ٹیوٹ آف فزکس
- کلیہ طب مشرق وطب نبوی
- پوسٹ گریجوایٹ ڈپلومہ کورسز

یونیورسٹی کے تکمیلی مراحل کو ایک نظر میں دیکھنے کے لیے ملاحظہ ہو منسلکہ جدول:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# مجوزہ یونیورسٹی کے مراحل تعلیم وتحقیق

| فیکلٹی علوم دینیہ | پہلا مرحلہ | دوسرا مرحلہ | تیسرا مرحلہ |
|---|---|---|---|
| - شعبہ الدعوۃ والتربیہ | ☆ | | |
| - شعبہ اصول الدین | | ☆ | |
| - شعبہ الشریعہ | | ☆ | |
| - شعبہ العقیدۃ | | | ☆ |
| - مرکز عوامی اسلامی تعلیم وتربیت | | ☆ | |
| **فیکلٹی آف لینگویجز** | | | |
| - معہد اللغہ | ☆ | | |
| - شعبہ انگریزی | ☆ | | |
| - شعبہ عربی | | ☆ | |
| - شعبہ اردو | | | ☆ |
| **فیکلٹی آف سوشل سائنسز** | | | |
| - تربیت اساتذہ کالج | ☆ | | |
| - سکول آف اکنامکس | ☆ | | |
| - انسٹی ٹیوٹ آف ماس کمیونیکیشن | | ☆ | |
| - لاء کالج | | ☆ | |
| - انسٹی ٹیوٹ آف سوشل سائنسز | | | ☆ |

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

| فیکلٹی آف سائنس و ٹیکنالوجی | پہلا مرحلہ | دوسرا مرحلہ | تیسرا مرحلہ |
|---|---|---|---|
| - آئی ٹی سنٹر | ☆ | | |
| - آئی ٹی ریسرچ سنٹر | | ☆ | |
| - انسٹی ٹیوٹ آف فزکس | | | ☆ |
| - کالج آف طب مشرق وطب نبوی | | | ☆ |
| **مراکز تحقیق** | | | |
| - اسلامک ریسرچ سنٹر | | ☆ | |
| - سوشل سائنسز ریسرچ سنٹر | | ☆ | |
| - سائنس وٹیکنالوجی ریسرچ سنٹر | | ☆ | |
| - مرکز مطالعہ مغرب | | | ☆ |
| - مرکز مطالعہ مسلم نشاۃ ثانیہ | | | ☆ |
| **متفرق شعبہ جات** | | | |
| - شعبہ نشر واشاعت | ☆ | | |
| - لائبریری | ☆ | | |
| - ہوسٹلز | ☆ | | |

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حصہ سوم

# بعض عملی پہلو

### ا۔مقام

یہ جامعہ لاہور میں قائم کی جائے گی کیونکہ مضافات کے کسی علاقے میں اہل علم کی ٹیم کو جمع کرنا ممکن نہیں ہوگا اور موزوں رجال کار کے بغیر وہ کام ہونہیں سکتا جو اس جامعہ کے پیش نظر ہے خواہ مادی وسائل کی فراوانی ہی کیوں نہ ہو۔ پھر لاہور پنجاب بلکہ پاکستان کا علمی وتہذیبی مرکز ہے۔ پنجاب کی ۹ کروڑ آبادی کے لیے ایک بھی اسلامی یونیورسٹی موجود نہیں لہٰذا لاہور میں جو پنجاب کا دارالحکومت ہے ایک اسلامی یونیورسٹی نہ ہونے کا خلاء موجود ہے جسے پُر کیا جانا چاہیے۔

### ۲۔زمین

مجوزہ جامعہ کے لیے زمین کے حصول کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں:

ا۔ حکومت سے مسلم اوقاف کا کوئی وسیع قطعۂ اراضی لمبی لیز پر لے لیا جائے۔

۲۔ حکومت کے بعض شعبوں کے پاس شہر میں وسیع قطعہ ہائے اراضی موجود ہیں (مثلاً L.O.S کا اچھرہ اور گارڈن ٹاؤن ڈپو) حکومت سے درخواست کی جائے کہ وہ اس نیک مقصد کے لیے پوری قیمت وصول کرنے کی بجائے ٹوکن یا کم قیمت لے لے۔

۳۔شہر کے مضافات میں اپنی جگہ خرید لی جائے۔

### ۳۔مالیات

ا۔ قانونی طور پر یونیورسٹی چارٹر کے لیے ۲۰ کروڑ روپیہ (پانچ کروڑ برائے اخراجات جاریہ، دس کروڑ برائے زمین وعمارات اور پانچ کروڑ برائے محفوظ وقف) اور ۸۰ کنال زمین ضروری ہے۔ اس رقم میں یونیورسٹی کے حجم کے مطابق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تدریسی بلاک، انتظامی بلاک اور ہوسٹل بن سکتے ہیں۔

۲۔ دینی علوم و سوشل سائنسز میں زیادہ فیس نہیں مل سکتی اور نہ اس کی توقع کرنی چاہیے بلکہ ہو سکے تو دینی علوم کے طلبہ سے فیس نہ لی جائے یا جو دے سکتے ہوں ان سے کچھ لے لی جائے۔ یہ بات واضح ہے کہ مجوزہ جامعہ مالی طور پر خود کفیل نہیں ہو سکتی لہٰذا روز روز کی دردسری سے بچنے کے لیے اس کی مالیات کے لیے طویل اور سنجیدہ پلاننگ کی ضرورت ہو گی مثلاً یہ کہ Endowment کے طور پر پیسے جمع کر کے سرمایہ کاری کی جائے تاکہ جامعہ کو مستقل آمدنی ہوتی رہے۔ نیز یہ کہ جامعہ کا حجم زیادہ نہ بڑھایا جائے اور ضرورت کے مطابق ہی پاؤں پھیلائے جائیں۔

۳۔ یہ رقم جمع کرنے کے لیے ایک منظم، متحرک اور پرجوش ٹیم کی ضرورت ہے جو اندرون ملک اور بیرون ملک سے فنڈز حاصل کرنے کے لیے جدوجہد کرے اور علوم کو متحرک کرنے کے ساتھ حکومت سے بھی مدد لے۔

## ۴۔ چارٹر

۱۔ مجوزہ یونیورسٹی کے لیے یہ اہم ترین مسئلہ ہے جو ایک حد تک سیاسی بھی ہے کیونکہ اس کا تعلق پالیسی امور سے ہے کہ حکومت پنجاب (اور مرکزی حکومت) ایک اسلامی یونیورسٹی بنانے کے حق میں ہے بھی یا نہیں؟ اگر ضرورت ہو تو مجبوراً یہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ یونیورسٹی کے اسلامی پہلو کو غیر نمایاں رکھتے ہوئے اس کا ایک سوشل سائنسز یونیورسٹی کے طور پر چارٹر لے لیا جائے لیکن مقاصد و اہداف اور طریق کار وہی رکھا جائے جو ہمارے پیش نظر ہے۔

۲۔ اگر حکومت کسی وجہ سے چارٹر نہ دے تو پھر بھی یہ کام کسی موزوں پرائیویٹ یونیورسٹی سے الحاق کر کے اسی لیول پر کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ عزم محکم ہو اور مالی وسائل موجود ہوں۔ بعد میں کسی وقت چارٹر بھی مل جائے گا، ان شاء اللہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## آغاز کار

مجوزہ یونیورسٹی چونکہ پرائیویٹ سیکٹر کی ایک نان کمرشل اور فلاحی یونیورسٹی ہوگی س لیے یہ تصور کرنا ممکن نہیں کہ اسے آغاز کار ہی سے اتنے فنڈز مل جائیں گے کہ وہ یونیورسٹی کی حیثیت سے کام کی ابتدا کر سکے یا چارٹر کی درخواست دے سکے۔ اتنے بڑے کام کے تو آغاز کے لیے بھی خاصی محنت کی ضرورت ہوگی۔ چنانچہ ضروری ہے کہ جوں ہی کچھ مالیات کا انتظام ہو جائے، ایک کرائے کی عمارت میں مجوزہ یونیورسٹی کے بعض شعبوں کا آغاز کر دیا جائے۔ ابتداء میں کون سے شعبے قائم کیے جائیں گے اور ان کے لیے کتنی رقم کی ضرورت ہوگی اس کی کچھ تفصیل یہ ہے:

## ابتدائی تعلیمی پروگرام

ہم ابتداء، ان شاء اللہ، چار کلیات سے کریں گے:

۱۔ کلیہ علوم دینیہ - شعبہ الدعوہ والتربیہ (ایم اے علوم اسلامیہ)

۲۔ کلیۃ اللغات رفیکلٹی آف لینگویجز - معہد اللغات (انسٹی ٹیوٹ آف لینگویجز) و شعبۂ انگریزی (ایم اے انگریزی)

۳۔ کلیہ علوم اجتماعیہ/ فیکلٹی آف سوشل سائنسز۔ سکول آف اکنامکس (ایم اے اکنامکس) وکلیۃ التربیۃ / تربیت اساتذہ کالج۔
بی ایڈ (اسلامک ایجوکیشن)

۴۔ فیکلٹی آف سائنس وٹیکنالوجی۔ آئی ٹی سنٹر

پہلے تین شعبے یعنی کلیہ علوم دینیہ، کلیۃ اللغات اور فیکلٹی آف سوشل سائنسز کا سکول آف اکنامکس فی الحال انڈر گریجوایٹ طلبہ کے لیے ہوں گے جن میں میٹرک پاس طلبہ کو داخلہ دیا جائے گا جو آٹھ سالوں میں ایم اے علوم اسلامیہ، ایم اے انگلش اور ایم اے اکنامکس کریں گے۔ کلیۃ التربیہ کا تربیت اساتذہ کا پروگرام گریجوایٹ سطح کا ہوگا جس میں دینی مدارس کے فارغ التحصیل طلبہ کو ایک سال تدریب المعلمین کے تخصص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے ساتھ بی ایڈ (اسلامک ایجوکیشن) کی ڈگری دی جائے گی۔

فیکلٹی آف سائنس وٹیکنالوجی کا آئی ٹی سنٹر فی الحال جامعہ کے دیگر شعبوں کو آئی ٹی سپورٹ مہیا کرے گا اور طلبہ/اساتذہ ملازمین کو فاؤنڈیشن کورسز کروائے گا۔

ہمارے ان پروگراموں کی انفرادیت واہمیت کا اندازہ اس سے کیجیے کہ:

- اس وقت پاکستان بھر میں کوئی دینی جامعہ، جدید یونیورسٹی اور اسلامی یونیورسٹی الدعوہ والتربیہ میں ایم اے نہیں کروا رہی۔
- پاکستان کی کوئی دینی جامعہ یا یونیورسٹی مدارس کے فارغ التحصیل طلبہ کو تدریب المعلمین میں ڈگری نہیں دے رہی۔
- پاکستان کی کوئی یونیورسٹی اور دینی جامعہ آج تک دو تخصصات (Double Major) کا نظام متعارف نہیں کروا سکی۔
- پاکستان کی کسی یونیورسٹی یا دینی جامعہ میں دینی و دنیاوی علوم میں آٹھ سالہ تخصص کا انتظام نہیں ہے۔

مندرجہ بالا کورسز میں فوری طور پر چارٹر کی ضرورت نہیں۔

## تخمینہ اخراجات

پہلے سال کے لیے ساٹھ لاکھ روپے کی ضرورت ہوگی جس کا بجٹ لف ھذا ہے۔ واضح رہے کہ انڈر گریجوایٹ طلبہ سے ۵۰۰ روپے ماہانہ فیس لی جائے گی۔ لائق لیکن غریب طلبہ کے لیے فیس اور ہوسٹل اخراجات کی معافی کی گنجائش ہوگی، نیز اے گریڈ کے حامل ہر طالب علم کو میرٹ اسکالرشپ دیا جائے گا۔

نام: اس یونیورسٹی کے لیے کوئی موزوں نام تجویز کیا جا سکتا ہے جیسے ارقم یونیورسٹی، قرآن یونیورسٹی وغیرہ

## مجوزہ یونیورسٹی قائم کرنے کے لیے کمیٹی کی تشکیل

لاہور میں مجوزہ یونیورسٹی کے خواہش مند افراد کا ایک اجتماع .................. کو ہوا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جس میں شہر کے دانشور، معززین اور ماہرین تعلیم شریک ہوئے اور انہوں نے اس یونیورسٹی کے قیام کے لیے جدوجہد کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس غرض سے سات افراد پر مشتمل ایک کمیٹی بنانے کا فیصلہ ہوا جس کا سربراہ ......................... کو بنایا گیا اور ......................... کو اس کا سیکرٹری مقرر کیا گیا۔

جب ہمیں وہ نہ رہے پھر یہ بدلنا کیسا
یہ کہو مٹ گئے دُنیا کے بدل جانے سے

نقص تعلیم سے اب اس کی سمجھ ہی نہ رہی
دل تو بڑھ جاتا تھا اجداد کے افسانے سے

شیخ مرحوم کا قول اب مجھے یاد آتا ہے
دل بدل جائیں گے تعلیم بدل جانے سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# Budget Estimates

## for Proposed Islamic University at Lahore

## Expenses for First Year

Salaries

| | |
|---|---|
| **Academic Staff:** | (Thousand Rs.) |
| Principal Rs.20,000 x 12month | 2,40 |
| Lecturers: Islamic Studies 2 X Rs.10,000 x 12m | 2,40 |
| Arabic 2 x Rs.10,000 x 12m | 2,40 |
| English 2 x Rs.10,000 x 12m | 2,40 |
| Visiting Professor Rs. 10,000 x 12m | 1,20 |
| | 10,80 |
| **Administrative Staff:** | |
| Accountant Rs.8,000 x 12m | 96 |
| Library Assistant Rs. 5,000 x 12m | 60 |
| Clerk Rs.4,000 x 12m | 48 |
| Naib Qasid 2 x Rs.3,000 x 12 | 72 |
| Cook 2 x Rs.4,000 x 12m | 96 |
| Helper 2 x Rs.3,000 x 12m | 72 |
| | 4,44 |
| **Building Rent** | |
| College Rs.70,000 x 12m | 8,40 |
| Hostel for 60 students: 2 x Rs.40,000 x 12m | 9,60 |
| | 18,00 |
| **Utility Bills** | |
| College Rs.20,000 x 12m | 2,40 |
| Hostels Rs.40,000 x 12m | 4,80 |

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

| | |
|---|---|
| Library Books | 1,00 |
| | 8,20 |
| Furniture and Fixture: | |
| Office | 1.50 |
| Hostels | 3.50 |
| Library | 0.50 |
| Committee Room | 1.00 |
| Renovation | 2.00 |
| Advertisement | 10,00 |
| Scholarships | 3,60 |
| Unseen | 0.06 |
| | 22.16 |
| Expenses | 63.60 |
| **Less** Income: Fee 60 students x Rs.500 x 12m | -3.60 |
| Net Expenses | 60,00 |

(Rupees Sixty Lac only)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# تعلیم اور جدید دینی تحریکیں

خلافت کے خاتمے اور مسلمان ممالک کی آزادی کے بعد جدید دینی تحریکوں نے شاندار دینی خدمات انجام دی ہیں۔ انہوں نے مسلم معاشرے خصوصاً اس کے نوجوان اور پڑھے لکھے افراد کو دین کے قریب لانے اور انہیں سوشلزم اور مغربی تہذیب کے سیلاب میں بہ جانے سے بچانے کے لیے قابل قدر کوششیں کی ہیں۔ موجودہ مسلم معاشرے پر ان کی جدو جہد کے تعمیری اثرات، الحمدللہ، نمایاں ہیں تاہم نصف صدی سے زیادہ گزر جانے کے بعد اب ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ یہ اپنی کامیابیوں اور ناکامیوں کو دیکھتے ہوئے اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کریں۔

اس سلسلے میں ایک بنیادی سوال یہ ہے کہ 'سیاسی انقلاب پہلے اور اصلاح معاشرہ (بذریعہ تعلیم وتربیت) اس کے نتیجے میں' یا 'اصلاح معاشرہ (بذریعہ تعلیم وتربیت) پہلے اور اسلامی انقلاب اس کے نتیجے میں۔ آج تک ہم عصر جدید دینی تحریکیں پہلے اصول پر عمل کرتی رہی ہیں جب کہ ہماری رائے یہ ہے کہ انہیں دوسرے اصول پر عمل کرنا چاہیے۔

یہ ایک اہم فکری مبحث ہے اور اس کتاب کے موضوع یعنی تعلیم وتربیت سے اس کا بہت گہرا تعلق ہے کیونکہ پہلے اصول کو اپنانے کے نتیجے میں تعلیم وتربیت کی اہمیت ثانوی ہو جاتی ہے جب کہ دوسرے اصول پر عمل کرنے کے نتیجے میں تعلیم وتربیت بنیادی اہمیت اختیار کر جاتے ہیں۔ جدید دینی تحریکوں نے آج تک پہلے اصول پر عمل کیا ہے اس لیے تعلیم وتربیت ان کے ہاں بنیادی اہمیت اختیار کر سکی ہے اور نہ ان کی ترجیحات میں سرفہرست آ سکی ہے۔

اس موضوع کی اہمیت کے پیش نظر ہم نے 'جماعت اسلامی پاکستان' اور 'تحریکِ اسلامی پاکستان' کے سربراہوں کو اس ضمن میں خطوط لکھے۔ چونکہ ہمیں اس موضوع کو کسی مکالمے، مباحثے یا مناظرے کا حصہ نہیں بنانا اس لیے ہم صرف اپنے خطوط (مناسب نظر ثانی کے بعد) یہاں دے رہے ہیں۔ امید ہے تعلیم وتربیت، جدید دینی تحریکوں اور غلبۂ اسلام کے موضوع پر غور وفکر کرنے والوں کے لیے یہ باعث دلچسپی ہوں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمن الرحیم

۲۲/اکتوبر ۲۰۰۴ء

محترم جناب قاضی حسین احمد صاحب
امیر جماعت اسلامی پاکستان
منصورہ، لاہور

موضوع: مغربی فکر و تہذیب کے سیلاب کے آگے بند باندھنے میں جماعت اسلامی کا کردار

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

جناب سے مخفی نہیں کہ مغربی فکر و تہذیب کا سیلاب اس وقت ہمارے معاشرے کو بہائے لیے جا رہا ہے۔ جس طرح مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے سوشلزم کے غلبے کا راستہ روکنے کے لیے قوم کی علمی و عملی رہنمائی کی، اسی طرح جماعت کا قائد ہونے کی حیثیت سے اب نظریں آپ کی طرف اٹھتی ہیں کہ آپ مغربی فکر و تہذیب کا راستہ روکنے اور معاشرے کو اسلام سے وابستہ رکھنے میں اپنا کردار ادا کریں گے۔

جماعت یہ کام کیسے کر سکتی ہے؟ اس بارے میں آپ کے غور و فکر کے لیے ا آپ کی مصروفیت کے پیش نظر ا صرف دو صفحات پر مشتمل ایک مختصر ورکنگ پیپر ارسال خدمت ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو دین کی خدمت کی توفیق دے، آمین۔

والسلام،

نیاز مند،

(ڈاکٹر) محمد امین
جامعہ پنجاب، لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# ورکنگ پیپر برائے جماعت اسلامی
# مغربی تہذیب کے ردّ کے لیے لائحہ عمل

## جدید تعلیمی ادارے

۱۔ جماعت اپنے ان متعلقین سے جنھوں نے جدید تعلیم کے ادارے قائم کر رکھے ہیں یہ مطالبہ کرے کہ وہ مندرجہ ذیل اقدامات کریں:

- انگلش میڈیم کا خاتمہ [ نیز نرسری اور پریپ وغیرہ میں انگریزی نہ پڑھانا ]
- مخلوط تعلیم کا خاتمہ
- غیر مسلم اور غیر ملکی مصنفین کی نصابی کتابیں نہ پڑھائی جائیں۔
- طلبہ پر غیر ملکی لباس پہننے کی پابندی کا خاتمہ (جیسے لڑکوں کے لیے پینٹ شرٹ، ٹائی وغیرہ اور لڑکیوں کے لیے وی [ V ] کی پٹی وغیرہ) اور اس کی بجائے ملکی لباس پہننا۔
- خود اساتذہ بھی غیر ملکی لباس نہ پہننے کی اس پابندی پر عمل کریں۔ خواتین اساتذہ سادہ اور ساتر لباس پہنیں۔
- غیر اسلامی ہم نصابی سرگرمیوں کا خاتمہ (جیسے ڈرامے، مینا بازار وغیرہ)
- ایسی نصابی کتب کی تیاری جو مغربی تصور علم کی بجائے اسلامی تصور علم پر مبنی ہوں۔
- اساتذہ کی نظریاتی تربیت کا اہتمام جس میں مرکزی نکتہ یہ ہو کہ خود اچھا مسلمان کیسے بنا جائے اور طلبہ کو اچھا مسلمان کیسے بنایا جائے؟

۲۔ دوسرے مرحلے میں جماعت اور اس کی طلبہ اور اساتذہ تنظیمیں ۔ور انتظا ن ادارے (جیسے نظامت تعلیم، تنظیم اساتذہ، اسلامی جمعیت طلبہ وغیرہ) مندرجہ بالا نکات پر عمل کی مہم کو ملک بھر میں پھیلے ہوئے دوسرے تعلیمی اداروں تک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کردیں۔

## دینی مدارس

ا۔ جماعت کے متعلقین کے قائم کردہ دینی مدارس اپنے نصاب میں مندرجہ ذیل مضامین کا اضافہ کریں:

- انگریزی زبان
- مغربی فکر وتہذیب کا تعارفی مطالعہ
- مغرب کے عمرانی اور سائنسی علوم کا تعارفی مطالعہ
- کمپیوٹر
- تقابل ادیان
- سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
- مطالعۂ امت (مسلم امت کے ماضی وحال کی تاریخ اور جغرافیہ)
- طرق تحقیق
- فقہ واصول فقہ کا جدید قوانین اور اصول قوانین کے ساتھ تقابلی مطالعہ
- اسلام اور جدید مسائل (جیسے کلوننگ، دہشت گردی، بلاسود بنکاری وغیرہ)

۲۔ رابطۃ المدارس مندرجہ بالا مضامین کا نصاب اور کتابیں تیار کر کے دینی مدارس کو مہیا کرے۔

۳۔ دینی مدارس کے اساتذہ کی تربیت کا انتظام کرے۔

۴۔ دوسرے مرحلے میں جماعت اور اس کے متعلقہ ادارے (رابطۃ المدارس اور جمعیت اتحاد العلماء وغیرہ) مندرجہ بالا پروگرام کو ملک بھر میں پھیلے ہوئے دوسرے دینی مدارس تک وسعت دیں اور وہاں یہ تبدیلیاں لائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## تحقیقی و تصنیفی ادارے

جماعت اپنے تحقیقی اداروں (ادارہ معارف اسلامی وغیرہ) اور اپنے متعلقین کے اداروں (جیسے ILM,IPS، قرطبہ یونیورسٹی وغیرہ) کو یہ ٹارگٹ دے کہ وہ مغربی تہذیب اور مسلم معاشرے پر اس کے برے اثرات کے بارے میں لٹریچر تیار کر کے پھیلائیں۔

## ذرائع ابلاغ

۱۔ جماعت اپنے اخبارات و جرائد اور اپنی ذیلی تنظیموں کے جرائد سے یہ مطالبہ کرے کہ وہ مغربی تہذیب کے خلاف عوام کی ذہن سازی کریں۔

۲۔ اس مقصد کے لیے آڈیو اور وڈیو کیسٹ تیار کیے جائیں، کمپیوٹر پر آن لائن پروگرام دیے جائیں، اپنے ریڈیو اور ٹی وی اسٹیشن قائم کیے جائیں اور ان سب کے ذریعے مغربی تہذیب کا طلسم پاش پاش کیا جائے۔

اگر مندرجہ بالا خطوط پر ایک مہم شروع نہ کی گئی اور مغربی تہذیب کے آگے بند باندھنے کی کوشش نہ کی گئی تو ڈر ہے کہ خود جماعت کے اپنے افراد بھی مغربی فکر و تہذیب کے بپھرے ہوئے اس سیلاب میں خدانخواستہ بہ جائیں گے۔ لہٰذا یہ وقت ہے کہ ٹھوس منصوبہ بندی کر کے کام کا آغاز کر دیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۵ جون ۲۰۰۳ء

محترم جناب حکیم سرو سہارنپوری صاحب
امیر تحریک اسلامی پاکستان☆
راولپنڈی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

تعلیم وتربیت اور دعوت واصلاح کے حوالے سے 'تحریک اسلامی پاکستان' کی پالیسی کے تناظر میں چند گزارشات آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں۔ امید ہے آپ ان پر ہمدردانہ غور فرمائیں گے۔

والسلام،

مخلص،

(ڈاکٹر) محمد امین

جامعہ پنجاب، لاہور

☆ یہ وہ گروپ ہے جو مرحوم نعیم صدیقی صاحب کی سربراہی میں جماعت اسلامی سے الگ ہو گیا تھا اور اب 'تحریک اسلامی پاکستان' کے نام سے دینی کام کر رہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پچھلے دنوں امریکہ سے شائع ہونے والے ایک رسالے "Muslim Christian Relations" میں انڈونیشیا کے حوالے سے ایک امریکی سکالر کا مضمون نظر سے گزرا جس میں یہ بات بتائی گئی تھی کہ وہاں کی جماعت نہضۃ العلماء (جس کے رہنما سابق صدر عبدالرحمن واحد ہیں) کے زیرنگرانی ۲۴۲۷۵ تعلیمی ادارے کام کر رہے ہیں جن میں ۱۱۴۴ سکول، ۲۹۹ کالج، ۱۹ یونیورسٹیاں اور اعلیٰ تعلیم و تحقیق کے ۲۶ ادارے شامل ہیں۔ اسی طرح کچھ عرصہ پہلے ترجمان القرآن میں ترکی کی نورسی تحریک کے بارے میں ایک مضمون چھپا تھا جس کے مطابق نورسی تحریک کے زیر اہتمام ۱۳ یونیورسٹیاں کام کر رہی ہیں۔ ۹ ترکی میں، ۲ قازقستان میں اور ۲ غالباً تاجکستان میں۔ ترکی اور دوسرے بہت سے ملکوں میں ان کے ہزاروں سکول کام کر رہے ہیں۔ میں نے ان کے پاکستانی دفتر سے رابطہ کیا تو پتہ چلا یہاں بھی ان کے ٦ سکول کام کر رہے ہیں جو اگلے سالوں میں مزید بڑھتے رہیں گے۔ نہضۃ العلماء، دعوت و اصلاح کی ایک جماعت ہے جس کے ارکان کی تعداد ۳ کروڑ ہے۔ اس سے متاثر افراد کا ایک سیاسی پلیٹ فارم بھی ہے جس کا سربراہ جنرل سہارتو کے بعد ہونے والے پہلے آزادانہ انتخابات میں ملک کا صدر منتخب ہوگیا۔ نورسی تحریک غیر سیاسی اور صرف دعوت، تزکیہ کی تحریک ہے۔

ہم یہاں دعوت و اصلاح کی ایک اور غیر سیاسی تحریک کو بھی مطالعے میں شامل کر سکتے ہیں۔ ہماری مراد تبلیغی جماعت سے ہے۔ یہ جماعت اس وقت عالم اسلام کی دعوت و اصلاح کی سب سے بڑی، منظم، مؤثر اور مقبول ترین جماعت ہے۔ یہ جماعت انتہائی کامیابی سے، سارے مسلم معاشروں سے لاکھوں کروڑوں لوگوں کو، ان کے گھروں، دفتروں، کارخانوں سے نکال کر اپنے تعلیمی و تربیتی دائرے میں کھینچ لاتی ہے اور اس کے دعوتی و تربیتی منہج کی کامیابی اس سے واضح ہے کہ وہ اپنے شرکاء کی ایک بڑی تعداد کی زندگیوں میں اپنی مطلوبہ دینداری کے اثرات پیدا کر لیتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے۔ اس کے لاکھوں، کروڑوں لوگ بارہ مہینے اور چوبیس گھنٹے روئے زمین کی کسی نہ کسی آبادی میں دعوت دین پہنچا رہے ہوتے ہیں اور لوگوں کی تعلیم وتربیت میں فعال کردار ادا کر رہے ہوتے ہیں۔

(اس وقت یہ بات زیر بحث نہیں کہ مذکورہ جماعتوں کا تصور دین اور ان کا دعوتی واصلاحی مواد واسلوب کتنا صحیح یا ناقص ہے؟)

اب آیئے جدید اسلامی تحریکوں کی طرف۔ امام حسن البنا کی زندگی میں اخوان المسلمون نے عوام تک دین پہنچانے کے لیے جو تعلیمی وتربیتی ادارے قائم کیے تھے وہ ان کی عملی سیاست کی نظر ہو گئے۔ اس کے بعد بھی تعلیم وتربیت اور دعوت واصلاح کے کام اخوان کی تحریک کے کبھی مرکزی ہدف نہیں رہے۔ البتہ ان کی سیاسی جدوجہد کا ایک جزو ضرور رہے ہیں۔

دیکھیے! ان دو باتوں میں بہت فرق ہے کہ:

۱۔ معاشرے میں مطلوب ہمہ جہتی اسلامی تبدیلی (اقامت دین) کے لیے تعلیم وتربیت اور دعوت واصلاح کا کام کیا جائے اور اس کے نتیجے میں معاشرے میں جو تبدیلیاں آئیں ان میں سے ایک یہ بھی ہو کہ سیاست میں صالح قیادت برسر اقتدار آجائے۔ اور

۲۔ معاشرے میں دینی مقاصد کی خاطر انقلاب امامت کے لیے سیاسی جدوجہد کی جائے اور اس جدوجہد کا ایک جزو اور اس کا ایک ذریعہ اور وسیلہ (Tool) دعوت واصلاح کا کام بھی ہو۔

پہلی صورت میں دعوت واصلاح کو مرکزی اہمیت اور حیثیت حاصل ہوگی اور اس کا ہدف یہ ہوگا کہ ساری قوت اس بات پر لگا دی جائے کہ عوام تک دین پہنچایا جائے اور ان کی سیرتوں کی تعمیر اسلامی نقطۂ نظر سے کی جائے تاکہ ان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اسلامی تعلیمات پر عمل ہونے لگے۔ اس صورت میں زور اجتماعی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اصلاح کی بجائے انفرادی اصلاح پر ہوگا اور اسلامی تبدیلی کا رُخ نیچے سے اوپر کی طرف ہوگا یعنی یہ گراس روٹ (پہلے ذاتی اصلاح، پھر اصلاح اہل وعیال، خاندان برادری، محلّہ وشہر اور پھر پورا ملک ومعاشرہ) سے سفر کرتی ہوئی انقلاب امامت کی طرف جائے گی جو دائمی اور پائیدار ہوگی۔ اور دوسری صورت میں مرکزی اہمیت دعوت واصلاح اور تعلیم وتربیت کو نہیں بلکہ سیاسی جدوجہد کو حاصل ہوگی اور کارِ دعوت واصلاح محض اس کا ایک معمولی جزو اور ذریعہ ہوگا۔ اس صورت میں دعوت واصلاح سے مقصود یہ ہوگا کہ لوگوں تک جماعت کی دعوت پہنچائی جائے اور اپنی سیاسی جدوجہد میں ان کی حمایت حاصل کی جائے۔ اس صورت میں زور انفرادی اصلاح کی بجائے اجتماعی اصلاح پر ہوگا اور اسلامی تبدیلی اوپر سے نیچے کو سفر کرے گی یعنی پہلے اقتدار تک پہنچا جائے گا اور اس کی قوت سے معاشرے کی اصلاح کی جائے گی۔ ظاہر ہے ان دو مواقف میں بنیادی فرق ہے اور منطقی طور پر دونوں کے اصول اور لائحہ عمل بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوں گے۔

اس بارے میں جماعت اسلامی کا موقف بھی تقریباً اخوان جیسا ہی رہا ہے۔ یہاں مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا۔ مولانا عبدالغفار حسن صاحب نے 'المنبر' فیصل آباد میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ جنوبی پنجاب سے سردار لغاری آئے اور وہ ایک دارالعلوم کے قیام کے لیے زمین وقف کرنا چاہتے تھے۔ مرکز میں مولانا مودودی سمیت مرکزی رہنماؤں کی کمیٹی تین دن کی بحث کے بعد بھی دارالعلوم کے قیام کی منظوری نہ دے سکی۔ نعیم صدیقی صاحب کا موقف یہ تھا کہ ''جماعت اسلامی جب برسر اقتدار آئے گی (یہ پچاس کی دہائی کی بات ہے) تو وہ اس طرح کے بے شمار تعلیمی ادارے صحیح بنیادوں پر قائم کر لے گی، اس وقت تو ہمیں ساری کوششیں صالح قیادت کو برسر اقتدار لانے پر مرکوز رکھنی چاہییں''۔ پچھلے چند سالوں میں البتہ اس جماعت کے افراد نے بہت سے تعلیمی ادارے قائم کیے ہیں لیکن ان کی اکثریت عموماً کمرشل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بنیادوں پر کام کر رہی ہے اور یہ ادارے عام طور ویسے ہی ہیں جیسے عام لوگوں کے تعلیمی ادارے لہٰذا اسلامی تعلیم و تربیت کے ذریعے انسان سازی اور مغربی تہذیب اور لادینیت کا راستہ روکنے میں یہ کوئی موثر کردار ادا نہیں کر سکے۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اور ان کی 'تنظیم اسلامی' اور 'تحریک خلافت' نے بھی اس کام کو زیادہ مستحق توجہ نہیں سمجھا۔ آپ کی 'تحریک اسلامی' نے بھی تعلیم و تربیت اور دعوت و اصلاح کے کام کو مرکزی اہمیت نہیں دی حالانکہ آپ کی 'تحریک' کا لٹریچر اور 'تحریک' کے زعماء کی گفتگوئیں اس بات کا مظہر ہیں کہ آپ لوگوں نے 'جماعت اسلامی' چھوڑ کر 'تحریک اسلامی' بنائی ہی اس غرض سے تھی کہ آپ کی رائے میں 'جماعت اسلامی' کی توانائیاں زیادہ تر سیاسی جدوجہد پر صرف ہو رہی تھیں اور آپ لوگوں کا خیال تھا کہ تعلیم و تربیت اور دعوت و اصلاح (تطہیر افکار اور تعمیر سیرت و کردار) کا کام پس پشت جا پڑا ہے لیکن اس ادعا کے باوجود، معاف کیجیے گا، مجھے آپ کے ہاں تعلیم و تربیت اور دعوت و اصلاح پر ترکیز نظر نہیں آئی۔

اسی کی بنیادی وجہ میرے نزدیک وہی ہے جس کی طرف میں نے ابھی اشارہ کیا کہ جدید دینی تحریکوں کا یہ علانیہ اور سوچا سمجھا موقف ہے کہ پہلے سیاسی تبدیلی لائی جائے اور اس کے نتیجے میں ریاستی قوت اور اسلامی قوانین کے ذریعے معاشرے کو اسلام کے رستے پر چلایا جائے۔ چنانچہ مولانا مودودیؒ نے اپنے اس موقف کا اعلان پاکستان بننے کے بعد ستمبر ۱۹۴۸ء کے ترجمان القرآن میں کیا تھا (یہ اعلان مولانا کی کتاب 'اسلامی ریاست' [ص ۲۱۷، ۲۲۲ مطبوعہ اسلامک پبلی کیشنز لاہور ۱۹۶۹ء] میں مسلسل طبع ہو رہا ہے)۔

تاہم مولانا نے اس اعلان میں یہ بھی واضح کیا تھا کہ اگر ہم اس طریقے سے پاکستان میں صحیح اسلامی نظام قائم نہ کر سکے تو پھر ہم دوسرے طریقے کو اپنا لیں گے یعنی پہلے اصلاح معاشرہ (بذریعہ فکری تطہیر و تعمیر سیرت) اور اس کے نتیجے میں انقلابِ امامت، گویا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں اسے بالواسطہ مولانا مودودیؒ کی تائید حاصل ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر اس اصول کے مطابق دینی جدوجہد کرنی ہو تو اس کا عملی اور فکری لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے؟ اس کا جواب اگرچہ معاصر دینی تحریکوں کے قائدین اور مفکرین کے ذمے ہے لیکن دعوت واصلاح اور تعلیم وتحقیق کا ایک طالب علم ہونے کے ناطے میں بھی اس موضوع پر غور کرتا رہا ہوں اور چند گزارشات آپ اور دوسری جدید دینی تحریکوں کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں لیکن پیشتر اس کے کہ اس موضوع پر اپنی معروضات پیش کروں، ایک بات تمہیداً عرض کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ:

ہم مسلمانوں کا ایک عمومی بنیادی المیہ یہ ہے کہ ہم حریت فکر اور جدت فکر سے محروم ہو گئے ہیں اور کورانہ تقلید ہماری رگ رگ میں پیوست ہو چکی ہے۔ اللہ کے حکم کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حریت فکر کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ بدر میں لڑائی کی جگہ کے انتخاب کے مسئلے پر، احد میں شہر کے اندر یا باہر لڑنے پر، خندق میں یہودیوں کو پیداوار کا ایک حصہ دے کر ساتھ ملانے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رائے چھوڑ کر اپنے صحابہ کی رائے سنی اور قبول کی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کی خادمہ بریرہؓ نے آپؐ کی رائے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو آپؐ نے برا نہیں مانا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خطبۂ جمعہ میں ایک عورت نے ٹوک کر ان کے موقف کی تغلیط کی تو انہوں نے برا نہیں مانا بلکہ ایک بدو نے جب برسر مجلس کہا کہ اگر تم سیدھی راہ سے ہٹے تو ہم تمہیں تلواروں سے سیدھا کر دیں گے، تو وہ خوش ہوئے۔ لیکن بعد میں کیا ہوا؟ سیاسی استبداد نے لوگوں کے منہ بند کر دیے (ہم جو چند درخشاں مثالیں اپنے بزرگوں کی سنتے سناتے ہیں وہ عزیمت پر مبنی استثناءات ہیں)، پھر قرون اخیرہ میں کورانہ تقلید، اجتہاد کے خاتمے اور مسلک پرستی کی صورت میں مذہبی ڈھانچہ بھی حریت فکر کو کچلنے میں شامل ہو گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جدید اسلامی تحریکوں کا حال بھی بدقسمتی سے اس سے مختلف نہیں۔ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے نتیجے میں عالم اسلام میں عظیم تغیرات برپا ہوئے، خلافت ختم ہوگئی اور مسلمان ممالک آزاد ہوگئے۔ اسلامی تحریکوں نے جو تجربات امام حسن البنا، سید قطب اور مولانا مودودی کی سربراہی میں کیے آج ساٹھ پینسٹھ سال گزرنے کے بعد ضرورت ہے کہ ان کی کامیابیوں اور ناکامیوں کو سامنے رکھ کر نئے فیصلے کیے جائیں۔ اور ایسا کرنے سے ان بزرگوں کا استخفاف ہوتا ہے اور نہ ان کی عظمت پر کوئی حرف آتا ہے۔ اگر امام ابوحنیفہ کے شاگرد ان سے اختلاف کریں اور امام صاحب کی عظمت پر حرف نہیں آتا تو ہم میں سے کسی کے اختلاف کرنے یا بدلے ہوئے حالات میں نیا لائحہ عمل تجویز کرنے سے امام حسن البنا یا مولانا مودودی کی عظمت پر کیسے حرف آسکتا ہے؟

ان تمہیدی کلمات کے بعد آیئے اب اصل موضوع کی طرف کہ آج پاکستان میں اگر ایک جدید دینی تحریک ہمہ گیر اسلامی تبدیلی (یعنی اقامت دین) کے لیے اصلاحِ معاشرہ اور تطہیرِ فکر و تعمیرِ سیرت (یعنی دعوت و اصلاح اور تعلیم و تربیت) کو بنیاد بنا کر کام کرنا چاہے تو اس کی پالیسی اور لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے؟ اس حوالے سے میں اپنی گزارشات کو دو حصوں میں تقسیم کروں گا، پہلا حصہ فکری امور سے متعلق ہے اور دوسرا عملی اقدامات سے متعلق:

## فکری پہلو

(اپنے مخاطب کی بلند ذہنی و علمی سطح کے پیش نظر میں علمی استدلال کے بغیر اور تفصیل میں جائے بغیر اپنی رائے کا محض خلاصہ پیش کر رہا ہوں۔)

۱۔ دعوت و اصلاح یا تعلیم و تربیت یا قرآنی اصطلاح میں تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیۂ نفس نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کارِ نبوت کے بنیادی اجزاء ہیں بلکہ خود قرآن کی رو سے پہلے سارے انبیاء کا طریق کار بھی انہی نکات پر مبنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تھا۔ لہٰذا آج مسلم امت یا اس کا کوئی گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کارنبوت کی نیابت و نصرت کے لیے اٹھتا ہے تو اس کا طریق کار بھی انہی نکات پر مبنی ہونا چاہیے۔

- امت مسلمہ پچھلے چودہ سو سال میں تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیۂ نفس کا کام کرتی رہی ہے لہٰذا آج کوئی اگر یہ کام کرنے اٹھے تو نہ یہ کوئی نیا کام ہے اور نہ یہ ماضی سے غیر متعلق اور غیر مربوط ہوسکتا ہے۔ ہمیں ماضی کے تجربات اور ناکامیوں سے سبق سیکھنا ہے اور جدت فکر اور اجتہاد سے دعوت و اصلاح کے نئے راستے نکالنے ہیں۔

- دین کی جامعیت کا تصور ہمیں حسن توازن کے ساتھ ملحوظ رکھنا ہے۔ انفرادی اور اجتماعی زندگی میں بلکہ زندگی کے سارے شعبوں میں اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنا ہی اقامت دین کا تقاضا ہے۔ دینی تعلیمات کے چار بڑے شعبے ہیں: عقائد، عبادات، اخلاق اور معاملات۔ معاملات میں معیشت، معاشرت، سیاست، قانون، عدالت، مناکحت، غرض بہت سارے شعبے ہیں اور ان سارے شعبوں میں اسلامی تعلیمات پر عمل مطلوب ہے۔ ریاست و حکومت بھی بلاشبہ اہم ہیں لہٰذا یہ بھی دینی دعوت و اصلاح کا ایک اہم جزو اور ہدف ہیں۔ گو ہماری تاریخ یہ بتاتی ہے کہ ہمارے اسلاف نے ریاستی و حکومتی قوت کے بغیر بھی عظیم الشان کارنامے سرانجام دیے ہیں مثلاً ہمارا سارا قانونی ڈھانچہ (فقہ و اصول فقہ) حکومتی عمل دخل کے بغیر پرائیویٹ سطح پر مدون ہوا ہے۔ ہمارا نظام تعلیم بھی بڑی حد تک حکومتی مدد اور مداخلت کے بغیر پروان چڑھا ہے (خصوصاً ابتدائی صدیوں میں)۔ دعوت و اصلاح اور تزکیے کا کام بھی مسلمان تاجروں، صوفیوں اور عالموں نے کسی باقاعدہ حکومتی سرپرستی کے بغیر سرانجام دیا ہے اور ان سے محیر العقول نتائج نکلے ہیں حتی کہ بعض معاشرے (مثلاً انڈونیشیا، ملائیشیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وغیرہ) صرف ان کی کوششوں سے مسلمان ہوئے ہیں۔ اس کا مطلب انقلاب امامت کی اہمیت گھٹانا نہیں، اس کی اہمیت مسلمہ ہے۔ مقصد صرف یہ دکھانا ہے کہ سیاست پورا دین نہیں، دین کا ایک جزو ہے۔ دعوت سے مراد پورے دین کی دعوت اور اصلاح سے مراد پورے دین سے متعلق ہمارے رویوں کی اصلاح ہے۔ یوں انقلاب امامت یا سیاست کی اصلاح کا کام، کارِ دعوت و اصلاح کا محض ایک جزو ہے لہٰذا سیاسی اصلاح کے علاوہ بھی کرنے کے بہت سے دینی کام ہیں اور وہ اہم بھی ہیں اور اپنے اثرات کے لحاظ سے دوررس بھی۔

۴۔ دین کی روح اللہ سے ہماری وابستگی ہے اور صرف عبدیت ہی ہمارا نصب العین ہے۔ اللہ کے حضور ہم سب اپنی انفرادی حیثیت میں جواب دہ ہیں۔ ہر مسلمان سے قیامت میں یہ پوچھا جائے گا کہ اس نے بندگی کا حق ادا کیا یا نہیں؟ یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ وہ کس تنظیم یا جماعت کا رکن تھا؟ یوں دعوت و اصلاح کی فطری ترتیب ''الاقرب فالاقرب'' کی ہے یعنی سب سے اہم فرد ہے پھر اس کے اہل خانہ، خاندان، ہمسائے، گلی محلّہ، شہر پھر پورا ملک اور معاشرہ۔ انقلاب امامت یا سیاسی اصلاح کو دعوت و اصلاح کا محور قرار دینا، دین کی دعوت و اصلاح کی اس مذکورہ پالیسی کو الٹ دینا ہے۔

۵۔ مسلم امہ کے زوال کا سبب اگر داخلی لحاظ سے ایمان کی کمزوری، دین کا ناقص تصور، دین سے عدم وابستگی اور دینی تقاضوں کو پورا نہ کرنا ہے تو خارجی لحاظ سے اس کا سب سے بڑا سبب مغربی فکر وتہذیب ہے۔ نہ صرف اس لحاظ سے کہ اس سے ہمارا رویہ مرعوبانہ اور مقلدانہ ہے بلکہ اس لحاظ سے بھی کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کی دشمن ہے۔ لہٰذا مغربی فکر وتہذیب کی مزاحمت ہمارا فرض اور اہل مغرب تک دین پہنچانا ہماری دعوتی ذمہ داری ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۶۔ انسان کے عبد ہونے کی بجائے خلیفہ ہونے کا تصور ابھارنا، انفرادی اصلاح کی بجائے اجتماعی اصلاح پر زور دینا، دین کو 'تحریک' اور 'نظام' بنا کر پیش کرنا، جماعت سازی کی اہمیت میں مبالغہ کرنا، اقامت دین کی ایسی تشریح کرنا کہ وہ محض انقلاب امامت یا سیاسی اصلاح کے مترادف نظر آنے لگے، مسلم تاریخ کے کمزور پہلوؤں کو اُبھارنا (جیسے ملوکیت، تصوف کی غیر اسلامی رسمیں وغیرہ) اور یہ تاثر دینا کہ ہم وہ کام کرنے اٹھے ہیں جو پہلے کبھی نہیں ہوا، دینی تنظیم کا درجہ بند اور سخت گیر انتظامی ڈھانچہ قائم کرنا، غیر اسلامی تصوف کی مخالفت کے زعم میں تزکیۂ نفس کی اہمیت سے صرف نظر کرنا، دعوت میں فرد کو اساس بنانے کی بجائے لٹریچر کو ذریعہ بنانا، قلب کو چھوڑ کر صرف ذہن کو فرد کی تبدیلی کا ذریعہ بنانا ...... یہ سب جدید دینی تحریکوں کے قائدین کی عصری تعبیر دین اور اجتہادی آراء ہیں جن سے بہت سے ثقہ علماء اور بارسوخ اہل علم کو اختلاف ہے۔ ان نظریات کو اجتہادی اور انفرادی آراء ہی سمجھنا چاہیے، جو صحیح بھی ہو سکتی ہیں اور غلط بھی اور انہیں قرآن وسنت کی محکم اور ناقابل تغیر نصوص نہیں سمجھ لینا چاہیے اور نہ قرآن وسنت کی واحد ممکن تعبیر۔

## عملی پہلو

دعوت واصلاح کی اس صورت یعنی اس کے جامع اور صحیح تصور کو اگر سامنے رکھا جائے تو جن کاموں کو اسلامی تحریک کو اپنے پروگراموں میں مرکزی اہمیت دینی چاہیے وہ یہ ہیں ☆:

---

☆ ہمارے نزدیک نظام تعلیم وتربیت کے اسلامی تصور میں وہ سرگرمیاں بھی شامل ہیں جنہیں عام طور پر دعوتی واصلاحی سرگرمیاں سمجھا جاتا ہے جیسا کہ اس کتاب میں اپنے مضمون ''ایک ماڈل اسلامی نظام تعلیم وتربیت کا خاکہ'' میں ہم نے وضاحت کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۱۔ ملک بھر میں قرآن وحدیث کی تعلیم دینے کے مراکز کا جال بچھا دینا۔

۲۔ سارے ملک میں اسلامی نظام تعلیم کے ماڈل ادارے (سکول، کالج اور یونیورسٹیاں بشمول اسلامی یونیورسٹیاں، خواتین یونیورسٹیاں، اعلیٰ تحقیقی ادارے) قائم کرنا۔

۳۔ موجودہ نظام تعلیم کی اصلاح کے اقدامات کرنا یعنی ان کے لیے جرائد کا اجراء، ان کو اصلاح شدہ نصاب اور کتب کی فراہمی، ان کے اساتذہ کی تربیت وغیرہ

۴۔ ملک بھر میں ماڈل دینی مدارس قائم کرنا۔

۵۔ موجودہ دینی مدارس کی اصلاح کا نظام قائم کرنا۔

۶۔ مذکورہ بالا جدید اور دینی تعلیم کے اداروں کا اہم ترین جزو تربیت وتزکیہ ہو۔ اس غرض سے ضروری اقدامات کرنا۔

۷۔ ملک بھر میں تربیت گاہیں قائم کرنا (یہ مستقبل تربیت گاہیں عوام کی دینی تربیت کے لیے ہوں جہاں چند دن یا چند ہفتے رہ کر وہ دینی زندگی گزارنا سیکھیں ...... انہیں آپ جدید خانقاہیں سمجھیے جہاں کوئی کام اور رسم خلافِ شریعت نہ ہو)۔

۸۔ افراد کے تزکیۂ نفس کے لیے کثرتِ ذکر، صحبت صالحین، اجتماعی ذکر اور ان تمام دوسرے ذرائع سے مدد لینا جو مطابق شریعت ہیں۔

۹۔ دوسروں کی اصلاح سے پہلے اپنی اصلاح کی فکر کرنا۔

۱۰۔ تحریک کی رکنیت ہر اس مسلمان کے لیے عام کر دینا جو اچھا مسلمان بننا چاہتا ہو۔ ارکان، کارکنان، اور متفقین کی موجودہ درجہ بندی ختم کر دینا۔

۱۱۔ موجودہ ہفتہ وار اجتماع کو سٹیریو ٹائپ درس قرآن وحدیث کی نشست بنانے کی بجائے اگلے ہفتے کی دعوتی پلاننگ کے لیے استعمال کیا جائے۔ اس وقت یہ ہوتا ہے کہ 'خالص تحریکی انداز میں' درس قرآن وحدیث، مطالعۂ لٹریچر اور حالات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حاضرہ پر سیاسی تبصرہ ہی ہر ہفتہ وار/ پندرہ روزہ اجتماع کا ایجنڈا ہوتا ہے۔ ایک کارکن ہر ہفتے وہی باتیں سنتا ہے جو وہ پچھلے طویل برسوں سے سن رہا ہے جب کہ عملاً دعوت و اصلاح کا کوئی کام وہ نہیں کرتا۔ اگر ہر صاحبِ صلاحیت رکن، کارکن اور متفق معاشرے میں پھیل کر دعوت دین کا کام کرے، ہر ہفتے اپنے ہاں درس قرآن و حدیث رکھے تو ہر سال ہزاروں آدمیوں تک پہنچا جا سکتا ہے۔ اس وقت یہ ہوتا ہے کہ جو دس آدمی اجتماع میں بیٹھے ہوتے ہیں، بارہ پندرہ سال بعد بھی ان کی تعداد دس ہی رہتی ہے۔ یہ صورت حال کسی بھی دعوتی تحریک کے لیے المناک ہے بلکہ یہ اس امر کا زندہ ثبوت ہے کہ یہ تحریک ہرگز دعوتی تحریک نہیں۔

۱۲۔ ارکان و کارکنان سے ہفتہ وار رپورٹ کارکردگی فارم بھروانے کا سلسلہ لازمی کی بجائے اختیاری کر دیا جائے۔

۱۳۔ ملک کے مقتدر انتظامی و سیاسی طبقوں کی اسلامی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جائے۔ مثلاً امیر طبقے کے بچوں کے لیے اعلیٰ پائے کے مہنگے سکول و کالج (ایچیسن کے مقابلے کے) سول و فوجی افسران کے لیے (قبل از ملازمت و بعد از ملازمت) ٹریننگ اکیڈیمیاں اور ارکان اسمبلی کی تربیت کے لیے اعلیٰ سطح کے تربیتی ادارے قائم کیے جائیں۔ نیز اساتذہ، ججوں اور پروفیسروں کے لیے تربیتی ادارے قائم کرنا اور تربیت کے موجودہ اداروں کی اصلاح کر کے انہیں اسلامی تناظر میں فعال اور مؤثر بنانا۔

۱۴۔ ۸۰ فیصد دیہی عوام تک دین پہنچانے اور ان کی تربیت کرنے کے انتظامات کرنا مثلاً دیہات میں دعوتی و تربیتی کیمپ لگانا (جماعت و تحریک کی دعوت کے نہیں دین کی دعوت کے)، وہاں قرآن مراکز اور تربیت گاہیں قائم کرنا، وہاں سکولوں اور دینی مدارس کا جال بچھانا۔ مقامی آبادی کو متحرک کر کے اپنی مدد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آپ کے تحت مذکورہ بالا سب کام کیے جاسکتے ہیں۔

۱۵۔ عالمی سطح پر دین پہنچانے کے لیے علماء و مبلغین کی تیاری و تربیت کا ایک بڑا ادارہ قائم کرنا جہاں انہیں مختلف معاشروں کی زبانیں سکھائی جائیں اور ان زبانوں اور معاشروں میں دین پہنچانے کی تربیت دی جائے۔

۱۶۔ محلے کی سطح پر خدمت خلق کا مضبوط نیٹ ورک قائم کرنا اور معاشرے کے غریب، مظلوم اور پسے ہوئے طبقات کے مسائل حل کرنا۔ ان کے لیے معاشی فلاح کی اسکیمیں بنانا اور ان کے دکھ کم کرنے کی کوشش کرنا، ڈسپنسریاں اور ہسپتال کھولنا۔

۱۷۔ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے شعبوں میں دعوتی سپرٹ سے کام کرنا۔ عمدہ انگریزی اور اردو لکھنے والے صحافیوں کی تیاری کے ادارے قائم کرنا۔ اصلاحی ڈرامے اور فلمیں تیار کرنے کے لیے پروڈکشن ہاؤسز قائم کرنا۔ انٹرنیٹ کے ذریعے دینی پروگرام منظم کرنا۔ اپنے ریڈیو، ٹی وی اسٹیشن اور ISP [وہ ادارے جو انٹرنیٹ پروگرام مہیا کرتے ہیں] قائم کرنا۔ اردو، انگریزی، سندھی، پشتو وغیرہ میں اپنے اخبارات ورسائل جاری کرنا۔

۱۸۔ مسجد اور محلے کی سطح پر اخلاق سدھار کمیٹیاں بنانا۔

۱۹۔ مسجد اور محلے کی سطح پر ایسی کمیٹیاں بنانا جو گلیوں کی صفائی، روشنی، پہرے کا انتظام، سکولوں میں داخلے کے مسائل، مساکین، یتامی اور بیوگان کی مدد اور اسی طرح کے دوسرے کام کریں۔

۲۰۔ خواتین کے لیے خصوصی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں منظم کرنا۔ ہر مسجد میں ان کے لیے الگ پورشن بنوانا، خواتین کی الگ مسجدیں بنوانا، خواتین کے دینی مدرسے، سکول، کالج، یونیورسٹیاں الگ بنانا۔ ان کے لیے جگہ جگہ الگ قرآن مراکز اور تربیت گاہیں کھولنا۔ ان کے لیے الگ اردو، انگریزی اور دوسری تنامی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



زبانوں میں جرائد جاری کرنا۔ ان کی تفریح کے لیے الگ پارک اور باغات بنانا۔ ان کے لیے الگ ہسپتال، ڈسپنسریاں اور ٹریننگ کالج قائم کرنا وغیرہ۔

۲۱۔ کارکنوں کو متحرک کر کے اور کمیونٹی کو موبلائز کر کے ان پروگراموں اور اداروں کے لیے فنڈز جمع کیے جا سکتے ہیں۔ یہ کام بلاشبہ آسان نہیں ہے لیکن ناممکن بھی نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان کو ہدف بنایا جائے اور ان کے لیے کام شروع کر دیا جائے۔ پھر ایک دفعہ جب تحریک کی ساکھ بن جائے گی تو فنڈز کی کمی مسئلہ نہیں بنے گی۔ اگر ملک بھر کے ہزاروں دینی مدارس کو فنڈز مل سکتے ہیں، انجمن حمایت اسلام، ایدھی اور عمران خاں کے ہسپتال کو فنڈز مل سکتے ہیں تو ان شاء اللہ تحریک کے مجوزہ/ مذکورہ بالا اداروں کو بھی فنڈز مل سکتے ہیں۔ ارادہ اخلاص اور محنت شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ نصرت ضرور فرماتے ہیں اور قوم بھی بالکل ہی بانجھ نہیں۔

۲۲۔ تطہیر افکار اور تعمیر سیرت و کردار (بذریعہ دعوت و اصلاح اور تعلیم و تربیت) کا یہ کام اگر یکسوئی، لگن اور منظم طریقے سے اور بڑے پیمانے پر ایک لمبے عرصے تک کیا جائے تو ان شاء اللہ اس کے نتیجے میں معاشرے کی اسلامی نقطۂ نظر سے اصلاح ہو جائے گی جس کے نتیجے میں عوام دینی قوتوں کے ہم نوا بن جائیں گے اور ریاستی اقتدار بھی بتدریج ان لوگوں کے ہاتھوں میں چلا جائے گا جو اسے اسلامی تقاضوں کے مطابق چلائیں گے۔

---

جناب عالی! یہ چند تجاویز تھیں جو میں عصر حاضر میں ایک جدید دینی تحریک کی دعوت و اصلاح اور تعلیم و تربیت کی پالیسی کے حوالے سے پیش کرنا چاہتا تھا۔ میں اس طویل تحریر کے لیے معذرت خواہ ہوں لیکن ''درد کچھ آج مرے دل میں سوا ہوتا ہے'' کی وجہ سے میں نے ضروری سمجھا کہ جو کچھ میں محسوس کرتا ہوں وہ آپ سے کہہ دوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور مجھے یقین ہے کہ میرا اور آپ کا درد مشترک ہے اور وہ یہ ہے'' کہ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اس امر کی توفیق دیں کہ ہم اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیاں اللہ کے احکام کے مطابق بسر کریں اور اس کے لیے ہر طرح کی جدوجہد کریں تا کہ آخرت میں اس کے حضور سرخروئی نصیب ہو سکے۔ اس معاملے پر اخلاص کے ساتھ سوچتے ہوئے اگر فکر ونظر کے کچھ اختلاف سے بھی سابقہ پڑ جائے تو وہ قابل درگزر ہونا چاہیے۔ لہٰذا اس تحریر کی کوئی بات اگر طبع نازک پر گراں گزری ہو تو اس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔

اور آخر میں اس شعر کے ساتھ رخصت کی اجازت چاہتا ہوں کہ ؎

آئینِ نو سے ڈرنا، طرزِ کہن پہ اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

والسلام،

مخلص،

(ڈاکٹر) محمد امین

جامعہ پنجاب، لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# تعلیم اور نفاذِ اسلام

پیشتر اس کے کہ ہم صلب موضوع کو زیر بحث لائیں' دو ضروری باتیں بطور تمہید کہنا چاہتے ہیں۔ ایک کا تعلق پاکستان میں نفاذ اسلام کے حوالے سے دینی عناصر کی غلط فہمی سے ہے اور دوسری کا ان کی خوش فہمی سے۔ غلط فہمی اس بات کی کہ ایک طویل عرصے تک پاکستان کے دینی عناصر یہ سمجھتے رہے ہیں اور عوام کو بھی یہ باور کراتے رہے ہیں کہ پاکستان میں نفاذ اسلام کا مطلب ہے اسلامی قانون کا اجراء یعنی جب پاکستان کا قانون اسلام کے مطابق بن جائے گا تو گویا شریعت نافذ ہو جائے گی۔ چنانچہ دینی عناصر کے مشورے سے صدر ضیاء الحق نے ۱۹۷۹ء میں حدود کے قوانین پاکستان میں نافذ کر دیے۔ اس موقعہ پر بڑا جشن منایا گیا اور دینی عناصر ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے پھرتے تھے کہ الحمد للہ پاکستان میں اسلام نافذ ہو گیا ہے لیکن آج اس خوش فہمی کے غبارے سے بڑی حد تک ہوا نکل چکی ہے کیونکہ ۲۳ سال گزرنے کے باوجود آج تک کسی چور کا ہاتھ نہیں کٹا' کوئی زانی سنگسار نہیں ہوا اور کسی ڈاکو کے پاؤں نہیں کٹے، گویا ایک بھی حد عملاً نافذ نہیں ہوئی۔ لہٰذا یہ اعلان کرنا کہ ہم چند قانون پاس کر کے چوبیس گھنٹے میں اسلام نافذ کر دیں گے یا دو ماہ میں اسلام نافذ کر دیں گے، مضحکہ خیز ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قانون پاس کر دینے سے اسلام نافذ نہیں ہو جاتا لہٰذا اگر صوبہ سرحد میں سارے قوانین بھی اسلام کے مطابق تبدیل کر دیے جائیں یا اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو بھی قانونی سانچے میں ڈھال دیا جائے تو اس کے باوجود وہاں اسلام نافذ نہیں ہو جائے گا بلکہ اسلام اس وقت نافذ ہو گا جب وہاں کے عوام دل و جان سے اسلامی تعلیمات اور قوانین پر عمل شروع کر دیں گے اور جب وہاں کی انتظامیہ (پولیس اور بیوروکریسی) خوش دلی اور اخلاص سے خود اسلامی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قوانین پر عمل کرنا شروع کر دے گی اور دوسروں سے کروانے لگے گی۔

دوسری بات کا تعلق خوش فہمی سے ہے اور اس سے ہمارا مقصود یہ ہے کہ اگر ہمارے دینی عناصر یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے پاکستانی عوام کی دینی تربیت کی ہے اور لوگ اب دل سے اسلامی نظام کا نفاذ چاہتے ہیں اور اسی لیے انہوں نے ہمیں ووٹ دیے ہیں اور ہمیں انتخابات میں کامیاب کروایا ہے تو یہ محض ان کی خوش فہمی ہے، حقیقت نہیں ہے۔ حقیقت صرف اتنی ہے کہ دینی جماعتوں کو ان علاقوں سے ووٹ ملے ہیں، جو افغانستان سے ملحق ہیں جنہوں نے افغانستان میں امریکی مظالم کا مشاہدہ کیا ہے اور جو خود بھی وہاں کی تباہی سے متاثر ہوئے ہیں' جن کے اعزہ واقارب وہاں ہیں اور جنہوں نے بالواسطہ اور بلاواسطہ افغان جہاد میں حصہ لیا ہے۔ ہماری بات کا ثبوت یہ ہے کہ صوبہ سرحد کے لوگ افغانستان کے حالات سے زیادہ متاثر ہوئے لہٰذا انہوں نے غالب اکثریت سے دینی جماعتوں کو ووٹ دیے۔ صوبہ بلوچستان اس سے جزواً متاثر ہوا لہٰذا علماء کو وہاں جزوی کامیابی ہوئی اور سندھ و پنجاب افغان صورت حال سے کم متاثر ہوئے لہٰذا دینی عناصر کو وہاں سے ووٹ بھی نہیں ملے۔ اگر دینی عناصر کو ان کے دینی کام کی وجہ سے ووٹ ملے ہوتے تو انہیں پنجاب اور سندھ کے شہری علاقوں سے زیادہ ووٹ ملتے جہاں ان کا کام نسبتاً زیادہ ہے لیکن انہیں ووٹ امریکہ کی مخالفت اور افغان فیکٹر کی وجہ سے ملے لہٰذا صرف سرحد و بلوچستان سے ملے۔ ہمارے کہنے کا مدعا یہ ہے کہ دینی عناصر کے اس خوش فہمی میں مبتلا ہونے کی گنجائش نہیں ہے کہ انہوں نے عوام کی دینی تعلیم و تربیت کا کام سرانجام دے لیا ہے اور اب مستقبل کا راستہ صاف ہو گیا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ابھی انہوں نے یہ ہمالہ سر کرنا ہے' سرحد اور بلوچستان میں بھی تاکہ انہیں نفاذ اسلام کی کوششوں میں صدق دلانہ تعاون میسر آ سکے اور پنجاب و سندھ میں بھی تاکہ وہاں سے انہیں مستقبل میں حمایت میسر آ سکے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہمارے نزدیک تعلیم وتربیت کے ذریعے عوامی ذہن سازی کا یہ کام انتہائی اہمیت رکھتا ہے اور کرنے کا اصل کام یہی ہے کیونکہ سید بادشاہ کا قافلہ اپنے تمام تر اخلاص' اخلاق اور عزیمت کے باوجود یہاں کی وادیوں میں اس لیے کھو گیا تھا کہ انہیں نفاذ شریعت کے لیے عوام وخواص کا صدق دلانہ تعاون میسر نہ آسکا تھا (اگرچہ تحریک مجاہدین کی بظاہر ناکامی کے دوسرے بھی کئی عوامل تھے جن سے انکار ممکن نہیں )۔ہم ایک دفعہ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات پڑھ رہے تھے تو وہاں ہم نے یہ واقعہ پڑھا کہ ان کی ایک مجلس میں اسلامی حکومت کی باتیں ہو رہی تھیں۔ مولانا نے کہا کہ اگر مجھے حکومت مل جائے تو میں دس سال اصلاح کا کام کروں گا۔ مطلب یہ کہ حکومت ملتے ہی حدود وتعزیرات سے ابتداء نہیں کروں گا بلکہ پہلے ایک لمبے عرصے تک اصلاحی کوششوں سے لوگوں کے دل ودماغ کو بدلنے کی سعی کروں گا تاکہ وہ خوش دلی سے اسلامی تعلیمات پر عمل کریں اور کوڑے مارنے اور ہاتھ کاٹنے کی نوبت ہی نہ آئے۔اسی قسم کا ایک تازہ واقعہ بھی سنیے۔ چند سال پیشتر ہم جب بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کی شریعہ اکیڈیمی میں پڑھاتے تھے تو ایک دفعہ اکیڈیمی نے پاکستان کے سابق چیف جسٹس جناب افضل ظلہ صاحب کو خصوصی لیکچر کے لیے مدعو کیا۔ ان کے لیکچر کے بعد سوال وجواب کی نشست میں ہم نے ان سے پوچھا کہ جب وہ چیف جسٹس تھے تو قصاص ودیت کا قانون سپریم کورٹ میں تقریباً ۹ سال تک پڑا رہا لیکن انہوں نے اس کی اپیل نہیں لگائی' تو اس کی وجہ کیا تھی؟ جسٹس صاحب نے کہا کہ میں ایمانداری سے یہ سمجھتا تھا کہ ہمارا معاشرہ اس کے لیے ابھی تیار نہیں ہے۔ چنانچہ دیکھ لیجیے کہ جوں ہی قصاص ودیت کا قانون نافذ ہوا تو ملک بھر کے ڈرائیوروں نے ہڑتال کردی اور اس کے بعد بھی حدود کے قوانین نے پولیس کا رشوت کا ریٹ ہی بڑھایا ہے' حدود عملاً نتیجہ خیز طریقے سے نافذ تو نہیں ہوسکیں۔'' تو ہمارے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ محض قانون بنا دینے سے اسلام نافذ نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہو جاتا جب تک کہ معاشرے کے مختلف طبقے عملاً خوش دلی سے اس پر عمل کرنے کے لیے تیار نہ ہوں۔ اور اسی سے تعلیم و تربیت کی اہمیت واضح ہوتی ہے کیونکہ لوگوں کے ذہن اور دل بدلنے کا سب سے بڑا ذریعہ تعلیم ہی ہے۔

یہ بات کہ لوگوں کے دل و دماغ کو بدلنے کا سب سے موثر ذریعہ تعلیم و تربیت ہے' اگرچہ عقل و منطق پر مبنی ہے اور عام فہم بھی ہے لیکن چونکہ ہمارے مخاطب علماء بھی ہیں اس لیے ہم عرض کرتے ہیں کہ ہماری بات سو فیصد قرآن و سنت پر مبنی ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں کئی جگہ آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر (حضرت محمد ﷺ) کو لوگوں کی اصلاح اور تبدیلی کا جو طریق کار ہدایت فرمایا تھا وہ دو نکات پر مبنی تھا یعنی تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیہ۔ چنانچہ سورہ العمران میں فرمایا: "لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ' وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ." اور دوسری جگہ فرمایا کہ پہلے انبیاء کو بھی یہی طریقہ بتایا گیا تھا۔ چنانچہ سورہ الاعلیٰ میں ہے "قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ . وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ . بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا' وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَّ أَبْقَىٰ . إِنَّ هَٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ . صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ " اب دیکھیے کہ تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیہ کیا ہے؟ یہ وہی چیز ہے جسے آج کل کی اصطلاح میں ہم تعلیم و تربیت یا تطہیر فکر و تعمیر سیرت کہتے ہیں۔ مطلب یہ کہ پرامن طریقے سے، ترغیب کے ذریعے' تعلیم کے ذریعے لوگوں کے دل و دماغ کو بدلو' ان کی فکری تطہیر کرو تاکہ ان کے نفوس کا ایسا تزکیہ اور تربیت ہو کہ وہ خوش دلی سے اپنی مرضی سے، شریعت حقہ پر عمل کرنے لگیں' اللہ کی اطاعت ان کے لیے سہل ہو جائے' شریعت طبیعت بن جائے بلکہ اللہ کی شریعت پر عمل ان کی خواہش اور مطالبہ و تقاضا بن جائے۔ یہ ہے صحیح تعلیم و تربیت کی اہمیت۔

اب یہ دیکھیے کہ نفاذ اسلام اس کے سوا کیا ہے کہ ہم اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں میں اسلامی تعلیمات پر عمل کریں۔ اگر ہم اچھے' سچے اور باعمل مسلمان ہوں تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ریاست کا کام آسان ہو جاتا ہے کہ وہ ریاستی مشینری کے ذریعے ان احکام پر عمل درآمد کروا دے جن پر مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں عمل ہونا چاہیے لیکن مسئلہ تو یہی ہے کہ اچھے اور باعمل مسلمان نہیں ہیں۔ لہٰذا ریاست کا کام صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ وہ اسلامی قوانین اسمبلی میں پاس کر دے بلکہ اس سے زیادہ اہم کام یہ ہے کہ لوگوں کے دل و دماغ اور فکر و عمل کو بدلا جائے تاکہ وہ اچھے اور باعمل مسلمان بننا چاہیں تو کوشش کر کے بن جائیں۔ اسی لیے ہمارا یہ کہنا ہے کہ نفاذ اسلام کی کامیابی کا انحصار اس بات پر ہے کہ تعلیم کتاب و حکومت اور تزکیہ کے ذریعے عامۃ المسلمین کے فکر و عمل کو بدلا جائے تاکہ وہ دلی رضا مندی سے اسلامی تعلیمات پر خود عمل کریں اور حکومت سے بھی تعاون کریں۔

نفاذِ اسلام میں تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیے کی اہمیت و ضرورت واضح کرنے کے بعد آیئے اب یہ دیکھیں کہ اس وقت ہمارے معاشرے میں مروج نظام تعلیم و تربیت کا کیا حال ہے اور کیسے اسے اسلامی تقاضوں کے مطابق ڈھالا جا سکتا ہے اور اس میں ایک اسلامی حکومت کیا کردار ادا کر سکتی ہے؟ لیکن اس سے بھی پہلے یہ دیکھیے کہ ہمارے ہاں تعلیم ہے کہاں؟ حکومت پاکستان کے شائع کردہ مردم شماری ۱۹۹۸ء کے اعداد و شمار کے مطابق صوبہ سرحد کی ۸۳ فیصد آبادی دیہی ہے اور وہاں شرح خواندگی ۳۱ فیصد ہے۔ جس میں عورتوں کی شرح خواندگی صرف ۱۴ فیصد ہے۔ ظاہر ہے یہ صورت حال افسوس ناک ہی نہیں شرمناک بھی ہے۔ لہٰذا موجودہ تعلیم کی کوالٹی بہتر بنانے کا سوچتے ہوئے پہلے اس کی موجودگی کو یقینی بنانا ہوگا۔ اس کے لیے جہاں یہ ضروری ہے کہ خواندگی میں اضافے کے لیے زیادہ بجٹ مختص کیا جائے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے لیے کمیونٹی کو متحرک کیا جائے۔ ہمارا کوئی گاؤں محلہ ایسا نہیں جہاں مسجد نہ ہو، جہاں پڑھا لکھا امام مسجد نہ ہو اور کوئی ریٹائرڈ استاد یا فوجی اور سول ملازم نہ ہو لہٰذا اگر کمیونٹی کو متحرک کیا جائے اور انہیں قائل کیا جائے کہ تعلیم حاصل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کرنا نہ صرف ہماری دنیاوی ضرورت ہے بلکہ یہ حکم خدا اور رسول ﷺ کا بھی ہے تو حکومتی مدد کے بغیر ہر گاؤں میں مسجد کو چھوٹے بچوں کی تعلیم کا مرکز بنایا جا سکتا ہے اور اس کے علاوہ بھی مقامی بچوں بچیوں کے لیے الگ الگ سکول قائم کیا جا سکتا ہے۔ ان مکتب سکولوں کا نصاب ایسا ہونا چاہیے کہ قرآن حکیم اور اسلامیات کی تعلیم اس کا حصہ ہو اور انہیں الگ سے قرآن پڑھنے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔

جہاں تک ہمارے معاشرے میں مروج دینی نظام تعلیم (درس نظامی) کا تعلق ہے' ہم دینی علوم کا طالب علم ہونے اور علماء کا انتہائی احترام کرنے کے باوجود' معذرت کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ وہ فوری نظر ثانی کا محتاج ہے اور سنجیدہ علماء اس بات کو تسلیم بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ ''مجلس فکر ونظر'' نے دو اڑھائی سال کی محنت کے بعد اور اہل سنت کے چاروں وفاقوں کے ذمہ دار علماء کے ساتھ طویل نشستوں کے بعد موجودہ دینی نصاب میں تبدیلی کے لیے متفقہ سفارشات تیار کی ہیں اور انہیں متبادل نصاب بھی تیار کر کے دیا ہے جسے فی الفور نافذ کیا جا سکتا ہے۔ سرحد کی حکومت کو وہاں کے دینی مدارس کے علماء پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دینی چاہیے جو باہمی مشاورت سے خود درس نظامی میں تبدیلیاں تجویز کرے اور ان پر عمل درآمد کروائے۔ ہماری مجلس نے جو تبدیلیاں تجویز کی ہیں۔ وہ یہ ہیں: قرآن حکیم پر مزید ترکیز' بخاری ومسلم کا تحقیقی مطالعہ' فقہ واصول فقہ کا تقابلی مطالعہ' عربی زبان کی اس طرح تدریس کہ بولنے اور لکھنے کی مہارتیں بھی حاصل ہوں نیز سیرت النبی ﷺ' اسلامی تاریخ' تقابلِ ادیان' گمراہ مذاہب' اسلام اور عصری مسائل جیسے مضامین بھی پڑھائے جانے چاہئیں۔ اس کے علاوہ انگریزی زبان' جدید سماجی وسائنسی علوم اور کمپیوٹر ٹیکنالوجی کا تعارفی مطالعہ بھی درس نظامی کا حصہ ہونا چاہیے۔ دینی علوم کا اسلوبِ تدریس غیر فرقہ وارانہ ہونا چاہیے اور دینی مدارس کے اساتذہ کی تربیت کا اہتمام ہونا چاہیے۔ سرحد کی حکومت کو دینی مدارس کے اساتذہ کی تربیت کی کم از کم ایک اکیڈیمی تو فوراً کھول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دینی چاہیے۔

یہ تو دینی تعلیم کی بات تھی جس کی اہمیت مسلمہ ہے لیکن ہم علماء سے عرض کرتے ہیں کہ جدید تعلیم کی اہمیت اس سے زیادہ ہی ہے کم نہیں۔ علماء غور فرمائیں کہ دینی مدارس میں کتنے طلبہ کی تعلیم وتربیت کا انتظام کرتے ہیں؟ زیادہ سے زیادہ لاکھ دولاکھ لیکن دوسری طرف جدید تعلیم کا یہ حال ہے کہ اکنامک سروے آف پاکستان کے مطابق پچھلے سال پاکستان کے پرائمری سکولوں میں داخلہ لینے والے بچوں کی تعداد تقریباً دو کروڑ تھی۔ اب کیا ان کروڑوں بچوں کی اسلامی تعلیمی وتربیت علماء کی ذمہ داری نہیں؟ علماء ان کی اسلامی تعلیم وتربیت سے غفلت برتنے کے باوجود کیسے مطمئن ہو کر بیٹھ سکتے ہیں اور خود کو یہ باور کرا سکتے ہیں کہ انہوں نے اپنا دینی فرض ادا کر دیا ہے؟

یہ ایک تلخ لیکن ناقابل انکار حقیقت ہے کہ ہمارا جدید تعلیم کا سارا ڈھانچہ مغربی نظام تعلیم کی نقالی پر مبنی ہے۔ اس کی فکری اساس سے لے کر تنظیمی مدارج اور عملی مظاہر تک سب مغربی تہذیب اور اس کی فکر پر استوار ہیں۔ دینی عناصر کے مطالبے پر اس میں بعض اسلامی مظاہر کی درخ اندوزی ضرور کی گئی ہے جس نے اسے مزید غیر نافع اور غیر موثر بنا دیا ہے کیونکہ کفر میں اگر بعض خوبیاں ہوں تو اس کا سکہ تو چل سکتا ہے لیکن منافقت کی کشتی کبھی پار نہیں لگتی، وہ ہمیشہ بیچ منجدھار کے ڈوبتی ہے۔ اس لیے ہمارا جدید تعلیمی نظام پاکستانی بچوں کو یکسو اور کامیاب مسلم شخصیت میں ڈھالنے کی بجائے انہیں نظریاتی انتشار اور اخلاقی انارکی میں مبتلا کر رہا ہے اور یہی ہمارا سب سے بڑا نقصان ہے کیونکہ جس معاشرے میں انسان سازی کا کام معاشرے کے عقائد کے مطابق نہ ہو رہا ہو اس کے مستقبل کی تباہی یقینی ہوتی ہے اور وہ قومیں مٹ جاتی ہیں جو یہ بھول جاتی ہیں کہ قوموں کے عروج وزوال کی جنگ کلاس روم میں لڑی جاتی ہے۔

یہ نشست چونکہ کسی تفصیلی تجزیے کی متحمل نہیں ہو سکتی اس لیے ہم اختصار کے ساتھ ان اقدامات کا ذکر کرتے ہیں جو ہمارے موجودہ نظام تعلیم کو اسلامی رنگ میں ڈھالنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے لیے ناگزیر ہیں:

۱۔ ہماری سب سے بنیادی ضرورت یہ ہے کہ ہم علم کو اسلامائز کریں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دینیات کا کورس بڑھا دیا جائے یا مغربی علوم کی کتابوں میں خدا اور رسول کے ناموں کا اضافہ کر دیا جائے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ سارے علوم کو اسلامی تناظر میں مدون کیا جائے۔ یاد رہے کہ مسلمانوں کا ایک منفرد تصور علم ہے جو مغرب سے بالکل متضاد ہے۔ اس تصور علم کی بنیاد وحی اور اسلام کے مخصوص ورلڈ ویو یعنی تصور انسان و کائنات پر ہے اور یہ ہر قسم کے سماعی اور مشاہداتی علم کو اپنے جلو میں لے کر چلتا ہے لیکن وحی کی سیادت میں۔ اس تصور علم کے مطابق جب علوم کی تدوین ہوگی اور اس کے مطابق جو نصابات تیار ہوں گے وہ ان شاء اللہ یکسو مسلم شخصیت کو جنم دیں گے۔

۲۔ تعلیمی ثنویت کو ختم کیا جائے۔ دینی تعلیم الگ اور جدید تعلیم الگ کا تصور لازماً سیکولرزم کو فروغ دیتا ہے اور اسلام اس سیکولرزم کا مخالف ہے۔ لہٰذا نظام تعلیم میں وحدت ہونی چاہیے اور دینی تعلیم کو ایک تخصص کے طور پر اس کا حصہ ہونا چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جدید تعلیم اس طرح دی جائے کہ دینی علوم اس کا حصہ ہوں اور وہ اپنے مواد اور اسلوب میں بھی دینی بنیاد رکھتی ہو اور دینی تعلیم اس طرح دی جائے کہ عصری علوم اس کا حصہ ہوں۔

۳۔ تزکیہ و تربیت کے اسلامی تصور کا احیاء کیا جائے۔ تعلیم صرف تدریس اور حصول علم کا نام نہیں ہے بلکہ اس کا لازمی نتیجہ تعمیر سیرت و کردار کی صورت میں نکلنا چاہیے۔ اس کے لیے مغربی طرز کی ہم نصابی سرگرمیاں کافی نہیں بلکہ جس طرح اسلام کا اپنا تصور علم ہے اسی طرح اس کا اپنا ایک مخصوص تصور تربیت (تزکیہ) بھی ہے لہٰذا اسلامی تربیت کو تعلیم کا لازمی جزو ہونا چاہیے۔ تعلیمی اداروں میں اسلامی تربیت کا منہاج اور لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے؟ یہ آج کے اسلامی مفکرین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور ماہرین اسلامی تعلیم کے سامنے بہت بڑا سوال ہے جس پر تحقیق و تجربات کی ضرورت ہے۔ راقم نے اپنی بساط کی حد تک اپنی کتاب ''تعلیمی ادارے اور کردار سازی'' میں تعلیمی اداروں میں اسلامی تربیت کے طریق کار کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔

تربیت طلبہ کے علاوہ تربیت اساتذہ کا مسئلہ بھی بہت اہم ہے کیونکہ جب تک استاد کی صحیح تربیت نہ ہوگی وہ اپنے طلبہ کی صحیح تربیت کیسے کرے گا؟ اور وہ ادارے جو ہم نے تربیت اساتذہ کے لیے قائم کر رکھے ہیں ان میں فنی تربیت کا انتظام تو جیسا کیسا بھی ہو' موجود ہوتا ہے لیکن نظریاتی تربیت کا وہاں کوئی انتظام نہیں ہوتا۔ نہ انہیں یہ بتایا جاتا ہے کہ خود اچھا مسلمان کیسے بنتے ہیں اور طلبہ کو اچھا مسلمان کیسے بناتے ہیں؟

۴۔ تعلیم کا معیار نہایت اونچا ہونا چاہیے اور یہ محض کوئی دنیاوی بات نہیں (اسلام میں ویسے بھی دنیا دین سے الگ نہیں) بلکہ اسلام ہر بات میں 'احسان' کا تصور پیش کرتا ہے۔ احسان کا مطلب یہ ہے کہ جو کام بھی کیا جائے وہ اپنی بہترین صورت میں کیا جائے۔ یہی انگریزی لفظ ایکسی لینس (Excellence) کا مفہوم ہے۔ گویا اسلام کی رو سے تعلیم میں بھی ہر سطح پر ایکسی لینس مطلوب ہے۔

۵۔ نظام تعلیم ایسا ہونا چاہیے کہ وہ مسلم معاشرے کی ساری دنیوی ضرورتیں بھی بطریق احسن پوری کرے یعنی ہر قسم کی ٹیکنیکل اور سائنسی تعلیم اسلامی نظام تعلیم کا جزو ہے۔ الحمد للہ! کہ اسلامی معاشرہ پچھلے چودہ سو سال سے بلا انقطاع قائم ہے۔ سائنس و ٹیکنالوجی کی تعلیم ماضی میں بھی ہمارے نظام تعلیم کا حصہ تھی اور آج بھی ہونی چاہیے بلکہ جس طرح ماضی میں ہم سائنس و ٹیکنالوجی میں دوسری دنیا سے آگے تھے' آج بھی ہمیں ان میں دوسری دنیا سے آگے ہونا چاہیے اور ہمارا نظام تعلیم ایسا اعلیٰ اور شاندار ہونا چاہیے کہ وہ ہمیں اس ترقی کی ضمانت دے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۶۔ بچیوں کی تعلیم کو اہمیت دی جائے کیونکہ ایک ماں کو پڑھانے کا مطلب ہے سارے خاندان کو تعلیم یافتہ بنانا' نیز مخلوط تعلیم ختم کر کے بچیوں کے الگ تعلیمی ادارے بنائے جائیں، ان کے لیے الگ خصوصی نصاب تیار کیا جائے اور ان کے شعبے میں مردوں کا عمل دخل بند کیا جائے۔

اسلامی نظام تعلیم کے حوالے سے یہ چند ضروری باتیں تھیں لیکن ان کی نوعیت نظریاتی تھی' اب ہم انتہائی اختصار کے ساتھ ان چند عملی اقدامات کا ذکر کرتے ہیں جو جو حکومت سرحد کو اسلامی نظام تعلیم کے حوالے سے کرنی چاہئیں:

۱۔ ایسے اقدامات کیے جائیں جن سے مغربی فکر و تہذیب کی بالا دستی ختم ہو مثلاً انگریزی ذریعہ تعلیم پر پابندی لگا دی جائے اور اردو کو ذریعہ تعلیم بنایا جائے۔ انگریزی کو اختیاری مضمون بنا دیا جائے۔ سکولوں میں انگریزی لباس پر بھی پابندی لگا دی جائے۔ آخر کب تک ہم اپنے بچوں کو غلام بنانے کی ٹریننگ دیتے رہیں گے۔ اسی طرح دفتری زبان اردو ہونی چاہیے اور مقابلے کے امتحان بھی اردو میں ہونے چاہئیں۔

۲۔ علوم کی اسلامائزیشن کے لیے ایک کمشن بنایا جائے جو مستقل بنیادوں پر کام کرتا رہے۔ اس کمشن کے کام کی روشنی میں ہر تعلیمی سطح کے نصابات از سر نو مدون کر کے رائج کیے جائیں۔

۳۔ تعلیمی اداروں میں اسلامی نظام تربیت جاری کیا جائے۔ اساتذہ کے ٹریننگ کالجوں کا نصاب اور اسلوب بدلا جائے۔

۴۔ میٹرک تک تعلیم مفت اور لازمی کی جائے۔ کالج یونیورسٹی کی تعلیم کو سستا کیا جائے۔ مسجد کو ابتدائی تعلیم کا مرکز بنایا جائے۔ پشاور میں ایک خواتین یونیورسٹی بنائی جائے اور مخلوط تعلیم ختم کر کے مزید خواتین کالج کھولے جائیں۔

۵۔ تعلیم سے طبقہ واریت ختم کی جائے۔ پرائیویٹ سکولوں کی نگرانی کی جائے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انہیں اسلامی نصاب، تربیت اور کم فیسوں کا پابند کیا جائے۔

۶۔ معیار تعلیم بہتر بنانے کے لیے اقدامات کیے جائیں خصوصاً بزنس، سائنس اور ٹیکنالوجی میں اعلیٰ ترین معیار کے حصول کو ممکن بنایا جائے۔

۷۔ دینی نصاب تعلیم میں اصلاح کے لیے علماء کی کمیٹی بنائی جائے اور دینی مدارس کے اساتذہ کی تربیت کے لیے اکیڈمی کھولی جائے۔

یہ چند تجاویز ہیں جن پر اگر اخلاص اور محنت سے عمل کیا جائے تو ان شاء اللہ ہمارا نظام تعلیم صحیح راہ اختیار کر لے گا اور ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگیوں کو اسلام کے مطابق ڈھالنے میں ممد و معاون ثابت ہوگا، ان شاء اللہ۔ تاہم ان سے فوری نتائج کی توقع نہیں رکھنی چاہیے کیونکہ تعلیمی انقلاب خاموش انقلاب ہوتا ہے۔ یہ دیر سے آتا ہے لیکن دیرپا ہوتا ہے۔

(سیمینار بعنوان ''پاکستان [صوبہ سرحد] میں نفاذ اسلام کی ترجیحات'' میں مؤرخہ ۲۱ جنوری ۲۰۰۳ء کو پڑھا گیا)

چھوڑ لٹریچر کو اپنی ہسٹری کو بھول جا
شیخ و مسجد سے تعلق ترک کر، اسکول جا

چار دن کی زندگی ہے کوفت سے کیا فائدہ
کھا ڈبل روٹی، کلرکی کر، خوشی سے پھول جا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# تعلیم اور مسلم نشأۃ ثانیہ☆

اس آنکھوں دیکھی اور خود بیتی کا انکار تو کوئی صاحب ہوش وخرد کر ہی نہیں سکتا کہ مسلمان اس وقت زوال کا شکار ہیں اور ذلت وپستی کے گڑھے میں گرے ہوئے ہیں۔ وہ اس پستی سے نکلنے کے لیے کچھ ہاتھ پاؤں مار بھی رہے ہیں لیکن انہیں ابھی تک اس میں خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی۔ اس موقع پر اکثر لوگوں کے ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمان کس طرح موجودہ ذلت وپستی سے نکل کر دوبارہ شاہراہ ترقی پر گامزن ہو سکتے اور اپنی کھوئی ہوئی عظمت بحال کر سکتے ہیں؟ ہمیں اس کے جواب میں دو اصولی باتیں کہنی ہیں اور وہ بھی انتہائی اختصار کے ساتھ:

- ایک یہ کہ مسلمانوں کی عظمت رفتہ کی بحالی کی بنیاد یہ ہے کہ وہ اپنے اس نظریۂ حیات سے اخلاص کے ساتھ وابستہ ہو جائیں جس پر وہ یقین رکھتے ہیں۔ یہ اس نکتے کا اثباتی پہلو ہے۔ اس کا سلبی پہلو یہ ہے کہ وہ اس بات کو شعوری طور پر سمجھ لیں اور اس پر عمل بھی کریں کہ اسلام کے علاوہ ان کی ترقی کی کوئی دوسری بنیاد نہیں ہے خصوصاً مغربی تہذیب اس کی بنیاد نہیں بن سکتی کیونکہ اس کے اصول ومبادی اسلام کے الٹ اور متضاد ہیں۔
- دوسری بات یہ کہ تعلیم وتربیت ہی وہ ادارہ ہے جو کسی قوم کو اس کے نظریۂ حیات سے وابستہ کرنے اور اس کے مطابق اس کی فکر ونظر کو تبدیل کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ لہٰذا مسلم نشأۃ ثانیہ کے لیے دوسرا اصولی اور ناگزیر قدم یہ ہے کہ مسلمان اپنے نظام تعلیم وتربیت کو اسلام کے مطابق ڈھالیں اور اس میں مغربی تہذیب کی پیروی ترک کر دیں۔

---

☆تفصیل کے لیے دیکھیے ہماری کتاب 'مسلم نشأۃ ثانیہ۔ اساس اور لائحہ عمل' طبع بیت الحکمۃ لاہور، ۲۰۰۴ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آیئے اب پہلے نکتے پر بات آگے بڑھاتے ہیں۔

اگر ہم قرآن وسنت کی روشنی میں قوموں کے عروج و زوال کا جائزہ لیں تو مندرجہ ذیل تعلیمات ہمارے سامنے آتی ہیں:

## انسان

اِس کائنات اور انسان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ اُس نے انسان کو کائنات میں تصرف کی صلاحیت اور اختیار دیا ہے اور کائنات اسی کے لیے پیدا کی ہے۔ انسان کو اس نے زمین میں قیامت تک کے لیے سامانِ زیست مہیا کیا ہے تاکہ وہ یہاں بخوبی زندگی گزار سکے۔

## ہدایت

انسان کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت سے نوازا ہے اور اسے بتایا ہے کہ زمین میں زندگی کیسے بسر کرے؟ اس نے اپنی ذات کے ادراک کا مادہ انسان میں رکھا ہے اور پیغمبروں کے ذریعے بھی اس کی رہنمائی کی ہے لیکن اس نے بنیادی طور پر انسان کو غیر جانبدار پیدا کیا ہے اور اس کے اندر اچھے اور برے دونوں طرح کے میلانات ایک جیسے رکھ دیے ہیں اور اسے حق اور اختیار دیا ہے کہ وہ چاہے تو ہدایت کو مانے اور چاہے تو نہ مانے (اگرچہ ماننے اور نہ ماننے دونوں کا انجام بھی بتا دیا ہے)۔

## دنیا میں کامیابی ہدایت سے مشروط نہیں

دنیا میں تصرف کرنے اور اسباب زندگی مہیا کرنے کے کام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ہدایت سے منسلک نہیں کیا یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ قانون نہیں بنایا کہ جو اس کی ہدایت کو مانے گا اسے وہ رزق دے گا اور جو نہیں مانے گا اسے نہیں دے گا یا جو اسے مانے گا اسے زیادہ رزق دے گا اور جو اسے نہیں مانے گا اسے کم رزق دے گا بلکہ دنیا گزارنے کے اسباب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس نے سب انسانوں کے لیے یکساں رکھے ہیں خواہ کوئی اس کی ہدایت کو مانے اور مسلم و مطیع ہو یا اس کی ہدایت کو نہ مانے اور کافر و نافرمان ہو۔

## ہدایت کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں زندگی گزارنے کے لیے جو ہدایت اور لائحہ عمل دیا ہے وہ کیا ہے؟ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے انسان! میں نے تجھے پیدا کیا ہے اور اس کائنات کو بھی اور تمہیں اس کائنات میں تصرف کا اختیار دیا ہے تو تمہیں چاہیے کہ میری اطاعت کرو، میری مرضی پر چلو۔ تمہارا امتحان یہی ہے کہ تم دنیا کی زندگی میری مرضی کے مطابق گزارتے ہو یا نہیں؟ دنیا کی یہ زندگی عارضی اور چند سالہ ہے اس کے بعد ایک دائمی زندگی آنے والی ہے لہٰذا آخرت کی زندگی کو دنیا کی زندگی پر ترجیح دو اور زندگی گزارنے کا جو طریقہ اور سلیقہ میرے مبعوث کردہ پیغمبروں نے تمہیں بتایا ہے اُس پر عمل کرو۔

## اطاعت الٰہی کا اخروی نتیجہ

جو انسان اللہ کے احکام کی اطاعت کرتے ہوئے زندگی گزارے گا اسے آخرت میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوگی اور وہ دائمی نعمتوں سے نوازا جائے گا۔ اس کے برعکس جو شخص دنیوی زندگی اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہوئے گزارے گا وہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی مول لے گا اور سخت سزا کا مستحق ٹھہرے گا۔

## اطاعت الٰہی کا دنیوی نتیجہ

اگر انسان اپنی زندگی اللہ کی ہدایت کے مطابق گزاریں گے تو وہ آخرت ہی نہیں دنیا میں بھی کامیاب و کامران ہوں گے۔ وہ اسباب زندگی با افراط مہیا کرنے پر قادر ہو جائیں گے اور ان کے درمیان اخوت و محبت کا تعلق پروان چڑھے گا اور یہ زندگی دنیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں ہی ان کے لیے جنت نظیر بن جائے گی۔ تاہم یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ کسی ایک فرد سے نہیں بلکہ انسانی معاشرے سے ہے یعنی جس معاشرے کے افراد کی اکثریت اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی اللہ کے احکام کے مطابق گزارتی ہو وہ دنیا میں بھی کامیاب رہتی ہے۔ تاہم افرادِ معاشرہ کی اکثریت، خصوصا اس کے مقتدر عناصر، اگر اللہ کی معصیت پر مبنی زندگی گزاریں تو ظاہر ہے کہ اللہ کی اطاعت کی زندگی بسر کرنے والے شخص یا اشخاص کو ان کی مزاحمت کی وجہ سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا اور ایسا فرد بظاہر تو دنیا میں شاید کامیاب نہ ہو لیکن اس اطمینان قلب سے ضرور متمتع ہو گا کہ اس نے مقدور بھر اللہ کی اطاعت کی ہے اور آخرت میں تو کامیابی یقیناً اس کے قدم چومے گی۔

## اسلام، کفر اور دنیوی کامیابی

مندرجہ بالا تجزیے سے واضح ہو گیا کہ اگر کوئی انسانی معاشرہ اسلام یعنی اللہ کی اطاعت کی راہ پر چلے تو اس کے افراد دنیا میں بھی کامیاب ہوں گے اور آخرت میں بھی۔ اور اگر کوئی معاشرہ کفر یعنی اللہ کی عدم اطاعت کے راستے پر چلے تو وہ آخرت میں تو حتماً ناکام ہو گا تاہم وہ دنیا میں کامیاب ہو سکتا ہے اگر وہ اپنی انسانی صلاحیتوں کو منظّم کر کے اسباب زندگی مہیا کرنے پر قادر ہو جائے اور اس میں دوسروں سے آگے نکل جائے۔

## آج مغرب کیوں کامیاب ہے؟

آج اہل مغرب کامیاب ہیں اگرچہ وہ اللہ کی اطاعت کے راستے پر نہیں چل رہے اور دنیوی زندگی گزارنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی رہنمائی کو انہوں نے رد کر دیا ہے۔ ان کی کامیابی کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی صلاحیتوں کو منظّم کر کے اسباب زندگی مہیا کرنے پر دوسروں سے بہتر قدرت حاصل کر لی ہے تاہم اس دنیوی کامیابی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے باجود وہ آخرت میں حتماً ناکام ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے سخت عذاب کے مستحق ٹھہریں گے۔ اور ان کی یہ دنیوی کامیابی بھی عارضی ہے کیونکہ انہوں نے الٰہی ہدایت کو رد کر کے اپنی مرضی کا جو طرز زندگی ایجاد کیا ہے وہ فساد فی الارض کا سبب بن رہا ہے اور یہ فساد دن بدن بڑھ رہا ہے لہٰذا کسی وقت بھی مشیت الٰہی کا کوڑا حرکت میں آئے گا اور یہ تہذیب عاد و ثمود کی طرح نابود ہو جائے گی۔

## آج مسلمان کیوں دنیا میں ناکام ہیں؟

آج مسلمان اس لیے دنیا میں ناکام ہیں کہ ان کا معاشرہ اور ان کی اکثریت اللہ کی اطاعت کی زندگی نہیں گزار رہی۔ اگر وہ اللہ کے احکام کے مطابق زندگی گزار رہے ہوتے تو ان کی انسانی صلاحیتیں بھی بہتر طور پر منظم ہو جاتیں، وہ اسباب زندگی مہیا کرنے پر بھی قادر ہو جاتے اور یوں دنیا میں بھی کامیاب ٹھہرتے۔

تاہم جو مسلمان اپنی ذات کی حد تک مقدور بھر اللہ کی اطاعت پر مبنی زندگی گزار رہا ہو وہ یقیناً آخرت میں کامیاب ہوگا اور دنیا میں اس اطمینان قلب سے بھی متمتع ہوگا کہ اس نے مقدور بھر اطاعت کی کوشش کی۔ البتہ دنیا کی زندگی میں اسے مشکلات و تکالیف اور اللہ کے نافرمان معاشرے کی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا اور دنیا میں اس کا حشر وہی ہوگا جو اس کے معاشرے کا ہوگا۔

مسلمان وہ شخص ہے جو اسلام لایا ہو اور اسلام کا مطلب ہے اللہ کے آگے سرِ تسلیم خم کر دینا اور اس کی اطاعت کرنا۔ اب جو شخص کہتا ہے کہ وہ مسلمان ہے لیکن عملاً اطاعت نہیں کرتا بلکہ کفر کی ہی روش اختیار کرتا ہے تو وہ منافق ہے اور نفاق کے اس رویے کی بناء پر آخرت میں اس کی ناکامی تو ظاہر ہے ہی دنیا میں بھی اگر کسی معاشرے میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہو تو وہ دنیا میں بھی ناکام ہو جائیں گے کیونکہ احکام الٰہی کی عدم اطاعت کا راستہ اختیار کرنے کی وجہ سے وہ اس قوت سے محروم ہو جائیں گے کہ اپنی انسانی صلاحیتوں کو منظم کر سکیں اور اسباب زندگی مہیا کرنے پر قادر ہو سکیں۔ یہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وجہ ہے کہ مسلمان آج دنیا میں ذلیل وخوار ہورہے ہیں۔

## آج مسلمان کس طرح دنیا میں کامیاب ہوسکتے ہیں؟

مسلمانوں کے پیش نظر محض دنیا کی نہیں بلکہ دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی ہوتی ہے اور دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی کا طریقہ یہی ہے کہ دنیوی زندگی اللہ کے احکام کے مطابق گزاری جائے۔ اس سے نہ صرف آخرت میں کامیابی یقینی ہو جائے گی بلکہ انسانی صلاحیتوں کے بہتر استعمال کی وجہ سے مسلمان اسباب دنیا مہیا کرنے میں بھی دوسرے سے آگے نکل جائیں گے۔

## کیا مسلمان مغرب کی پیروی کر کے دنیا میں ترقی کر سکتے ہیں؟

اہل مغرب نے چونکہ اللہ کی اطاعت کے راستے کو رد کر دیا ہے اور ان کے پیش نظر صرف دنیا کی کامیابی ہے لہٰذا مسلمان اگر ان کی پیروی کریں گے تو ان کی طرح وہ بھی آخرت میں ناکام رہیں گے کیونکہ مغرب کے پیش نظر آخرت کی کامیابی ہے ہی نہیں۔

جہاں تک دنیوی کامیابی کا تعلق ہے جو منحصر ہے انسانی صلاحیتوں کی بہتر تنظیم اور اسباب زندگی مہیا کر سکنے کی قوت پر تو مسلمانوں کو اس کے لیے بھی مغرب کی پیروی کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ کی اطاعت کا راستہ اختیار کرنے سے یہ دونوں صلاحیتیں خود بخود انہیں حاصل ہو جائیں گی جیسا کہ صدر اسلام میں انہیں حاصل ہوئی تھیں۔

منطقی بات یہ ہے کہ مسلمان مغرب کی پیروی کریں گے تو نہ صرف اپنی آخرت برباد کرلیں گے بلکہ ان کا دنیوی زوال بھی مزید گہرا ہو جائے گا کیونکہ ان کا سارا نظام فکر و عمل اللہ کی اطاعت پر مبنی ہے اور مغرب کا سارا نظام فکر و عمل اللہ کی عدم اطاعت پر مبنی ہے۔ لہٰذا مغرب کی پیروی سے ان کے اندر کشمکش شروع ہو جائے گی اور انہیں کبھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فکر و عمل کی یکسوئی حاصل نہ ہوگی جو بنیاد ہے دنیوی ترقی کی۔ بلکہ اس کشمکش سے فکری اور نظری انارکی پیدا ہوگی جو ایک منتشر شخصیت کو جنم دے گی اور اس کے نتیجے میں مغرب کی پیروی کرنے والے مسلم معاشرے مزید کمزوری کا شکار ہوں گے اور زوال کی دلدل میں مزید گہرے دھنستے چلے جائیں گے۔ ترکی اور ایران کی مثال ہمارے سامنے ہے کہ مغرب کی پیروی کے باوجود وہ دنیوی طور پر خوشحال نہیں ہوئے۔ اس کے مقابلے میں جاپان اور کوریا کو دیکھیے کہ انہوں نے مغرب کی پیروی کی اور دنیوی خوشحالی حاصل کر لی کیونکہ ان کے ہاں مغربی فکر و نظر سے کشمکش کی یہ صورت موجود نہ تھی۔ تیسری مثال ملائشیا کی ہے جس نے اپنے اصولوں پر عمل کرتے ہوئے اور مغرب کی پیروی کیے بغیر ترقی کی کوشش کی تو اسے کامیابی ہوئی۔

## خلاصہ

دنیا میں مسلمانوں کی ترقی اور کامیابی کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ کہ وہ سچ مچ اللہ کی اطاعت کا راستہ اختیار کر لیں اور منافقت و دو عملی چھوڑ دیں۔ اس طرح ان کی انسانی صلاحیتوں کی بہتر نشو و نما ہوگی اور وہ دوسروں سے بہتر انداز میں اسباب زندگی مہیا کرنے پر قادر ہو جائیں گے۔ اس سے نہ صرف انہیں دنیا میں سر بلندی حاصل ہوگی بلکہ آخرت میں بھی کامیابی انہی کے حصے میں آئے گی۔ اس کے برعکس اگر انہوں نے دنیوی ترقی کے لیے مغرب کی پیروی کا راستہ اختیار کیا تو مغرب کی فکر و نظر سے اساسی اختلاف کی وجہ سے (کہ مغرب کا سارا فکری ڈھانچہ اللہ کی عدم اطاعت پر مبنی ہے) مسلمانوں کے اندر فکری اور نظریاتی کشمکش شروع ہو جائے گی جو ان کی شخصیت کو مضمحل کر دے گی جس کے نتیجے میں نہ ان کی انسانی صلاحیتوں کی بہتر نشو و نما ہو سکے گی اور نہ وہ اسباب زندگی احسن انداز میں حاصل کرنے پر قادر ہو سکیں گے اور یوں وہ دنیوی ترقی و کامیابی سے مزید دور ہو جائیں گے۔ مغرب کی پیروی سے مسلمانوں کی اخروی کامیابی کی منزل بھی کھوٹی ہوگی کیونکہ مغرب کے سارے نظام فکر و عمل میں آخرت اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اللہ کی اطاعت کا کوئی تصور موجود ہی نہیں۔

چونکہ اسلام اور مغرب کے نظام فکر وعمل میں بنیادی تضادات ہیں لہٰذا ان میں ہم آہنگی پیدا ہو ہی نہیں سکتی۔ لہٰذا یہ تصور ممکن ہی نہیں کہ مسلمان بیک وقت اچھے مسلمان بھی رہیں اور مغرب کی پیروی کر کے دنیوی ترقی اور کامیابی بھی حاصل کر لیں۔ لہٰذا اگر مسلمان دنیا میں ترقی کرنا چاہتے ہیں اور کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ انہیں صحیح اور اچھا مسلمان بننا پڑے گا۔

## ترقی کے دنیاوی اسباب ووسائل

سطور بالا میں ہم نے اس اصولی بات کا ذکر کیا ہے کہ مسلمان صرف اسلامی اصولوں پر عمل کر کے ترقی کر سکتے ہیں اور یہ کہ وہ مغربی تہذیب کی پیروی کر کے ترقی نہیں کر سکتے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے ہم نے یہ بات بھی کہی تھی کہ اسلامی اصولوں پر عمل مسلمانوں کی ترقی کا ضامن اس لیے ہے کہ اس سے ان کے اندر ان اسباب و وسائل کے حصول کی وہ صلاحیت خود بخود پیدا ہو جائے گی جو دنیوی ترقی کا زینہ ہیں۔ ممکن ہے بعض قارئین کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ دنیاوی ترقی کے وہ اسباب ووسائل ہیں کیا؟ لہٰذا ہم ان کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ یہ وسائل تین قسم کے ہیں:

(۱) نموئی (Developmental) وسائل ۲۔ انسانی (Human) وسائل اور
۳۔ مادی (Material) وسائل

نموئی وسائل:

۱۔ تعلیم وتربیت ۲۔ تحقیق ۳۔ سیاسی استحکام ۴۔ قوت ابلاغ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انسانی وسائل:

۱۔محنت ۲۔اتحاد ۳۔تنظیم ومنصوبہ بندی ۴۔پابندئ قانون
۵۔ ایثار وقربانی

مادی وسائل:

۱۔سائنس وٹیکنالوجی ۲۔معاشی مضبوطی ۳۔حربی قوت

ان وسائل واسباب کے حوالے سے دو اہم باتیں ذہن میں رہنی چاہئیں: ایک تو یہ کہ یہ اسباب معروضی اور عالمی نوعیت کے ہیں یعنی ان پر جو بھی عمل کرے گا وہ دنیا میں کامیاب ہو جائے گا خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔ دوسرے یہ کہ انسانوں میں ان وسائل کے حصول کی صلاحیت کے پیدا ہونے کا اصل الاصول ہے اپنے نظریۂ حیات سے کمٹمنٹ۔ کیونکہ اپنے نظریۂ حیات سے کمٹمنٹ ہی انسانوں کو وہ قوت محرکہ اور صلاحیت مہیا کرتی ہے جو انہیں دنیا میں اسباب ترقی کے حصول پر قادر بناتی ہے۔

اب اس اصول پر عمل کے حوالے سے مسلمانوں کا اور مغرب کا جائزہ لے لیجیے۔ مغرب اپنے نظریۂ حیات (سیکولرزم، ہیومنزم، میٹریلزم وغیرہ) سے شدت سے وابستہ ہے اور اس پر پوری طرح عمل کر رہا ہے اس لیے وہ ان اسباب کے حصول پر قادر ہو گیا ہے اور اس نے ترقی وعروج حاصل کر لیا ہے۔ اس کے برعکس مسلمانوں نے اپنے نظریۂ حیات (اسلام) پر عمل چھوڑ دیا ہے لہٰذا ان کے اندر وہ قوت محرکہ اور وہ صلاحیت کمزور ہو گئی ہے جس سے وہ ان اسباب ترقی کے حصول پر قادر ہوتے لہٰذا وہ زوال کا شکار ہو گئے ہیں۔

مسلم نشأۃ ثانیہ میں تعلیم کا کردار

اب آیئے دوسرے اصول کی طرف۔ پہلے اصول کے تحت ہم نے جو تجزیہ کیا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس کے بعد اس سوال کا ذہن میں پیدا ہونا فطری ہے کہ وہ کون سا طریقہ ہے جس پر عمل کر کے مسلمان صحیح معنوں میں اچھے مسلمان بن سکتے ہیں اور اپنے نظریۂ حیات سے حقیقی وابستگی اختیار کر سکتے ہیں؟ اس طرح کہ انہیں مذکورہ بالا وسائل پر بھی قدرت حاصل ہو جائے جو معروضی طور پر دنیا میں ترقی و غلبے کے لیے ضروری ہیں اور جن پر عمل کر کے اسباب دنیا پر احسن طریقے سے دسترس حاصل کی جا سکتی ہے۔

یہ سوال بہت اہم ہے اور بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور ہمیں اس کا حتمی اور دو ٹوک جواب معلوم ہونا چاہیے اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمیں اس سوال کے جواب کی تلاش میں اپنی عقل کے گھوڑے دوڑانے کی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سوال کا قرآن حکیم میں کئی دفعہ جواب دیا ہے اور ہمیں بتایا ہے کہ اس کا طریقہ ہے تعلیم کتاب وحکمت اور تزکیہ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اس امر کی بھی وضاحت کی ہے کہ انسانی معاشرے کی اصلاح کے لیے اسی طریقے کی ہدایت اس نے پہلے پیغمبروں، حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰ وغیرہ کو کی تھی (الاعلیٰ ۸۷: ۱۴۔۱۹) اور اسی طریقے کی طرف اس نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی کی تھی (البقرہ ۲: ۱۵۱ وغیرہ)

انسانی اصلاح کے اس تین نکاتی فارمولے کو آج کی زبان اور اصطلاحات میں سمجھنے کی ضرورت ہے۔ تعلیم کتاب تو واضح ہے کہ اس سے مراد ہے قرآن حکیم کی تعلیم، وحی کی تعلیم اور بالواسطہ طور پر اس میں وہ سارے علوم آ جاتے ہیں جو قرآن سے مستنبط ہوتے ہیں یا قرآن فہمی کے لیے ضروری ہیں۔ جن میں سرفہرست سنت پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے جو اس کتاب کی سرکاری تشریح ہے اور وحی ہی کی ایک قسم ہے مزید اس میں شامل ہے احکام کتاب کی تفہیم (یعنی فقہ) اور وہ زبان جس میں قرآن نازل ہوا ہے (یعنی عربی زبان وادب) گویا اس اصل کی بنیاد تو تعلیم قرآن حکیم ہے تاہم توسیعاً اس میں سارے دینی علوم اور منقولات شامل ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حکمت میں ہر وہ بات شامل ہے جو دانائی کی ہو، علم، عقل، تجربے کی ہو، اگرچہ اس میں وہ دانائی بھی شامل ہے جو کتاب اللہ اور احکام دینیہ سے متعلق ہو اور ان سے متفرع ہوتی ہو لیکن اس سے آگے اس میں ہر وہ چیز شامل ہے جو کتاب اللہ واحکام اللہ سے مطابقت رکھتی ہو اور ان کے خلاف نہ ہو۔ اس طرح اس میں وہ سارے علوم داخل ہیں جو اس کائنات میں انسانی زندگی کی بقاء اور استحکام کے لیے ضروری ہیں، انسان کے لیے مفید اور تعمیری ہیں مثلاً تجارت، حساب، ہندسہ اور طب وغیرہ۔ گویا اس میں شامل ہیں، تحقیق اور تجربہ و مشاہدہ اور دوسرے لفظوں میں ہر قسم کے سماجی و سائنسی علوم۔

تزکیہ سے مراد ہے نفس انسانی کی ایسی تربیت کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اوامر پر عمل اور اس کے تعلیم کردہ نواہی سے بچنا اس کے لیے ممکن اور آسان ہو جائے۔ یہ وہ چیز ہے جسے آج کل کی تعلیمی اصطلاح میں تربیت اور عام محاورے میں تعمیر سیرت و کردار کہتے ہیں۔ اس کی اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان میں اچھائی اور برائی دونوں کا مادہ رکھا ہے۔ اب انسان کا کام یہ ہے کہ وہ شعوری طور پر ایسے اقدامات کرے جن سے اس کے قوائے علم و عمل کی تہذیب ہو۔ برائی، معصیت اور منکرات کے داعیات دبتے چلے جائیں اور اچھائی، نیکی اور معروف پر عمل کے محرکات اور داعیات پنپتے اور ترقی کرتے چلے جائیں اور انسان کے لیے اللہ کی اطاعت آسان اور مرغوب ہوتی چلی جائے۔ اس تزکیے و تربیت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے صحیح تعلیم۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ تعلیم بذاتہ مطلوب نہیں ہوتی بلکہ اس کا مقصود اور اس کی غایت تربیت ہوتی ہے کیونکہ وہ علم بے کار محض ہے جس پر عمل نہ کیا جائے۔

اس سے واضح ہو گیا کہ تعلیم کا لفظ یا اصطلاح تین مفاہیم بیک وقت اپنے اندر سموئے ہوئے ہے یعنی تعلم، تحقیق اور تربیت۔ اب اسلام چونکہ ایک دین ہے، مکمل نظریۂ حیات ہے لہٰذا وہ اپنا ایک مخصوص ورلڈ ویو (تصور انسان، تصور کائنات اور تصور الٰہ) رکھتا ہے اور اس بناء پر اس کا ایک مخصوص تصور علم ہے جو اس کی تعلیم کی اساس ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور تعلیم کے سارے شعبوں کے بارے میں ایک مخصوص رائے اور مسلک رکھتا ہے۔ایک مسلم معاشرے میں تعلیمی نظام کی اولین ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ وہ اسلامی ورلڈ ویو کے مطابق تعلیمی، تحقیقی اور تربیتی ڈھانچہ مہیا کرے تا کہ ایسے افراد تیار ہوسکیں جو اپنی زندگی احکام الٰہی کے مطابق گزاریں اور اس کے نتیجے میں ایک طرف تو وہ آخرت میں رضائے الٰہی کے مستحق اور جنت کی نعمتوں کے سزاوار ٹھہریں تو دوسری طرف اس دنیا میں ایک ایسا معاشرہ تشکیل دینے میں کامیاب ہوسکیں جو عروج و ترقی کے معروضی اصولوں پر عمل کر کے اسباب دنیا مہیا کرنے میں دوسری اقوام سے آگے نکل جائے اور یوں دنیا میں غلبے اور مروج کا حق دار ٹھہرے۔

اس مختصر تجزیے سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مسلمانوں کے زوال کا بنیادی سبب یہ تھا کہ انہوں نے سچی اسلامی زندگی گزارنا ترک کر دی تھی جس کے نتیجے میں وہ اسلامی کردار سے محروم ہو گئے، انتشار اور تشتت کا شکار ہو گئے۔انہوں نے علم و تحقیق سے منہ موڑ لیا تو سائنس و ٹیکنالوجی میں بھی پیچھے رہ گئے۔انہوں نے محنت و ایثار سے کام لینا چھوڑ دیا تو منصوبہ بندی، حمیت اور شجاعت ان سے روٹھ گئی، انہوں نے اجتہاد اور جہاد سے منہ موڑ لیا تو دوسروں کے نقال اور غلام بن کر رہ گئے۔پھر اگر وہ زوال کے گڑھے میں نہ گرتے تو اور کیا کرتے؟ اب اگر وہ سنبھلنا چاہتے ہیں، اپنی کھوئی ہوئی عظمت بحال کرنا چاہتے ہیں تو اس کی اصولی اور بنیادی حکمت عملی وہی قرآن کی تعلیم فرمودہ حکمت عملی ہے یعنی تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیہ دوسرے لفظوں میں تعلیم و تربیت یا تعلم، تحقیق اور تربیت۔ جب تک ہم ایسے افراد تیار نہیں کرتے جو اپنے نظریۂ حیات سے وابستگی کی بنیاد پر اعلیٰ سیرت و کردار کے مالک ہوں اور جو اپنے نظریۂ حیات کو بنیاد بناتے ہوئے علمی و فکری انقلاب برپا کریں اس وقت تک ہم عروج و ترقی کی طرف ایک قدم بھی نہیں بڑھا سکتے بلکہ اس کا سوچ بھی نہیں سکتے اور افراد کی تیاری اور علمی و فکری انقلاب کی تیاری کا کام معاشرے کا کون سا ادارہ کرتا ہے؟ ظاہر ہے یہ کام تعلیمی نظام کا ہے۔اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ مسلم نشأۃ ثانیہ کا سب سے بڑا اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سب سے بنیادی ذریعہ تعلیم وتربیت ہے۔ لہٰذا مسلم معاشرے کے نظام تعلیم وتربیت کو بدلنا اور اسے اسلامی امنگوں کے مطابق ڈھالنا ہی بنیادی ترین کام ہے۔ ظاہر ہے جہاد بھی ضروری ہے، سائنس وٹیکنالوجی بھی اہم ہے، اتحاد کے بغیر بھی چارہ نہیں، سیاسی استحکام اور معاشی قوت کے بغیر بھی مسئلہ حل نہیں ہوسکتا لیکن ان سارے کاموں کی بنیاد جس چیز پر ہے وہ ہے اس فرد مطلوب کی تیاری جو اپنے نظریۂ حیات سے وابستگی کی بنیاد پر، اپنے کردار کی قوت اور علمی وفکری انقلاب کے ہتھیار سے اِس قصر کے اُس بند دروازے کو کھول سکے جو دنیا میں کامیابی اور کامرانی کی منزل تک لے جاتا ہے۔ جب تک یہ نکتہ ہماری سمجھ میں نہیں آئے گا اس وقت تک ہم اندھیرے میں ہی ٹامک ٹوئیاں مارتے رہیں گے۔

اس غرض سے نہ صرف یہ ضروری ہے کہ ہر مسلمان ملک مندرجہ بالا خطوط پر اپنے اپنے ملک کے نظام تعلیم کی تشکیل نو کرے بلکہ یہ بھی ناگزیر ہے کہ مسلمان ممالک مل کر ایک تعلیمی پالیسی بنائیں اور افرادی اور مالی وسائل مجتمع کر کے اعلیٰ پائے کی عالمی سطح کی یونیورسٹیاں اور تعلیمی وتحقیقی ادارے قائم کریں تاکہ علم وفکر، تعلیم وتربیت اور مطالعہ وتحقیق کی ایک زبردست فضا بنے اور یہ تحریک کی صورت اختیار کر جائے اور امت مسلمہ کی ترقی وعروج میں بنیادی اور اہم کردار ادا کرے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# ایک ماڈل اسلامی نظامِ تعلیم (وتربیت) کا خاکہ

اس موضوع پر قلم اٹھانے کے کئی اسباب ہیں:

کئی لوگ یہ سمجھنا چاہتے ہیں کہ اسلامی نظام تعلیم کیا ہوتا ہے؟ انہیں یہ احساس تو ہے کہ موجودہ نظام تعلیم اسلامی تقاضوں کو پورا نہیں کرتا لیکن ان پر یہ واضح نہیں ہوتا کہ اگر اس نظام کو چھوڑ کر یا توڑ کر ایک ایسا نظام تعلیم وضع کرنے کی کوشش کی جائے جو عصر حاضر کے اسلامی تقاضے پورے کرتا ہو تو اس کی شکل اور نقشہ کیا ہوگا؟ بعض لوگ اس سوال کو یوں پیش کرتے ہیں کہ ہم موجودہ نظام تعلیم کو بدل کر اس کی جگہ اسلامی نظام تعلیم لانا چاہتے ہیں تو ہم موجودہ نظام میں کیا تبدیلیاں لائیں کہ وہ اسلامی ہو جائے؟

اسلامی نظام تعلیم کا نقشہ واضح نہ ہو سکنے کے متعدد اسباب ہیں:

- پچھلی دو ڈھائی صدیوں سے ہمارے ہاں انگریز کا وضع کردہ نظام تعلیم نافذ چلا آ رہا ہے۔ قدرتی طور پر طبائع اس کی عادی ہو گئی ہیں اور ذہن اس سے ہٹ کر سوچنے پر آمادہ نہیں ہوتے بلکہ یہ کہنا بھی غلط نہ ہوگا کہ اکثر اذہان اس سے ہٹ کر سوچنے کی سکت ہی نہیں رکھتے۔
- پھر مسلمانوں نے اس ابتلاء سے بچنے کے لیے دیوبند اور علی گڑھ...... وغیرہ کی صورت میں جو تعلیمی کوششیں کیں وہ تاریخی جبر کی وجہ سے جزوی اور ناقص تھیں، ایک مکمل نظریاتی نظام تعلیم کی عکاس نہ تھیں۔
- تعلیم کا جو نظام کمپنی بہادر کے آنے سے پہلے ہمارے ہاں رائج تھا وہ مثالی نہ سہی ہمارے معاشرے کی ساری ضروریات، اسلامی تناظر میں، ضرور پوری کر رہا تھا لیکن آج حالات اتنے بدل گئے ہیں کہ اُس وقت کے نظام تعلیم کو آج کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



معاشرے میں بحال کرنے کا سوچا بھی نہیں جا سکتا۔

- پاکستان بننے کے بعد نہ حکام نے اس صورت حال کو بدلنے کی کوشش کی اور نہ دینی عناصر نے۔ چنانچہ برائے نام قسم کی اصلاحات جدید تعلیم کے اداروں اور دینی مدارس میں ہوئیں۔ اس دخ اندوزی (پیچ ورک) نے صورت حال کو سلجھانے کی بجائے مزید الجھا دیا کیونکہ اس نیم دلانہ اصلاح کے بعد حکومت اور علماء دونوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ ان کا نظام تعلیم تو عین اسلامی ہے۔

اب اس سب کچھ کے نتیجے میں آج اگر کوئی چاہے کہ وہ موجودہ نظام تعلیم کی جگہ اسلامی نظام تعلیم قائم کرنا چاہے تو اس پر واضح نہیں ہوتا کہ وہ موجودہ نظام میں کیا تبدیلیاں لائے اور کس طرح لائے کہ یہ نظام اسلامی ہو جائے؟

اس سوال کا جواب دینے کے لیے جس ژرف نگاہی کی ضرورت ہے ہمیں اس کا کوئی دعوی تو نہیں البتہ ہم اس کی ایک طالب علمانہ کوشش ضرور کر سکتے ہیں۔ اگرچہ عام ڈگر سے ہٹ کر سوچنے کے نتیجے میں ممکن ہے ہماری تجاویز اوپری اور عجیب لگیں، ان پر اعتراضات ہوں اور اُنگلیاں اٹھیں لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر اس بحث کو اٹھانے میں کوئی حرج نہیں۔

---

لیکن صلب موضوع پر گفتگو سے پہلے ضروری محسوس ہوتا ہے کہ دو باتوں کا شروع ہی میں جواب دے دیا جائے ایک تو یہ کہ نظام تعلیم و تربیت کے 'اسلامی' ہونے سے ہماری کیا مراد ہے؟ اور دوسرے یہ کہ تعلیمی نظام کے اس خاکے کی افادیت کیا ہے؟ یہ کس کے لیے ہے؟

پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ 'اسلامی' کا لاحقہ ایک حد تک واقعی کنفیوزنگ ہے۔ مثلاً آپ دینی مدارس چلانے والے علماء سے پوچھیے وہ کہیں گے کہ ہمارا نظام تعلیم سو فیصد اسلامی ہے۔ کسی حکمران (صدر، گورنر، وزیراعظم، وزیراعلیٰ وغیرہ) خصوصاً تعلیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے وزیر یا سیکرٹری سے پوچھیے وہ کہے گا کہ ہمارا نظام تعلیم عین اسلامی ہے۔ یہاں ایک لطیفہ سن لیجیے، بشرطیکہ اسے لطیفہ کہا جا سکے۔ جب ہم ۱۹۹۱ء میں مرکزی وزارت مذہبی امور کی قائم کردہ ایک تعلیمی فاؤنڈیشن میں نصاب تعلیم کی اسلامائزیشن کے پراجیکٹ پر کام کر رہے تھے تو کسی میٹنگ میں فاؤنڈیشن کے ایک ٹرسٹی جناب ڈاکٹر اعجاز حسن قریشی صاحب سے اس وقت کے پنجاب کے وزیر اعلیٰ (غلام حیدر وائیں مرحوم) نے پوچھا کہ 'آپ لوگ مجیٹھیہ ہال میں کیا کر رہے ہیں؟' ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا 'ہم وہاں اسلامی نصاب بنا رہے ہیں۔' اس پر وائیں صاحب نے چمک کر کہا 'کیا ہمارا نصاب غیر اسلامی ہے؟ کیا ہم دینیات نہیں پڑھاتے؟'' اور اس بات کو اتنی سنجیدگی سے لیا کہ حکومت پنجاب نے اپنے ماہرین تعلیم پر مشتمل ایک بھاری بھرکم کمیٹی بنا دی کہ چیک کیا جائے کہ ہم لوگ وہاں کیا کر رہے ہیں؟)

اسی طرح سعودی عرب کا نظام تعلیم بڑی حد تک اسلامی ہے۔ ایران نے بھی اپنے نظام تعلیم کو اسلامی بنیادوں پر مدون کیا ہوا ہے۔ لیکن ان دونوں میں نصابی مواد کے لحاظ سے بھی فرق ہے اور ڈھانچے (سٹرکچر) کے لحاظ سے بھی، تو کیا یہ دونوں بیک وقت اسلامی نظام تعلیم ہیں؟

یا اس سے بھی آگے بڑھیے! ہم نے اپنے اس مجوزہ 'اسلامی نظام تعلیم کے خاکے' میں یہ لکھا ہے کہ گریجوایشن چار سال کی ہونی چاہیے اور انگریزی (اختیاری) چھٹی جماعت سے شروع ہونی چاہیے۔ اب فرض کیجیے ایک دوسرے صاحب اس موضوع پر لکھتے ہیں جو عالم فاضل ہیں، اسلام اور تعلیم کے ماہر ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ گریجوایشن تین سال کی ہونی چاہیے اور انگریزی تیسری جماعت سے شروع ہونی چاہیے۔ تو کیا ان کا کہنا 'غیر اسلامی' ہے اور ہماری تجویز 'اسلامی' ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ 'اسلامی' کا لاحقہ بعض اوقات مضحکہ خیز صورت اختیار کر لیتا ہے مثلاً ہم ایک حکیم صاحب کو جانتے ہیں جن کے مطب کا نام ہے 'اسلامی دواخانہ' یا لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی وحدت روڈ پر آج کل بڑے بڑے بینر لگے ہوئے ہیں جن پر لکھا ہوا ہے 'اسلامی مرکز شہد' سے خالص شہد خریدیے۔ سوال یہ ہے کہ کیا باقی لوگوں کے دواخانے 'غیر اسلامی' ہیں یا دوسرے دکاندار جو شہد بیچتے ہیں وہ 'غیر اسلامی' ہے؟ بلکہ اس سلسلے میں بھی ایک لطیفہ سن لیجیے۔ ہم اچھرہ میں مولانا مودودی کی عصر کے بعد کی ایک مجلس میں موجود تھے کہ ایک صاحب نے (جو غالباً کسی دوسرے شہر سے سفر کرتے ہوئے لاہور آئے تھے) مولانا مودودی سے پوچھا کہ ریل کے ڈبوں میں ہر سیٹ کی پشت پر سگرٹ کی راکھ جھاڑنے کے لیے ڈبیا سی بنی ہوتی ہے اگر اسلامی حکومت آ گئی تو وہ کیا کرے گی؟ مولانا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا 'ہم وہاں اُگال دان رکھوا دیں گے'، اس پر محفل کشت زعفران بن گئی۔ [یاد رہے کہ اس وقت مولانا پان کھا رہے تھے۔ پان کی ڈبیا یا تھیلی سامنے پڑی تھی اور پہلو میں اگال دان بھی موجود تھا] سوال یہ ہے کہ کیا ریل کے ڈبے میں اگر سگریٹ جھاڑنے کی ڈبیا ہو تو حکومت 'غیر اسلامی' ہوتی ہے اور اگر وہاں اُگال دان رکھ دیے جائیں تو حکومت 'اسلامی'' ہو جاتی ہے؟

اسی طرح اکثر دین دار لوگ حکومت پاکستان پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ 'غیر اسلامی' حکومت ہے یا 'ہم برسر اقتدار آ کر یہاں 'اسلامی' نظام نافذ کر دیں گے۔ سوال یہ ہے کہ مملکت پاکستان کے آئین میں لکھا ہے کہ ریاست کا مذہب اسلام ہے اور یہاں کوئی قانون اسلام کے خلاف نہیں بنے گا اور لوگوں کو اسلامی احکام پر چلنے میں مدد دی جائے گی۔ کوئی غیر مسلم یہاں کا حکمران نہیں بن سکتا۔ ملک میں زکوٰۃ و عشر کا قانون نافذ ہے۔ حدود کے قوانین نافذ ہیں گویا زنا، چوری، ڈکیتی، شراب نوشی وغیرہ پر پابندی ہے۔ احترام رمضان آرڈی ننس موجود ہے۔ ملک میں اسلامی شرعی عدالت موجود ہے جس میں علماء بھی جج ہیں۔ ملک میں حج، زکوٰۃ اور اسلامی اوقاف کی دیکھ بھال کے لیے پوری ایک وزارت کام کر رہی ہے، قومی تعلیمی پالیسی کی ابتداء میں اسلامی اصولوں کا ذکر تفصیل سے موجود ہے۔ ان حالات میں یہ فتوی کیسے دیا جا سکتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے کہ پاکستان کی حکومت 'غیر اسلامی' ہے۔ آپ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ آپ کی رائے میں حکومت 'مکمل طور پر اسلامی' نہیں ہے یا اس کے اسلامی ہونے میں یہ اور یہ خامی ہے جو دور ہونی چاہیے یا ہم اس کی اصلاح کریں گے لیکن اسے مکمل طور پر 'غیر اسلامی' حکومت قرار دے دینا کس اصول اور منطق کی رو سے جائز ہوسکتا ہے؟

تو کہنے کا مطلب یہ ہے کہ 'اسلامی' کا سابقہ اور لفظ ایک ایسا سابقہ اور لفظ ہے جس کی ہر کوئی اپنی تعبیر کرسکتا ہے لہٰذا یہ لفظ کثیر التاویل اور بڑی حد تک غیر متعین المعنی (Relative) لفظ ہے اور اس کا استعمال سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے۔ نظام تعلیم کے دو حصے ہوتے ہیں ایک اس کے بنیادی اصول اور دوسرے اس کا اسٹرکچر۔ اصول اگر اسلامی ہوں تو سٹرکچر کے فرق کو غیر اسلامی نہیں کہا جاسکتا۔ ہم نے اپنی سوچ سمجھ کے مطابق 'اسلامی نظام تعلیم' کا خاکہ تجویز کیا ہے۔ ممکن ہے کسی دوسرے ماہر تعلیم کے نزدیک یہ 'غیر اسلامی' ہو مثلاً ہم نے انگریزی زبان کی لازمی تدریس اور انگریزی لباس کی مخالفت کی ہے۔ کوئی صاحب یہ کہہ سکتے ہیں کہ دوسری زبان سیکھنا کون سا غیر اسلامی فعل ہے؟ رہا لباس کا مسئلہ تو اسلام نے تو سرے سے کوئی لباس مقرر کیا ہی نہیں؟ پھر سوچیے! ایک امریکی مسلمان کو یہ بات، ممکن ہے بالکل بیہودہ اور 'غیر اسلامی' لگے کیونکہ انگریزی پڑھنا اور انگریزی لباس پہننا اس کے لیے بالکل فطری ہے۔

اب آئیے دوسرے سوال کی طرف کہ ان خاکوں (آگے ماڈل اسلامی اسکول اور ماڈل اسلامی یونیورسٹی کا خاکہ بھی آرہا ہے) کی افادیت کیا ہے؟ اور یہ ہم نے کس کے لیے لکھے ہیں؟

اس کے جواب میں عرض ہے کہ:

اولاً: یہ خاکے ہمارے اپنے لیے ہیں یعنی تحریک اصلاح تعلیم کے لیے۔

جس زمانے میں ہم رہ رہے ہیں اس میں یہ بالکل کافی نہیں ہے کہ ہم یہ کہہ دیں کہ موجودہ نظام تعلیم میں یہ اور یہ خرابیاں ہیں یا ہمارے مجوزہ نظام تعلیم یا مجوزہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تعلیمی اداروں میں یہ اور یہ خوبیاں ہونی چاہییں یا ہوں گی۔ اس طرح کی محض باتوں سے اب لوگ زیادہ متاثر نہیں ہوتے۔ دوسرے جو بات ہم کہہ رہے ہیں وہ مقابلتاً ایک نئی بات ہے، چلی ہوئی نہیں ہے بلکہ مروجہ نظام اور مانوس ڈگر سے ہٹ کر ہے۔ اس لیے محض کہہ دینے سے لوگ نہیں سمجھیں گے جب تک انہیں کر کے نہ دکھایا جائے اور کر کے دکھانے کے لیے کوئی خاکہ یا کوئی بلیو پرنٹ سامنے ہونا چاہیے مثلاً ہم کہتے ہیں کہ تعلیمی ثنویت نہیں ہونی چاہیے۔ اب یہ کہہ دینا آسان ہے کہ ثنویت نہیں ہونی چاہیے۔ کرنے کا کام یہ ہے کہ ایک تعلیمی ادارہ قائم کر کے دکھا دیا جائے جس میں ثنویت نہ ہو اور ایسا ادارہ قائم کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ ثنویت کے خاتمے کے لیے جو اقدامات ہم کرنا چاہتے ہیں ان کا نقشہ اور بلیو پرنٹ ہمارے سامنے ہو۔ پھر خاکہ پیش کرنے سے یہ تاثر بھی پختہ ہوگا کہ ہم جو فکر پیش کر رہے ہیں وہ محض خواب وخیال کی باتیں نہیں بلکہ ایک عملی منصوبے کے طور پر بھی وہ قابل عمل ہیں۔

اس لیے یہ خاکے اور بلیو پرنٹ طبع کیے جا رہے ہیں تاکہ تحریک کی قیادت اور کارکنان کے سامنے نقشۂ کار واضح ہو۔ ایک فرد کا کیا ہے؟ اللہ جانے کب اس کا بلاوا آ جائے لیکن ایک لکھی ہوئی اور چھپی ہوئی چیز بہرحال ایک ریکارڈ اور ایک پائیدار اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔

ثانیاً: یہ خاکے ان افراد اور ان دینی جماعتوں، تحریکوں اور اداروں کے لیے ہیں جو اسلامی تعلیم وتربیت کے شعبے میں کام کر رہے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں۔ بہت سے لوگ نیک خواہشات تو رکھتے ہیں لیکن ان کے ذہن میں تفصیلی پلاننگ نہیں ہوتی، کوئی نقشۂ کار سامنے نہیں ہوتا کہ اس نیک مقصد کے حصول کے لیے کیا کرنا ہے اور کیسے کرنا ہے؟ ہمارے نزدیک اسلامی نظام تعلیم کا خواب دیکھنا بھی ایک ایسا ہی نیک کام ہے۔ بہت سے لوگ یہ خواب دیکھتے ہیں لیکن انہیں ان تقاضوں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ان راستوں کی پوری طرح خبر نہیں ہے کہ اس منزل پر کس طرح پہنچنا ہے؟ جو لوگ انگلش میڈیم سکول کھول کر، غیر مسلم اور غیر ملکی مصنفین کی لکھی ہوئی کتابیں پڑھا کر، بچوں کو انگریزی لباس پہننا سکھا کر، بے دین استاد رکھ کر...... یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اسلامی نظام تعلیم کا ماڈل پیش کر رہے ہیں وہ یا تو جاہل ہیں یا منافق۔ جو لوگ اس طرح کے طرز عمل سے خود کو اور دوسروں کو دھوکہ نہیں دینا چاہتے کم از کم انہیں تو معلوم ہونا چاہیے کہ آج کے زمانے میں اسلامی تعلیمی ادارے اور اسلامی نظام تعلیم کس قسم کا ہوتا ہے؟

ثالثاً: یہ خاکے مسلم حکمرانوں کے لیے ہیں۔ اگرچہ جس طرح کے لوگ ہماری ہیئت مقتدرہ یا ''اسٹیبلشمنٹ'' کا جزو ہیں یعنی سرمایہ دار، جاگیردار، فوجی جرنیل اور سول بیوروکریٹ وغیرہ، انہیں اسلام کی ضرورت ہے نہ اسلامی نظام تعلیم کی (لوگوں کو بہلانے اور وقت گزاری کے لیے نعرے لگانا دوسری بات ہے) اور نہ انہیں اسلامی نظام تعلیم کے کسی بلیو پرنٹ کی ضرورت ہے۔ تاہم اگر ضیاء الحق مرحوم کی طرح کوئی بھولا بھٹکا مسافر اِدھر آ ہی نکلے تو کم از کم اس کے سامنے نقشۂ کار تو ہو۔ اسی طرح اس امر کے امکانات بھی اگرچہ بظاہر نظر نہیں آتے کہ مستقبل قریب میں دینی عناصر کو پاکستان میں سیاسی اقتدار مل جائے گا لیکن فرض کیجیے ایسا ہو جائے (جیسا کہ اس وقت ۲۰۰۴ء میں اتفاقاً پاکستان کے ایک صوبے میں دینی عناصر کی حکومت ہے) اور یہ لوگ اسلامی نظام تعلیم پر کام کرنا چاہیں...... اور ہم دہراتے ہیں کہ اگر وہ اسلامی نظام تعلیم پر کام کرنا چاہیں...... تو کچھ اس طرح کا ٹوٹا پھوٹا ناک نقشہ تو ان کے سامنے ہو جس کو بنیاد بنا کر وہ کام کا آغاز کر سکیں۔

---

مجوزہ نظام تعلیم کی تفصیل دینے سے پہلے مناسب محسوس ہوتا ہے کہ ان بنیادی اصولوں کا ذکر کر دیا جائے جن پر اس منصوبے کی اساس استوار ہوگی:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# بنیادی اصول

۱۔ ہر قوم کے نظریۂ تعلیم کی بنیاد اس کے ورلڈ ویو پر ہوتی ہے یعنی ان اعتقادات پر جو وہ کائنات، الٰہ اور انسان کے بارے میں رکھتی ہے۔ مسلمان بھی یکساں عقیدہ اور نظریۂ حیات رکھنے کی بناء پر ایک قوم (ملت) ہیں اور ایک الگ اور مستقل ورلڈ ویو رکھتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ اس کائنات کی سب سے بڑی حقیقت ہے، وہ کائنات اور انسان کا خالق و مالک ہے، ساری کائنات بالطبع (Per Force) اللہ کے احکام کی پیروی کر رہی ہے۔ اللہ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے اور ان کا مقصد تخلیق یہ بتایا ہے کہ وہ اللہ کی عبادت اور بندگی کریں یعنی اپنی زندگی اللہ کے احکام کے احکام کے مطابق گزاریں۔ اس نے بتایا ہے کہ موجودہ انسانی زندگی عارضی ہے، امتحان گاہ ہے اور پائدار زندگی آخرت کی ہے جو انسانوں کے مرنے کے بعد آئے گی۔ اُس زندگی میں انسانی اعمال کا حساب کتاب ہوگا۔ اگر اس نے دنیا کی زندگی اللہ کے احکام کے مطابق گزاری ہوگی تو اللہ، ان کا خالق و مالک، ان سے خوش ہوگا اور انہیں جنت کی بے شمار نعمتوں اور ہمیشہ کی زندگی سے نوازے گا اور اگر انہوں نے دنیا کی زندگی اللہ کے احکام کی نافرمانی میں گزاری ہوگی تو وہ ان سے ناراض ہوگا اور وہ جہنم کی سخت سزاؤں کے مستحق ٹھہریں گے۔ انسان کی حیثیت اللہ کے مقابلے میں عبد (غلام، بندے، خادم، نوکر) کی ہے جس کا ایک ہی بنیادی مقصد ہے کہ وہ ہر دم اللہ کی خوشنودی کا جویا رہے اور اللہ کے احکام کی اطاعت کرتے ہوئے آخرت کی زندگی اور اس کے مطالبات کو دنیا کی زندگی پر ترجیح دے۔ اس نقطۂ نظر کو 'اسلام' کہتے ہیں اور اسے ماننے والے 'مسلم' کہلاتے ہیں، جن کا کام ہے اللہ تعالیٰ کی غیر مشروط بندگی اور اطاعت کرنا اور اس نقطۂ نظر کو نہ ماننے والے 'کافر' ہیں جو دنیا کی زندگی اللہ کی مرضی کے مطابق نہیں بلکہ اپنی مرضی کے مطابق گزارتے ہیں اور آخرت میں جہنم کے حق دار ٹھہریں گے۔

۔ اللہ لوگوں کو اس نقطۂ نظر کی تعلیم دینے کے لیے اور اس نقطۂ نظر کے مطابق ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی تربیت کرنے کے لیے انسانوں ہی میں سے بعض کو (بطور پیغمبر) منتخب کر کے انہیں (بذریعہ وحی) اپنی ہدایت اور رہنمائی سے نوازتا ہے اور انہیں نمونے کے انسان کے طور پر پیش کرتا ہے اور ان کی یہ ڈیوٹی لگاتا ہے کہ وہ لوگوں تک اللہ کی ہدایت پہنچائیں (تعلیم کتاب وحکمت) اور ان کی ایسی تربیت کریں کہ ان کے لیے اللہ کے احکام کا اتباع آسان ہو جائے (تزکیہ) پس ہر رسول معلم اور مزکی و مربی ہوتا ہے۔

- اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر دیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری رسول ہیں، ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا لہٰذا اب یہ ان کی امت کی ذمہ داری ہے کہ وہ قیامت تک لوگوں کو کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے۔ لہٰذا اب یہ امت مسلمہ کا اور اس کے نظم اجتماعی کا (ہر مسلم حکومت/حکمران کا) فرض ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں لوگوں کو کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ اس طرح کرے کہ طبائع کے لیے احکام شریعت پر عمل آسان ہو جائے۔

- گویا ایک مسلم معاشرے میں نظام تعلیم کے پیش نظر ہوتا ہے (یا ہونا چاہیے) 'فرد کی ایسی تعلیم وتربیت جس سے وہ اللہ کے احکام کے مطابق زندگی گزارنے اور اس ضمن میں اپنی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریاں ادا کرنے کے قابل ہو جائے تا کہ وہ دنیا وآخرت دونوں میں کامیاب ہو سکے۔' اس تعریف سے واضح ہے کہ:

i- تعلیم کا ہدف صرف بچے بچیاں یعنی نسل نو ہی نہیں ہے بلکہ اس میں سارے افراد معاشرہ، عمر اور جنس کی کسی تفریق کے بغیر، شامل ہیں یعنی تعلم کا ہدف اور اطلاق ہر عمر کے لوگوں پر ہوگا خواہ وہ بچے ہوں یا جوان، ادھیڑ عمر ہوں یا بوڑھے اور خواہ عورت ہو یا مرد۔

ii- تعلیم سے مراد صرف علم پہنچا دینا نہیں بلکہ تزکیہ وتربیت بھی اس کا ایک جزو ہے یعنی افراد معاشرہ کی ایسی نشوونما جو انہیں بحیثیت مسلمان اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کے قابل بنا سکے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



iii- ان ذمہ داریوں کا تعلق صرف انفرادی زندگی سے نہیں بلکہ اجتماعی زندگی سے بھی ہے کیونکہ اسلام فرد ہی کو مخاطب نہیں کرتا بلکہ اجتماعی زندگی گزارنے کا لائحہ عمل بھی دیتا ہے اور وہ مکمل نظام زندگی ہونے کی حیثیت سے اجتماعی زندگی کو بھی کنٹرول اور منضبط کرتا ہے۔

iv- اس کی آخری غایت ہے فرد کی آخرت میں کامیابی اور اللہ کا اس سے خوش ہو جانا' اس طرح کہ انسان دنیا میں بھی کامیاب ہو اور دنیا میں ایک مسلمان اس وقت کامیاب ہوسکتا ہے جب پورا معاشرہ فرد کے ساتھ اللہ کی اطاعت میں ہم آہنگ ہو۔

۲۔ مسلم معاشرے میں نظام تعلیم وتربیت خالص اسلامی اصولوں پر مبنی ہوگا اور وہ شعوری طور پر مغربی فکر وتہذیب کی بالادستی کو ردّ کرے گا جو اپنی اساسات میں اسلامی اصول وعقائد کے سراسر خلاف اور متضاد ہے مثلاً وہ کہتی ہے کہ اللہ کو انسان کے اجتماعی معاملات میں مداخلت کا کوئی حق نہیں اور یہ کہ انسان اپنے معاملات طے کرنے میں مختار مطلق ہے اور وہ جو چاہے کرسکتا ہے (سیکولرزم)، وہ آزاد ہے کہ اپنی زندگی جیسے چاہے گزارے (لبرلزم) اور کوئی طاقت اس کے اس فیصلے پر قدغن نہیں لگا سکتی (ہیومنزم)، دنیا کی زندگی ہی سب کچھ ہے لہٰذا اس کی بہتری اور اس کی کامیابی ہی ہر وقت پیش نظر رہنی چاہیے (میٹریلزم)، علم حقیقی صرف وہ ہے جو ہمارے تجربے اور مشاہدے میں آتا ہے اور کسی غیبی علم (وحی) کی کوئی سیادت تسلیم نہیں کی جا سکتی (امپیریسزم)۔ ظاہر ہے مغرب کا یہ ورلڈ ویو ملحدانہ ہے، اسلام کے سراسر خلاف ہے لہٰذا اس کی بنیاد پر جو نظریۂ تعلیم بنے گا، جو علوم ترقی پائیں گے اور جو تعلیمی اسکیم بنے گی وہ مسلم امت کے لیے قابل قبول نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا مسلمان اپنے عقیدے اور ورلڈ ویو کی وجہ سے مجبور ہیں کہ وہ مغرب کے نظام تعلیم وتربیت کو ردّ کردیں اور اپنے ورلڈ ویو کے مطابق اپنے علوم، اپنا نظریۂ تعلیم اور اپنے تعلیمی ڈھانچے کی تشکیل کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ کہنے میں آسان ہے لیکن عملاً خاصا مشکل کیونکہ انگریز کی طویل غلامی کے اثرات کی وجہ سے عوام وخاص اور پورا معاشرہ مغرب کے تعلیمی تصورات سے مانوس ہو چکا ہے اور ان پر برسوں سے عمل پیرا ہے۔ اس لیے ہماری باتیں 'اوپری' اور غیر مانوس لگیں گی اور ان پر عمل مشکل ہوگا ؎

تھا جو ناخوب بتدریج وہی خوب ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

لیکن ہماری مجبوری یہ ہے کہ ہمارا ذہن مغرب کی ذہنی غلامی قبول نہیں کرتا کیونکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کی دنیا وآخرت میں کامیابی اور ان کے ذلت وادبار کے گڑھے سے نکلنے اور عروج وترقی کی منزل کی طرف رواں دواں ہونے کا محض ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ وہ فکری استقلال سے کام لیں، اپنی فکر کے مطابق اجتماعی ادارے قائم کریں، اپنی تہذیب وتمدن پر فخر کریں لیکن اس اثبات [الا اللہ] کے ساتھ [لا الہ] والی نفی بھی ضروری ہے یعنی اسلام، اسلامی اقدار وتصورات کا اثبات اور ان کی بحالی اور مغربی تصورات واقدار کا خاتمہ کیونکہ اندھیرا غائب ہوگا تو ہی اجالا آئے گا، رات کی تاریکی چھٹے گی تو ہی صبح کی سپیدی نمودار ہوگی۔ بلکہ صحیح ترتیب یہ ہے کہ پہلے نفی (لا الہٰ) اور پھر اثبات (الا اللہ) یعنی پہلے مغرب کے تعلیمی تصورات کی نفی اور پھر ان کی جگہ تعلیم کے اسلامی تصورات کا تمکن اور بحالی۔

## تعلیمی ترجیحات

مندرجہ بالا دو اصولوں کی بنیاد پر ایک مسلم معاشرے کے نظام تعلیم کی ترجیحات یہ ہونی چاہئیں (اس فہرست میں بھی مذکورہ بالا ترتیب پر عمل ہوگا یعنی پہلے نفی پھر اثبات):

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## انگریزی زبان کی بالادستی کا خاتمہ

اس کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات ضروری ہیں:

i- انگریزی میڈیم کا خاتمہ

ii- پرائمری جماعتوں میں انگریزی نہ پڑھانا

iii- چھٹی سے اسے اختیاری مضمون قرار دینا

iv- کسی بھی سطح پر امتحان کی زبان انگریزی نہ ہوگی (مثلاً مقابلے کے امتحانات میں)

v- نچلی سطح پر مقامی زبانوں کو برقرار رکھتے ہوئے اردو کو ذریعہ تعلیم اور لازمی مضمون قرار دینا۔

## انگریزی تہذیب وتمدن کی پیروی کا خاتمہ

اقدامات:

i- کسی استاد اور طالب علم کو انگریزی لباس پہننے کی اجازت نہ ہو (مثلاً نکٹائی، پینٹ، بُش شرٹ، بچیوں کے لیے ننگے سر رہنا یا دوپٹے/ سکارف کی بجائے وی (V) کی پٹی لٹکانا......وغیرہ)

ii- ہم نصابی سرگرمیوں کے نام پر ڈانس، ڈرامے، مینا بازار، فیشن شوز...... کا خاتمہ

iii- میوزک کلاسوں اور سوئمنگ پولز کا خاتمہ

iv- مخلوط تعلیم کا خاتمہ

v- اساتذہ کے لیے سادہ اور ساتر مقامی لباس کی پابندی

vii- طلبہ کے لیے سادہ اور سستے مقامی یونیفارم کا تعین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## تعلیمی ثنویت کا خاتمہ

### اقدامات:

i- دینی مدارس کو دین کی تخصصی تعلیم کے ادارے قرار دینا

- بعض اصلاحات کے بعد ان کی ڈگریوں کو تسلیم کرنا

- ریاست کی طرف سے دینی تعلیم کا انتظام وسیع پیمانے پر ہونا

- پرائیویٹ دینی مدارس کی مالی مدد کرنا

ii- جدید تعلیم کے اداروں کے نصابات کو:

- اسلامی تناظر میں مدون کرنا

- وہاں دینی علوم کی مقدار میں اضافہ کرنا

### والدین کا کردار

محض اسکول بچے کی صحیح تعلیم و تربیت نہیں کرسکتا۔ میڈیا کا کردار آج کے معاشرے میں اتنا مؤثر ہے اور ہمارے ہاں اتنا منفی ہے اور ہمارے معاشرے نے اس کے اثرات اتنی تیزی سے قبول کیے ہیں کہ اسکول کی تعلیم غیر مؤثر ہو کر رہ گئی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ اسکول کو بچے کی صحیح تعلیم و تربیت کے لیے والدین کی مؤثر حمایت حاصل ہو۔

### غیر ممالک

- سکولوں میں غیر ملکی اور غیر مسلم مصنفین کی کتابوں کا داخلہ ممنوع ہونا چاہیے۔
- غیر ملکی یونیورسٹیوں، کالجوں، سکولوں کو اپنی شاخیں پاکستان میں قائم کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔
- کسی غیر ملکی یونیورسٹی اور تعلیمی ادارے کو پاکستان میں اپنے امتحانات منعقد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے (جیسا اس وقت اے اور او لیول کے سلسلے میں ہو رہا ہے)۔

## آئینی وانتظامی امور

آئین پاکستان کو تبدیل کر کے:

- تعلیم کو فیڈرل سبجیکٹ بنا دیا جائے۔
- تعلیم کے اسلامی اور پاکستانی کردار کو آئینی تحفظ فراہم کیا جائے۔
- پرائیویٹ سیکٹر میں تعلیم کو منظّم کرنے اور اس کی سخت نگرانی کرنے کے لیے قانون سازی کی جائے تاکہ کوئی تعلیمی ادارہ تعلیم کے اسلامی اور قومی اہداف اور قواعد وضوابط کی خلاف ورزی نہ کر سکے۔ خلاف ورزی کرنے والوں کے لیے کڑی سزائیں تجویز کی جائیں اور ان پر عمل درآمد یقینی بنایا جائے۔

## نصابات

- پاکستان کے کسی تعلیمی ادارے کو غیر ملکی نصاب پڑھانے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔
- سارے ملک میں نصاب ایک ہونا چاہیے جو اسلامی اور قومی امنگوں کے مطابق ہو۔
- سکول، کالج، یونیورسٹی ہر سطح پر نصاب کو اسلامی تناظر (یعنی اثبات اسلام اور نفئ تہذیبِ مغرب کے اصولوں کی روشنی) میں از سر نو مدون کیا جائے اور نئی کتب تیار کی جائیں۔

## تربیت

- اساتذہ کی فنی اور پیشہ ورانہ تربیت کے ساتھ نظریاتی تربیت کا اہتمام کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جائے۔ اس غرض کے لیے متعلقہ نصابات میں تبدیلی لائی جائے۔
- طلبہ کی تربیت اور تعمیر سیرت و کردار کو تعلیم کی غایت قرار دیا جائے۔ اس کے لیے نصابات اور امتحانات کے نظام میں تبدیلیاں لائی جائیں۔ ہم نصابی سرگرمیوں اور دیگر تربیتی اقدامات کا باقاعدہ تعین کیا جائے اور ان کی جانچ کا اہتمام کیا جائے جو فیل پاس ہونے پر اثر انداز ہو بلکہ اس میں پاس ہونا لازمی ہو۔

## خواتین

- طالبات کے تعلیمی ادارے الگ ہونے چاہییں۔
- ان کا نصاب الگ ہونا چاہیے جو ان کی صنفی ذمہ داریوں کے مطابق ہو۔
- خواتین کے تعلیمی اداروں اور انتظامی دفاتر میں مرد اہل کار نہیں ہونے چاہییں۔
- بچیوں کا یونیفارم سادہ اور ساتر ہونا چاہیے۔ یہی خوبیاں خواتین اساتذہ کے لباس میں ہونی چاہئیں۔

اس تمہیدی اور اصولی گفتگو کے بعد اب ہم مجوزہ نظام تعلیم و تربیت کے سٹرکچر اور تعلیمی ڈھانچے/تعلیمی اسکیم کی طرف آتے ہیں۔ سہولت بیان کی خاطر نظام تعلیم و تربیت کو دو بڑے شعبوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۱۔ نظام تعلیم و تربیت برائے صغار (نسلِ نو)

۲۔ نظام تعلیم و تربیت برائے کبار (Grown ups)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# نظام تعلیم وتربیت برائے صغار (نسل نو)

اس کے چار شعبے ہوں گے:

۱۔ رسمی اور کل وقتی تعلیم (Formal and Full Time)

۲۔ غیر رسمی تعلیم (Informal)

۳۔ جز وقتی تعلیم (Part-Time)

۴۔ سماجی تعلیم (Community Education)

## ۱۔ رسمی اور کل وقتی تعلیم

### پہلا مرحلہ: سکول کی تعلیم

سکول کی تعلیم تین مراحل میں دی جائے: ۱۔ پرائمری (۵ سال) ۲۔ مڈل (۳ سال) اور ۳۔ ثانوی (۴ سال)

### پرائمری تعلیم: مجوزہ خصائص

۱۔ نرسری، مانٹی سری اور پلے گروپ کی تعلیم ختم کر دی جائے۔ پانچ سال کی عمر تک والدین بچے کی تربیت خود کریں۔ اس کے بعد وہ چاہیں تو پہلی جماعت میں ایک (تمہیدی) سال کے لیے بچے کو سکول بھجوا سکتے ہیں لیکن یہ اختیاری ہونا چاہیے اور پہلی جماعت میں داخلہ چھے سال کی عمر میں ہونا چاہیے۔

ڈے کیئر، نرسری، پلے گروپ، مانٹی سری یہ سب مغرب کے تصورات ہیں۔ چونکہ وہاں ماؤں کی اکثریت ملازمت کرتی ہے لہٰذا یہ ان کی مجبوری ہے۔ بچے کی تربیت وہاں ماں کا مقدس دینی فریضہ نہیں ہے لہٰذا انہیں اس کی پرواہ بھی نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہمارے ہاں صورت حال اس کے برعکس ہے۔ ہمارے ہاں ماؤں کی اکثریت گھروں میں ہوتی ہے اور ہمارے دین اور تہذیب میں ماں کی سب سے بڑی ذمہ داری بچے کی تربیت ہے لہٰذا والدین کو یہ ذمہ داری سنبھالنی چاہیے۔ ایک مسلم معاشرے کی روٹین یہی ہونی چاہیے رہا کوئی استثنائی معاملہ تو وہ امر مجبوری ہے۔

۲۔ ہر پاکستانی مسلمان بچے کو پہلے عربی قاعدہ پڑھوانا چاہیے، ایسے استاذ سے جو تجوید جانتا ہو تا کہ اس کے مخارج کچی عمر میں درست ہو جائیں' بصورت دیگر ساری عمر بچے کے مخارج غلط رہتے ہیں۔

۳۔ حصہ پرائمری میں انگریزی ہرگز نہیں پڑھانی چاہیے۔

۴۔ حصہ پرائمری میں ہر مسلمان بچے کو ناظرہ قرآن ختم کرانا چاہیے۔ آخری پارہ آدھا مع ترجمہ یاد کروانا چاہیے۔

۵۔ ہر جماعت میں اربعین (چالیس حدیثیں) جو طلبہ کی عمر اور نفسیات کو ذہن میں رکھ کر مرتب کی گئی ہوں' مع ترجمہ یاد کروانا چاہیے۔

۶۔ نماز مع ترجمہ زبانی یاد کروانی چاہیے۔

۷۔ قرآنی اور مسنون دعائیں اور اذکار بچے کو یاد کروانے چاہییں اور ان پر عمل کی مشق کروانی چاہیے جیسے پانی پینے کے بعد کی دعاء، سوتے وقت کی دعاء، گھر سے باہر جاتے وقت کی دعاء...... وغیرہ

۸۔ عربی حصۂ پرائمری میں لازمی ہوگی۔ پہلے دو سال بچے صرف قرآن پڑھنا سیکھیں گے۔ تیسری جماعت سے انہیں عربی کی بحیثیت زبان آسان انداز میں تدریس شروع کروانی چاہیے۔

۹۔ اس بات کا ذکر ہو چکا کہ ذریعۂ تعلیم اس مرحلے میں یا تو اردو ہوگی یا مادری زبان۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## حصہ مڈل

۱۔ انگریزی اختیاری

۲۔ عربی لازمی مربوط بالقرآن اور بحیثیت زندہ زبان

۳۔ دینیات کے علاوہ مطالعۂ قرآن وحدیث کا لازمی مضمون جس میں مطالعۂ قرآن میں شامل ہوگا: ترجمۂ قرآن (پہلے تین پارے) اہم سورتوں کا حفظ مع ترجمہ بشمول آخری پارہ کا نصف اول۔ ہر جماعت کے لیے منتخب احادیث، بچے کی عمر اور ذہنی استعداد کے مطابق۔ مزید قرآنی ومسنون دعائیں۔

۴۔ جو بچے مکمل قرآن حکیم حفظ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ عام تعلیم چھوڑ کر حفظ کریں گے۔ ہلکی پھلکی اردو، عربی اور اسلامیات ساتھ جاری رہے گی۔ اندازاً تین سال میں حفظ قرآن مکمل کر کے اگلے سال ڈیڑھ سال میں ایک خصوصی کلاس کے ذریعے حصہ مڈل کا دیگر نصاب پڑھیں گے اور پھر نویں جماعت میں مرکزی تعلیمی دھارے کے ساتھ مل جائیں گے۔ حفظ کے طلبہ سکول یونیفارم پہنیں گے اور سکول کی دیگر ہم نصابی سرگرمیوں میں شریک ہوا کریں گے جیسے تقریری مقابلے، پکنک پر جانا...... وغیرہ

۵۔ دینیات کے موجودہ نصاب کو ہر لحاظ سے جامع بنانا۔

## حصہ ثانوی

۱۔ ساری دنیا میں ہائی اسکول یا ثانوی تعلیم بارہ سال کی ہوتی ہے۔ ہمارے ہاں بھی جدید تعلیمی اداروں میں ہے تو یہ بارہ ہی سال کی اور پہلے دو سالوں کو ثانوی (سیکنڈری) اور آخری دو سالوں کو اعلیٰ ثانوی (ہائر سیکنڈری) کہا جاتا ہے اور ان کا امتحانی بورڈ بھی ایک ہے لیکن عملاً آخری دو سال کی تعلیم (جسے عام طور پر ایف اے یا انٹرمیڈیٹ کہا جاتا ہے) ہمارے ہاں اسکول کی تعلیم کا حصہ نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہوتی بلکہ کالج کا حصہ سمجھی جاتی ہے اور اس کے لیے یا تو الگ انٹر کالج ہوتے ہیں یا وہ ڈگری کالج کا حصہ ہوتی ہے۔ ہمارے ہاں اسکول اور کالج کے کلچر میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ یوں ثانوی کے طلبہ اسکول کلچر کا حصہ ہوتے ہیں اور اعلیٰ ثانوی کے طلبہ کالج کلچر کا۔ ہماری رائے میں اسے کالجوں سے نکال کر سکول کی تعلیم کا حصہ بنا دینا چاہیے۔ دینی مدارس میں پہلے دو سال کو ثانویہ عامہ اور دوسرے دو سال کو ثانویہ خاصہ کہا جاتا ہے خواہ طالب علم میٹرک پاس ہی کیوں نہ ہو کیونکہ ان کے اپنے مخصوص مضامین ہوتے ہیں۔

۲۔ اس سطح پر مختلف تخصصات کی ابتداء ہو جائے گی۔ سائنس، آرٹس، کامرس اور اسلامی علوم...... وغیرہ کے گروپ بنائے جا سکتے ہیں۔

۳۔ اس سطح پر بھی انگریزی اختیاری اور عربی لازمی ہوگی۔

۴۔ دینیات لازمی کے علاوہ جو طلبہ ثانوی تعلیم کے بعد دینی علوم میں تخصص کرنا چاہتے ہیں انہیں اس مرحلے میں عربی اختیاری اور اسلامیات اختیاری کے مضامین پڑھنے ہوں گے جن کا معیار لازمی پرچے کے مقابلے میں اونچا ہوگا اور اس طرح سے ڈیزائن کیا جائے گا کہ وہ آگے تخصص میں کام آئے۔

۵۔ جو طلبہ مستقبل میں میڈیکل، انجینئرنگ، کمپیوٹر وغیرہ میں جانا چاہتے ہیں انہیں اختیاری انگریزی کا پرچہ اپنے لیے لازمی سمجھنا چاہیے۔

۶۔ دینیات کے موجودہ نصاب کو جامع بنانا۔

۷۔ مطالعۂ قرآن و حدیث کا مضمون لازمی ہوگا۔

## دوسرا مرحلہ: اعلیٰ تعلیم (تدریس)

۱۔ یہ دو مرحلوں پر مشتمل ہوگی چار سالہ گریجوایشن اور دو سالہ ماسٹرز ڈگری۔ دنیا کے اکثر ممالک میں بارہ سالہ ثانوی تعلیم کے بعد چار سال میں گریجوایشن اور دو سالہ ماسٹرز کل اٹھارہ سال میں ایم اے ہو جاتا ہے۔ ہمارے ہاں ایف اے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے دو سال کو کالج کے ساتھ ملا کر چار سال میں گریجوایشن اور دو سال میں ماسٹرز، اس طرح صرف سولہ سال میں ایم اے ہو جاتا ہے۔ یہ تدریج غیر مناسب ہے خصوصاً ان طلبہ کے لیے جو اعلیٰ تعلیم کے لیے بیرون ملک جانا چاہتے ہیں کیونکہ انہیں وہاں جا کر دوبارہ ایم اے کرنا پڑتا ہے اور اس بنیاد پر داخلے میں بھی مشکل پیش آتی ہے۔ اس وجہ سے حکومت پاکستان نے بھی اب ایف اے کے بعد بی اے/ بی ایس سی چار سال کا کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ پرائیویٹ یونیورسٹیوں نے تو اس پر عمل درآمد شروع بھی کر دیا ہے خصوصاً کمپیوٹر سائنس و بزنس مینجمنٹ وغیرہ میں۔ پبلک سیکٹر یونیورسٹیوں میں بھی اس کا آغاز ہو گیا ہے اور غالباً اگلے چند سالوں میں پاکستان میں ہر کہیں گریجوایشن، ایف اے کے بعد چار سالہ ہو جائے گی۔

۲۔ ہماری رائے میں یہ چھ سالہ اعلیٰ تعلیم صرف تخصص پر مبنی ہونی چاہیے۔ میڈیکل، انجینئرنگ، کمپیوٹر سائنس وغیرہ کے تو پہلے ہی خصوصی تخصص کے تعلیمی ادارے موجود ہیں۔ اسی طرح بی اے، بی ایس سی بھی ہماری رائے میں صرف تخصص ہی پر مبنی ہونی چاہیے مثلاً جو طالب علم آرٹس میں ماس کمیونیکیشن میں ایم اے کرنا چاہتا ہو اسے صرف آخری دو سال نہیں بلکہ چھ سال ماس کمیونیکیشن پڑھنی چاہیے، اگرچہ گریجوایشن میں ساتھ دوسرے متعلقہ مضامین بھی ہوں گے۔

۳۔ اسلامی علوم کے تخصص کے علاوہ دیگر تخصصات میں کم ارتکاز (Low Weightage) کے ساتھ اسلامی تعلیم و تربیت تخصصی پیشہ ورانہ تعلیم کا لازمی حصہ ہو گی۔

۴۔ علوم اسلامیہ میں تخصص کی تعلیم دینے کے دینی مدارس بھی اہل ہوں گے۔ ہماری رائے میں انہیں اس سے نچلے درجے کی تعلیم بند کر دینی چاہیے اور علوم اسلامیہ میں صرف اعلیٰ سطح کی تعلیم یعنی ۴ سالہ گریجوایشن اور دو سالہ ماسٹرز کی ڈگری دینی چاہیے (جیسا کہ بعد میں ذکر آئے گا، بڑے دینی مدارس کو جو اس کی صلاحیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رکھتے ہوں ماسٹرز کے بعد علوم اسلامیہ میں ایم فل اور پی ایچ ڈی کا انتظام بھی کرنا چاہیے) اور حکومت کو ان ڈگریوں کو تسلیم کرنا چاہیے۔ اگر نیت درست ہو تو نصاب کا تعین علماء اور ماہرین تعلیم مل کر کر سکتے ہیں اور اس میں کوئی بڑی مشکل پیش نہیں آئے گی خصوصاً اس صورت میں کہ جب نصاب طے کر لیا جائے اور کتب کے تعین کا مسئلہ مدارس/ وفاقوں پر چھوڑ دیا جائے (ہمارا خیال ہے ہمارے قارئین نصاب اور نصابی کتب میں فرق سمجھتے ہیں)۔

۵۔ اعلیٰ پائے کے اور معیاری تعلیمی ادارے جن میں مذکورہ بالا تخصص علوم اسلامیہ کی تدریس کا انتظام ہو حکومت کو اپنے وسائل سے ہر بڑے شہر میں کھولنے چاہییں۔

۶۔ ایم اے میں پہلے سال طرق تحقیق پڑھا دینے چاہئیں اور ڈیڑھ سالہ تدریس کے دوران Assignments کے ذریعے تحقیق کی مشق کے بعد آخری چھ ماہ میں طالب علم کو تحقیقی مقالہ لکھنا چاہیے۔

## اعلیٰ تعلیم (تحقیق)

۱۔ دو سالہ ایم فل یا چار سالہ پی ایچ ڈی (جن میں پہلا سال کورس ورک کا ہوگا) کی تحقیقی ڈگری کا جس طرح کا انتظام اس وقت جدید یونیورسٹیوں میں ہے، اسی طرح کا انتظام بڑے دینی مدارس کو اسلامی علوم میں بھی کرنے کا حق ہونا چاہیے بشرطیکہ وہ ضروری شرائط پوری کرتے ہوں۔

۲۔ تحقیق میں جدت اور تخلیقیت کو اہمیت دی جانی چاہیے اور رٹے رٹائے موضوعات پر تحقیقی مقالہ لکھنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

۳۔ ملک بھر میں یونیورسٹیوں میں تحقیق کے کام کو منظّم اور مربوط کرنے کے لیے قومی سطح پر ایک سپر وائزری باڈی بنی چاہیے۔ یہ کام ہائر ایجوکیشن کمشن بھی، اگر چاہے، تو کرسکتا ہے۔ اسلامی علوم کی حد تک عرب اور دیگر مسلم ممالک کی یونیورسٹیوں کے تحقیقی شعبوں سے رابطہ بھی ضروری ہے تاکہ محنت کے ضیاع اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



Duplication سے بچا جا سکے اور اہم موضوعات کا تعین کرنے میں بھی آسانی رہے۔

## پیشہ ورانہ تعلیم

پیشہ ورانہ تعلیم کا ایک تصور تو میڈیکل ، انجینئرنگ، کمپیوٹر، بزنس مینجمنٹ اور اکاؤنٹس وغیرہ کا ہے لیکن ہم جس طرف توجہ مبذول کروانا چاہتے ہیں وہ نچلی سطح کی پیشہ ورانہ تربیت ہے اور جسے اہمیت دینا اس لیے ضروری ہے کہ ملک میں غربت کی شرح دن بدن بڑھ رہی ہے اور سکول سطح پر ڈراپ آؤٹ ریٹ اتنا زیادہ ہے کہ دو فیصد سے بھی کم بچے اعلیٰ سطح کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اس لیے ہماری تجویز یہ ہے کہ پرائمری، مڈل اور سیکنڈری پاس طلبہ کے لیے ان کی عمر اور ذہنی اور تعلیمی سطح کے مطابق پیشہ ورانہ کورسز کا انتظام کیا جائے جیسے نجاری، حدادی، بجلی کا کام، موٹر مکینک یا مقامی صنعت، جیسے ظروف سازی، پنکھا سازی اور دیگر کاٹیج انڈسٹری کی چیزیں بلکہ اس سے بھی زیادہ سہولت طلبہ کو دینے کے لیے مناسب ہوگا کہ ہر تعلیمی سطح کے آخری سال (پانچویں، آٹھویں اور بارہویں جماعت) میں اس طرح کے کورسز کو اختیاری رکھ کر ریگولر تعلیمی پروگرام کا ایک حصہ بنا دیا جائے۔ اسی طرح ہر تعلیمی سطح کی بچیوں کو ایسے ہنر سکھا دیے جائیں کہ جس سے وہ گھر بیٹھے روزی کما سکیں اور غریب والدین کی مدد کر سکیں جیسے سلائی، کڑھائی، بُنائی، کھلونے بنانا وغیرہ۔

## ۲۔ غیر رسمی تعلیم

ہمارے ہاں سارے بچے باقاعدہ تعلیمی اداروں میں نہیں جا پاتے۔ اس کی وجہ شعور کی کمی بھی ہے لیکن اس کی بنیادی ترین وجہ غربت ہے، خصوصاً دیہات میں، جہاں ہماری ۸۰ فیصد آبادی رہتی ہے۔ بدقسمتی سے ہمارا معاشی نظام تلپٹ ہو چکا ہے جس کے سبب پچھلے پچپن سال میں غریب غریب تر اور امیر امیر تر ہوتا چلا گیا ہے۔ ہمارے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حکمران (صحیح تر لفظوں میں اسٹیبلشمنٹ یا ہئیت مقتدرہ) اس صورت حال کے جاری رہنے کا سبب ہیں لہٰذا ان سے اس کے علاج کی توقع فضول ہے الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کوئی خصوصی کرم فرما دیں اور ہمیں پاکستان میں اچھے حکمران عطا فرما دیں لیکن جہاں تک بظاہر دنیاوی اسباب کا تعلق ہے وہ کہیں نظر نہیں آتے۔ پھر یہ کہ ہمارے ہاں پرائیویٹ سیکٹر کو بھی اس کا احساس نہیں حالانکہ وہ اس میں اہم کردار ادا کرسکتا ہے۔ ہمارے ہاں اجتماعیت اور اجتماعی نظم اس قدر کمزور ہو چکا ہے کہ روزانہ اخبارات میں بھوک کی وجہ سے خودکشیوں کی خبریں آتی ہیں، بہت سے لوگ اس پر کڑھتے بھی ہیں لیکن عملاً کچھ کرنے کے لیے منظم نہیں ہوتے حالانکہ اگر ہر گھر ایک روپیہ ماہانہ بھی دے تو کروڑوں روپے جمع ہو سکتے ہیں اور بڑا کام ہوسکتا ہے۔ اسی طرح ہمارے لوگ مساجد اور مدارس پر کروڑوں روپے سالانہ زکوٰۃ وصدقات کی مد میں رضا کارانہ طور پر خرچ کرتے ہیں لیکن یہ کام الل ٹپ طریقے سے ہوتا ہے اور بعض اوقات فنڈز کا غلط استعمال بھی ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود کوئی نہیں سوچتا کہ جمع زکوٰۃ کے کام کو منظم طور پر کیا جائے اور بہتر نتائج حاصل کیے جائیں۔

خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا جو طویل ہو گیا، ہم عرض یہ کر رہے تھے کہ معاشرے میں غربت کی وجہ سے والدین بچوں کو سکول نہیں بھجواتے حالانکہ سرکاری سکولوں میں فیس برائے نام ہے لیکن غریب لوگ بچوں کی کتابوں کاپیوں اور یونیفارم کا خرچ بھی برداشت نہیں کرسکتے۔ پھر وہ یہ بھی سوچتے ہیں کہ بچہ سکول جانے کی بجائے محنت مزدوری کر کے کچھ کما لائے تاکہ افراد کنبہ کو پیٹ بھر کھانا میسر آسکے۔ اس طرح ہزاروں لاکھوں بچے ہر سال سکول نہیں جا پاتے اور ان پڑھ رہ جاتے ہیں۔ اگر معاشرے میں تحریک چلائی جائے اور کمیونٹی کو اس غرض کے لیے متحرک کیا جائے تو ایسا کیوں ممکن نہیں ہے کہ ان بچوں کو صبح یا شام کے اوقات میں تین چار گھنٹے کے لیے جمع کیا جائے، انہیں مفت کتابیں اور کاپیاں مہیا کی جائیں، یونیفارم کی پابندی نہ ہو بلکہ ہوسکے تو ان بچوں کو ماہانہ وظیفہ بھی دیا جائے اور اس طرح دو تین سال کے ایک کریش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پروگرام کے ذریعے ان بچوں کو نہ صرف لکھنا پڑھنا سکھا دیا جائے بلکہ انہیں مزید تعلیم حاصل کرنے کے قابل بھی بنایا جا سکتا ہے۔

ہمارے کچھ دوستوں نے [جامع شان اسلام گلبرگ لاہور میں] اس کا تجربہ کیا تو یہ دیکھا کہ اس طرح کے بچوں نے تین سال میں بآسانی پرائمری سکول کے طلبہ جتنی صلاحیت حاصل کر لی اور بعض بچوں نے تو چھٹی جماعت میں داخلہ بھی لے لیا۔ تو یہ کام ناممکن نہیں ہے بلکہ ممکن بھی ہے اور ضروری بھی۔ اس طرح قوم کو نہ صرف جاہل ہونے سے بچایا جا سکتا ہے بلکہ نئی نسل کو بہتر زندگی گزارنے کے قابل بھی بنایا جا سکتا ہے۔ اس کام کے لیے نہ صرف حکومت کو کافی فنڈز مہیا کرنے چاہییں اور خود اس کام کو کرنا چاہیے بلکہ کمیونٹی کو متحرک کرنے اور اس کام میں ہاتھ بٹانے کے لیے پرائیویٹ سیکٹر کا ساتھ بھی دینا چاہیے۔

اس سلسلے میں مساجد اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ الحمد اللہ! کہ پاکستان کے ہر گلی کوچے میں مسجد موجود ہے اور وہاں ایک امام بھی ہوتا ہے جو بالعموم خواندہ ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر آبادی میں کوئی نہ کوئی ریٹائرڈ استاد' فوجی یا سرکاری ملازم بھی عموماً ہوتا ہے۔ گویا ہر آبادی سے ایک دو استاد بھی مل سکتے ہیں جن کی اگر کچھ تربیت کا انتظام ہو جائے تو وہ بہت مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ اس طرح ہماری ہر گلی کوچے میں گویا درسگاہ بھی موجود ہے اور استاد بھی۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ عوام کو متحرک کیا جائے اور غیر رسمی تعلیم کے اس سلسلے کو منظم کیا جائے۔ اس طرح چند سال میں سارے پاکستانی بچوں کو تعلیم دینے کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح کی ایک مسجد مکتب اسکیم کئی سال پہلے بنی بھی تھی لیکن بین الاقوامی اداروں اور ہمارے سیکولر ذہن کی اسٹیبلشمنٹ نے یہ اسکیم چلنے نہیں دی۔ اب بھی وقت ہے کہ اس طرح کی اسکیم پر عمل کر کے قوم کو تعلیم دی جائے اور ناخواندگی کو ختم کیا جائے جو ہمارے اکثر و بیشتر مسائل کی جڑ ہے۔

اس اسکیم کا ایک اہم فائدہ یہ بھی ہے کہ تعلیم کا اسلامی امیج برقرار رہے گا۔ بچے مسجد سے مانوس ہو جائیں گے، انہیں کچھ دینی تعلیم بھی ملے گی، مسجد کا روایتی کردار بھی بحال ہو گا اور کُتّاب کی قدیم اسلامی تعلیمی روایت کا بھی احیاء ہو گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# ۳۔ جز وقتی تعلیم

## دینی تعلیم

ہمارے ہاں جدید تعلیم چونکہ مغربی تصورات پر مبنی ہے اس لیے اس کا مزاج سیکولر ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ مغرب کے سارے علوم کا مزاج سیکولر ہے اور وہاں کے لادینی اور ملحد نظریات (جیسے ہیومنزم، سیکولرازم، امپریسزم، میٹریلزم، یوٹیلیٹیرنزم، نیشنلزم ...... وغیرہ) پر مبنی ہے۔ لہٰذا اسی کی چھاپ ہمارے نظام تعلیم پر ہے جو لارڈ میکالے کے اس نظریے پر تشکیل دیا گیا تھا کہ مسلمانوں کو ان کی فکر و تہذیب سے دور کر کے مغربی فکر و تہذیب کا شیدا بنا دیا جائے۔ چنانچہ ہمارے ہاں مرتب کی جانے والی اکثر و بیشتر نصابی کتب مغربی کتب کا چربہ اور ترجمہ ہوتی ہیں، لہٰذا نظام تعلیم کا مزاج اسلامی تقاضوں سے میل نہیں کھاتا اور طلبہ میں اسلامی لحاظ سے حنیفیت (یکسوئی) کی بجائے دورنگی کو فروغ دیتا ہے جس سے ان کی شخصیت میں انتشار اور انارکی جنم لیتی ہے جو اسے فکر و عمل کے لحاظ سے مضمحل اور کمزور کر دیتی ہیں۔ جب تک یہ نظام تعلیم تبدیل نہیں ہوتا اور اس کی جگہ ایسا نظام تعلیم نہیں لیتا جو یکسو اور باکردار مسلمان پیدا کرے اس وقت تک مجبوری کے تحت یہ کیا جا سکتا ہے کہ جدید تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ و طالبات کے لیے جز وقتی دینی تعلیم کا انتظام کیا جائے۔ اس کی تین صورتیں عملاً ممکن ہیں:

۱۔ روزانہ کی بنیاد پر

۲۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں

۳۔ امتحانات کے بعد فراغت کے وقفے میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## روزانہ کی بنیاد پر

ہم نے 'نظام تعلیم وتربیت برائے کبار' والے حصے میں (جس کا ذکر آگے آرہا ہے) ایک فہم دین اور ترجمہ قرآن کے حلقوں کا پروگرام تجویز کیا ہے۔ اس طرح کے حلقے صغار کے لیے بھی منظم کیے جانے چاہییں اور یہ ہر محلے اور گلی میں ہونے چاہییں۔ مسجد کو بھی ان کا مرکز بنایا جاسکتا ہے۔ طالبات کے لیے گھروں میں الگ حلقے ہونے چاہییں۔ ان حلقوں میں طلبہ وطالبات کا زیادہ سے زیادہ آدھ گھنٹہ لیا جائے۔ ۱۵ منٹ میں ایک آیت کا ترجمہ پڑھا دیا جائے اور باقی پندرہ منٹ میں نماز کا ترجمہ یا کوئی قرآنی یا مسنون دعاء یا کسی دینی حکم کے بارے میں معلومات دے دی جائیں۔ ہمارا تجربہ یہ ہے کہ یہ آدھا گھنٹہ بہت ہے اور اس سے بہت فرق پڑتا ہے بشرطیکہ اس میں باقاعدگی ہو اور ہفتے میں چھ دن بلاناغہ اس کا اہتمام کیا جائے۔ ان حلقوں کے قیام اور چلانے کے بارے میں مزید تفصیلات آگے آرہی ہیں۔

## گرمیوں کی چھٹیوں کا استعمال

ہمارے ملک کے اکثر حصوں میں ڈھائی تین ماہ کی گرمیوں کی تعطیلات ہوتی ہیں۔ ان چھٹیوں میں سارا دن گھر رہ رہ کر بچوں کا دل بھی اوب جاتا ہے اور والدین بھی ان کی شرارتوں سے تنگ آجاتے ہیں لہٰذا روزانہ شام کے وقت گھنٹے ڈیڑھ کے لیے ترجمۂ قرآن، ترجمۂ احادیث، نماز مترجم، مسنون دعاؤں وغیرہ کا پروگرام رکھا جاسکتا ہے۔ اس سے طلبہ وطالبات کا وقت اچھا گزرے گا، نت نئے دوست بننے کی وجہ سے ان کے تعلقات اور دوستیاں بڑھیں گی اور گھر سے باہر کھیل کود کی سرگرمیاں مزید بہتر ہوجائیں گی جو ان کے لیے مفید اور تعمیری ثابت ہوں گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# امتحانی وقفے کا استعمال

ہمارے ہاں میٹرک، ایف اے، بی اے، ایم اے وغیرہ کے بعد عموماً نتائج کا جلد اعلان نہیں ہو پاتا اور طلبہ کو دو تین ماہ تک گھر بیٹھ کر نتیجے کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ بلوغت کی عمر میں کسی مصروفیت کے بغیر یہ وقت کاٹنا 'خالی دماغ شیطان کا گھر' کے محاورے کے مطابق طلبہ کی غیر تعمیری سرگرمیوں کی نذر ہو سکتا ہے لہٰذا اس خدشے سے بچنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ان کے لیے بھی ہر گلی محلے میں حلقہ ہائے ترجمۂ قرآن و فہم دین کا انتظام کیا جائے۔ جہاں وہ روزانہ شام کو گھنٹے ڈیڑھ کے لیے جا کر اپنی دینی تعلیم کی کمی پوری کر سکیں اور ان کے وقت کا بہترین استعمال میسر آ سکے۔

## تنبیہ

اس طرح کے فہم دین اور فہم قرآن کے حلقوں کو کامیاب کرنے کے لیے مندرجہ ذیل احتیاطیں ضروری ہیں:

۱۔ یہ پروگرام بور اور خشک نہ ہوں بلکہ انہیں دلچسپ بنانے کی مختلف صورتیں ایجاد کی جائیں مثلاً کبھی کبھار ٹی پارٹی کرنا یا بچوں کے لیے کھانے پینے کی چیزیں مہیا کرنا، استاد کا خوشگوار موڈ میں ہنستے ہنساتے پڑھانا، کوئی لطیفہ یا چٹکلہ سنا دینا، ہو سکے تو ملٹی میڈیا یا پروجیکٹر کا استعمال ورنہ کم از کم وہائٹ بورڈ/ بلیک بورڈ کا استعمال۔ ون وے ٹریفک (یعنی استاد کے مسلسل بولتے چلے جانے کی بجائے) تعلیمی پروگرام میں طلبہ کی شرکت کو یقینی بنانا مثلاً آیت کا ترجمہ پڑھانے کے بعد اس کی تشریح میں پڑنے کی بجائے ہر طالب علم سے سبق سننا۔ کبھی کبھار مباحثے، مذاکرے کرانا، طلبہ کے کھیل کود کے پروگرام منظم کرنا، انہیں قرب و جوار کی پکنک کی جگہوں پر لے جانا...... وغیرہ وغیرہ۔

۲۔ پروگرام کے آخر میں ہلکے پھلکے امتحان کے بعد طلبہ کو خوبصورت سرٹیفکیٹ عطا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کرنا، اول دوم آنے والوں کو ٹرافیاں، کپ یا نقد انعام دینا۔

۳۔ یہ ضروری ہے کہ اس طرح کے پروگرام کے لیے طلبہ کو دور نہ جانا پڑے اور مشقت نہ برداشت کرنی پڑے بلکہ یہ پروگرام محلے ہی کی سطح پر منظم کیا جائے۔

۴۔ یہ پروگرام گھنٹے ڈیڑھ سے زیادہ کا نہ ہو تا کہ طلبہ اس سے اکتا نہ جائیں۔

۵۔ دینی تعلیم کے ساتھ انگریزی بول چال یا اردو میں تقریری مقابلے وغیرہ کے ذریعے طلبہ کے لیے دلچسپی کے سامان پیدا کرنا۔

۶۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اسے فری ٹیوشن سنٹر کی شکل دے دی جائے یعنی انگریزی، سائنس وغیرہ جیسے اہم مضامین کی ٹیوشن پڑھا دی جائے اور ساتھ عربی اسلامیات کی تیاری کے ضمن میں ان کی دینی تعلیم وتربیت کا اہتمام کرلیا جائے۔ اس صورت میں وقت بڑھایا جاسکتا ہے اور کھاتے پیتے گھرانوں کے بچوں سے پروگرام کے اخراجات پورے کرنے کے لیے تھوڑی بہت ٹیوشن فیس بھی لی جاسکتی ہے۔

۷۔ پروگرام کا وقت وہ رکھا جائے جو مقامی طور پر طلبہ کے لیے مناسب ہو۔

۸۔ طالبات کے سلائی کڑھائی، کھانے پکانے اور ان کی دلچسپی کے دوسرے پروگرام رکھے جاسکتے ہیں۔

۹۔ یہ کوئی لگا بندھا ریگولر پروگرام نہیں اور مندرجہ بالا تجاویز محض تجاویز ہی ہیں۔ ان میں حسب ضرورت کمی بیشی کی جاسکتی ہے اور نئی باتوں، نئی آئٹموں کا اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

## عمومی (جدید) تعلیم کے جزوقتی پروگرام

جس طرح ہمارے ہاں جدید تعلیم کا نظام ناقص ہے اسی طرح دینی تعلیم کا وہ نظام جو ہمارے دینی مدارس میں مروج ہے، بھی ناقص ہے۔ اول تو اس وقت وہ محض دینی علوم کے تخصص کا پروگرام نہیں بلکہ متبادل تعلیمی پروگرام ہے کیونکہ بہت سے دینی مدارس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں درس نظامی کے علاوہ نچلی سطح کی تعلیم (پرائمری، متوسطہ وغیرہ) کا بھی انتظام ہوتا ہے۔ پھر اگر اسے دین کی تخصصی تعلیم کا نظام ہی سمجھا جائے جس میں اسلامی علوم ہی کی تدریس پر ترکیز ہو تو پھر بھی ان مدارس کے طلبہ کو دنیا میں غالب مغربی فکر کی اساسات اور اس کی وجہ سے مسلم معاشرے کو درپیش عصری مسائل اور چیلنجز کا تو ادراک ہونا چاہیے اور ان میں ان سے نمٹنے کی صلاحیت بھی ہونی چاہیے۔ بدقسمتی سے ہمارے مدارس کو اس ضرورت کا احساس نہیں ہے چنانچہ وہ انگریزی زبان اور جدید علوم کے تعارفی مطالعے کو بھی ضروری نہیں سمجھتے۔ ان وجوہ اور بعض دوسرے اسباب کی بناء پر حکومت ان کی ڈگر [illegible] رتی۔ چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ معاشرتی زندگی کے مرکزی د[illegible]ے کی بجائے محض مسجد اور مدرسے تک محدود ہو کر رہ جاتے ہیں اور ان کی [illegible] نے کا موقع نہیں ملتا۔

اس لیے [illegible] ب مذکورہ بالا حالات نہیں بدلتے، دینی مدارس کے طلبہ کو ضروری حد تک جدید علو[م] پڑھانے کے لیے عارضی انتظامات ضروری ہیں اس کی کئی صورتیں ممکن ہیں مثلاً:

۱۔ موجودہ سکول اور کالج دینی مدارس کے طلبہ کے لیے شام کی کلاسیں لیں جن میں انگریزی زبان پڑھائی جائے، مغربی افکار و علوم کی اساسات بتائی جائیں، کمپیوٹر سے متعارف کروایا جائے وغیرہ۔ اس کے لیے روزانہ شام کو ایک گھنٹہ مختص کیا جا سکتا ہے اور اسے باقاعدہ سرٹیفکیٹ و ڈپلومہ کورس بنایا جا سکتا ہے جس کی سرکاری سطح پر بھی بطور ڈگری ایک اہمیت ہو اور وہ ملازمت وغیرہ کے حصول میں آسانی کا سبب بنے۔ طلبہ کو کسی مشقت سے بچانے کے لیے ضروری ہے کہ یہ پروگرام بھی ہر جگہ شروع کیے جائیں تا کہ طلبہ کو اس کے لیے دور نہ جانا پڑے۔ اس غرض کے لیے مساجد اور کھاتے پیتے لوگوں کے ڈرائنگ روم بھی استعمال کیے جا سکتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ جو دینی مدارس خود اس طرح کے پروگرام بنائیں انہیں حکومت مالی مدد مہیا کرے، کتب، اساتذہ اور کمپیوٹر مہیا کرے تاکہ مدارس کی حوصلہ افزائی ہو۔

۳۔ چونکہ دینی مدارس میں پڑھنے والے طلبہ کی اکثریت عموماً مقامی نہیں ہوتی اس لیے وہ سالانہ چھٹیوں میں گھر چلے جاتے ہیں۔ پھر ان کی چھٹیاں رمضان میں ہوتی ہیں جو دینی لحاظ سے مشقت کا مہینہ ہے اور گرمیوں کی چھٹیاں مدارس میں عموماً ہوتی نہیں اس لیے دینی مدارس کے طلبہ کے لیے گرمیوں کی یا سالانہ چھٹیوں میں اس طرح کے جز وقتی پروگرام نہیں رکھے جاسکتے۔ وہاں امتحان کے بعد کا وقفہ بھی عموماً زیادہ لمبا نہیں ہوتا۔ طلبہ شعبان کے وسط یا آخر میں امتحان دے کر گھر چلے جاتے ہیں اور رمضان گزار کر شوال کے شروع میں مدارس میں واپس آجاتے ہیں۔ اس لیے امتحانی وقفے میں بھی ان کے لیے مجوزہ پروگرام نہیں رکھے جاسکتے۔

۴۔ دینی مدارس کو حکم دے کر اس طرح کے کسی پروگرام پر آمادہ نہیں کیا جاسکتا۔ حکومت اگر چاہے یا پرائیویٹ سیکٹر کی تنظیمیں اگر چاہیں (ہمارے علم کی حد تک اس وقت تک ہماری 'تحریک اصلاح تعلیم' اکلوتی تنظیم ہے جو دینی تعلیم کے شعبے میں کام کر رہی ہے) تو اس کے حق میں فضا ہموار کی جاسکتی ہے اور دینی مدارس کو ترغیب دلائی جاسکتی ہے کہ وہ اس طرح کے پروگرام کی اجازت دے دیں یا خود یہ کام کریں۔ ملک بھر میں پھیلی ہوئی دینی، تعلیمی اور اصلاحی تنظیموں، تحریکوں، جماعتوں، انجمنوں اور اداروں کو اس کام کے لیے آگے آنا چاہیے۔

## ۴۔ سماجی تعلیم

ہمارے معاشرے میں کئی ایسے اہم اور مؤثر منفی عوامل موجود ہیں جنہوں نے تعلیم کے اسلامی اور اصلاحی پہلو کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ ان میں سرفہرست میڈیا ہے۔ پرنٹ میڈیا کا کردار بھی منفی ہے لیکن الیکٹرانک میڈیا نے تو اسلامی اور مشرقی اقدار کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جنازہ نکال کر رکھ دیا ہے اور مغرب کے حیا باختہ معاشرتی کلچر کو پاکستان میں متعارف اور مقبول بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر، آڈیو وڈیو کیسٹ، ٹی وی، وی سی آر، تو پرانی چیزیں ہوچکیں آج کل تو کیبل اور انٹرنیٹ نے دھوم مچا رکھی ہے۔ ان ذرائع سے دنیا بھر کی غلاظت اب ہمارے ہر بیڈ روم تک پہنچ چکی ہے۔ ان طاقتور منفی قوتوں کی موجودگی نے تعلیم و تربیت کے شعبے میں کام کرنے والی تھوڑی بہت اسلامی اور اصلاحی قوتوں کو بالکل غیر مؤثر بنا کر رکھ دیا ہے۔ اسکول کی تعلیم کے ساتھ جو چیزیں بچوں کی تربیت پر بہت اثر انداز ہوتی ہے وہ والدین کی تربیت ہے۔ حالت یہ ہے کہ والدین کی اکثریت بھی مغربی تہذیب کے اس ریلے میں بہے چلی جارہی ہے۔ ان حالات میں صرف اسکول کا اسلامی اور تعلیمی کردار بہت مؤثر نہیں ہوسکتا جب تک اسے والدین کی حمایت حاصل نہ ہو۔

اسکول کو بھی والدین سے مؤثر رابطہ رکھنا چاہیے اور انہیں وقتاً فوقتاً اسکول بلا کر بچے کے تعلیمی و تربیتی تقاضوں کی طرف متوجہ کرنا چاہیے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بھی ناکافی ہے اور اس کے لیے باقاعدہ کمیونٹی ایجوکیشن کی ضرورت ہے کہ والدین خصوصاً ماؤں کو بچوں کی تربیت کے بارے میں آگاہ کیا جائے۔ ذہنی اور دینی تربیت کے ساتھ جسمانی صحت کو بھی اس تعلیمی مہم کا حصہ بنایا جاسکتا ہے اور اس کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات کیے جاسکتے ہیں:

۱۔ مستقل ریڈیو اور ٹی وی پروگرام

۲۔ فیچر فلمیں

۳۔ ڈرامے

- پمفلٹ اور بروشر لاکھوں کی تعداد میں شائع کر کے بلا معاوضہ تقسیم کیے جائیں۔ یوٹیلیٹی بلوں کے ساتھ انہیں ہر گھر تک پہنچایا جاسکتا ہے۔
- ایک ماہانہ رسالہ اس غرض کے لیے شائع کیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



- ایک کتابی سلسلہ اس ضمن میں شروع کیا جائے اور اسے کتب فروشوں اور لائبریریوں تک پہنچایا جائے۔
- جو مائیں ہسپتالوں میں وضع حمل کے لیے رجسٹریشن کرائیں ان کے لیے یہ پروگرام ہسپتالوں میں رکھے جائیں مثلاً ایک ہفتے تک روزانہ دو گھنٹے کا پروگرام۔
- جو والدین بچے کو سکول میں داخل کرانے آئیں ان کے لیے دو تین روزہ تربیتی پروگرام رکھا جائے۔

یہ چند تجاویز محض بطور مثال ہیں۔ مزید غور وفکر اور بحث مباحثے کے بعد اس طرح کی کمیونٹی ایجوکیشن کے لیے ایک بھرپور پیکج تیار کیا جاسکتا ہے جس سے مقصود یہ ہو کہ والدین خصوصاً مائیں بچوں کی تربیت کو اہمیت دیں، اسے اپنا شرعی اور دینی فریضہ سمجھیں، اسکول بھیجنے سے پہلے بچے کی گھر میں صحیح تربیت کریں پھر ایسے اچھے اسکول کا انتخاب کریں جو ان کے بچے کی صحیح اسلامی تربیت کرے، پھر بچے کو اسکول بھیج کر یہ نہ سمجھیں کہ انہوں نے حق ادا کر دیا ہے بلکہ اسکول سے مستقل رابطہ رکھیں اور وہاں وقتاً فوقتاً جا کر اس کی تعلیمی اور اخلاقی حالات دریافت کریں۔ غرض بچے کی تعلیم و تربیت کو وہ ہر سطح پر بھرپور توجہ دیں تا کہ وہ مستقبل میں ایک کامیاب انسان اور اچھا مسلمان بنے۔

## بچیوں کی تعلیم

ہمارے ملک میں شرح ناخواندگی بچوں کے مقابلے میں بچیوں میں بہت زیادہ ہے۔ اس کے اسباب میں سے اہم تر دو ہیں: ایک تو یہ کہ تعلیم کے بارے میں ہمارا تصور بگڑ گیا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ تعلیم حاصل کی جاتی ہے نوکری کے لیے اور عورتوں نے چونکہ نوکری نہیں کرنی اس لیے انہیں پڑھانے کی کیا ضرورت ہے؟ اس موقف کی لغویت واضح ہے۔ تعلیم برائے نوکری مغرب کا تصور ہے اسلام کا نہیں۔ اسلام میں تعلیم کا بنیادی مقصد معرفت رب و معرفت نفس ہے۔ اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اسے ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض قرار دیا ہے۔

عورتوں میں کم تعلیم کی دوسری وجہ یہ ہے کہ ہمارا معاشرہ عورت کو عزت اور غیرت کی علامت سمجھتا ہے اور عورت خصوصاً جوان کنواری بچیوں کے گھروں سے باہر نکلنے میں مذکورہ تصور کو کئی خطرات درپیش نظر آتے ہیں خصوصاً موجودہ حیاباختہ مغربی تہذیب کے زیر اثر۔ لیکن اس کا حل یہ نہیں کہ بچیوں کو تعلیم نہ دلائی جائے بلکہ اس کا حل یہ ہے کہ مسلمان معاشرے کی اخلاقی و معاشرتی اقدار و روایات کے مطابق بچیوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جائے۔

ہمارے نزدیک بچیوں کی تعلیم بچوں کے مقابلے میں زیادہ اہم ہے کیونکہ ایک لڑکے کو تعلیم دلانے کا مطلب ہے ایک فرد کو تعلیم دلانا لیکن ایک لڑکی کو تعلیم دلانے کا مطلب ہے پورے کنبے کو تعلیم یافتہ بنانا کیونکہ یہ ماں ہی ہے جسے بچوں کی تربیت کرنا ہوتی ہے۔ بچیوں کی موزوں تعلیم کو سہل بنانے کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات کی ضرورت ہے:

- بچیوں کی تعلیم کے ہر سطح کے ادارے الگ ہونے چاہییں۔
- ان کا نصاب الگ اور مخصوص ہونا چاہیے۔
- خواتین اساتذہ کا تقرر گھروں کے قریب ہونا چاہیے۔ میاں بیوی ہوں تو انہیں ایک شہر یا ایک علاقے میں تعینات کیا جائے۔
- خواتین کے تعلیمی اداروں اور انتظامی دفاتر میں مردوں کا کام کرنا ممنوع ہونا چاہیے۔
- بچیوں کو سکول لانے لے جانے کے لیے محفوظ سواری کا انتظام حکومت کی ذمہ داری ہے۔
- بے دین اور مغربی تہذیب کی شائق خواتین کو استاد مقرر نہ کیا جائے۔ نیز اساتذہ کو سادہ اور ساتر لباس پہننے کا پابند کیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



- بچیوں کے تعلیمی اداروں کا ماحول اسلامی اقدار پر استوار ہونا چاہیے اور ڈانس، ڈراموں، مینا بازار، فیشن شوز وغیرہ کی ممانعت ہونی چاہیے۔
- ٹی وی، انٹرنیٹ، ریڈیو، اخبارات وغیرہ کے ذریعے ملک بھر میں پھیلے ہوئے بے حیائی کے کلچر پر پابندی ہونی چاہیے۔

## تربیت کا مسئلہ

تعلیم اور تحقیق کا تو کچھ ذکر ہو چکا اب تعلیم صغار کے موضوع کو سمیٹنے سے پہلے تربیت کے حوالے سے کچھ کہنا ضروری ہے۔

اسلام میں تعلیم کی غایت تزکیۂ نفس ہے یعنی شخصیت کی ایسی نشو ونما جس میں تعمیر اور خیر کے پہلوؤں کو ترقی ہو اور حیوانی پہلو کمزور ہو کر دب جائے۔ اس تزکیۂ نفس کے لیے اللہ تعالیٰ نے شریعت نازل کی ہے یعنی حصول تزکیۂ نفس کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی پر عمل کیا جائے۔ اس سے واضح ہوا کہ ایک مسلم معاشرے میں تعلیم کا نظام ایسا ہونا چاہیے جو فرد کو نہ صرف ایسا علم دے جو مذکورہ بالا مقصد کے لیے مفید ہو بلکہ اس کی تربیت کے لیے دیگر ہر طرح کے اقدامات بھی کرے جس سے اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی پر عمل آسان ہو جائے۔

اسلام میں معلم کا کردار درحقیقت ایک مربی کا کردار ہے یعنی اس کا کام محض علم پہنچا دینا نہیں بلکہ بچے کی تربیت کرنا بھی ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے موجودہ تعلیمی سیٹ اپ میں یہ دونوں چیزیں غائب ہیں یعنی موجودہ تعلیمی نظام میں نہ علم وتعلیم کی غایت یہ ہے کہ بچے کو اللہ کے اوامر ونواہی پر عمل کے لیے تیار کیا جائے اور نہ معلم کو اس امر کا احساس ہے کہ اسے مربی کا کردار بھی ادا کرنا ہے۔ ان دونوں امور کی بحالی کے لیے سنجیدہ کوششوں کی ضرورت ہے جس کے لیے مندرجہ ذیل رہنما اصول پیش نظر رکھنے چاہییں:

- نصاب میں نہ صرف دینی واخلاقی علوم کا معتدبہ حصہ ہونا چاہیے بلکہ دینی موضوعات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اسی تناظر میں مدون ہونے چاہئیں۔

- نصاب بناتے وقت اور نصابی کتب لکھتے وقت مواد اور اسلوب ایسا ہونا چاہیے جو عمل کی ترغیب دے۔

- معلم کے مربیانہ کردار کی بحالی کے لیے اقدامات کیے جائیں مثلاً:

i- اساتذہ کی ٹریننگ کے اداروں کا نصاب و تربیتی انداز بدلا جائے۔ فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم و تربیت کے ساتھ نظریاتی تعلیم و تربیت بھی نصاب کا اہم جزو ہو تاکہ اساتذہ کو یہ ٹریننگ حاصل کرنے کا موقعہ ملے کہ خود اچھا مسلمان کیسے بنتے ہیں اور بچوں کو اچھا مسلمان کیسے بناتے ہیں؟ ظاہر ہے اس وقت یہ چیز ٹریننگ کالجوں میں نہیں پائی جاتی۔

ii- تعلیمی اداروں میں جو اساتذہ اس وقت موجود ہیں انہیں مربی کا کردار ادا کرنے کی تربیت دینے کے لیے آن دی جاب ٹریننگ دی جائے اور ان کے لیے سالانہ ریفریشر کورسز منعقد کیے جائیں۔

iii- تعلیمی اداروں میں تربیتی ڈھانچہ بنایا جائے۔ پرنسپل یا ہیڈ ماسٹر چیف مربی یا چیئر مین تربیتی کمیٹی ہو۔ ہر کلاس کا انچارج استاد اس کمیٹی کا رکن ہو۔ ہر کلاس میں سے طلبہ میں سے بھی ایک ناظم تربیت ہو۔ ان سب کا مشترکہ اجلاس ہر ہفتے یا پندرہ دن میں ہو۔ تعلیمی سال کے شروع میں کئی اجلاس منعقد کر کے تربیتی اقدامات کے لیے سال بھر کی پلاننگ کر لی جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔

iv- یہ کمیٹی طلبہ کی تربیت کے لیے ایک بھرپور لائحہ عمل تیار کرے اور ان اقدامات کا تعین کرے جو اس غرض سے کیے جائیں گے۔

v- تربیت ایک کام ہے بلکہ انتہائی اہم کام ہے لہٰذا استاد کو اس کے لیے باقاعدہ وقت اور پریڈ دیے جائیں، کم از کم ایک مضمون جتنے نمبر دے کر اس میں پاس ہونا لازمی قرار دیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



vi- تربیت کی جانچ کا مؤثر انتظام ہونا چاہیے۔

ان موضوعات کی تفصیل کے لیے تربیت طلبہ پر ایک مضمون شامل کتاب ہے۔ مزید وضاحت اور تفصیل کے لیے دیکھیے ہماری کتاب 'تعلیمی ادارے اور کردار سازی'۔

## کھیلیں اور سپہ گری

غیر نصابی اور ہم نصابی سرگرمیوں کا ہم نے الگ سے ذکر اس لیے نہیں کیا کہ وہ ہماری سمجھ کے مطابق تربیت کا ایک حصہ ہیں۔ تربیت ہی کا ایک حصہ کھیلیں اور سپہ گری بھی ہے۔ کھیلیں تو اس وقت بھی ہمارے نظام تعلیم کا حصہ ہے۔ اس لیے ہم سپہ گری کی طرف توجہ مبذول کروانا چاہیں گے۔

جہاد اسلام کی بنیادی تعلیم ہے اور اپنے ملک، عزت اور جان کی حفاظت ہر مسلمان پر واجب ہے۔ اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ ہر مسلمان نوجوان کو لازمی فوجی تربیتی دی جانی چاہیے۔ جب تک ملک میں لازمی فوجی تربیت کا قانون نہیں بنتا اس وقت تک کم ازکم یہ کرلیا جائے کہ ثانوی تعلیم کے آخری سال (یعنی بارھویں سال جب طالب علم کی عمر ۱۸ سال ہوگی) اسے تعلیم کے ساتھ ساتھ لازمی فوجی تربیت دے دی جائے تاکہ بوقت ضرورت وہ ملک کے دفاع میں ہاتھ بٹا سکے۔ اس سے طالب علم کو جو بالواسطہ فائدے حاصل ہوں گے وہ بھی قابل قدر ہیں جیسے نظم وضبط کی عادت، محنت و مشقت کی عادت، عمدہ صحت وغیرہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# نظام تعلیم وتربیت برائے کبار

اس موضوع پر ہم مندرجہ ذیل ترتیب سے گفتگو کریں گے:

عمومی تعلیم: ان پڑھوں کے لیے

دینی تعلیم: جدید تعلیم یافتہ افراد کے لیے

- کل وقتی تعلیم
- جز وقتی تعلیم

بڑوں کی تعلیم وتربیت انتہائی اہم ہے، ہمارے نزدیک یہ نسل نو سے کم اہم نہیں بلکہ اس سے زیادہ اہم ہے کیونکہ یہ بڑے ہی ہیں جو چھوٹوں کو تعلیم دلانے یا نہ دلانے اور اچھی یا بری تعلیم دلانے کا فیصلہ کرتے ہیں۔ پیغمبر بھی بڑوں کو مخاطب کرتے ہیں اور انہی کی تعلیم وتربیت پر توجہ مرکوز کرتے ہیں [اسی وجہ سے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب (امیر/سرپرست تنظیم اسلامی وتحریک خلافت) نے ہمیں ایک دفعہ تعلیم کی طرف بہت توجہ دینے کے جواب میں کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بچوں کے سکول قائم نہیں فرمائے تھے۔ اس بات کے جزواً صحیح ہونے کے باوجود، تعلیم وتربیت کے بارے میں ڈاکٹر صاحب کا موقف صحیح نہیں ہے۔ تفصیل کا یہ موقع نہیں، اس موضوع پر جزوی بحث کے لیے دیکھیے اس کتاب میں ہمارے مضمون 'تعلیم اور جدید دینی تحریکیں' میں ہمارا خط بنام امیر تحریک اسلامی پاکستان کیونکہ ڈاکٹر صاحب بھی اصلاً مولانا مودودی کے تصور اقامت دین ہی کے علمبردار ہیں] لیکن مغربی تہذیب کے زیر اثر ہمارے ہاں تعلیم کا دائرہ کار صرف تعلیم صغار تک محدود سمجھا جاتا ہے اور بڑوں کی تعلیم وتربیت سے اعتناء نہیں کیا جاتا حالانکہ اسوۂ نبوی اور صحابہ کرام کے طرز عمل کی متابعت میں مسلم معاشرے کی یہ روایت رہی ہے کہ صدر اسلام ہی سے بڑوں کی دینی تربیت وتعلیم کے لیے خانقاہیں اور مدارس وجود میں آ گئے اور یہ سلسلہ وسیع پیمانے پر موجود تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آج کے معاشرے میں ہمیں نئے حالات کے مطابق بڑوں کی تعلیم و تربیت کے لیے نئے انتظامات اور نئے ادارے قائم کرنا ہوں گے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

## عمومی تعلیم: اَن پڑھوں کے لیے

اس حوالے سے توجہ کا طالب ایک اہم پہلو یہ ہے کہ اُن اَن پڑھوں کو پڑھایا جائے جنہیں کسی وجہ سے لکھنے پڑھنے کا موقع نہیں ملا۔ اسے عرف عام میں 'تعلیم بالغاں' کہا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں ہر حکومت نام بدل کر اس غرض سے ایک محکمہ یا ادارہ بنا دیتی ہے لیکن عام مشاہدہ و تجربہ یہی ہے کہ یہ ادارے کوئی خاص کام نہیں کرتے بلکہ عموماً کاغذی کارروائی تک محدود رہتے ہیں۔ سرکاری اداروں اور کاموں کا بدقسمتی سے ہمارے ہاں یہی حال ہے کہ ہمارے ہم وطن مسلمان بھائی جو سرکاری اداروں میں کام کرتے ہیں، وہاں کام نہ کرنے کو سرے سے برا ہی نہیں سمجھتے۔ کام چوری ان کے نزدیک کوئی جرم ہی نہیں۔ انہیں یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ اس سے ان کی آمدنی حلال نہیں رہتی اور یہ وطن دشمنی بھی ہے۔ ہمارے نزدیک یہ انتہائی قبیح جرم اور صریحاً بددیانتی ہے۔ حکومت سے پیسے لینا اور کام نہ کرنا بدترین دھوکہ دہی ہے۔ کام چوری بھی ایک طرح کی چوری ہی ہے لیکن سرکاری دفتروں کے ملازم اس حرکت کے باوجود اپنے آپ کو 'چور' نہیں سمجھتے بلکہ معزز گردانتے ہیں حالانکہ اصلاً وہ چور ہی ہیں خیر یہ تو ضمناً ایک بات آ گئی۔

اس کا علاج ایک تو یہ ہے کہ تعلیم بالغاں کے نگران ادارے میں انتظامی چوکسی پیدا کی جائے۔ چیکنگ کا معقول انتظام کیا جائے، نگران عملے کے لیے کورس منعقد کیے جائیں، انہیں خوف خدا دلایا جائے اور اپنا کام عملاً محنت اور دیانت داری سے کرنے پر اکسایا جائے۔ اس کے لیے ترغیب دی جائے، اچھا کام کرنے والے کی حوصلہ افزائی کی جائے اور انہیں انعامات دیے جائیں۔ دوسرے یہ کہ اس کام میں پرائیویٹ سیکٹر کو شامل کیا جائے اور اس کی مدد کی جائے۔ پرائیویٹ اداروں کا ڈھانچہ عام طور پر فعال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہوتا ہے اور سرکاری اداروں کی طرح کسل کا شکار نہیں ہوتا۔

تیسرے یہ کہ عوام کو اس طرف مائل کرنے کے لیے معاملے کو مذہبی رنگ بھی دیا جا سکتا ہے اگرچہ اس پروگرام کا بنیادی ہدف اَن پڑھوں کو لکھنا پڑھنا سکھانا ہے لیکن پھر بھی اس کام کو دینی تناظر میں کیا جا سکتا ہے کیونکہ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لکھنا پڑھنا نہ جاننے والے عموماً قرآن مجید پڑھنا بھی نہیں جانتے۔ اس لیے اگر ان کو قرآن مجید پڑھنے پر اکسایا جائے تو یہ ایک مفید تجربہ ہو سکتا ہے جب وہ قرآن پڑھنا سیکھ لیں گے تو ان کے لیے اردو لکھنا پڑھنا سیکھ لینا زیادہ مشکل نہیں رہے گا۔ بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تدریس قرآن کے ساتھ ساتھ انہیں لکھنا پڑھنا بھی سکھایا جاتا رہے۔ اس کام کا مرکز محلے کی مسجد کو بھی بنایا جا سکتا ہے۔

## دینی تعلیم: جدید تعلیم یافتہ افراد کے لیے

یہ ایک انتہائی اہم سیکٹر ہے جس کی طرف ضروری توجہ نہیں دی جا رہی۔ جدید سکولوں کالجوں میں دینی تعلیم و تربیت کا انتظام غیر اطمینان بخش ہے۔ دینی مدارس بھی جدید تعلیم یافتہ لوگوں کی دینی تعلیم کے لیے کچھ نہیں کر رہے۔ وہ گویا یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ان کا دائرۂ کار ہی نہیں اور ان کا کام صرف صرف غریب اور پسے ہوئے طبقے کے بچوں کو درس نظامی پاس کرا کر ایسے علماء تیار کرنا ہے جو مساجد میں بطور امام و خطیب اور دینی مدارس میں بطور مدرس کام کر سکیں اور بس۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ان کا یہ دائرہ کار کوئی قرآن حکیم میں لکھا ہے جو بدل نہیں سکتا۔ یہ مدارس ماضی میں علماء دین کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر، انجینئر، جج، کلکٹر، سائنس دان اور بیوروکریٹ غرض ہر نوع کے افراد پیدا کرتے رہے ہیں۔ چلیے مان لیا کہ اب انہیں حکومتی سرپرستی حاصل نہیں رہی اور ان کے پاس وسائل کی شدید کمی ہے لہٰذا وہ بمشکل عوام کی دینی تعلیم ہی کا کام سنبھال سکتے ہیں۔ لیکن پھر بھی سوال یہ ہے کہ کیا وہ عوام کی دینی ضروریات بطریق احسن پوری کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رہے ہیں؟ اس کا جواب ہاں میں نہیں دیا جاسکتا۔ انہوں نے جدید تعلیم کی اسلامائزیشن کے لیے کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی، جدید تعلیمی اداروں کو علوم اسلامیہ کے اساتذہ مہیا کرنے کی کوئی منصوبہ بندی نہیں کی اور اسی طرح جو لوگ جدید تعلیمی اداروں سے فارغ ہوتے ہیں ان کو دین سکھانے کا کوئی انتظام انہوں نے نہیں کیا حالانکہ ان کے پاس مدارس کے علاوہ ہر محلے اور گاؤں میں مسجد موجود ہے۔ اس وقت جدید تعلیم یافتہ لوگوں کو سکول کالج کے علاوہ جو دینی رہنمائی ملتی ہے وہ صرف مساجد کے وعظ ہیں یا اگر کوئی شخص کسی دینی جماعت یا تحریک سے وابستہ ہو جائے تو اس کے مختلف پروگرام ہیں۔

حکومت، دینی جماعتیں، تنظیمیں، تحریکیں، ادارے، دینی مدارس وغیرہ اگر جدید تعلیم یافتہ افراد کی دینی تعلیم و تربیت کا انتظام کرنا چاہیں تو اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ممکن ہیں:

## کل وقتی تعلیم

ہماری تجویز یہ ہے کہ حکومت (محکمہ تعلیم یا محکمہ اوقاف)، دینی مدارس اور اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے دوسرے حضرات اور ادارے جدید تعلیم یافتہ افراد کی دینی تعلیم و تربیت کے لیے ایک سالہ سرٹیفیکیٹ کورس اور دو سالہ ڈپلومہ کورس شروع کریں۔ اگرچہ ہر آدمی کے لیے تو یہ آسان نہیں ہوگا کہ وہ اس طرح کے کسی کورس کے لیے وقت نکالے لیکن اس کے باوجود توقع کی جاسکتی ہے کہ ہزاروں ایسے افراد ہوں گے جو دینی تعلیم حاصل کرنے کا شوق رکھتے ہوں۔ ایسے لوگوں کو دو سال کے اندر اس قابل کیا جاسکتا ہے کہ وہ عربی زبان اور دین کی بنیادی کتب پڑھ لیں اور اس قابل ہو جائیں کہ اگر وہ چاہیں تو دین کا تفصیلی مطالعہ مستقبل میں اپنے طور پر جاری رکھ سکیں۔

ضروری ہے کہ یہ سہولت بلا معاوضہ ہو بلکہ اقامتی ہونے کی صورت میں رہائش، کھانا اور کتابیں بھی بلا قیمت مہیا کی جائیں۔ دینی مدارس میں تو یہ نظام مروج ہے ہی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حکومت اور دوسرے ادارے اگر یہ کام کریں تو انہیں بھی انہی بنیادوں پر کرنا چاہیے۔ اس طرح کی تدریس کے لیے خصوصی نصاب بنایا جائے اور اساتذہ ایسے ہونے چاہئیں جو دینی علوم میں رسوخ رکھنے کے ساتھ ساتھ جدید تعلیم یافتہ بھی ہوں تاکہ طلبہ موانست محسوس کریں۔

## جزءوقتی دینی تعلیم وتربیت

جزءوقتی دینی تعلیم وتربیت کے لیے ہم مندرجہ ذیل پروگرام تجویز کرتے ہیں:

- رسمی تعلیم
- غیررسمی تعلیم:

۱۔ حلقہ ہائے ترجمۂ قرآن وفہم دین

۲۔ فاصلاتی تعلیم

۳۔ تربیت گاہ

## رسمی تعلیم

اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ حکومت اپنے سکولوں کالجوں میں اور دینی عناصر اپنے مدارس اور جدید سکولوں کالجوں میں عصر یا شام کے بعد جدید تعلیم یافتہ عوام کو دین سکھانے کے لیے ایک سالہ سرٹیفکیٹ کورس اور دو سالہ ڈپلومہ کورس جاری کریں۔ اس میں بظاہر کوئی رکاوٹ نظر نہیں آتی کیونکہ بعد عصر یہ عمارات خالی پڑی ہوتی ہیں اور اساتذہ بھی بآسانی مہیا ہو سکتے ہیں، صرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ہمارا اندازہ ہے کہ اگر یہ سہولت ملک بھر کے شہروں، قصبوں اور دیہات میں مہیا کر دی جائے تو اس کے عظیم اثرات معاشرے پر مرتب ہو سکتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# غیر رسمی تعلیم

## ا۔ حلقہ ہائے ترجمۂ قرآن وفہم دین

اس وقت پاکستانی معاشرے میں تعلیم قرآن کی صورت حال یہ ہے کہ اندازاً پچاس فیصد مرد وخواتین ناظرہ قرآن پڑھ لیتے ہیں یعنی قرآن کی عربی عبارت بغیر مفہوم سمجھے۔ ان میں سے اکثر کا تلفظ درست نہیں ہوتا اور ان کو بہت کم قرآن یاد ہوتا ہے سوائے ایک آدھ آخری مختصر سورت کے جنہیں وہ نماز میں پڑھتے ہیں۔ حفظ کا رواج پچھلے کچھ عرصے سے بڑھ گیا ہے لیکن وہ بھی اکثر ترجمے اور مفہوم سمجھنے کی صلاحیت کے بغیر۔ جہاں تک قرآن حکیم سمجھ کر پڑھنے کا تعلق ہے تو ایسے لوگ ہمارے معاشرے میں شائد ایک دو فیصد ہی ہوں اور جو اسے جزو زندگی بنانے کی کوشش کرتے ہیں وہ اس سے بھی کم ہیں۔

اس صورت حال کا سبب یہ ہے کہ ہماری مساجد میں (جو ماشاء اللہ ہر محلے میں موجود ہوتی ہیں) ناظرہ قرآن کی تعلیم کا عموماً انتظام ہوتا ہے۔ کھاتے پیتے لوگ گھروں میں قاری لگوا لیتے ہیں۔ یہ بہت خوش آئند بات ہے کہ ہمارے علماء بچوں کو کم ازکم ناظرہ قرآن ہی پڑھا دیتے ہیں جس سے لوگوں کا قرآن سے تعلق بالکل ہی ٹوٹنے سے بچ جاتا ہے۔ لیکن ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ یہ علماء بچوں کو ترجمۂ قرآن کیوں نہیں سکھاتے؟ اور ان کے مخارج کی درستی اور انہیں قرآن کے بعض حصے حفظ کروانے کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟

اسی طرح اکثر لوگوں کو مسنون وقرآنی دعائیں یاد نہیں ہوتیں، نماز کا ترجمہ نہیں آتا اور دین کے بنیادی مسائل جیسے حلال وحرام اور نکاح وطلاق وغیرہ سے وہ نابلد ہوتے ہیں اور عملی زندگی میں مشکلات کا شکار ہوتے ہیں۔ اس صورت حال کی اصلاح کے لیے ہماری تجویز یہ ہے کہ:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ملک بھر میں ترجمۂ قرآن اور فہم دین کے مراکز کھولے جائیں جو ترجمۂ قرآن کے ذریعے فہم قرآن کو اپنا بنیادی ہدف بنائیں۔ اگرچہ نہ پڑھے ہوؤں کو ناظرہ قرآن پڑھانا، ناقص پڑھے ہوؤں کے مخارج کی درستی اور جن کو قرآن بالکل یاد نہیں، انہیں قرآن حکیم کے کچھ حصے زبانی یاد کروانا بھی اہم ہے اور مجوزہ قرآن مراکز یہ کام بھی کریں گے لیکن ان کا مرکزی ہدف فہم قرآن ہوگا کیونکہ سب سے زیادہ کمی اسی شعبے میں محسوس ہوتی ہے۔ اس طرح کے قرآن مراکز کی بہترین جگہیں تو مساجد و دینی مدارس ہیں جو اسی مقصد کے لیے بنائی گئی ہیں لیکن بدقسمتی سے پاکستان میں فرقہ واریت کا جو ماحول ہے اور ہم نے اس کا جو عملی تجربہ کیا ہے، اس کے پیش نظر ہم تجویز کرتے ہیں کہ اس طرح کے قرآن مراکز مساجد و مدارس کی بجائے گھروں میں بنائے جائیں۔ ہر گلی محلے میں کوئی صاحب اپنی بیٹھک / ڈرائنگ روم یا گھر کا کوئی دوسرا موزوں کمرہ روزانہ گھنٹے بھر کے لیے اس کام کے لیے مختص کر دیں تو یہ کام ہوسکتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ مراکز سکولوں، کالجوں، دفتروں، دکانوں اور فیکٹریوں میں بھی قائم کیے جاسکتے ہیں۔ ان مراکز میں کام کس طرح ہوگا اس کے لیے ہماری تجاویز، اپنے عملی تجربے کی روشنی میں، یہ ہیں:

۱۔ جو صاحب ترجمۂ قرآن کی کلاس شروع کرنا یا کروانا چاہیں انہیں چاہیے کہ اہل محلّہ اور اہل علاقہ کو ذاتی ملاقاتوں، مسجد میں اعلان یا ہینڈ بل کی تقسیم کے ذریعے ایک مقررہ جگہ اور وقت پر جمع کرلیں۔

۲۔ پہلی نشست میں استاد کو چاہیے کہ قرآن حکیم کے فضائل اور اسے پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی ضرورت و اہمیت سامعین پر واضح کرے۔ نیز ترجمۂ قرآن کی کلاس شروع کرنے کے لیے ایام، وقت اور جگہ کے تعین میں حاضرین سے مشورہ کر لے اور ان کی سہولت کا خیال رکھے۔

۳۔ مناسب یہ ہوگا کہ کلاس مسلسل ہو اور ہفتے میں ایک یا دو دن سے زیادہ چھٹی نہ ہو۔ نیز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جگہ ایسی ہو جہاں لوگوں کا پہنچنا آسان ہو اور وقت ایسا ہو جب اکثر لوگ فارغ ہوں۔ بہتر ہوگا کہ یہ جگہ مسجد کے قریب ہو اور نماز کے فوراً بعد یہ پروگرام رکھ لیا جائے۔

۴۔ ترجمۂ قرآن پڑھانے کا طریقہ یہ ہوگا کہ پہلے مدرس ایک ایک لفظ/حرف کا لفظی ترجمہ کئی بار دہرائے گا (کم از کم پانچ بار) اور آخر میں ایک دو بار با محاورہ ترجمہ بھی کرے گا۔

۵۔ جو قرآنی الفاظ یا ان کے اشتقاقات اردو میں مروج و مستعمل ہیں، مدرس ان کی نشان دہی کرے گا تاکہ قرآن کے الفاظ طلبہ کے ذہن کو مانوس لگیں اور ان کا ترجمہ ان کے ذہن میں بیٹھ جائے مثلاً سورۂ فاتحہ میں نستعین کا لفظ ایک عام اردو دان کو مشکل اور نامانوس لگے گا لیکن اگر اسے بتایا جائے کہ یہی لفظ ہم اردو میں تعاون، اعانت، معاون، عون، معاونت وغیرہ کی صورت میں استعمال کرتے ہیں تو اسے نستعین کے معنی یاد رکھنے میں آسانی ہو جائے گی۔

۶۔ مدرس کے لیے ضروری ہے کہ وہ عربی جانتا ہو، دین کا عالم ہو یا کم از کم قرآن کا ترجمہ و تفسیر اس نے پڑھ رکھا ہو۔

۷۔ وہ گھر سے تیاری کر کے آئے۔ اس وقت بازار میں کئی اچھے لفظی ترجمے موجود ہیں جن سے وہ مدد لے سکتا ہے مثلاً شاہ رفیع الدین صاحب کا ترجمہ، حافظ نذر احمد صاحب کا ترجمہ (جو دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث علماء کی طرف سے متفقہ طور پر قابل قبول ہے)، مولانا عبید اللہ عبید صاحب اور صابر قرنی صاحب کا ترجمہ...... وغیرہ۔

۸۔ پڑھنے والوں کے پاس بغیر ترجمے کے پارہ/قرآن حکیم ہونا چاہیے۔ وہ ہرگز ترجمے والے پارے سے نہ پڑھیں۔

۹۔ استاد کے پڑھانے کے بعد طلبہ میں سے ہر فرد سبق سنائے گا اور ہر لفظ اور حرف کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لفظی ترجمہ سنائے گا۔ جس کو یاد نہ ہوا ہو وہ دھیان سے دوسروں کا سبق سنتا رہے تو ان شاء اللہ اسے بھی سبق یاد ہو جائے گا، اس سے آخر میں سن لیا جائے۔ اگر طلبہ دس بارہ سے زیادہ ہوں تو استاد متفرق افراد سے سن لے لیکن اس طرح کہ اگلے ایام میں باقی لوگوں کی بھی باری آئے اور اس طرح سب کو سبق سنانے کا موقعہ ملتا رہے۔

۱۰۔ بہتر یہ ہے کہ ترجمے کا آغاز ترتیب تلاوت سے کیا جائے یعنی پہلے پارے سے، کیونکہ آخری پارے زبان کے لحاظ سے مشکل ہیں۔

۱۱۔ استاد کی کوشش ہونی چاہیے کہ طالب علم رٹا نہ لگائیں بلکہ سمجھ کر پڑھیں۔

۱۲۔ شروع میں (کم از کم آدھے پونے پارے تک) پڑھنے کی رفتار کم رکھی جائے اور عام حالات میں ایک آیت روزانہ سے زیادہ نہ پڑھایا جائے۔ بعد میں پڑھنے والوں کے مشورے سے بتدریج اضافہ کر لیا جائے۔

۱۳۔ مدرس کو چاہیے کہ دوران تدریس کبھی کبھار بنیادی عربی قواعد میں سے کسی ایک قاعدے (مثلاً فعل، فاعل، مفعول، واحد، تثنیہ، جمع، تانیث، تذکیر، حرف جر، انّ، کانَ وغیرہ) کی کوئی ایسی بات طلبہ کو بتا دے جو عملاً سبق میں آئے اور یہ کام بالکل غیر محسوس انداز میں ہو اور طلبہ پر کوئی بوجھ نہ پڑے اور وہ بتدریج ان قواعد کے عملی استعمال سے مانوس ہوتے جائیں۔ گردانیں کروانے، قواعد رٹوانے یا قواعد کی تفصیل میں جانے سے قطعی پرہیز کیا جائے۔

۱۴۔ دوسرے دن سبق شروع کرنے سے پہلے، مدرس ایک دو طالب علموں سے پچھلے دن کا سبق ضرور سنے۔

۱۵۔ مدرس کو چاہیے کہ جو طلبہ سبق کے دوران صحیح مخارج سے قرآن نہ پڑھ سکیں انہیں صحیح طریقے سے پڑھنے میں مدد دے۔ مقصود صحیح قرآن پڑھنا اور مخارج کی تصحیح ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مدرس اگر تجوید کا ماہر ہو تو بھی وہ تجوید کے قاعدے وغیرہ بتانے سے پرہیز کرے۔ بس یہ کوشش کرے کہ لوگ غلط نہ پڑھیں اور ان کے مخارج درست ہوں۔

۱۶۔ مدرس کو چاہیے کہ وہ تفسیر میں نہ پڑے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کرے کہ اگر ترجمہ سے بات واضح نہ ہو رہی ہو تو سیاق وسباق بیان کر دے اور دو چار جملوں میں بات کھول دے۔ اس کی سپرٹ یہ ہونی چاہیے کہ وہ آیات قرآنی کے بارے میں اپنا نقطۂ نظر طلبہ پر نہ ٹھونسے بلکہ اللہ تعالیٰ جو فرما رہے ہیں وہ بلا کم وکاست طلبہ کے علم میں لے آئے۔

۱۷۔ مدرس کو چاہیے کہ وہ اختلافی مسائل میں نہ الجھے خصوصاً عقائد اور فقہ کی فرقہ وارانہ جزئیات میں ہرگز نہ پڑے اور نہ کسی مکتب فکر پر تنقید کرے۔

۱۸۔ مدرس/منتظم پہلے دن ہی طلبہ پر واضح کر دے کہ یہ پروگرام ترجمے کے ساتھ پورا قرآن حکیم پڑھنے کا ہے جس میں سال ڈیڑھ سال لگ جائے گا۔

۱۹۔ ابتداء میں روزانہ پندرہ بیس منٹ سے زیادہ طلبہ کا وقت نہ لیا جائے اور ہمارا تجربہ یہ ہے کہ اس سے زیادہ وقت لگتا بھی نہیں۔

۲۰۔ ترجمۂ قرآن پڑھانے کے پہلے چھ ماہ میں ترجمۂ قرآن کے علاوہ اور کوئی چیز نہ پڑھائی جائے۔

۲۱۔ اس کے بعد غیر محسوس انداز میں طلبہ سے بات کر کے ان سے دس پندرہ منٹ مزید لیے جائیں اور انہیں نماز کا ترجمہ سکھایا جائے، منصوص اور مسنون دعائیں اور اذکار زبانی یاد کروائے جائیں اور ان پر عمل کروایا جائے۔ اس کے بعد ریاض الصالحین میں سے ایک آدھ حدیث کا ترجمہ سنایا جائے خصوصاً وہ جو تزکیۂ نفس سے متعلق ہو اور اس پر عمل کی ترغیب دی جائے۔ فقہی وفروعی اختلافات سے بچتے ہوئے دین اسلام کے بنیادی احکام، اوامر ونواہی، حلال وحرام اور نکاح وطلاق جیسے بنیادی مسائل سے طلبہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کو آگاہ کیا جائے۔

۲۲۔ فہم قرآن کے اس عمومی پروگرام کے علاوہ جو لوگ ناظرہ قرآن پڑھنا چاہیں یا مخارج کی تصحیح کروانا چاہیں یا کچھ قرآن یاد کرنا چاہیں ان کو استاد الگ وقت دے بلکہ استاد کو چاہیے کہ طلبہ کو ان کاموں کی طرف رغبت دلائے۔

۲۳۔ چھ آٹھ ماہ بعد جب طلبہ استاد سے مانوس ہو جائیں، ترجمہ بآسانی کرنے لگیں تو استاد طلبہ میں شوق پیدا کرے کہ وہ کچھ عربی گرامر سیکھ لیں اور پھر تھوڑی تھوڑی کر کے انہیں عربی صرف ونحو کی بنیادی چیزیں پڑھا دے۔

۲۴۔ قرآن مرکز کے معلم یا منتظم کا کوئی دینی یا سیاسی مسلک ہو سکتا ہے لیکن اسے چاہیے کہ قرآن مرکز کو اپنے دینی یا سیاسی مسلک کو پھیلانے کا ذریعہ نہ بنائے بلکہ اسے ہر طبقۂ خیال کے لیے ایک مشترکہ پلیٹ فارم بنائے تاکہ سب لوگ بلا جھجک اس مرکز سے استفادہ کر سکیں اور یہ مرکز کسی ایک خاص دینی یا سیاسی مسلک والوں کا مرکز بن کر نہ رہ جائے۔

۲۵۔ جب ترجمۂ قرآن ختم ہو جائے تو طلبہ سے دو عہد لیے جائیں ایک یہ کہ جس طرح قرآن حکیم کا ترجمہ انہوں نے پڑھا ہے وہ آگے دوسروں کو پڑھائیں گے۔ دوسرے یہ کہ وہ اپنے تزکیۂ نفس کی کوشش کرتے رہیں گے خصوصاً اس تربیت گاہ سے فائدہ اٹھائیں گے جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

اس طرح کے قرآن مراکز ہر شہر، قصبے، گاؤں بلکہ ہر محلے اور ہر گلی میں کھلنے چاہئیں۔ ہر مسجد، مدرسے، سکول، کالج، دفتر، فیکٹری، کارخانے میں کھلنے چاہئیں۔ پھر ترجمۂ قرآن سیکھنے والا ہر طالب علم اگر تکمیل تعلیم کے بعد ایک قرآن مرکز قائم کر کے دوسروں کو ترجمۂ قرآن سکھانا شروع کر دے تو ان شاء اللہ چند سالوں میں ہمارا معاشرہ قرآن کے نور سے بھر جائے گا۔ ہمیں یقین ہے کہ اس سے عقائد بھی درست ہو جائیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



گے اور لوگوں کی عملی زندگی میں بھی تبدیلی آئے گی۔ وہ بہتر انسان اور اچھے مسلمان بن جائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اگر قرآن کو سمجھنے کی ضرورت کا احساس عام ہو جائے تو اس پروگرام کا چلنا مشکل نہیں۔ ہر مسجد اور دینی مدرسے میں یہ کام آسانی سے ہوسکتا ہے۔ ہر پرائیویٹ سکول اور کالج میں اس کو شروع کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں کہ شام کو اکثر یہ ادارے فارغ اور خالی پڑے ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہر آدمی اپنا ڈرائنگ روم یا بیٹھک شام کے وقت آدھ پون گھنٹے کے لیے تو فارغ کر ہی سکتا ہے۔

## فاصلاتی تعلیم

فہم دین اور قرآن حکیم کی تعلیم کا ایک ذریعہ فاصلاتی تعلیم بھی ہے۔ فاصلاتی تعلیم سے مراد یہ ہے کہ جو لوگ اپنی کسی مجبوری کی وجہ سے قرآن مرکز یا کسی دوسرے ادارے میں جا کر قرآن حکیم کا ترجمہ نہیں سیکھ سکتے، ان کو گھر بیٹھے خط و کتابت کے ذریعے ترجمۂ قرآن سکھایا جائے۔ حافظ نذر احمد صاحب، ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اور بعض دوسرے افراد نے اس سلسلے میں کئی تجربے کیے ہیں۔

فاصلاتی تعلیم میں لفظی ترجمۂ قرآن کا ایک پارہ بھیج کر بعد میں اس کا امتحان بھی بذریعہ ڈاک لیا جاتا ہے۔ سارا قرآن مکمل کرنے پر شخصی امتحان بھی لیا جانا چاہیے اور طلبہ کو سند بھی جاری کرنی چاہیے۔ حوصلہ افزائی کے لیے ہونہار طلبہ و طالبات کو انعامات بھی دیے جانے چاہئیں۔ قرآن حکیم کے ترجمے کے علاوہ اس طرح قرآنی عربی کے بنیادی اسباق اور فہم دین کے کورسز بھی کروائے جاسکتے ہیں اور اسی طرح کے کورسز اردو کے علاوہ انگریزی اور دوسری مقامی زبانوں سندھی، پشتو...... وغیرہ میں بھی تیار کروائے جاسکتے ہیں۔ اگر ان کورسز کے آڈیو اور ویڈیو کیسٹ تیار کر لیے جائیں بلکہ ان کو انٹرنیٹ اور ای میل پر بھی لے آیا جائے تو یہ کام زیادہ موثر طریقے سے کیا جاسکتا ہے۔ بعض دینی اداروں (جیسے جامعہ اشرفیہ لاہور) نے اس کام کی ابتداء بھی کر دی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## تربیت گاہ

قرآن حکیم کی تعلیم کے ساتھ بالغوں کے لیے تربیت وتزکیے کا پرگرام بھی ضروری ہے جس کے لیے ابتداءً ایک ماڈل تربیت گاہ کا قیام ناگزیر ہے۔ اس تربیت گاہ کے خدوخال اور طریق کار یہ ہونا چاہیے:

۱۔ طالبان تزکیہ یہاں آ کر کچھ دن (مثلاً ہفتہ عشرہ) رہیں تاکہ وہ اپنے روزمرہ کے ماحول سے کٹ کر یہاں یکسوئی سے محاسبۂ نفس کرسکیں اور نفس کے تزکیے کا طریقہ سیکھیں تاکہ واپس جاکر وہ اس پر عمل جاری رکھ سکیں۔

۲۔ تربیت گاہ میں ایک مربی ہوگا جو اصلاح وتزکیۂ نفس میں طالبان تزکیہ کی مدد کرے گا۔

۳۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اس تربیت گاہ میں تصوف کی مروجہ رسوم و بدعات سے کلی پرہیز کیا جائے گا اور اس کا سارا نظام خالصتاً قرآن وسنت پر مبنی ہوگا۔

۴۔ ذکر وفکر اور صحبت کے علاوہ تربیت گاہ میں تعلیم بھی تربیت کا حصہ ہوگی جیسے قرآنی و مسنون ادعیہ واذکار یاد کرنا اوران پر عمل کرنا، قرآن کا ترجمہ اوراس کے بعض حصے یاد کرنا یا منتخب احادیث کا مطالعہ کرنا وغیرہ۔

۵۔ تربیت گاہ میں طالبان تزکیہ کے لیے رہائش اور کھانے کا انتظام ہوگا تاکہ وہ اپنے اصل مقصد کی طرف توجہ دے سکیں۔

اگر مناسب مربی اور دوسری سہولتیں میسر آسکیں تو قرآن مراکز کی طرح اس طرح کی تربیت گاہوں کا بھی پورے ملک میں جال بچھ جانا چاہیے تاکہ ہر شہر اور قصبے میں لوگوں کو تربیت اور تزکیے کے لیے موزوں ماحول مل سکے۔

تعلیم وتربیت کے مندرجہ بالا دو پروگرام ان لوگوں کے لیے ہیں جو اپنی رسمی تعلیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مکمل کر چکے ہوں، بال بچے دار اور کسب معاش میں مصروف ہوں۔ ان پروگراموں کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسے لوگ قرآن مراکز میں شام کے وقت پندرہ بیس منٹ روزانہ دے کر قرآن حکیم کی تعلیم حاصل کریں اور پھر سال میں ایک دو دفعہ تزکیے کے لیے مذکورہ تربیت گاہ میں آئیں اور اس طرح فوز و فلاح کا قرآنی اور نبوی نسخہ ان کے ہاتھ آ جائے اور وہ اپنی دنیا اور عاقبت سنوار سکیں۔

## نظام تعلیم کی اسلامی تشکیل نو: ضرورت واہمیت

ہم نے سطور بالا میں نظام تعلیم کی اسلامی تشکیل نو کے لیے جو تجاویز پیش کی ہیں وہ اس امر کی شاہد اور متقاضی ہیں کہ:

- پاکستان کے نظام تعلیم کی نظریاتی بنیادوں پر تشکیل نو ہماری بنیادی ترین ضرورت ہے۔ ہمیں اگر بحیثیت قوم زندہ رہنا ہے تو یہ کام بالکل ناگزیر ہے الاّ یہ کہ ہم نے مٹنے اور برباد ہونے کا قطعی فیصلہ کر لیا ہو۔ یہ قومی وجود کے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے لہٰذا ہم اس سے غفلت کے متحمل نہیں ہو سکتے۔
- ہم نے جو تجاویز پیش کی ہیں وہ محض ایک طالب علمانہ کوشش ہے تا کہ اہل علم کو اس موضوع پر سوچنے اور لکھنے کے لیے مہمیز کا کام دے تاہم یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ:
- ہمارا موجودہ نظام تعلیم اگر اسی صورت میں جاری و نافذ رہا تو ہمارا قومی وجود خطرے میں پڑ جائے گا لہٰذا اسلامی اصولوں پر اس کی تشکیل نو ضروری ہے اور موجودہ فریم ورک کو برقرار رکھتے ہوئے معمولی رخ اندوزی (پیچ ورک) سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔
- نظام تعلیم کی اسلامی تشکیل نو میں ہمیں تین بڑے چیلنج درپیش ہیں جن سے ہمیں عہدہ برآ ہونا ہے: تعلم، تحقیق اور تربیت۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## ۱۔ تعلم (علوم اور نصاب کی اسلامائزیشن)

یہ بالکل ناگزیر ہے کہ ہم علوم کی اسلامی تشکیل نو کریں۔ اس وقت سارے علوم مغربی فکری ڈھانچے پر مبنی ہیں اور نتیجتاً ہمارے لیے نا قابل قبول ہیں۔ یہ کوئی معمولی کام نہیں بلکہ یہ انتہائی سنجیدہ کام ہے اور اعلیٰ درجے کے علمی رسوخ اور فنی شعور کا متقاضی ہے۔ اس کے لیے ہو سکے تو اخراجات کی پرواہ کیے بغیر ساری امت کے ذہنی وسائل جمع کیے جائیں یا کم از کم ان کے کیے ہوئے کام کو سامنے رکھا جائے اور پاکستان کی سطح پر ہی بہترین دماغوں کو جمع کر لیا جائے۔ شرطیں بس دو ہیں: ایک ایسا علمی رسوخ جو اسلامی حقائق کی سچائی پر نا قابل شکست یقین رکھتا ہو اور دوسرے فنی رچاؤ۔

علوم (خصوصاً سوشل سائنسز) کی اس طرح کی تدوین کے ساتھ ہی درکار دوہ امر ہے جسے نصابات کی اسلامی تشکیل نو کہنا چاہیے۔ نئے نصابات کے بغیر تو چارہ ہی نہیں کیونکہ موجودہ تعلیمی نصابات سراسر مغربی فکر و فلسفے پر مبنی ہیں اور اسلام سے متضاد ہونے کی بناء پر مسلم شخصیت پر انتہائی تباہ کن اثرات ڈالتے ہیں اور اسے فکری انارکی اور کشمکش سے دوچار کر کے مضمحل کرتے بلکہ غیر موثر اور جامد کرتے ہیں۔ اس سے شخصیت کے تعمیری عناصر دب جاتے ہیں اور تخلیقیت اور تحرک ختم ہو جاتا ہے لہٰذا ناگزیر ہے کہ اسلامی تناظر میں نصابات اور نصابی کتب از سر نو مدون کی جائیں۔

## ۲۔ تحقیق

دیگر عوامل کے علاوہ جو چیز ہم مسلمان کے زوال کا سبب بنی ان میں سرفہرست فکری جمود ہے۔ اسلامی فکر میں اجتہاد، اور وہ بھی زندگی کے ہر شعبے میں، اس کی حرکت کا ضامن تھا لیکن ہم نے اس سے ہاتھ اٹھا لیا اور لکیر کا فقیر بنے رہنے میں عافیت جانی۔ اس چیز نے نہ صرف ہماری دینی فکر اور عقلی علوم پر جمود طاری کیا بلکہ ہمیں عملی علوم سے بھی غافل کر دیا جو تسخیر کائنات کے ضامن تھے۔ ہمارے دینی مدارس اس کا زندۂ جاوید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبرتناک نمونہ ہیں اور ہمارے کالج و یونیورسٹیاں بھی۔ کیونکہ یہ کام مغرب کی تقلید سے ہو ہی نہیں سکتا بلکہ یہ تقلید تو اس کے لیے سم قاتل ہے (اور ہمیں حیرانی ہوتی ہے ان لوگوں کی عقل پر جو یہ کہتے ہیں کہ سائنس میں ترقی کرنی ہے تو مغرب کی پیروی کرو)۔ آدمی کی تخلیقی قوت کبھی دوسروں کی نقالی میں نہیں ابھرتی (اسی لیے ہم مغرب کی ترقی یافتہ ٹیکنالوجی کے محض استعمال کنندہ ہیں اور اگر ہم نے اپنی روش نہ بدلی تو جب تک زندہ ہیں، ایسے ہی رہیں گے [خاکم بدہن]۔ لہٰذا ضروری بلکہ بالکل ناگزیر ہے کہ مسلم شخصیت کے اصل منابع کی طرف لوٹا جائے، اپنے تصور علم کی طرف لوٹا جائے، اپنے اصولوں اور نظریۂ حیات کی بناء پر سیرتوں کی تعمیر کی جائے، پھر ہی آدمی کی صلاحیتیں جلا پاتی ہیں، پھر ہی علم کے دروازے کھلتے ہیں، پھر ہی فکری حریت کے در وا ہوتے ہیں، پھر ہی ذہن سوچنے کے قابل ہوتے ہیں، پھر ہی غیب سے نئے نئے مضامین امنڈتے ہیں۔ موجودہ نظام تو لارڈ میکالے نے ہمارے لیے بنایا ہی اس لیے تھا کہ...... کر کلرکی، کھا ڈبل روٹی، خوش سے پھول جا۔ لہٰذا اس سے خیر کی توقع رکھنا حماقت عظمیٰ ہے۔

## ۳۔ تربیت

تربیت ویسی ہی ہوتی ہے جیسا ورلڈ ویو ہو، جیسا تصور دین ہو، جیسا تصور علم اور تصور تعلیم ہو۔ اگر تصور دین ناقص ہو تو تربیت بھی ادھوری ہوگی جیسے بعض صوفیانہ تحریکیں، بعض تبلیغی جماعتیں دنیوی امور اور معاملات میں حصہ لینے کو 'دنیا داری' اور 'سیاست' سمجھتی ہیں لہٰذا وہ اپنے متبعین کی اسلامی لحاظ سے ناقص تربیت کرتی ہیں۔ اسی طرح اگر تعلیمی تصورات ناقص ہوں تو تربیت بھی صحیح نہ ہوگی۔ ہمارے دینی مدارس اپنے طلبہ کو دنیوی علوم نہیں پڑھاتے، کسب رزق کے لیے انہیں کوئی ہنر نہیں سکھاتے بلکہ مساجد و مدارس ہی میں بھیجنے پر اصرار کرتے ہیں جو محتاج ہوتے ہیں پبلک چندے کے اور کھاتے پیتے تاجروں کے، اس سے طلبہ کی تربیت میں نقص واقع ہوتا ہے۔ پھر وہاں صرف ایک مسلک کی تعلیم دی جاتی ہے، دوسرے مسالک کے خلاف محاذ آرائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سکھائی جاتی ہے، اس طرح فرقہ واریت تربیت کا حصہ بن جاتی ہے۔

جدید تعلیمی اداروں میں تعلیمی مواد اور تربیت کا اسلوب سارا مغربی فکر و تہذیب پر مبنی ہے۔ علوم سارے مغربی فکر پر مبنی ہیں، کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، بولنے، سیکھنے سکھانے...... کے سارے آداب فرنگی ذہن و فکر کے مطابق ہوتے ہیں لہٰذا فرنگی ذہن بنتا ہے اور فرنگی اطوار ترقی کرتے ہیں۔ پھر گھر اور معاشرے کی طرف سے کچھ دینی فکری غذا ملتی ہے کہ تم مسلمان ہو قرآن پڑھو، مسجد جاؤ، دائیں ہاتھ سے کھاؤ، یوں طہارت کرو، کعبے کی طرف پشت نہ کرو...... ان دونوں فکروں بلکہ دونوں تہذیبوں میں ٹکراؤ ہوتا ہے کیونکہ مغرب کا ورلڈ ویو اور تصور علم و تعلیم مسلمانوں کے ورلڈ ویو اور تصور تعلیم سے مختلف اور اس کے متضاد ہے لہٰذا طالب علم دو رخے پن اور دو عملی کا شکار ہو جاتا ہے، آدھا تیتر آدھا بٹیر یا سخت لفظوں میں دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔ لہٰذا شخصیت پر اسلام کا رنگ نہیں چڑھتا، غالب نہیں آتا، یکسوئی پیدا نہیں کرتا۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے یکسو مسلمان ہوں اور ان کے اطوار پر، ان کی اقدار پر اسلام کا رنگ گہرا ہو اور وہ سچے اور پکے مسلمان ہوں، اچھے انسان ہوں، تعمیری عادتیں رکھتے ہوں تو ہمیں اپنا نظام تعلیم بدلنا ہوگا، اپنا نظام تربیت بدلنا ہوگا۔ تربیت کے موجودہ نظام کو چھوڑ کر اسے اسلامی بنیادوں پر استوار کرنا ہوگا۔ یہ کام ہوسکتا ہے بشرطیکہ ہم ایسا کرنا چاہیں۔ گو اس کے لیے بھی جدت فکر کی ضرورت ہوگی، اس کے لیے بھی تجربات کرنا ہوں گے۔ تربیت کے نئے اسالیب وضع کرنا ہوں گے۔ اس کتاب میں کسی دوسری جگہ تربیت پر ایک مفصل مضمون موجود ہے۔ اس موضوع پر ہماری ایک مستقل کتاب بھی موجود ہے، جس میں ہم نے اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کی ہے کہ عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق متوازن انداز میں اسلامی تربیت کا اہتمام کس طرح کیا جائے اور اس کے لیے کیا طریقے اختیار کیے جائیں؟

نظام تعلیم و تربیت کے بارے میں ہم نے جو کچھ کہا ہے اور اس کے لیے جو ادارے تجویز کیے ہیں انہیں منسلکہ جدول میں ایک نظر میں دیکھا جا سکتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# اسلامی نظام تعلیم وتربیت کا مجوزہ ماڈل

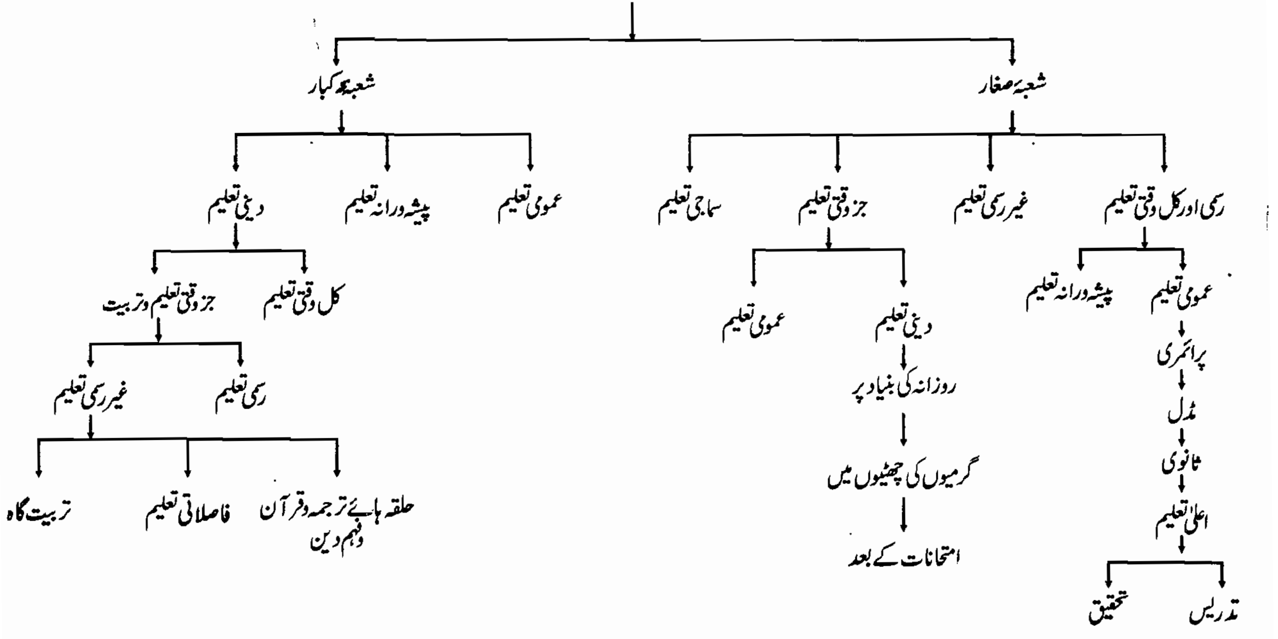


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## عمل درآمد کا مسئلہ

اگر کوئی حکومت حسن نیت کے ساتھ مجوزہ خاکے پر عمل کرنا چاہے تو ظاہر ہے وہ یہ کام آسانی سے کر سکتی ہے کہ اس کے لیے ضروری افرادی اور مالی وسائل کا حصول کوئی مسئلہ نہیں۔ البتہ پرائیویٹ سیکٹر میں یہ کام کرنا ہو تو کارے دارد ہے اور اگر کوئی ادارہ کسی حد تک مالی اور افرادی قوت جمع کر لے تو بھی یہ کام مکمل طریقے سے نہیں ہو سکتا کہ تعلیم کا بڑا حصہ حکومت کے کنٹرول میں ہے جہاں سے تعاون ملنے کے امکانات بہت کم ہوں گے۔ دراصل اپنی کلیت میں یہ کام 'نظام' بدلنے کے مترادف ہے جو ظاہر ہے حکومت کا کام ہے اور پھر حکومتی سطح پر بھی یہ کام ایک مربوط حکمت عملی کا متقاضی ہے جس میں سارے معاشرے اور نظام حکومت کے سارے شعبوں کی اسلامی نقطۂ نظر سے تشکیل نو پیش نظر ہو تو پھر ہی یہ کام بطریق احسن ہو سکتا ہے۔ باقی شعبوں کو نظر انداز کر کے صرف شعبۂ تعلیم کی اصلاح اور اسلامی تشکیل نو، اگر کوئی کرنا چاہے بھی تو نہیں کر سکتا۔

پرائیویٹ سیکٹر میں اسلامی نظام تعلیم کے احیاء کی کوشش درحقیقت ایک اصلاحی تحریک کے زمرے میں آئے گی جس کے کرنے کے تین کام ہیں:

### ۱۔ ماڈل تعلیمی اداروں کا قیام

یہ ادارہ سکول سے لے کر یونیورسٹی سطح تک کا ہو۔ اس میں تعلیمی ثنویت نہ ہو اور تخصص کی سطح پر دینی تعلیم کا بھی انتظام ہو۔ یہ موجودہ نظام تعلیم کی خامیوں سے پاک ہو اور مجوزہ نظام تعلیم کی ساری خوبیوں کا حامل ہو۔ اسی طریقے سے 'تعلیم کبار' کے حوالے سے جن اداروں کا ذکر کیا گیا ہے انہیں بھی قائم کیا جا سکتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## ۲۔ پرائیویٹ سیکٹر میں تعلیم کی اصلاح

پاکستان میں پرائیویٹ سیکٹر کی تعلیم کا حجم اب کافی بڑھ چکا ہے، ہزاروں سکول، بیسیوں کالج اور کئی یونیورسٹیاں کام کررہی ہیں۔ان کی اصلاح کر کے ان کو مجوزہ نظام تعلیم کے قریب لایا جاسکتا ہے۔ اگر ماڈل تعلیمی ادارے (شق نمبر ۱) مثبت نتائج دکھائیں تو وہ اصلاح کا ایک بڑا وسیلہ بن سکتے ہیں کیونکہ پھر دوسرے لوگ بھی ان کی دیکھا دیکھی مجوزہ نظام کے خود بخود قریب آنا شروع ہو جائیں گے۔

## ۳۔ پبلک سیکٹر میں تعلیم کی اصلاح

اس میں بظاہر زیادہ کامیابی کے امکانات نہیں کیونکہ یہاں کھل کر اصلاحی کام نہیں کیا جاسکتا اور حکومت اگر اس اصلاحی کام کی مخالفت پر تل جائے تو مزید مشکل پیش آئے گی الاّ یہ کہ کوئی بھلا آدمی اتفاق سے کسی ادارے میں موثر منصبی حیثیت رکھتا ہو۔ اس کے باوجود حکومتی تعلیمی اداروں میں اصلاحی کام کو منظّم کرنا چاہیے اور جہاں تک ہوسکے کام کرتے رہنا چاہیے۔

## تحریک اصلاح تعلیم

تحریک اصلاح تعلیم یہ کام کرنے کی کوشش کررہی ہے حالانکہ اس کی حیثیت ایک ابابیل کی سی ہے جو پتھر کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے سے ابرہہ کے لشکر کو نابود اور پسپا کرنا چاہتی ہو۔ ظاہر ہے یہ کام ایک ابابیل سے ہونے کا نہیں لیکن اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو بہت سی ابابیلیں جمع ہو جائیں اور ان کی کنکریوں میں یہ تاثیر پیدا ہو جائے کہ ابرہہ اور اس کا لشکر بھسم ہوجائے، وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# تکملہ

اس مضمون کے تکملے کے طور پر اور مذکورہ ماڈل تعلیمی اداروں کے قیام کی خاطر، اس کتاب میں مزید دو مضامین دیے جا رہے ہیں۔ ان میں سے ایک میں یہ بتایا گیا ہے کہ مجوزہ ماڈل اسکول اگر کوئی قائم کرنا چاہے تو اس کا خاکہ کیا ہوگا۔ اسی طرح ایک ماڈل اسلامی یونیورسٹی کے قیام کا خاکہ بھی اسی غرض سے دیا جا رہا ہے۔

سینے میں رہے رازِ ملوکانہ تو بہتر
کرتے نہیں محکوم کو تیغوں سے کبھی زیر

تعلیم کے تیزاب میں ڈال اس کی خودی کو
ہو جائے ملائم تو جدھر چاہے ادھر پھیر

تاثیر میں اکسیر سے بڑھ کر ہے یہ تیزاب
سونے کا ہمالہ ہو تو مٹی کا ہے اک ڈھیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حصہ دوم

# مختصر مضامین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# تعارف

جو نقطۂ نظر ہم نے حصہ اوّل کے تعلیمی مقالات میں دلائل کے ساتھ اور تفصیل سے بیان کیا ہے، وہی ہم نے عام فہم اور سادہ انداز میں بعض مختصر مضامین میں بیان کیا ہے۔ امید ہے قارئین ان مضامین کو دلچسپ پائیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# زندہ قوموں کے اطوار

پچھلے دنوں چند سبق آموز خبریں پڑھنے کو ملیں۔ ہانگ کانگ سے ایک خبر تھی کہ نئی چینی انتظامیہ نے ہانگ کانگ میں چینی زبان کی تدریس کو لازمی قرار دے دیا ہے، انگریزی ذریعۂ تدریس پر فوراً پابندی لگا دی ہے نیز انگریزی اب لازمی کی بجائے اختیاری زبان ہوگی کہ جو سیکھنا چاہے سیکھ لے۔ ان احکام کی خلاف ورزی کرنے والی اسکول انتظامیہ کو دو سال کے لیے جیل بھیج دیا جائے گا اور بعض صورتوں میں سکول بند کر دیا جائے گا۔ یہ خبر پڑھ کر طبعیت خوش ہوگئی۔ زندہ اور آزاد قومیں ایسا ہی کرتی ہیں اور انہیں ایسا ہی کرنا چاہیے کیونکہ زبان کسی بھی قوم کی شناخت ہوتی ہے پھر ہر زبان اپنا کلچر اور تہذیب رکھتی ہے جس سے اسے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ تیسرے یہ کہ فطری طور پر بچہ صرف اپنی زبان ہی میں سوچتا ہے لہٰذا کوئی قوم فکری سطح پر ترقی نہیں کر سکتی اور اس میں تخلیقی تحقیق پنپ نہیں سکتی جب تک اس کے بچے اپنی زبان میں نہ پڑھیں اور سوچیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر میں ہر زندہ اور آزاد قوم ابتدائی جماعتوں میں اپنے بچوں کو اپنی زبان میں تعلیم دیتی ہے تا کہ معاشرہ جس قسم کا فرد تیار کرنا چاہتا ہے اور جس قسم کی شخصیت پروان چڑھانا چاہتا ہے اس کا سانچہ مستحکم ہو جائے اور پھر بچہ جب اعلیٰ تعلیم کے لیے یونیورسٹی جاتا ہے تو جو دیگر زبان اسے سیکھنے کا شوق ہو یا اس کی تعلیمی ضرورت ہو تو بلا تردد سیکھ لے۔ لیکن ہمارے ہاں معاملہ الٹ ہے یہاں گلی گلی انگلش میڈیم سکول کھلے ہوئے ہیں جو بچوں کو پہلی جماعت بلکہ نرسری سے انگریزی پڑھاتے ہیں۔ والدین جب اپنے چار سالہ بچے کو توتلی زبان میں ''ٹونکل ٹونکل لٹل سٹارز'' پڑھتے ہوئے سنتے ہیں تو خوشی سے ان کی باچھیں کھل جاتی ہیں (گویا انگلینڈ فتح کر لیا ہو)۔ انگریزی پہلی جماعت سے لے کر بی اے تک لازمی مضمون ہے جو اس میں فیل ہو جائے وہ سارے مضامین میں فیل سمجھا جاتا ہے۔ ایک محتاط اندازے کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مطابق ہمارے سکول جانے والے بچوں میں سے نصف انگریزی میں فیل ہو جاتے ہیں اور مزید تعلیم جاری نہیں رکھتے لہٰذا انگریزی زبان قوم کو جاہل رکھنے کا ایک بڑا سبب ہے (لیکن اس پر غور کون کرے؟)۔ مقابلے کے امتحانوں کی زبان انگریزی ہے۔ سرکاری دفاتر کی زبان انگریزی ہے (آئین بیچارہ خواہ کچھ کہتا رہے) وجہ ان سب باتوں کی ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ ہم آج بھی ذہنی طور پر غلام ہیں اور غلام ہی رہنا چاہتے ہیں۔ بدقسمتی سے ہماری قوم کو آج تک ایسی قیادت میسر ہی نہیں آئی جو اس غلامانہ ذہنیت کا خاتمہ کرنا چاہتی ہو۔ جو بھی آتا ہے وہ قوم میں خوئے غلامی کو پختہ تر کرنے کی ہی کوشش کرتا ہے کہ وہ خود بھی اسی قبیل سے ہوتا ہے، گلہ کریں تو کس سے کریں؟ غلامانہ ذہنیت رکھنے والے یہ لوگ انگریزی کے حق میں جو دلائل دیتے ہیں. وہ اتنے فرسودہ اور غیر آئینی ہیں کہ ان کے خلاف دلائل دینے کو جی نہیں چاہتا مثلاً یہ کہ انگریزی بین الاقوامی زبان ہے یا یہ کہ اس کے بغیر سائنسی مضامین نہیں پڑھے جا سکتے یا یہ کہ اس کے بغیر بین الاقوامی سطح کی تجارت نہیں کی جا سکتی۔ سوال یہ ہے کہ ہمارے ایک کروڑ بچے جو سکول جاتے ہیں ان میں سے کتنے بچوں نے مذکورہ بین الاقوامی سرگرمیوں میں حصہ لینا ہوتا ہے؟ یا سائنس میں تحقیق کرنا ہوتی ہے؟ (ہمارے ہاں پوسٹ گریجوایٹ تعلیم کی شرح ایک فیصد سے بھی کم ہے)۔ اس کے برعکس انگریزی کے لازمی مضمون ہونے اور اسے نرسری سے پڑھانے کے نقصانات اتنے واضح اور دوٹوک ہیں کہ صرف بصیرت سے محروم لوگ ہی اس کا ادارک کرنے سے قاصر رہ سکتے ہیں مثلاً یہ کہ اس کی وجہ سے ناخواندگی میں اضافہ ہو رہا ہے، اس سے قوم کی ذہنیت کو غلام رکھنے میں مدد ملتی ہے، اس سے انگریز کے پیدا کردہ اور چھوڑے ہوئے حکمران طبقات (سول اور فوجی بیوروکریسی، جاگیردار اور سرمایہ سیاستدان وغیرہ) کو اپنے اقتدار کے تسلسل میں مدد ملتی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس سے ہماری دینی اور قومی شناخت کمزور اور ختم ہو رہی ہے اور ایک بے کردار، کنفیوزڈ اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



منتشر شخصیت کی حامل نسل پروان چڑھ رہی ہے۔ پھر ہمیں چین ہی کی ایک اور مثال یاد آئی۔ ایک یورپی سربراہ وزیراعظم چواین لائی سے ترجمان کے ذریعے مذاکرات کر رہے تھے انہوں نے کسی موقع پر اپنے ترجمان کو ٹوک کر اس کی تصحیح کی۔ اس پر اس یورپی سربراہ نے کہا: ''مسٹر پرائم منسٹر! کیا آپ انگریزی جانتے ہیں؟'' چواین لائی نے چینی زبان میں جواب دیا: ''میں انگریزی بول سکتا ہوں لیکن میں چینی ہی میں گفتگو کروں گا کیونکہ یہ ہماری قومی زبان اور ہماری شناخت ہے''۔ انڈیا میں بھی آج کل انگریزی کے خلاف مہم جاری ہے۔ چند سال پیشتر ہم نے ندوۃ العلماء لکھنؤ کو خط لکھا اور لفافے پر پتہ اردو میں لکھ دیا۔ وہاں سے جواب آیا کہ آپ کا خط اتفاقاً ہی پہنچ گیا، آئندہ پتہ اردو میں نہ لکھیے گا۔ ہم نے جن دو ملکوں کی مثال دی ہے دونوں کافر ملک ہیں لیکن انہیں اپنی زبان اور اپنی شناخت کی فکر ہے۔ ایک ہم ہیں کہ مسلمان ہیں لیکن نکٹائی کے ساتھ تھری پیس سوٹ پہن کر خود کو نواب سمجھتے اور منہ بگاڑ کر انگریزی بولنے کو کمال سمجھتے اور اس پر فخر کرتے ہیں۔ ہمیں اپنی شناخت کی فکر ہی نہیں۔ ہمارے رسول ﷺ کو ہماری شناخت کی اتنی فکر تھی کہ فرمایا کہ جب کسی مسلمان کے گھر بچہ پیدا ہو تو اس کے کان میں اذان کہو کہ سب سے پہلے اللہ کا نام اس کے کان میں پڑے۔ پھر فرمایا کہ جب بچہ بولنے کی عمر کو آئے تو اسے سب سے پہلے لفظ اللہ سکھاؤ۔ مزید فرمایا کہ ختنہ کرواؤ، نام مسلمانوں جیسے رکھو، اپنی بچیوں کی شادی غیر مسلموں سے نہ کرو۔ نیز فرمایا کہ غیر مسلموں جیسی شکل نہ بناؤ، ان کی طرح کا لباس نہ پہنو، اپنے تہوار ان سے الگ رکھو اور ہر چیز میں ان کی مخالفت کرو۔ مطلب ان ساری باتوں کا یہ تھا کہ بحیثیت مسلمانوں ہماری شناخت الگ سے قائم ہو کہ ہم مسلمان ہیں اور دوسری قوموں سے الگ اپنی ایک شخصیت اور پہچان رکھتے ہیں۔ لیکن ہمیں ان سب احکام کی پرواہ نہیں، ہم اپنے بچے کو اس سکول میں بھجوانا چاہتے ہیں جہاں چار سال کی عمر میں کافروں کی زبان (انگریزی) پڑھائی جائے، جہاں کافروں کا لباس (انگریزی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لباس) پہنا جائے اور جہاں کافروں کا بنایا ہوا سلیبس پڑھایا جائے۔ ہم ایسے سکولوں میں اپنے بچوں کے داخلے کے لیے جدوجہد کرتے ہیں، سفارشیں ڈھونڈتے ہیں بھاری بھرکم فیسیں دیتے ہیں۔ رہی اردو تو اس کی کیا حیثیت ہے؟ وہ تو عوام کالانعام کی زبان ہے۔ اردو میڈیم اسکول تو ماٹھے اسکول ہوتے ہیں (وہ ایسے بنادیے گئے ہیں) اور عربی بیچاری کا تو پوچھیے ہی نہیں، غیروں کی زبان ہے، بڑی مشکل زبان ہے، محض مولویوں کو مدرسوں میں چٹائیوں پر بیٹھ کر سیکھنی چاہیے۔ کیوں صاحب! یہ قرآن وسنت کی زبان نہیں؟ کون سا مسلمان ہے جس پر یہ فرض نہیں کہ وہ اللہ کی کتاب کو پڑھے اور سمجھے اور اس پر عمل کرے؟ لیکن عربی پڑھ کر یا قرآن پڑھ کر نوکری تھوڑی مل جاتی ہے؟ فاعتبروا یا اولی الابصار. دوسری خبر جس نے ہمیں سوچنے پر مجبور کیا، یہ تھی کہ محترم وزیراعظم پاکستان جب اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب کرنے امریکہ گئے تو صدر امریکہ سے بھی ملے تو دیگر باتوں کے علاوہ مسئلہ کشمیر میں ان سے ثالثی کی درخواست کی۔ اس کے بعد یہ خبر آئی کہ امریکہ نے اس سلسلے میں اپنی بے بسی ظاہر کی کیونکہ انڈیا نے اس قسم کی ثالثی کو ماننے سے انکار کردیا۔ یہاں ثالثی کا کیا مطلب ہے؟ اس کا مطلب اس کے سوا کیا ہوسکتا ہے کہ کشمیر کے بارے میں ہمارا مؤقف ہے وہ ہم تو انڈیا سے تسلیم نہیں کرواسکتے لہٰذا فیصلے کا اختیار آپ کو دیتے ہیں کہ جو آپ مناسب سمجھتے ہیں وہ ہمیں دے دلوادیں۔ یہ ذہن میں رہے کہ کشمیر مسلم اکثریت کا علاقہ ہے، ہماری شہ رگ ہے، ہمارے دفاع، زراعت اور کئی شعبوں کا انحصار اس پر ہے، یہ تقسیم ہندوستان کے نامکمل ایجنڈے کا ایک حصہ ہے لیکن ہم اس کے فیصلے کا اختیار ایک کافر ملک کو دیتے ہیں کہ تم اپنی مرضی سے جو فیصلہ مناسب سمجھو کروادو۔ ہم مسلمان ہوکر یہ حرکت کرتے ہیں جب کہ قرآن نے صاف لفظوں میں ہمیں حکم دیا ہے کہ کافروں کو دوست نہ بناؤ کہ درحقیقت یہ تمہارے دشمن ہیں، اسلام کے مقابلے میں کفر ملت واحدہ ہے اور یہ کہ یہ لوگ تمہیں اسلام سے پھیر کر ہی خوش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہو سکتے ہیں لیکن ہماری عقل میں یہ بات نہیں آتی۔ دوسری طرف انڈیا ہے جو کافر ملک ہے، مسلم اکثریت کے علاقے کشمیر پر قبضہ کیے بیٹھا ہے اور انہیں کچلنے کے لیے مظالم ڈھا رہا ہے لیکن وہ امریکہ سے کہتا ہے کہ ہم اپنے فیصلے کا اختیار تمہیں نہیں دیتے، یہ ہمارا داخلی مسئلہ ہے ہم اسے خود حل کریں گے۔ کیا یہ ہماری غلامانہ ذہنیت کا اظہار نہیں ہے؟ کیا یہ ہمارے مؤقف کی کمزوری نہیں ہے؟ کیا یہ ہمارا دبوپن نہیں ہے؟ اقبال تو یہ کہتا ہے کہ ؎

قہاری و جباری وقدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

لیکن ہم نے کمزوری، مسکینی اور بے بسی کو اسلام کا سمبل بنا دیا ہے۔ جناب وزیراعظم پاکستان کے بارے میں ایک تاثر یہ ہے کہ وہ اسلام پسند، پاکستانیت نواز اور دیسی مزاج کے آدمی ہیں۔ ہم ان سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اسلام اور پاکستانیت کو فروغ دینے اور انگریزی ثقافت کے غلبے سے پاکستانیوں کو بچانے کے لیے تعلیم کے میدان میں مندرجہ ذیل اقدامات کریں:

- پاکستان میں انگریزی ذریعہ تعلیم پر فوری اور مکمل پابندی عائد کی جائے۔
- اسکولوں میں انگریزی زبان کی تدریس قطعاً ممنوع ہو۔
- کالجوں اور یونیورسٹیوں میں انگریزی زبان اختیاری ہو۔
- اسکولوں کالجوں میں پاکستانی لباس پہننا لازمی ہو۔
- حکومت کے مقرر کردہ نصاب کے علاوہ غیر ملکی سلیبس پڑھانا ممنوع ہو۔
- ان اصولوں پر عملدرآمد کے لیے قانون سازی کی جائے۔ خلاف ورزی کرنے والوں کو جیل بھیجا جائے اور ان کے سکول بند کر دیے جائیں۔

انتظامی سطح پر پاکستانیت کی بقاء اور شناخت کو قائم رکھنے کے لیے وزیراعظم صاحب کو جو اقدامات کرنے چاہیں وہ یہ ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



- اردو کو فوراً دفتری زبان بنایا جائے۔
- مقابلے کے امتحانات بھی اردو میں ہوں۔
- سارے سرکاری ملازمین خصوصاً اساتذہ پاکستانی لباس پہنیں۔
- کابینہ کے ارکان پر پابندی ہو کہ وہ صرف پاکستانی لباس پہنیں۔
- صدر مملکت اور وزیر اعظم غیر ملکی سربراہان مملکت کے ساتھ اور غیر ملکی دوروں میں صرف اور صرف اردو بولیں۔

ان اقدامات کے نفاذ کے لیے بھی قانون سازی کی جائے تاکہ حکومتوں کے آنے جانے سے ان اصول واقدار کی پابندی میں نرمی کی کوئی صورت پیدا نہ ہو سکے۔ اگر ہمیں ایک آزاد باوقار خوددار اور باحمیت قوم کے طور پر اپنی شناخت عزیز ہے تو ہمیں یہ اصول اپنانے چاہیں کیونکہ دنیا کی ساری آزاد اور باوقار قومیں انہیں اپنائے ہوئے ہیں۔ آخر ہم کیوں کوشش نہ کریں کہ سو سالہ غلامی کے اثرات ہم سے مٹ جائیں؟ آخر ہم کب تک سابق آقاؤں کی زبان اور ثقافت کو اپنے اوپر مسلط رکھیں گے اور اس پر فخر کریں گے؟

[نوائے وقت، لاہور، ۱۳/اکتوبر ۱۹۹۷ء]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# انگریزی کی حکومت

گلی کوچوں میں کھلنے والے انگلش میڈیم سکولوں کا کاروبار اپنے عروج پر تھا کہ حکومت پنجاب نے سوچا کہ وہ اس ''کارخیر'' سے کیوں پیچھے رہے چنانچہ اس نے بھی اپنے زیرنگرانی سکولوں میں نئے تعلیمی سال سے پہلی جماعت سے انگریزی لازم کردی ہے۔ اب غریبوں کے بچے بھی ''بابا بلیک شیپ'' کورس میں گائیں گے اور ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو جائے گا۔

کارِ طفلاں تمام خواہد شد

انگریزی کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں۔ ہمارے سائنس دانوں، انجینئروں، صنعت کاروں، سیاست دانوں، سفارت کاروں اور اعلیٰ تعلیم کے خواہش مند طلبہ کو انگریزی ضرور جاننی چاہیے کیونکہ انہیں اس کی ضرورت پڑتی ہے۔ انگریزی سیکھنا اس لیے بھی اہم ہے کہ یہ بین الاقوامی رابطے کی زبان ہے اور علوم وفنون کا ایک بڑا ذخیرہ اس میں موجود ہے۔

تاہم یہ ایک خالص فنی نوعیت کا سوال ہے کہ انگریزی سیکھنے کے خواہش مند یا ضرورت مند طلبہ کو انگریزی کب سکھائی جائے؟ انگریزی بولنے والے ملکوں کو چھوڑ کر دنیا کے آزاد ممالک میں انگریزی سکھانے کا یہ طریقہ مروج ہے کہ اعلیٰ تعلیم کے مرحلے پر کسی ایک غیر ملکی زبان کی تدریس لازمی کر دی جاتی ہے یا وہاں غیر ملکی زبانوں کی تدریس کی اکیڈیمیاں قائم کر دی جاتی ہیں۔ ثانوی یا یونیورسٹی تعلیم کے بعد جو طالب علم اپنے شوق سے یا کسی ضرورت سے انگریزی سیکھنا چاہتا ہے وہ ان اکیڈیمیوں سے سال چھ مہینے میں بنیادی انگریزی سیکھ لیتا ہے۔ اگر کوئی اس زبان میں زیادہ مہارت حاصل کرنا چاہے تو اس کے مواقع بھی موجود ہوتے ہیں۔ جب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ساری دنیا میں غیر ملکی زبانیں سکھانے کا یہی طریقہ مروج ہے تو سوال یہ ہے کہ ہم کیوں ایک غیر ملکی زبان اپنے سارے بچوں کو اور وہ بھی پہلی جماعت سے پڑھانا چاہتے ہیں؟ اور یہی نہیں بلکہ اس غیر ملکی زبان کو ذریعۂ تعلیم بنانے پر مصر ہیں اور پرائیویٹ سیکٹر میں ہر تعلیمی ادارہ 'انگلش میڈیم' ہونے کا تمغۂ افتخار اپنے سینے پر سجائے ہوئے ہے؟

پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے مالکان کا کہنا یہ ہے کہ اردو میڈیم میں والدین اپنے بچے نہیں بھجواتے لہٰذا انگریزی میڈیم سکول کھولنا ہماری مجبوری ہے کہ تعلیم دینا ہمارا ذریعہ روزگار اور کاروبار بھی ہے۔ حکومت کا موقف یہ ہے کہ جب سارے پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں انگریزی پہلی جماعتؑ سے پڑھائی جاتی ہے تو سرکاری سکول کیوں اس کارخیر میں پیچھے رہیں تاکہ طبقاتی فرق نہ بڑھے اور ملک کے تمام طبقوں کو یکساں ترقی کے مواقع ملیں۔

سوال یہ ہے کہ آخر ترقی کا انحصار انگریزی پر کیوں ہے اور یہ کون سی ترقی ہے جو انگریزی کے بغیر نہیں ہوسکتی؟ ہمارے سامنے جاپان نے انگریزی کے بغیر ترقی کی ہے۔ جرمنی نے انگریزی کے بغیر ترقی کی ہے۔ روس سائنس کے بعض میدانوں میں امریکہ سے بھی آگے تھا وہاں انگریزی 'حرام' تھی۔ فرانس ایک ترقی یافتہ قوم ہے اور انگلینڈ سے چند کوس کے فاصلے پر واقعہ ہے۔ وہاں جائیں تو جن کو انگریزی آتی ہے وہ بھی انگریزی میں بات کرنا پسند نہیں کرتے! تو آخر یہ کون سی ترقی ہے جو ہم انگریزی کے بغیر نہیں کرسکتے؟

• اس سوال کے جواب کے کئی پہلو ہیں۔ ایک تو یہ کہ ترقی اصلاً انگریزی پر منحصر نہیں ہے۔ یہ ہم ہیں جنہوں نے اسے انگریزی سے منسلک کر رکھا ہے کیونکہ غلامی ابھی تک ہمارے ذہن وقلب سے نہیں نکلی۔ یہی وجہ ہے کہ انگریز کی حکومت ختم ہوگئی لیکن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انگریزی کی حکومت ابھی تک قائم و دائم ہے بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ استعمار (جغرافیائی طور پر چلا گیا کہ یہ اس کی مجبوری تھی لیکن وہ) آج بھی اپنی زبان کے ذریعے ہم پر حکمرانی کر رہا ہے۔

پھر سوال یہ بھی ہے کہ اگر ترقی کا انحصار انگریزی پر ہے تو ہم پھر پچاس سال سے بلکہ ڈیڑھ سو سال سے انگریزی پڑھ رہے ہیں ہم نے ترقی کیوں نہیں کی؟ جاپان اور جرمنی نے ہمارے دیکھتے دوسری جنگ عظیم میں تباہ ہونے کے بعد انگریزی کے بغیر ترقی کر لی ہے لیکن ہم ہیں کہ ڈیڑھ سو سال سے انگریزی پڑھ رہے ہیں لیکن ترقی ہمارے قابو میں نہیں آ رہی؟

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی مرحوم نے بھی یہ سوال اٹھایا تھا کہ ہمیں سوچنے کی ضرورت ہے کہ انگریزی اختیار کر کے ہم نے ملی سطح پر کیا کھویا اور کیا پایا اور ہم بھی آج اپنے ماہرین تعلیم اور دانشوروں سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ ہماری ترقی آخر ایک غیر ملکی زبان کے ساتھ لازم و ملزوم کیسے ہوگئی ہے؟ ہم جو ایک قوم ہیں، اپنا ایک مخصوص دین، ایک مخصوص فکر، ایک مخصوص تہذیب اور ایک مخصوص تمدن رکھتے ہیں، ہماری ترقی کا انحصار ایک غیر ملکی زبان پر کیسے ہوگیا ہے جو ایک مخالف تہذیب، مخالف فکر اور مخالف تمدن کی پیداوار اور علمبردار ہے؟ کیا سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی محض ایک ایسی قوم کی زبان سیکھنے پر منحصر ہے جس نے سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی کی ہے؟ کیا محض یہ زبان سیکھ لینے سے ہم بھی ترقی یافتہ ہو جائیں گے؟

یہ سوال اس وقت بھی زندہ تھا جب سر سید نے قوم کو انگریزی پڑھانے کی ٹھانی تھی لیکن اس وقت قوم ہزیمت خوردہ تھی۔ نا اہل سیاسی قیادت، طویل خانہ جنگی، معاشی اور معاشرتی زوال، دینی قوتوں کی شکست اور فاتح انگریز کا جاہ و جلال ان سب عوامل نے اس وقت مسئلے کی حقیقی نوعیت واضح نہیں ہونے دی لیکن اب اسلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے نام پر ایک ملک حاصل کرنے کے بعد اور اسے ایک جدید اسلامی ریاست بنانے کے عزم اور اعلان کے بعد بھی ہم کیوں نہیں سوچتے کہ ہماری ترقی کا انحصار محض ایک غیر ملکی زبان سیکھنے پر نہیں۔ فن تعلیم و تربیت کا ایک طالب علم ہونے کے ناطے ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ ایک غیر ملکی زبان تعلیم و تعلم میں رکاوٹ ہوتی ہے، ممد نہیں اور اس کے ذریعے تخلیقی سوچ ابھرتی نہیں دب جاتی ہے۔ اس رائے کے حق میں مغربی ماہرین تعلیم کے حوالے بھی دیے جا سکتے ہیں اور ملکی اعداد و شمار سے بھی یہ بات ثابت کی جا سکتی ہے لیکن اختصار اس میں مانع ہے۔

اسی طرح دین کا ایک طالب علم ہونے کے ناطے ہم یہ بات علیٰ وجہ البصیرت کہہ سکتے ہیں کہ کسی بھی قوم کے عروج و زوال کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ اس میں ایسے اعلیٰ انسانی اوصاف پیدا ہوں جو اسے بنی نوع انسان کے لیے نافع اور اصلح بنا دیں اور یہ اوصاف بہترین انداز میں اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب کوئی قوم ایک صالح نظریہ حیات پر یقین رکھتی ہو اور اس نظریے کو انسانی زندگی میں غالب و نافذ کرنے کے لیے قربانی دینے کا جذبہ رکھتی ہو۔ لیکن ایک ہماری قوم کے بعض عناصر ہیں جو ابھی تک یہی رٹ لگائے جا رہے ہیں کہ ساری قوم انگریزی پڑھے کہ اس کے بغیر ترقی نہیں ہو سکتی۔

ہماری قوم آزاد ہو جانے کے باوجود مغرب سے کیوں مرعوب ہے اور اسلام جیسے صالح نظریۂ حیات کی بجائے مغربی تہذیب اور انگریزی زبان کو کیوں ترقی کا ذریعہ سمجھتی ہے؟ دراصل اس کا اہتمام بڑی پُرکاری بلکہ عیاری سے ہمارے حکمران طبقے کر رہے ہیں۔ ہمارا حکمران طبقہ جو جاگیرداروں، سرمایہ داروں اور بیوروکریسی (سول اور ملٹری دونوں) کے بزرجمہروں پر مشتمل ہے، سیکولرزم پر یقین رکھتا ہے اور اپنے ذاتی اور طبقاتی مفادات کا تحفظ اسی میں سمجھتا ہے کہ کوئی حقیقی اسلامی تبدیلی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پاکستانی معاشرے اور ریاست میں نہ آئے۔ استعمار نے جانے سے پہلے خصوصی طور پر یہ طبقات پیدا کیے، ان کی برین واشنگ کی اور اپنے مفادات کی حفاظت ان کے سپرد کی جسے یہ اپنے بقاء کی جنگ سمجھ کر لڑ رہے ہیں اور ابھی تک اس میں کامیاب ہیں۔ ان کا سب سے بڑا ہتھیار انگریزی کی بالادستی ہے کیونکہ یہ اپنی اولاد کو تعلیم کے لیے مغربی ممالک بھجوا دیتے ہیں جہاں وہ کچھ اور سیکھیں نہ سیکھیں انگریزی بہرحال سیکھ لیتے ہیں۔ بطور متبادل انہوں نے اعلیٰ معیار کے انگریزی میڈیم تعلیمی ادارے ملک میں قائم کر رکھے ہیں، جن سے وہ استفادکرتے ہیں۔

لوگوں کو انگریزی سیکھنے پر مجبور کرنے کا انہوں نے یہ انتظام کر رکھا ہے کہ ملک کی اعلیٰ ملازمتیں انہوں نے صرف انگریزی جاننے والوں کے لیے مختص کر رکھی ہیں۔ وہ یوں کہ ملک کی اعلیٰ ملازمتوں کے لیے انتخاب کا انتظام پبلک سروس کمیشن کے ذمے ہے جس نے امتحان کی زبان انگریزی مقرر کر رکھی ہے۔ اسی کا شاخسانہ یہ بھی ہے کہ ہماری دفتری زبان ابھی تک انگریزی ہے کیونکہ ہمارے صاحب بہادروں کو جتنی اچھی انگریزی آتی ہے اتنی اچھی اردو نہیں آتی۔ لہٰذا پبلک بھی انگریزی استعمال کرنے پر مجبور ہے اور یوں سارا دفتری اور حکومتی نظام انگریزی میں چلتا ہے اور غیر انگریزی دان کے لیے اس میں کوئی جگہ نہیں بنتی۔ انگریزی کے حق میں یہ حالات جان بوجھ کر ہماری نوکر شاہی اور ہمارے حکمران طبقوں نے پیدا کر رکھے ہیں تاکہ ملک میں انگریزی کی بالادستی کے ذریعے ان کی بالادستی قائم رہے۔

پاکستان کے نظام تعلیم پر انگریزی کو مسلط کرنے کے دو بڑے نقصان ہوئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ نئی نسل پر ملی اور اسلامی نظریات کی گرفت کمزور ہوئی ہے۔ مغرب پرستی، مغرب سے مرعوبیت، مغرب کو ترقی اور معیار کی علامت سمجھنا، مغرب کی ہر اچھی بری بات پر سر دھننا، مغربی ثقافت کی پیروی کرنا اور مغربی طور طریقوں کو اپنانا، سب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اسی کا شاخسانہ ہے۔ یورپین ٹائپ انگلش میڈیم سکولوں میں، جہاں ہماری اپر کلاس کے بچے پڑھتے ہیں، اکثر یوں ہوتا ہے کہ مغربی افکار پر مبنی تہذیبی اثرات بچوں کی شخصیت پر غالب آ جاتے ہیں اور وہ اسلام اور پاکستانیت کو دقیانوسیت اور لغو سمجھنے لگتے ہیں۔ تاہم درمیانے درجے کے انگلش میڈیم سکولوں اور پہلی جماعت سے لازمی انگریزی والے سکولوں میں بچے کی شخصیت متصادم تہذیبی اور فکری تصورات وافکار کی وجہ سے منتشر ہو کر رہ جاتی ہے۔ وہ نظریاتی طور پر یکسو اور ٹھوس کردار کا حامل شہری بننے کی بجائے ژولیدہ فکری کا شکار ہو جاتا ہے اور اس کی شخصیت کا ڈھانچہ صحیح فکری سمت سے محرومی کی وجہ سے کمزور ہو کر اور متضاد افکار کی آماجگاہ بن کر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا ہے۔

چھوٹی عمر کے مسلمان بچوں کو غیر اسلامی نظریات کی حامل غیر ملکی زبان کی تدریس کی مخالفت ہم اس وجہ سے کر رہے ہیں کہ یہ عمر کا انتہائی نازک دور ہوتا ہے۔ یہ وہ وقت ہے جب بچہ دینی اور اخلاقی قدروں کے تصورات اخذ کرنا شروع کرتا ہے۔ اس کی شخصیت کے ڈھانچے کی تعمیر کی ابتداء ہوتی ہے۔ اسلام کا تقاضا تو یہ ہے کہ بچے کے کان میں سب سے پہلی آواز ''اللہ اکبر'' کی پڑے۔ ہماری ماضی کی تعلیمی روایت بھی یہی رہی ہے کہ جب مسلمانوں میں تعلیم کی شرح سو فیصدی تھی اور ان کے ہاں بڑی بڑی یونیورسٹیاں اور سکول وکالج موجود تھے۔ اس وقت بھی ابتدائی تعلیم کا گہوارہ مساجد اور ان میں قائم مکاتب ہوتے تھے۔ اس سے یہ ہوتا تھا کہ بچے کے ذہن میں اسلامی تصورات پختہ ہو جاتے تھے جو باقی ماندہ تعلیمی مراحل میں ساتھ چلتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی کوئی بھی آزاد قوم پہلی جماعت سے اپنے بچوں کو کوئی غیر ملکی زبان نہیں پڑھاتی بلکہ ہر قوم اپنے دین، اپنی تہذیب اور اپنی فکر کے مطابق اپنے بچوں کو پروان چڑھاتی ہے۔ پھر جب بچے کی ایک شخصیت بن جاتی ہے، اس کے دینی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور اخلاقی تصورات پختہ ہو جاتے ہیں تو بعد کے تعلیمی مراحل میں حسب ضرورت غیر ملکی زبان یا غیر ملکی ادیان یا غیر ملکی ثقافت وتمدن کا مطالعہ کروایا جاتا ہے لیکن ابتدا ہی میں بچوں کو اپنے دین اور اپنی تہذیب سے متصادم ایک غیر اسلامی افکار کی حامل غیر ملکی زبان پڑھانا نظریاتی خودکشی کے برابر ہے۔ ایسا تو وہی قوم کر سکتی ہے جو کوئی نظریاتی شناخت نہ رکھتی ہو یا نظریاتی شناخت رکھنا نہ چاہتی ہو، جو کسی مخصوص غیر ملکی تہذیب وفکر کو عملاً اپنانا چاہتی ہو اور اسے اپنے ہاں رائج اور نافذ کرنا چاہتی ہو۔ جو قوتیں ہمارے ہاں انگریزی میڈیم یا انگریزی کو پہلی جماعت سے لازمی قرار دینے پر اصرار کرتی ہیں وہ درحقیقت یہی چاہتی ہیں۔ ہمیں افسوس ان اسلامی دانشوروں اور ماہرین تعلیم پر ہے جو اس صورت حال کا ادراک کرنے سے قاصر ہیں یا معاملے کو سمجھتے تو ہیں لیکن چونکہ خود انہوں نے بھی انگریزی ذریعۂ تعلیم کے سکول کھول کر اسے کاروبار بنا رکھا ہے اس لیے وہ اس معاملے کی نزاکت کو نمایاں نہیں ہونے دیتے اور اس غیر تعمیری رویے کی مزاحمت نہیں کرنا چاہتے۔

پہلی جماعت سے انگریزی کی لازمی تدریس کا فیصلہ ایک اور لحاظ سے بھی غیر حقیقت پسندانہ ہے اور وہ یہ کہ ہمارے بچے عام طور پر گھروں میں پنجابی، پشتو، سندھی، بلوچی وغیرہ بولتے ہیں۔ سکول جاتے ہی وہ اردو سیکھنا شروع کر دیتے ہیں جو ذریعہ تعلیم بھی ہے۔ پھر اس چار پانچ سال کی عمر میں والدین بچوں کو عربی یعنی قرآن مجید پڑھانے پر بھی اصرار کرتے ہیں گویا چار پانچ سال کے بچے پر تین زبانوں کا بوجھ پہلے ہی موجود ہوتا ہے۔ اب انگریزی سے مرعوب دانش کہتی ہے کہ اسے انگریزی بھی اسی عمر میں پڑھاؤ۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے اور اصولاً یہی نکلنا بھی چاہیے کہ اسے کوئی زبان بھی نہیں آتی، نہ عربی نہ انگریزی اور نہ اردو۔ فنی طور پر یہ بات بہت اہم ہے کہ بچے کے ذہن میں کسی ایک زبان کے لسانی اسالیب (Patterns) پختہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہو جائیں اس کے بعد اگر اس کو کوئی دوسری زبان سکھائی جائے تو وہ نقصان دہ نہ ہو گی۔ بلکہ پہلی زبان کی سیکھی ہوئی لسانی مہارتیں بچے کے کام آئیں گی لیکن جب آپ بیک وقت چار زبانیں ایک معصوم کے سر پر لاد دیتے ہیں تو یہ اس کے ذہنی کمپیوٹر کو کنفیوز کرنے والی بات ہے، نتیجتاً وہ کسی زبان میں بھی مہارت نہیں حاصل کر پاتا۔ اس وجہ سے ماہرین کہتے ہیں کہ پہلے ایک زبان سکھا دی جائے پھر بعد میں دوسری زبانیں سکھائی جائیں۔ چلیے زیادہ سے زیادہ دو زبانیں بیک وقت سکھا دی جائیں لیکن ہمارے حکمران اور مغرب سے مرعوب دانشور تو چار زبانیں بیک وقت اپنے معصوم بچوں کو سکھانے پر مصر ہیں۔ ہماری رائے میں عربی بھی اردو سکھانے کے ایک دو سال بعد سکھائی جانی چاہیے لیکن ایک تو دینی ہونے کی وجہ سے یہ جذباتی معاملہ ہے اور والدین اس پر غور کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔ دوسرے عربی کے حروف، تہجی رسم الخط اور دوسرے لسانی سانچے اردو سے بہت مختلف نہیں۔ پھر عربی بھی اس عمر میں صرف قرآن پڑھنے کی حد تک سکھائی جاتی ہے دیگر لسانی مہارتوں پر زور نہیں دیا جاتا اس لیے ہم اسے فنی لحاظ سے کسی حد تک قابل قبول سمجھ لیتے ہیں۔ لیکن یہ آخری حد ہے اس کے بعد بچے پر مزید کسی زبان کا بوجھ ڈالنا ہمارے نزدیک اس پر ظلم کے مترادف ہے اور خصوصاً ایسی زبان کا جو لسانی ساخت کے لحاظ سے بھی اس کے لیے مکمل اجنبی ہو۔

ہمیں ان لوگوں کی سادہ لوحی پر ہنسی آتی ہے جو بڑی سادگی سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ اسلام کوئی زبان سیکھنے سے منع نہیں کرتا، اس کی نظر میں سب زبانیں ایک جیسی ہیں لہٰذا یہ کہنا غلط ہے کہ اسلامی نقطۂ نظر سے فلاں زبان نہیں سیکھنی چاہیے۔ یہ باتیں وہی کہہ سکتا ہے جو تعلیم و تعلم میں زبان کی اہمیت اور کردار سے ناواقف ہو۔ کون نہیں جانتا کہ ہر زبان کسی خاص علاقے اور اس کے مذہب اور تہذیب و ثقافت کی مظہر اور امین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہوتی ہے اوران اسباب کی وجہ سے ہر زبان کا ایک فکری اور تہذیبی سانچہ بن جاتا ہے جو خون کی طرح اس کی رگوں میں دوڑتا رہتا ہے۔ برصغیر کی مثال لیجیے سنسکرت یہاں ہندوؤں کی زبان ہے اور اردو مسلمانوں کی اور اس کے پیچھے صدیوں کا تہذیبی اور تمدنی عمل ہے۔ اب اگر کوئی کہے کہ سنسکرت کو اس کے تہذیبی وتمدنی پس منظر سے الگ کر کے مسلمانوں کی زبان بنایا جا سکتا ہے اور اردو کو اس کے تہذیبی وتمدنی پس منظر سے الگ کر کے ہندوؤں کی زبان بنایا جا سکتا ہے تو اسے سادہ لوحی ہی کہا جا سکتا ہے۔

اسی طرح انگریزی زبان مغرب کی دینی فکر، اس کی مادہ پرستی، سیکولرزم، سرمایہ داری، لادین جمہوریت اور وہاں کی مادر پدر آزاد معاشرت کا مظہر، امین بلکہ علمبردار ہے۔ اسے مجرد ایک ایسی زبان کی حیثیت سے نہیں لیا جا سکتا جو ان تہذیبی اور فکری اثرات سے خالی ہو۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ہم انگریزی کو اسلامی سانچے یا اسلامی پس منظر میں ڈھال کر پڑھائیں گے تو ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ ناممکن ہے لیکن یہ کام ناقابل یقین حد تک مشکل ضرور ہے کیونکہ کسی زبان کی تشکیلِ نو بڑا وقت طلب اور دقت طلب کام ہے، کسی لیبارٹری میں بٹن دبانے سے نہیں ہو سکتا۔ پھر اس کام کے لیے جس لگن، محنت اور جذبے کی ضرورت ہے وہ ہمارے ہاں سرے سے مفقود ہے۔ ہمارے اسلامی ماہرین تعلیم کی نالائقی کی حد تو یہ ہے کہ ان سے پچھلے پچاس سال میں سکولوں میں انگریزی پڑھانے کے لیے ایک سیریز بھی نہیں لکھی جا سکی۔ انہوں نے انگریزی زبان کا مزاج کیا تبدیل کرنا ہے؟ یہاں تو جناب چھری کاٹے گی خواہ وہ خربوزے پر گرے یا خربوزہ اس پر گرے۔

ایک اور بڑا نقصان جو ہمارے ہاں پہلے ہی انگریزی لازمی کرنے سے ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اس نے ناخواندگی کو فروغ دیا ہے۔ میٹرک میں فیل ہونے والے طلبہ کی اکثریت انگریزی میں فیل ہوتی ہے اور انگریزی چونکہ ایف اے اور بی اے میں بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لازمی ہے اس لیے نہ صرف یہ کہ ہمارے طلبہ کی ایک بڑی تعداد محض انگریزی کی وجہ سے میٹرک نہیں پاس کر سکتی بلکہ یہ طلبہ اگر کسی طرح روپیٹ کر میٹرک کر بھی لیں تو انہیں آگے پڑھنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہاں اعلیٰ تعلیم کی شرح ایک فیصد سے بھی کم ہے۔ اب ہمارے بزرجمہروں نے پہلی جماعت سے انگریزی لازمی کر دینے کا فیصلہ کر تو لیا ہے لیکن ہمیں خدشہ ہی نہیں یقین ہے کہ یہ فیصلہ معصوم بچوں کو سکول سے بھگانے میں اہم کردار ادا کرے گا اور ہم خواندگی میں مزید پیچھے رہ جائیں گے بلکہ ناخواندگی کے نئے ریکارڈ قائم کریں گے۔ ایک طرف پنجاب حکومت لازمی تعلیم کا قانون بنا رہی ہے (اس پر گفتگو پھر کبھی کہ سارے بچوں کی تعلیم کے لیے حکومت انتظام بھی کر سکتی ہے یا یہ محض اخباری پروپیگنڈہ ہے) اور دوسری طرف بچوں کے لیے غیر خوش گوار تعلیمی ماحول پیدا کر کے انہیں سکول سے بھاگنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ اسی وجہ سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ انگریزی کو ذریعہ تعلیم بنانا یا اسے پہلی جماعت سے لازمی کرنا پاکستانی عوام کو ناخواندہ رکھنے کی سازش ہے۔

پاکستان میں انگریزی سکھانے کے حوالے سے جو بات سب سے اہم ہے اور جسے اکثر نظر انداز کر دیا جاتا ہے، وہ یہ کہ یہاں انگریزی پڑھانے کے طریقے نہایت فرسودہ اور از کار رفتہ ہیں ورنہ انگریزی پڑھانے کے مواقع کی کمی نہیں۔ اس وقت بھی سرکاری سکولوں میں چھٹی جماعت سے لے کر بی اے تک انگریزی لازمی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا ہر گریجوایٹ نو سال تک مسلسل انگریزی پڑھتا ہے لیکن یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہمارے اکثر گریجوایٹ نہ تو انگریزی کی چند سطریں صحیح لکھ سکتے ہیں اور نہ انگریزی بول سکتے ہیں۔ تو اصل خرابی یہ نہیں کہ ہم اپنے بچوں کو انگریزی نہیں سکھاتے یا انہیں انگریزی سیکھنے کے مواقع میسر نہیں۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں انگریزی سکھانے کے طریقے دقیانوسی ہیں۔ انگریزی سکھانے کے ماہر اساتذہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



موجود نہیں اور اساتذہ کی ٹریننگ کا مناسب انتظام موجود نہیں۔ سمعی وبصری آلات کا استعمال نہ ہونے کے برابر ہے۔ ان حالات میں ضرورت اس بات کی تھی کہ انگریزی پڑھانے کا جو نظام پہلے سے موجود تھا اسے موثر بنایا جاتا اور اس کی اصلاح کی جاتی لیکن فیصلہ الٹی سمت میں کیا گیا ہے اور اسے پہلی جماعت سے لازمی کر دیا گیا ہے لیکن حسب معمول تربیت یافتہ اساتذہ کا انتظام سرے سے موجود ہی نہیں لہٰذا یہ کہنے کے لیے بہت زیادہ عقل کی ضرورت نہیں کہ یہ تجربہ بری طرح ناکام ہوگا۔

ہم آخر میں اپنے موقف کو پھر دہراتے ہیں کہ ہمیں انگریزی سے کوئی کد ہے نہ ہمیں انگریزی کی اہمیت سے انکار ہے اور نہ ہم اس کی تدریس کے مخالف ہیں پاکستان میں انگریزی ضرور پڑھائی جانی چاہیے اور اعلیٰ معیار کی پڑھائی جانی چاہیے لیکن سب کو نہیں ضرورت مندوں کو اور وہ بھی مناسب وقت پر۔ اپنی نظریاتی اور ملی سرحدوں کے تحفظ پر اصرار ہماری بقا اور استحکام کا مسئلہ ہے۔ ہمارا یہ فیصلہ ہونا چاہیے کہ ہماری نئی نسل کو پہلے اچھا مسلمان اور اچھا پاکستانی بننا ہے باقی باتیں اس کے بعد آئیں گی۔ لاریب ہمیں اس دنیا میں ترقی بھی کرنی ہے اور سربلند رہنے کے لیے جدوجہد بھی کرنی ہے لیکن ایک مسلمان کی حیثیت سے اور ایک پاکستانی کی حیثیت سے، اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب ہم اپنے نظریۂ حیات سے جڑے رہیں۔ جب نئی نسلوں کی شخصیت کی تعمیر اسلام اور نظریہ پاکستان کی بنیاد پر ہو، جب انہیں اپنے ماضی پر فخر اور مستقبل پر یقین ہو۔ اس کے برعکس اگر ہم نے اپنے بچوں کو مغرب کا گرویدہ اور اس سے مرعوب بنا دیا۔ بچپن ہی سے اپنے بچوں میں غیر ملکی زبان کے ذریعے اسلام مخالف تصورات کی آبیاری کر دی تو وہ کیسے سچے مسلمان اور پاکستانی بنیں گے؟

اندریں حالات ہماری تجویز یہ ہے کہ ملک میں انگریزی میڈیم سکولوں پر بغیر کسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



استثنیٰ کے الفور پابندی لگا دی جائے۔ ثانوی سطح سے انگریزی کو ایک اختیاری مضمون کے طور پر پڑھنے کی اجازت ہو۔ اس کے ساتھ ہی انگریزی زبان کی اسلامی اور پاکستان کے تناظر میں تدریس کے لیے ایسے ماہرین تعلیم کی زیرنگرانی انگریزی کا نصاب اوز نصابی کتب ازسرنو مدون کی جائیں جو اسلام اور نظریہ پاکستان پر پختہ یقین رکھتے ہوں۔ علاوہ ازیں انگریزی کی موثر تدریس کے لیے اساتذہ کی ٹریننگ کے پروگرام وضع کیے جائیں اور سمعی و بصری وسائل کے ساتھ تدریس کے جدید انداز اپنائے جائیں تاکہ جو طالب علم بھی انگریزی پڑھنا چاہے اسے تھوڑے سے عرصے میں اس زبان پر ماہرانہ گرفت حاصل ہو جائے۔ لیکن اگر یہ سب کچھ نہ کیا گیا تو جس طرح پہلے نو سال کی تدریس کے بعد بھی بچوں کو انگریزی نہیں آتی تھی، اب چودہ سال کی تدریس کے بعد بھی نہیں آئے گی، ناخواندگی میں زبردست اضافہ ہوگا، اسلام اور نظریہ پاکستان سے بُعد پیدا ہوگا اور ایک ایسی نسل پروان چڑھے گی جو آدھی تیتر آدھی بٹیر ہو گی، جو نظریاتی لحاظ سے عدم یکسوئی کا شکار ہوگی تو کردار کے لحاظ سے بودی اور کمزور۔

[نوائے وقت، لاہور، ۲۱ جنوری ۱۹۹۴ء]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# یونیورسٹیوں میں علوم اسلامیہ کی تعلیم کا انحطاط

پیشتر اس کے کہ ہم اپنے موضوع یعنی' پاکستانی یونیورسٹیوں میں علوم اسلامیہ کی تدریس کے معیار کی پستی کے اسباب' پر گفتگو کریں ہم آپ کو ایک واقعہ سنانا چاہتے ہیں۔ یہ ۱۹۸۴ء کی بات ہے جب ہم اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے کے سلسلے میں لندن میں تھے جب ہمیں طلبہ کے ایک گروپ کے ساتھ آکسفورڈ جانے کا موقع ملا۔ خاتون گائڈ حسب معمول بہت باتونی تھی اور بلاتکان بولے چلی جارہی تھی۔ جب ہم آکسفورڈ یونیورسٹی کے سائنس کالج میں داخل ہوئے تو اس نے کالج کے صحن میں کھڑے ہوکر کالج کو دیکھتے ہوئے گردن اکڑائی اور کہنے لگی کہ مجھے اس کالج پر فخر ہے کیونکہ اس نے ہمارے لیے نو (۹) نوبل انعام حاصل کرنے والے سائنسدان پیدا کیے ہیں۔ ہمارے دل میں فوراً حسرت پیدا ہوئی کہ کاش پاکستان میں بھی تعلیمی معیار اتنا بلند ہوتا کہ ہمارے ہاں بھی نوبل لاری ایٹ پیدا ہوتے۔ لے دے کر ہمارے ایک آدمی کو آدھا نوبل پرائز ملا اور وہ بھی ایک غیر مسلم کو۔ نیچرل سائنسز تو دور کی بات ہے ہمارے ہاں تو علوم اسلامیہ میں بھی اتنا کام نہیں ہوا کہ ہم کسی کا نام فیصل ایوارڈ کے لیے ہی تجویز کرسکیں۔

جہاں تک پاکستانی یونیورسٹیوں میں علوم اسلامیہ کی تدریس کے معیار کی پستی کے اسباب کا تعلق ہے تو اس موضوع پر غور کرنا درحقیقت خود احتسابی کی روایت کی ابتدا کرنا ہے۔ اس کے لیے ہمیں بے رحمی سے اپنا پوسٹ مارٹم کرنا پڑے گا اور صبر بھی کرنا پڑے گا کیوں کہ اس کے چھینٹے ہمارے اپنے دامن پر ہی پڑیں گے۔

اس موضوع پر کئی پہلوؤں سے گفتگو کی جاسکتی ہے۔ ہم اس کی صرف ایک جہت کو لیں گے تاکہ دوسری جہات پر دوسرے لوگ روشنی ڈال سکیں۔ ہماری رائے میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پاکستانی یونیورسٹیوں میں اسلامی علوم کی تعلیم کے معیار کی پستی کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ اس مرحلے پر اعلیٰ تعلیم کو Research Oriented ہونا چاہیے یعنی ریسرچ سے مربوط اور اس پر مبنی ہونا چاہیے جو کہ اس وقت وہ نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک اس کے چار بڑے اسباب ہیں:

پہلا سبب طریق تدریس کی خامی ہے۔ ہمارے ہاں پوسٹ گریجویٹ سطح پر بھی طریق تدریس یہ ہے کہ استاد کے لیکچر کے نوٹس بنا لیے جاتے ہیں اور بعض اوقات یہ نوٹس بھی بنے بنائے اور چھپے چھپائے مل جاتے ہیں' نیز گائڈیں اور خلاصے سامنے رکھ لیے جاتے ہیں اور امتحان پاس کر لیا جاتا ہے حالانکہ ہونا یہ چاہیے کہ اس مرحلے پر استاد کلاس روم میں طلبہ کے سامنے موضوع کا تعارف کروائے اور اس موضوع سے متعلق مطبوعہ اور غیر مطبوعہ مواد کی نشاندہی کرے کہ اس موضوع پر کن کتابوں اور مقالات وغیرہ کی مدد سے وہ سیر حاصل مطالعہ کر سکتے ہیں۔

دوم: یونیورسٹیوں میں علمی اور تحقیقی ماحول نہ ہونا۔ یونیورسٹیوں میں ماحول تعلیمی اور تحقیقی اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب اساتذہ خود لائق اور محنتی ہوں اور مطالعہ و تحقیق ان کا اوڑھنا بچھونا ہو۔ جب اساتذہ کا مطالعہ اور تحقیق کا ذوق ہوگا تبھی وہ اپنے شاگردوں میں اس ذوق کو منتقل کر سکیں گے' لہٰذا معیار تعلیم کی پستی کا ذکر کرنے سے پہلے ہم اساتذہ کو خود اپنے گریبان میں جھانکنا ہوگا کہ ہم میں مطالعہ و تحقیق کا کتنا ذوق ہے اور ہم اپنے وقت کا کتنا حصہ اس پر صرف کرتے ہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ ایک اچھے کام کی مثال دیتے ہوئے ہمیں دوبارہ مغرب کا رخ کرنا پڑا ہے۔ مغرب میں استاد کا مرتبہ بہت بلند ہوتا ہے۔ اس میں سہولتیں اور تنخواہ بھی دوسرے پیشوں سے زیادہ ہوتی ہے لیکن وہاں یوں نہیں ہوتا کہ استاد ایک پیریڈ پڑھانے یونیورسٹی آئے اور پھر واپس چلا جائے اور باقی تئیس گھنٹے اس کی مصروفیت کوئی دوسری ہو بلکہ وہاں استاد چوبیس گھنٹے استاد ہوتا ہے۔ یونیورسٹی کے اوقات میں وہ یا تو کلاس روم میں ہوتا ہے یا اپنے کمرے میں تاکہ طلبہ اس سے رہنمائی حاصل کر سکیں یا لائبریری میں تاکہ وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تدریس کی تیاری اور تحقیقی کام کر سکے۔ ۱۹۹۱ء کے اواخر میں ہمیں علوم اسلامیہ کے پروفیسرز اور ماہرین کے ایک گروپ کے ساتھ امریکہ جانے کا موقع ملا۔ مشی گن یونیورسٹی کے مڈل ایسٹ ڈیپارٹمنٹ میں ایک دن ہمارا وزٹ تھا۔ وہاں صرف دو پروفیسر تھے ایک لبنان کے ڈاکٹر ناجی اور دوسرے پاکستان کے ڈاکٹر مستنصر میر۔ ڈاکٹر مستنصر میر کو ہمارے آنے کی اطلاع تھی، لیکن جب ہم وہاں پہنچے تو وہ ہمیں ملنے کے لیے موجود نہ تھے۔ پتہ چلا کہ کلاس روم میں ہیں۔ وہ تھوڑی دیر کے بعد آئے اور سلام ودعا کے بعد مزید چند منٹ کی رخصت مانگی کہ اپنے کمرے پر اپنی غیر موجودگی کا نوٹس لگا آؤں ورنہ طلبہ پریشان ہوں گے۔ ڈاکٹر ناجی اور ڈاکٹر میر نے جب اپنے کام کا تعارف کروایا تو ہم حیران رہ گئے کہ صرف دو آدمی اتنا کام کس طرح کرتے ہیں جتنا کہ ہمارے ہاں کئی ادارے مل کر بھی نہیں کر سکتے۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ تعلیم و تحقیق دونوں پروفیسروں کا اوڑھنا بچھونا تھا اور تدریسی اوقات کے بعد بھی وہ اپنے وقت کا بڑا حصہ لائبریری میں گزارتے تھے۔ ہمیں یاد آیا کہ ۱۹۷۶ء میں جب ہم نے ریاض (سعودی عرب) کی شاہ سعود یونیورسٹی میں داخلہ لیا تو غیر عربوں کو عربی سکھانے کے لیے مقامی اساتذہ کی لکھی ہوئی کوئی کتاب موجود نہ تھی اور ہمیں اس وقت مشی گن یونیورسٹی کے اسی ڈاکٹر ناجی کی لکھی ہوئی کتاب پڑھنا پڑھی تھی۔

پاکستانی یونیورسٹیوں میں علوم اسلامیہ کی تدریس کے معیار کی پستی کا تیسرا بڑا سبب یہ ہے کہ ہمارے ہاں ریسرچ ٹولز (Tools) ہی نہیں ہیں لہٰذا اگر کوئی ریسرچ کرنا چاہے بھی تو کیسے کرے؟ شکاگو یونیورسٹی کے شعبہ علوم اسلامیہ کی لائبریری خدا جھوٹ نہ بلوائے تو پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ علوم اسلامیہ کی لائبریری سے دس گنا بڑی ہے۔ اسی سے اندازہ لگایئے کہ ہمارے ہاں ریسرچ پر مبنی اور اس سے مربوط تدریس کے کتنے امکانات ہیں؟ اس صورت حال کے ذمہ دار صرف اساتذہ اور حکومت ہی نہیں بلکہ ہمارا پورا معاشرہ ہے۔ ہم غریب ملک ضرور ہیں لیکن اتنے بھی غریب نہیں ہیں۔ ہماری غربت کا بڑا سبب یہ ہے کہ ہمارے امیروں کے پیسے امریکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور سوئٹزر لینڈ کے بنکوں میں چلے جاتے ہیں یا ان کے کتوں اور گھوڑوں پر خرچ ہو جاتے ہیں اور ہم جیسے حقیر انسانوں کے حصے میں کچھ نہیں آتا۔ امریکہ میں ہم نے یہ بھی دیکھا کہ وہاں اکثر یونیورسٹیاں پرائیویٹ شعبے میں قائم ہیں' یعنی حکومت کی قائم کردہ نہیں بلکہ معاشرے کے کھاتے پیتے لوگوں نے اتنے بڑے بڑے ٹرسٹ قائم کر رکھے ہیں کہ ان یونیورسٹیوں کو چلانے میں منتظمین کو کوئی دقت پیش نہیں آتی۔ حالت یہ ہے کہ ہمارے ہاں تیرہ کروڑ کی آبادی کے لیے تیئیس (۲۳) یونیورسٹیاں ہیں۔ جاپان کی کم وبیش اتنی ہی آبادی کے لیے ۵۰۰ یونیورسٹیاں ہیں اور امریکہ کی اس سے دگنی آبادی کے لیے ۳۵۰۰ یونیورسٹیاں ہیں جب کہ ہمارے حساب سے وہاں ۴۶ یونیورسٹیاں ہونی چاہیے تھیں یا ان کے حساب سے ہمارے ہاں ۱۷۵۰ یونیورسٹیاں ہونی چاہیے تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں اعلیٰ تعلیم کا تناسب ایک فیصد سے زیادہ نہیں ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار.

پاکستانی یونیورسٹیوں کے شعبہ ہائے علوم اسلامیہ میں تدریس کے یعنی ریسرچ پر مبنی اور اس سے مربوط نہ ہونے کی چوتھی اور آخری بڑی وجہ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ ہمارے ہاں آزادئ فکر نہیں ہے۔ بدقسمتی سے ہمارا روایتی دینی طبقہ عصر جدید اور اس کے تقاضوں کا ادراک کرنے سے قاصر ہے۔ اجتہاد ان کے ہاں اب بھی شجر ممنوعہ ہے۔ جمے جمائے نظام افکار سے ہٹ کر ذرا بات کیجیے' آپ کے سر پر اتنے پتھر پڑیں گے کہ آپ کے لیے جان بچانا مشکل ہو جائے گا' لہٰذا لوگ عافیت اسی میں سمجھتے ہیں کہ مکھی پہ مکھی مارتے رہیں اور ظاہر ہے مکھی پہ مکھی مارنے کا نام ریسرچ نہیں ہے۔ ریسرچ کا مطلب یہ ہے کہ وہ تخلیقی ہو اور تخلیقی ریسرچ اسی وقت وجود میں آتی ہے جب آزادئ فکر موجود ہو۔ اگر ریسرچ سکالر کے سر پر یہ خوف موجود ہو کہ وہ یہ کہہ سکتا ہے اور یہ نہیں کہہ سکتا تو اس ماحول میں کیا خاک تخلیقی ریسرچ ہو سکتی ہے؟ لہٰذا اہل دانش اور اہل اقتدار کو اس امر پر گہرا غور وخوض کرنا چاہیے اور ایسے اقدامات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کرنے چاہیں جن سے ہماری دینی قیادت میں فکری جمود کا خاتمہ ہو اور وہاں مسلک پرستی اور تنگ دلی کی بجائے ذہنی وسعت اور فکری رواداری کا ماحول پیدا ہو اور یہ کام اس حسن، تدریج اور توازن سے کیا جائے کہ دینی اقدار مجروح ہوں اور نہ معاشرے میں علماء کے وقار ہی کو ٹھیس پہنچے کیونکہ یہ بہر حال نقصان دہ ہے۔ یاد رہے کہ ہم فکری رواداری کا نام لے کر تجدد پسندی کی حمایت نہیں کر رہے بلکہ یہ کہہ رہے ہیں کہ تجدد اور تجمد دونوں کو چھوڑ کر میانہ روی اختیار کی جائے۔ اپنی دینی قدروں سے تمسک کا رویہ اپنایا جائے لیکن ساتھ ہی عصر حاضر کے تقاضوں کو سمجھنے اور اس کے پیدا کردہ مسائل کو حل کرنے کے لیے اجتہادی کوششیں بھی کی جائیں۔

ہم نے جو معروضات پیش کی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ پاکستانی یونیورسٹیوں میں اسلامی علوم کی تدریس اس لیے روبہ انحطاط اور غیر معیاری ہے کہ یہ Research Oriented نہیں ہے یعنی علمی ریسرچ سے مربوط اور اس پر مبنی نہیں ہے اور اس کے ہم نے چار بڑے اسباب گنوائے ہیں ایک غلط طریق تدریس' دوسرے تعلیمی ماحول کا علمی اور تحقیقی نہ ہونا، تیسرے تحقیقی آلات وسہولیات کا میسر نہ آنا اور چوتھے روایتی دینی قیادت میں جمود کی وجہ سے آزادئ فکر کا نہ ہونا۔ ہم توقع کرتے ہیں کہ ان خامیوں کو دور کر کے اگر کام کا آغاز کیا جائے تو بہتر نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ ان شاء اللہ۔

(عالمی رابطہ ادب اسلامی کے سیمینار میں تقریر...... ۲۷ر اکتوبر ۱۹۹۷ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# سبق شاہین بچوں کو دے رہے ہیں خاکبازی کا

ہر صاحبِ عقل یہ سمجھ سکتا ہے کہ معاشرے کی ترقی واستحکام میں تعلیم وتربیت کا کردار بہت اہم ہے۔ صحیح تعلیم وتربیت کی موجودگی سے معاشرہ سنورتا اور ترقی کرتا ہے اور اس کی عدم موجودگی سے معاشرہ بگڑتا اور زوال پذیر ہوتا ہے۔ صحیح تعلیم وتربیت سے ہماری مراد یہ ہے کہ تعلیم وتربیت کا نظام ایسا ہو جو معاشرے کو اس کے اختیار کردہ معتقدات اور نظریات کے مطابق کامیاب افراد تیار کر کے دے اور اس کے برعکس غلط اور ناکام نظام تعلیم وتربیت وہ ہے جو معاشرے کو اس کے اختیار کردہ نظریات کے مطابق اچھے اور کامیاب افراد تیار کر کے نہ دے۔ ہم اگر اپنے نظام تعلیم کو مذکورہ بالا کسوٹی پر پرکھیں تو بہت مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ہم بہت جلد اس نتیجے پر پہنچ جاتے ہیں کہ ہمارا نظام تعلیم صحیح نہیں ہے۔ اگر ہمارا نظام تعلیم صحیح نہیں ہے تو اس میں کیا خرابیاں ہیں اور وہ کیسے دور ہو سکتی ہیں؟ اس اہم موضوع پر ہم آج غور کرنا چاہتے ہیں۔

ہمارے نظام تعلیم میں خرابیاں کئی ایک اور تہ در تہ ہیں جو باہم مربوط بھی ہیں۔ اگر ہم ان کے گننے پر آئیں تو ایک لمبی فہرست بن سکتی ہے مثلاً یہ کہ ہمارا نظام تعلیم ہماری نظریاتی اور ملی امنگوں کا ساتھ نہیں دیتا بلکہ مغربی فکر وتہذیب کے غلبے کی عکاسی کرتا ہے' شرح تعلیم کم ہے' سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم کا اس میں موزوں اہتمام نہیں' اس میں اعلیٰ تعلیم خصوصاً تخلیقی تحقیق کا فقدان ہے' یہ نظام تعلیم طبقاتی ہے سب کو یکساں مواقع مہیا نہیں کرتا' اس میں تربیت اور تعمیر شخصیت کا فقدان ہے' اس میں اساتذہ کی تربیت کا معقول انتظام موجود نہیں' اساتذہ ٹیوشن پڑھانے پر مصر ہیں' طلباء سیاسی جماعتوں کے آلہ کار بن چکے ہیں اور انہیں کتابوں سے زیادہ کلاشنکوف عزیز ہے' وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



امتحان پاس کرنے کے لیے ناجائز ذرائع استعمال کرنے کو اپنا حق سمجھنے لگے ہیں اور تعلیمی معیار انتہائی گر چکا ہے' نصاب اور نصابی کتب ناقص ہیں' تعلیم کے لیے حکومت بہت کم فنڈز مہیا کرتی ہے اور جو فنڈز مہیا ہوتے ہیں وہ بھی ضائع ہو جاتے ہیں اور تعمیری انداز میں استعمال نہیں ہوتے۔ پرائیویٹ سیکٹر میں تعلیمی سرگرمیوں کو منضبط کرنے کا انتظام موجود نہیں' ہمارا نظام تعلیم ثنویت بلکہ ثلاثیت کا شکار ہے۔ قومی زبان اردو کو اس میں اہمیت نہیں دی جاتی اور انگریزی زبان وثقافت کے غلبے کو مستحکم کرنے کے لیے نت نئے اقدامات کیے جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

افراد کی تعمیر شخصیت وکردار اور قوموں کے عروج وزوال میں چونکہ نظام تعلیم بنیادی اہمیت کا حامل ہوتا ہے لہٰذا ہماری نظر میں بھی یہ موضوعات بہت اہم ہیں اور ہم ان موضوعات کو ان شاء اللہ وقتاً فوقتاً زیر بحث لاتے رہیں گے۔ تاہم آج جس موضوع پر ہم غور کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ اگر ہمارا نظام تعلیم ہمارے اسلامی اور ملی تقاضوں کو پورا نہیں کرتا تو اسے ان تقاضوں کے مطابق کیسے ڈھالا جائے؟ گویا ہمارا موضوع ہے نظام تعلیم کی اسلامائزیشن یا دوسرے لفظوں میں اس کی اسلامی تشکیل نو۔ اور تشکیل نو کی بحث میں یہ جاننا ضروری ہے کہ فی الوقت یہ نظام کیسا ہے، اس میں کیا خامیاں ہیں' اس میں کون سی تبدیلیاں ناگزیر ہیں اور وہ کیسے لائی جائیں گی یا ان کے روبہ عمل لانے میں کیا دشواریاں حائل ہیں وغیرہ وغیرہ

پاکستان میں نظام تعلیم کی اسلامی تشکیل نو کا سوچتے وقت ہمیں پہلے اس امر کا تعین کر لینا چاہیے کہ ہمارے نظام تعلیم میں بگاڑ کے اسباب کیا ہیں؟ ہماری رائے میں یہ اسباب فکری بھی ہیں، اخلاقی بھی اور انتظامی بھی۔ جہاں تک فکری اسباب کا تعلق ہے ان میں سرفہرست تعلیمی ثنویت ہے۔ پاکستان کے تعلیمی نظام کی بنیادی خرابی یہ ہے کہ اس میں دینی تعلیم اور دنیوی تعلیم کا انتظام الگ ہے بلکہ یہ کہنا بھی شائد بے جا نہ ہوگا کہ دینی اور دنیوی تعلیم کے لیے دو متوازی نظام ہائے تعلیم، جو ایک دوسرے کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ضد ہیں، بیک وقت کام کر رہے ہیں۔ ایک طرف پرائیویٹ مدارس کا سلسلہ ہے جنہیں ''دینی مدارس'' کہا جاتا ہے۔ ان میں بعض دینی علوم صدیوں پہلے مرتب کیے گئے ہیں اور پرانے طریقے کے مطابق پڑھائے جاتے ہیں۔ معاصر علوم وہاں سرے سے پڑھائے ہی نہیں جاتے جن کی ہمارے معاشرے اور ریاست کو ضرورت ہے۔

دینی علوم کی تدریس کا بھی وہاں یہ عالم ہے کہ قرآن حکیم کی تعلیم کو ان کے تعلیمی ڈھانچے میں مرکزی حیثیت حاصل نہیں ہے' نہ وہ طلبہ میں تفقہ واجتہاد کی صلاحیت پیدا کرتے ہیں' نہ زبانیں اچھی طرح سکھاتے ہیں۔ برس ہا برس تک عربی پڑھنے کے باوجود ان مدارس کے طلبہ عربی بول سکتے ہیں اور نہ لکھ سکتے ہیں۔ دوسری طرف حکومت اور عوام کے قائم کردہ وہ سینکڑوں اور ہزاروں سکول و کالج ہیں جن میں معاصر علوم تو پڑھائے جاتے ہیں (اگرچہ ان کی تدریس بھی معیاری نہیں) لیکن قرآن و حدیث' فقہ و عقائد اور عربی زبان کی تدریس کا وہاں کوئی معقول انتظام نہیں۔ تربیت اور کردار سازی پر توجہ دونوں جگہ نہیں ہے اس تعلیمی ثنویت کا نقصان یہ ہے کہ ہمارے ہاں اسلامی شخصیت منتشر ہو کر رہ گئی ہے۔ اسلامی تشخص مجروح ہو گیا ہے اور متوازن مسلمان پیدا نہیں ہو رہے جنہیں دین کی بھی خبر ہو اور دنیا کی بھی۔ دینی مدارس ایسے طلبہ پیدا کرتے چلے جا رہے ہیں جو معاشرے میں کھپ نہیں سکتے' قومی اداروں میں جا نہیں سکتے سوائے اس کے کہ وہ کسی مسجد میں مولوی بن جائیں یا کسی ایسے ہی مدرسے میں پڑھانے لگ جائیں اور ہمارے سکول و کالج اور یونیورسٹیاں ایسے طلبہ پیدا کرتی چلی جا رہی ہیں جنہیں دین کی کوئی خبر نہیں' نہ اس کے مبادیات کی اور نہ اس کے تقاضوں کی حالانکہ معاشرے کا سارا نظم و نسق انہی کے ہاتھوں میں ہے۔

بگاڑ کا ایک اور فکری سبب سیکولرزم ہے۔ پاکستان بننے سے پہلے انگریز نے جو نظام تعلیم قائم کیا تھا وہ اس نے اپنے نظریات کے مطابق اور اپنی مخصوص ضرورتوں کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پورا کرنے کے لیے قائم کیا تھا۔ مغربی تہذیب کے بنیادی اصول مادہ پرستی' سیکولرزم' سرمایہ داری اور جمہوریت اس کے رکن رکین تھے۔ مغربی تہذیب کے ان اصولوں کی قدر مشترک یہ ہے کہ یہ ایک بے خدا نظام زندگی ابھار کر سامنے لاتے ہیں۔ مغرب والے ایسے خدا کو مانتے ہیں جو ان کو ایسی شریعت نہیں دیتا جو ان کی زندگی کو منضبط کرے اور آخرت کی زندگی کو اصل منزل قرار دے۔ ان کے نزدیک انسان اس دنیا کی زندگی گزارنے میں خود مختار ہے اور اپنا حاکم اعلیٰ خود ہے' کوئی ایسا خدا نہیں ہے جس کے احکام کی پابندی ان پر فرض ہو۔

مذہب ان کے نزدیک فرد کا داخلی اور روحانی معاملہ ہے جس کا ریاست اور معاشرے سے کوئی تعلق نہیں۔ سیکولرزم کا یہی وہ تصور ہے جس نے مغرب کی مادہ پرستانہ اور بے خدا تہذیب کو جنم دیا اور انہی اصولوں پر اس نے وہ نظام تعلیم مرتب کیا جو ہندوستان میں اس کی حکومت چلانے کے لیے ایسے کارندے تیار کرتا تھا جو بے شک نام کے مسلمان' ہندو یا سکھ ہوں لیکن فکری' علمی' تہذیبی اور ذہنی لحاظ سے کالے انگریز ہوں اور یہ کام اس نے نہایت کامیابی سے کیا۔ پاکستان بننے کے بعد ان لوگوں کا، جنہوں نے پاکستان بنایا تھا اور اس کے حکمران تھے' یہ فرض تھا کہ وہ پاکستان کو سچ مچ پاکستان بنانے کے لیے جدوجہد کرتے' معاشرے کے سارے پرانے اداروں کو مسمار کرتے اور اسلامی اصولوں پر سارے معاشرے کی تنظیم نو کرتے اور اگر وہ ایسا کرنا چاہتے تو کوئی طاقت ان کا ہاتھ روکنے والی نہ ہوتی۔ لیکن ہماری بدقسمتی کہ انہوں نے ایسا نہ کیا اور اللہ کی مشیت کہ پاکستان کی تحریک کے فکری اور عملی معمار (اقبال اور جناح) پاکستان کو سچ مچ پاکستان بنانے کی جدوجہد کرنے کے لیے باقی نہ رہے اور یہ نشیمن زاغوں کے تصرف میں آ گیا۔

پاکستان میں حکمران طبقہ ہمیشہ انگریز کے تربیت یافتہ بیوروکریٹوں (سول اور فوجی) جاگیرداروں' سرمایہ داروں (اور ان تینوں طبقوں پر مشتمل اور ان میں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



چھن کر اوپر آئے ہوئے سیاستدانوں) پر مشتمل رہا ہے جنہوں نے تعلیم وتربیت انگریز کے سیکولر اداروں میں پائی ہے اور وہ اپنے مخصوص مفادات کے تحفظ کے لیے "سٹیٹس کو" بہرحال اور بہر قیمت برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ پچھلے طویل برسوں میں اس میں پیوندکاریاں بہت ہوئی ہیں' اس میں اصلاح بھی کسی حد تک ہوئی ہے لیکن کئی دوسرے عوامل کے ساتھ مل کر اس کا سیکولر مزاج ابھی تک باقی ہے۔

ہمارے نظام تعلیم میں بگاڑ کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ اس میں قرآن مجید کو مرکزی اور محوری حیثیت حاصل نہیں ہے' یہ ہمارے نظام تعلیم کی سب سے بڑی خرابی' ہماری سب سے بڑی بدقسمتی اور ہمارے زوال کی سب سے بڑی وجہ ہے کہ ہم قرآن سے دور ہو گئے ہیں۔ یہاں قرآن کی تدریس کو مرکزی حیثیت حاصل نہیں۔ سارا قرآن ترجمے وتفسیر کے ساتھ یہاں نہیں پڑھایا جاتا' اس کے علوم پر یہاں کوئی تحقیق نہیں ہوتی' ہمارے ملک میں قرآن (ناظرہ) پڑھنے اور حفظ کرنے کے سیکڑوں نہیں ہزاروں مدارس ہیں لیکن ایسے مدارس بہت کم ہیں جہاں قرآن فہمی کی کوشش بھی ہوتی ہو، سارے قرآن کا ترجمہ اور تفسیر بھی پڑھائی جاتی ہو، ہمارے سکولوں کا نصاب اتنا بھاری بھرکم ہے کہ معصوم بچے اپنے بستے نہیں اٹھا سکتے۔ لیکن ان سکولوں کالجوں میں قرآن کی تدریس کا کوئی انتظام بھی ہے؟۔

عام لوگوں کے بچے علی الصبح (یا شام) مسجد میں جا کر قرآن پڑھنا سیکھ لیتے ہیں۔ کھاتے پیتے لوگ گھروں پر قرآن پڑھانے والے حافظ، قاری کا انتظام کر لیتے ہیں۔ پھر یہ بچے عصری علوم پڑھنے کے لیے سکول جاتے ہیں' سوال یہ ہے کہ کیا قرآن صرف طوطوں کی طرح بے سمجھے بوجھے پڑھنے کے لیے نازل ہوا تھا؟ نہیں وہ اس لیے نازل ہوا تھا کہ اسے سمجھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔ اس وقت کیفیت یہ ہے کہ پرائمری میں عربی کا ایک لفظ نہیں پڑھایا جاتا' مڈل میں یہ اچانک لازمی ہو جاتی ہے اور اس کے بعد پھر ختم۔ جو طلبہ میٹرک کے بعد سائنسی مضامین اختیار کریں وہ چاہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بھی تو عربی نہیں پڑھ سکتے، بطور اختیاری مضمون کے بھی نہیں۔ اعلیٰ تعلیم، فنی تعلیم، پیشہ ورانہ تعلیم کہیں بھی اس کا گزر نہیں۔

اس کے علاوہ حدیث، سیرت، فقہ، عقائد، تاریخ اسلام وغیرہ کا بہت کم حصہ ہمارے نظام تعلیم میں جگہ پاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے طلبہ دین کی بنیادی باتوں سے بھی ناواقف رہتے ہیں اور ان کی شخصیت پر اسلام کا گہرا رنگ نہیں چڑھ پاتا۔ ہمارے نظام تعلیم میں بگاڑ کے فکری اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ اس میں تصور تربیت کا فقدان ہے۔ اسلام کے تصور تعلیم میں، تربیت، تعلیم کا جزو لاینفک ہوتی ہے۔ قرآن اس تعلیم کی مذمت کرتا ہے جو عمل و کردار کے سانچے کو نہ بدلے (سعودی عرب میں تعلیم کی وزارت کا پورا نام ہے "وزارة التعليم والتربية" اور طلبہ کی اسلامی تربیت کے مختلف پروگرام وضع کرنے اور ان پر عمل درآمد کے لیے "التوعية الاسلاميه" کے نام سے ایک الگ اور مستقل شعبہ وزارت میں کام کرتا ہے)۔ ہمارے نظام تعلیم میں جب قرآن حکیم اور دیگر اسلامی علوم کی تدریس ہی کا انتظام نہیں تو تربیت کا خیال کیسے آئے گا؟۔ ہمارے دینی مدارس میں بھی تربیت کا کوئی تصور نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ وہاں مادی وسائل کی کمی ہوتی ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ بچے کو اسلامی آداب اور اسلامی اخلاق سے مزین کرنے کے لیے کسی سرمائے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اصل بات یہ ہے کہ تعلیم دینے والوں کی توجہ اس طرف نہیں ہے، وہ اس کام کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ اسلام کے تعلیمی تصور کا ایک بنیادی ہدف یہ ہوتا ہے کہ وہ ہر طالب علم کو عملاً ایک اچھا اور باعمل مسلمان شہری بنانا چاہتا ہے۔ جو نظام تعلیم یہ نہیں کرتا اسے کسی صورت اسلامی نہیں کہا جا سکتا۔

نظام تعلیم میں بگاڑ کے فکری اسباب کے چند اہم پہلوؤں کے تذکرے کے بعد اب ہم اخلاقی اسباب کا ذکر کریں گے۔ اگر کسی شخص کے کردار کی تعمیر اسلامی اصولوں کے مطابق ہوئی ہو تو وہ ایک بااصول اور باکردار زندگی گزارتا ہے اور ایسی زندگی

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



گزارنے کے لیے قربانی دے سکتا ہے لیکن جب آدمی کی تربیت میں نہ ایمان کا دخل ہوا ور نہ اس کی شخصیت کی تعمیر اعلیٰ اسلامی اصولوں پر ہوئی ہو تو ایسے شخص کے کردار کی کیفیت ریت کی اس دیوار کی سی ہوتی ہے جسے حرص ولالچ اور دنیوی منافع کا ایک ہلکا سا دھکا زمین بوس کرنے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ اسلام کے اعلیٰ اخلاقی اصولوں کو پس پشت ڈال دینے کا اور اسلامی اصولوں کے مطابق تعلیم وتربیت کا انتظام نہ کرنے کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ہم اخلاقی پستی کی حدوں کو چھونے لگے ہیں۔ ہر طرف مادہ پرستی کا دور دورہ ہے' ہر قیمت پر راتوں رات امیر ہونے کا رجحان غالب آچکا ہے' معیار زندگی بڑھانے کے خبط نے لوگوں کا سکون برباد کر دیا ہے۔ ان حالات میں اگر استاد سکول میں نہیں پڑھاتے اور بچوں کو شام کے وقت گھر پہ ٹیوشن پڑھنے پر مجبور کرتے ہیں' اگر ان لوگوں نے تعلیم کو کاروبار بنالیا ہے اور گلی گلی سکول کھل گئے ہیں جن میں نیم تعلیم یافتہ استاد ہوتے ہیں جن کو نہ پوری تنخواہ ملتی ہے نہ کوئی دوسری سہولت' اگر تعلیمی اداروں کے انتظامی افسران جعلی ڈگریوں کا کاروبار کرتے اور پیسے لے کر طلبہ کو امتحانوں میں پاس کرواتے ہیں' اگر امتحانی سنٹر بکتے ہیں اور ''قبضہ گروپ'' حرکت میں آتے ہیں' اگر نقل شیر مادر سمجھی جاتی ہے اور استادوں کو تھانوں میں جا کر ''مرغا'' بننا پڑتا ہے' اگر طلبہ میں کلاشنکوف کلچر رواج پاتا ہے تو اس میں آخر تعجب کی کیا بات ہے؟ جب سارا معاشرہ اخلاقی زبوں حالی کا شکار ہو تو تعلیم کا یہی حشر ہونا چاہیے اور جب معاشرے کی اصلاح کا حکمرانوں کو احساس ہو نہ اہل دین ودانش کو، معلموں کو ہو نہ مرشدوں کو' مصلحین کو ہو نہ حکیموں اور فقیہوں کو، تو قوم کا حشر یہ نہ ہو تو کیا ہو؟

جب استاد تعلیم کو کاروبار بنالیں' جب مصلحین حجروں میں بیٹھ جائیں یا بستر کندھوں پر اٹھا کر لوگوں کے کلمے سیدھے کرانے تبلیغ کو نکل جائیں' جب اہل دین ممبری کے لیے ووٹ مانگنے کا شغل اختیار کرلیں اور جب شریف لوگ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو تج کر خاموشی کو وطیرہ بنالیں تو معاشرے کی اصلاح کون کرے گا؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اسلامی قدروں کی آبیاری کیسے ہوگی؟ اخلاق فاضلہ کہاں سے آئیں گے؟ اور تعلیم کے میدان میں ہمیں وہ سب کچھ دیکھنے کو کیسے ملے گا جو اسلام کے تصور تعلیم کے مطابق ہم دیکھنا چاہتے ہیں؟۔

ہمارے نظام تعلیم میں بگاڑ کے اسباب انتظامی نوعیت کے بھی ہیں کیونکہ قومی سطح پر ہمارے بہت سے انتظامی فیصلے ایسے ہیں جو تعلیم میں بگاڑ کا سبب بنے ہیں مثلاً ہم نے سطحی سیاسی مطالبات کے پیش نظر تعلیم کا محکمہ صوبوں کے سپرد کر رکھا ہے حالانکہ یہ مرکز کے پاس ہونا چاہیے تاکہ اسلام اور یہ نظریۂ پاکستان سے ہم آہنگ نصاب اور یکساں تعلیمی پالیسی ملک میں نافذ ہو سکے۔ تعلیمی پالیسی بنانے کا کام بیوروکریسی کے بزرجمہروں کے پاس ہے جس میں اساتذہ اور ماہرین تعلیم (خصوصاً وہ لوگ جو اسلامی تناظر میں تعلیمی مسائل کو سمجھ سکتے ہیں) کا کوئی کردار نہیں۔ ہم اپنی قومی آمدنی کا نہایت حقیر حصہ تعلیم کے لیے وقف کرتے ہیں، اقرا سرچارج لگایا گیا لیکن اس کے باوجود تعلیم کے لیے ضروری فنڈز قومی سطح پر مہیا نہیں کیے گئے۔ اساتذہ (خصوصاً نچلی سطح پر) اس عزت وتکریم اور معاشی فارغ البالی سے محروم ہیں جو ہر مذہب اور قوم انہیں مہیا کرتی ہے، وہ زندگی کی بنیادی سہولتوں سے بھی محروم ہیں۔ صاف ستھری ایڈمنسٹریشن کے ذریعے ان بہت سی خرابیوں پر قابو پایا جا سکتا ہے جن کا ذکر ہم نے اخلاقی اسباب میں کیا ہے مثلاً طلباء میں کلاشنکوف کلچر، اساتذہ میں ٹیوشن، امتحانات میں نقل وغیرہ کا رجحان۔

(نوائے وقت، لاہور، ۲۶ ستمبر ۱۹۹۴ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# خشتِ اول چوں نہد معمار کج

ہم نے اپنے ایک پچھلے مضمون میں ٹی وی کے نقصانات سے بچنے کی چار صورتوں کا ذکر کیا تھا۔ ایک یہ کہ ٹی وی دیکھا ہی نہ جائے، دوسرے یہ کہ اپنی اور خصوصاً بچوں کی یہ تربیت کی جائے کہ وہ ٹی وی کے صرف تعمیری پروگرام دیکھیں۔ تیسرے درجے میں ہم نے ملک کی دینی قوتوں سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ وہ مسلم عوام کے لیے اسلامی نقطہ نگاہ سے قابل قبول تفریحی پروگرام تیار کریں اور آخر میں ہم نے ٹی وی کے ارباب بشت وکشاد سے یہ فریاد کی تھی کہ وہ اس غریب مسلم قوم پر ترس کھائیں اور نیا مغربی ٹی وی کلچر ایجاد کرنے کی بجائے اپنی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کریں۔ ہمارے اس مضمون پر 'نوائے وقت' کے ایک مضمون نگار' جنگی رپورٹر بلکہ مجاہد اور غازی قابل احترام جناب ابوذر غفاری نے ایک مضمون قلمبند فرمایا جس میں انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ ٹی وی کے برے اثرات سے بچنے کی واحد صورت یہ ہے کہ شروع ہی سے بچوں کی دینی تربیت پر توجہ دی جائے اور خصوصاً انہیں نماز کا پابند بنایا جائے۔ پھر ہی ان سے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ ٹی وی کے غلط پروگراموں سے بچ سکیں گے اور آئندہ زندگی میں صراط مستقیم پر گامزن رہ سکیں گے۔

جناب ابوذر غفاری نے ایک ایسی بات کہی ہے جس کے بارے میں دو رائیں نہیں ہوسکتیں۔ (بلکہ ہمارے مضمون میں بھی اس کی طرف اشارہ موجود ہے)۔ آج ہر قوم اپنے اپنے نظریے کے مطابق تعلیم وتحقیق اور تربیت پر زور دے رہی ہے۔ اس وقت وہی قومیں ہمیں دنیا میں دوسروں سے آگے نظر آتی ہیں جنہوں نے اس طرف کماحقہ توجہ کی ہے اور وہی قومیں دنیا میں کمزور اور دوسروں کے لیے ترنوالہ بنی ہوئی ہیں جو تعلیم وتحقیق اور تربیت سے غافل ہیں اور اس میدان میں دوسروں سے پیچھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہیں۔ ایسی قوموں میں سرفہرست ہمارا نام بھی ہے۔ اس کے باوجود کہ اسلام تعلیم کی حوصلہ افزائی کرتا ہے' اس کے باوجود کہ پیغمبر اسلام ﷺ کا مقصد بعثت ہی اللہ تعالیٰ نے تعلیم وتزکیہ قرار دیا ہے اور اس کے باوجود کہ اسلام پر عمل کے سنہرے دنوں میں مسلمان معاشرے میں شرح تعلیم سو فیصد تھی اور اس میں تربیت اور تزکیے کا بھرپور نظام موجود تھا۔ حیرت ہے کہ اس اسلام کے ماننے والے آج جاہل اور ناخواندہ ہیں۔ تربیت اور تزکیہ جس قوم کی بنیاد تھی آج وہ اس کے بنیادی تصورات سے عاری ہے۔ ہمارے ہاں جو برا بھلا نظام تعلیم موجود ہے اس میں بھی تربیت اور تزکیے کا کوئی تصور نہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ والدین میں اس امر کا احساس باقی نہیں رہا کہ بچوں کی تربیت ان کی بنیادی ذمہ داری ہے۔

آج پاکستانی والدین کی یہ حالت ہے کہ وہ اپنی اولاد کے مالی لحاظ سے محفوظ اور خوشحال مستقبل کے لیے دن رات ایک کیے رہتے ہیں بلکہ ان کی ساری تگ ودو کا محور یہی ہدف ہے لیکن ان کے دینی مستقبل سے وہ سراسر غافل ہیں۔ بس زیادہ سے زیادہ یہ رواج ابھی تک باقی ہے کہ ناظرہ قرآن بچوں کو پڑھا دیا جاتا ہے اور بس۔ بچوں کو مہنگے سے مہنگے سکول میں داخل کرایا جاتا ہے، ہزاروں روپے ماہانہ بچوں کی فیسوں' کتابوں اور ٹیوشنوں پر خرچ کر دیے جاتے ہیں لیکن والدین یہ دیکھنے کی زحمت نہیں کرتے کہ زیادہ پیسے دے کر وہ اپنے بچوں کو جن سکولوں میں داخل کروا رہے ہیں وہاں ان کی اخلاقی اور دینی تعلیم وتربیت کا کیا انتظام ہے؟ ہم ایک بزنس مین سے واقف ہیں جنہوں نے اپنے مرتبے اور دولت کے پیش نظر اپنے بچوں کو امریکن سکول میں داخل کروایا۔ بڑی بچی جب دسویں میں پہنچی اور جوان ہوئی تو اس وقت بھی سکول کے سوئمنگ پول میں پہلے کی طرح نہاتی تھی۔ اس پر ان کے اندر کا مسلمان جاگ اٹھا اور انہوں نے سکول جا کر پرنسپل سے درخواست کی کہ ان کی بچی کو سوئمنگ پول میں نہانے سے مستثنیٰ قرار دیا جائے لیکن پرنسپل صاحبہ نہیں مانیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



چنانچہ وہ ان سے جھگڑ کر اپنی بچی کو سکول سے واپس لے آئے اور گھر میں اس کی تعلیم کا انتظام کر دیا اور پھر بچی کے اصرار پر اپنے گھر میں لاکھوں روپے لگا کر اس کو سوئمنگ پول بھی بنا کر دیا۔ یہ محض ایک مثال ہے۔ مشن سکول' امریکن سکول' انگلش سکول' انٹرنیشنل سکول، گرامر سکول اور پتہ نہیں کون کون سے سکول ہیں جو ہمارے بچوں کو دن دیہاڑے ہماری آنکھوں کے سامنے، ہمارے والدین کی مرضی سے اور ان سے بڑی بڑی رقمیں اینٹھنے کے بعد، ان کے دین وایمان کو غارت کر رہے ہیں۔ انہیں خالصتاً مغربی ماحول وثقافت کا دلدادہ بنا رہے ہیں، جہاں سے فارغ ہونے کے بعد اسلام اور اسلامی اقدار ان کی رائے میں محض تنگ نظری اور کٹ ملائیت کے مترادف ہو کر رہ جاتی ہیں۔

آج کے ماہرین نفسیات اس امر پر متفق ہیں کہ بچے کی عمر کے ابتدائی چند سال انتہائی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں اور اس دوران جو نقش بھی بچے کی ذہن وقلب کی سادہ سلیٹ پر کندہ کر دیا جائے اس کی شخصیت اس کے مطابق پروان چڑھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ بچہ پیدا ہو تو اس کے دل ودماغ تک پہنچنے والی پہلی آواز یہ ہونی چاہیے کہ ''اللہ تمہارا معبود ہے' محمد ﷺ تمہارے رسول ہیں' فلاح کے رستے کی طرف آؤ' نماز کی طرف آؤ۔'' پھر آپ نے ماؤں کو حکم دیا کہ تمہارا بنیادی کام بچوں کی تربیت کرنا ہے۔ دوسرے کام ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔ پھر والد کو حکم دیا کہ بچہ جوں ہی چلنے پھرنے لگے تو اسے اپنے ساتھ مسجد لے جاؤ تاکہ وہ نماز اور مسجد سے مانوس ہو جائے اور اسے محبت اور پیار سے نماز کا عادی بناؤ۔ لیکن آٹھ سال کی عمر تک بچہ نمازی نہ بنے تو سختی سے بھی گریز نہ کرو۔ یہ بچوں کے لیے اسلام کے نظام تربیت کی محض ایک جھلک ہے۔

افسوس اس بات کا ہے کہ آج کے مسلمان والدین اپنے بچوں کی اسلامی تعلیمی وتربیت سے غافل ہو چکے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کا کام اتنا ہی ہے کہ پیدا کریں' اپنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مالی حیثیت کے مطابق سکول میں ان کی دنیوی تعلیم کا انتظام کریں اور کسی کاروبار یا ملازمت میں ان کو سیٹ کردیں۔ اس سے آگے بڑھ کر بچوں کی دینی اور اخلاقی تربیت اوران کی آخرت کی فکر کرنے والے والدین بہت ہی کم ہیں۔

دوسری طرف دیکھیں کہ ہمارے ملک کا نظام تعلیم کس قدر فرسودہ اور بانجھ ہے۔ ہمارے سکولوں' کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اور تو کچھ نہ کچھ پڑھایا ہی جاتا ہوگا۔ دین بہرحال برائے نام ہی پڑھایا جاتا ہے، تربیت کا خانہ بھی خالی ہے اور بالخصوص دینی تربیت کا تو ذکر ہی عنقا ہے۔ دینی مدارس کا حال اس سے بھی پتلا ہے۔ ان حالات میں جووالدین اپنے بچوں کی دینی تعلیم وتربیت کا خیال رکھنا چاہتے ہیں ان کا بوجھ کئی گنا بڑھ جاتا ہے کہ نہ ایسا نصاب اور نصابی کتب میسر ہیں جو یہ ضرورت پوری کریں' نہ ایسے ٹیچر موجود ہیں اور نہ ایسے تعلیمی ادارے جو بچوں کو جدید تعلیم بھی دیں اور اس کے ساتھ ان کو دینی تعلیمات اور دینی تربیت مہیا کرنے کا انتظام بھی کریں۔

اس صورتحال میں یہ سوال اہمیت اختیار کر جاتا ہے کہ بچوں کی دینی تعلیم وتربیت کا کون سا ماڈل اختیار کیا جائے؟ ہم سمجھتے ہیں کہ نیک نیتی' اخلاص' دین کی خدمت اور اپنی عاقبت سنوارنے کے حوالے سے جو خدمت بھی کسی سے اس میدان میں بن پڑے وہ قابل تعریف ہے۔ اس طرح کے ایک ماڈل کا ذکر جناب ابوذر غفاری نے بھی اپنے مضمون میں کیا ہے کہ وہ سیالکوٹ کی ایک کچی مسجد میں بچوں کونمازی بنانے اور ایک پارہ حفظ کروانے کا کام کررہے ہیں۔ یہ کام بلاشبہ قابل تعریف ہے۔ اس سے ملتا جلتا کام دوسری کئی جگہوں پر بھی ہو رہا ہے۔ ظاہر ہے ہر آدمی اپنی سوچ' صلاحیت' وسائل اور مزاج کے مطابق ہی کام کرتا ہے۔ ہمارے نزدیک اس کام کا بہترین ماڈل یہ ہے کہ بڑے شہروں کی گہما گہمی سے دور کسی پرفضا مقام پر ایک اقامتی تعلیمی ادارہ قائم کیا جائے جو بتدریج ترقی کرتا رہے تاکہ طلبہ کی تربیت کے وافر مواقع میسر آسکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس طرح کے ایک ادارے کے تصور سے علمی اور ذہنی موافقت رکھنے والے لوگ تو ہمیں کئی ایک ملے ہیں لیکن آج تک ایسے اصحاب ثروت اور ایسے بارسوخ افراد نہیں مل سکے جو اسے عملی شکل دینے میں معاونت کریں۔ تاہم جب تک اس طرح کا ایک ماڈل ادارہ وجود میں نہیں آجاتا ظاہر ہے کام تو نہیں روکا جاسکتا اور نہ بچوں کی دینی و اخلاقی تربیت کوئی ایسا کام ہے جس سے غفلت برتی جاسکے۔ چنانچہ ہم نے اپنے بعض احباب کے ساتھ مل کر لاہور گلبرگ ۳ میں 'شان اسلام' کے نام سے ایک معمولی سکول کو ترقی دے کر ایک ماڈل سکول بنانے کی جدوجہد کا آغاز کر رکھا ہے۔ اس سکول میں اردو انگریزی کے علاوہ عربی بھی شروع ہی سے ڈائریکٹ میتھڈ سے پڑھائی جاتی ہے۔ قرآن مجید کے ناظرہ اور ترجمے کے ساتھ پڑھانے کا سلسلہ بھی موجود ہے۔ آخری آدھا پارہ ہر طالب علم کو حفظ کرایا جاتا ہے۔ احادیث کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ باقاعدہ حفظ کلاس الگ ہے پرائمری پاس بچے کو حفظ کے لیے لیا جاتا ہے اور ان شاء اللہ اسے تین سال میں حفظ کروا کے چوتھے سال میں اس کی پچھلی کمی پوری کروا کے اسے مڈل کا امتحان دلوایا جائے گا۔ اس طرح بچہ جدید اور صاف ستھرے ماحول میں نہ صرف قرآن مجید حفظ کر لے گا بلکہ آئندہ جدید تعلیم بھی جاری رکھ سکے گا۔ اس سکول کے نصاب کے مطابق میٹرک تک عربی لازمی ہے اور دسویں تک قرآن مجید کا ترجمہ ختم کرنا بھی ہر طالب علم کے لیے لازمی ہے۔ سکول کا گیٹ وقت مقررہ سے پانچ منٹ قبل بند کر دیا جاتا ہے۔ صباحی خطابات کے نظام کو تربیت سے مرتبط کیا گیا ہے اور ٹیچرز ٹریننگ کا انتظام بھی ہے۔ اس اسکول کی طرز پر ہماری نگرانی میں اور بھی کئی سکولوں میں کام ہو رہا ہے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت ہی کرنے کا اصل کام ہے۔ اگر آج ہم ایک باکردار اور بااخلاق نسل تیار کرنے کا کام کریں گے تو صرف اس صورت ہی میں مستقبل ہمارا ہو سکتا ہے، ورنہ نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہماری رائے میں بچوں کی تربیت ایک ایسا کام ہے جو تکمیل تعلیم تک جاری رہنا چاہیے۔ اگر ابتدائی عمر میں بچے کو قرآن مجید کا کچھ حصہ حفظ کروا کر یا بچے کو نماز کا عادی بنا کر چھوڑ دیا جائے تو اس امر کا غالب امکان ہے کہ ایسا بچہ مستقبل میں ضائع ہو جائے کیونکہ غیر اسلامی ماحول کا دباؤ انتہائی شدید ہے۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ نہ صرف چھوٹی عمر میں بچے میں اسلامی اقدار و اصول کو راسخ کر دیا جائے بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کے دل و دماغ کو بھی اسلام کی حقانیت و عظمت کا قائل کیا جائے اور شعوری طور پر اس کی اسلامی عادات کو پختہ کیا جانا اس لیے ضروری ہے کہ سکول کے بعد کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر بھی نہ صرف مسلمان طالب علم کی دینی تعلیم جاری رہے بلکہ اس کی دینی تربیت کا جاری رکھا جانا بھی انتہائی ناگزیر ہے۔

(نوائے وقت، لاہور، ۲۴ جون ۱۹۹۴ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# قومی تعلیمی پالیسی...... چند مضمرات

۱۔ نئی تعلیمی پالیسی کی تفصیلات اگرچہ ابھی تک پبلک نہیں کی گئیں جن کے بغیر اس پالیسی پر سیر حاصل تبصرہ نہیں کیا سکتا تاہم جو تفصیلات اس وقت تک اخبارات میں آئی ہیں ان پر گفتگو بھی اس لحاظ سے مفید ثابت ہو سکتی ہے کہ پالیسی سازوں کو رائے عامہ خصوصاً تعلیم سے وابستہ حضرات کے ردعمل کا اندازہ ہو سکے۔ اگرچہ ضرورت تو اس بات کی تھی کہ تعلیمی پالیسی باقاعدہ پارلیمنٹ میں بحث کے لیے پیش ہوتی اور اس طرح اس کی خامیاں دور ہو جاتیں۔ اب بھی کچھ نہیں بگڑا کیونکہ مکمل پالیسی ابھی جاری نہیں ہوئی' اسے پارلیمنٹ میں اب بھی پیش کیا جا سکتا ہے یا کم از کم اسے فائنل کرنے سے پہلے پبلک کے لیے مشتہر کر دیا جائے تاکہ اساتذہ کی تنظیمیں اور دوسرے تعلیمی ماہرین اور دانشور اس پر اپنی رائے دے سکیں اور اسے ہر لحاظ سے جامع بنایا جا سکے۔

ہر حکومتی پالیسی کی طرح اس تعلیمی پالیسی میں بھی بعض چیزیں اچھی ہیں تو بعض پہلو ایسے بھی ہیں جو مختلف خدشات کے بروئے کار آنے کا باعث بنتے نظر آتے ہیں۔ دراصل کاغذ پر لکھی گئی پالیسی سے اہم حکومت کا وہ رویہ ہوتا ہے جو پالیسی کو نافذ کرتے وقت اختیار کیا جاتا ہے مثلاً:

ہمارا آئین اور قانون اس بات کی ضمانت دیتے ہیں کہ ہمارا قومی نصاب ایک ہو لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے سامنے سیکڑوں سکول کالج ایسے ہیں جو قومی نصاب کو طاق پر رکھے ہوئے ہیں اور باہر کے ملکوں کا نصاب پڑھا رہے ہیں اور غیر ملکی اداروں کے نظام کے تحت ہی امتحان بھی لیتے ہیں لیکن انہیں پوچھنے والا کوئی نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ جب قانوناً اپنا نصاب بنانے کی اجازت نہ تھی لیکن یار لوگوں نے نقب لگائے رکھی اور حکومت خاموش تماشائی بنے بیٹھی رہی تو اب جبکہ نئی تعلیمی پالیسی خود نصاب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سازی میں کچھ چھوٹ دینا چاہتی ہے تو بات کہاں تک پہنچے گی۔ یاد رہے کہ قومی اسلامی نصاب پر اصرار کوئی معمولی بات نہیں بلکہ اس پر قومی استحکام اور ترقی کا دارومدار ہے۔ اگر دیگر ملکوں کے نصاب یہاں اختیار کر لیے جاتے ہیں اور انہی کے مطابق تعلیمی اداروں کا ماحول بھی بنتا ہے تو کہاں کا نظریہ پاکستان اور کہاں کا اسلام؟ یہ ادارے جو چاہیں گے اور جیسے چاہیں گے پڑھائیں گے۔ اس لیے یہ کوئی معمولی بات نہیں بلکہ نصاب سازی میں ڈھیل دینا ملکی سلامتی کو خطرے میں ڈالنا اور وطن عزیز کی نظریاتی سرحدوں پر یلغار کی اجازت دینے کے مترادف ہے۔

۲۔ اسی طرح بیرونی یونیورسٹیوں کے سب کیمپس یہاں کھولنے کی اجازت پہلے نہ تھی لیکن بہت سے لوگوں نے حکومت کی مرضی اور اجازت کے بغیر بڑے شہروں میں ایسے کئی ادارے کھول رکھے تھے جو اب بھی کام کر رہے ہیں اور حکومت کا ان پر کوئی کنٹرول نہیں تھا کہ اس میں کیا پڑھایا جاتا ہے اور کیسے پڑھایا جاتا ہے۔ اب اگر حکومت اس طرح کے مزید کیمپس کھولنے کی اجازت دیتی ہے اور ان پر کوئی کنٹرول نہیں رکھتی تو یہ سب کیمپس غیر ملکی نظام ہائے تعلیم کے اڈے اور ان کی تہذیب کے جزیرے بن جائیں گے اور پاکستانی معاشرے پر اس کے جو برے اثرات پڑیں گے ان کو روکا نہیں جا سکے گا۔ کہا جاتا ہے کہ اس اصول کے تحت یہاں دیگر مسلم ممالک کی مشہور یونیورسٹیوں کے سب کیمپس کھلیں گے اور ترقی یافتہ ممالک سے سائنس اور ٹیکنالوجی کا بہاؤ پاکستان کی طرف ہو جائے گا۔ خدا کرے ایسا ہی ہو لیکن بہرحال حکومت کو ایسے قواعد وضوابط بنانے چاہئیں اور ان پر سختی سے عمل درآمد کروانا چاہیے جو اس اصول کو پاکستانی معاشرے کی تہذیبی اقدار کا تیاپانچہ کرنے دے۔

۳۔ جہاں تک تعلیمی شعبے میں پرائیویٹ سیکٹر کی شمولیت کا تعلق ہے اس کی افادیت کے بارے میں دو رائیں نہیں ہوسکتیں لیکن یہ گنہگار آنکھیں دیکھتی ہیں کہ گلی گلی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور محلے محلے سکول کھلے ہوئے ہیں جن کا کوئی معیار نہیں۔ جہاں فیسیں بہت زیادہ ہیں، اساتذہ کو تنخواہیں بہت کم ملتی ہیں لیکن ان سکول چلانے والوں کو کوئی پوچھنے والا نہیں کہ وہ کیا پڑھاتے ہیں، کیسے پڑھاتے ہیں، کتنی فیس لیتے ہیں، کیسے استاد رکھتے ہیں اور ان کو کیا تنخواہ دیتے ہیں؟ اسی طرح پرائیویٹ سیکٹر میں جو یونیورسٹیاں کھلی ہیں ان کی فیسیں اتنی زیادہ ہیں کہ عام آدمی اسے برداشت نہیں کرسکتا۔ پھر ان یونیورسٹیوں نے کمال عقلمندی سے اپنے نظریات کا کوئی اشتہار نہیں دیا لیکن اہل نظر خوب جانتے ہیں کہ وہ کس فکر کی حامل ہیں مثلاً کراچی میں کھلنے والی میڈیکل یونیورسٹی اور لاہور میں کھلنے والی مینجمنٹ یونیورسٹی دونوں نے ٹیچرز ٹریننگ پروگرام شروع کر رکھے ہیں جس کا مطلب بعض لوگوں کے نزدیک سادہ لفظوں میں یہ ہے کہ وہ مخصوص نظریات کے حامل اساتذہ کی کھیپ تیار کرنا چاہتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ اس کام میں انہیں بیرونی تعلیمی ایجنسیوں کی امداد بھی حاصل ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر مرکزی وزارت تعلیم پرائیویٹ سیکٹر میں مزید یونیورسٹیاں کھولنے کی اجازت دیتی ہے اور ان پر کوئی چیک نہیں رکھتی کہ یونیورسٹی کھولنے والا کون ہے اور کن نظریات کا حامل ہے، عیسائی مشنری ہے، قادیانی ہے، سیکولرسٹ ہے وغیرہ وغیرہ، وہ جتنی چاہے فیس رکھے اور جو چاہے پڑھائے تو پھر اس ملک کا مستقبل کیا ہوگا؟ جہاں تک اس ملک کے دینی عناصر کا تعلق ہے ہمیں ان سے کوئی توقع نہیں کہ وہ تعلیم کے میدان میں آگے آئیں گے اور اسلامی تناظر میں اچھی یونیورسٹیاں قائم کریں گے۔ البتہ ہم نے ان میں سے بعض لوگوں کو مرکزی وزیر تعلیم کے ذاتی نظریات کے بارے میں شک وشبہات رکھنے والی گفتگو کرتے سنا ہے جس کی تردید یا تصدیق سے ہم عاری ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جہاں تک پرائیویٹ سیکٹر کو تعلیم میں شامل کرنے کا تعلق ہے تو وہ بہرحال ضروری ہے اور اسے مفید بھی بنایا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جا سکتا ہے بشرطیکہ اسلامی اور قومی نقطہ نظر سے اس سارے عمل کی موثر نگرانی کی جائے ورنہ جہاں معاملات پہلے ہی اصلاح طلب تھے وہ اب مزید دگرگوں ہو جائیں گے۔

۴۔ شرح تعلیم میں اضافہ ہمارا بہت اہم مسئلہ ہے کیونکہ ہمارے ہاں شرح تعلیم شرمناک حد تک کم ہے جو ہماری ذلت و پستی کا بنیادی سبب ہے۔ سیاست میں عدم استحکام اور سماجی و معاشی ترقی کی سست رفتاری کی بنیادی وجہ بھی یہی ہے۔ نئی تعلیمی پالیسی میں ابتدائی تعلیم کے لیے خطیر رقوم مختص کرنے کا عندیہ دیا گیا ہے۔ اس بات سے قطع نظر کہ وزارت تعلیم کو اتنی رقوم کیسے اور کہاں سے میسر آئیں گی کیونکہ ملکی معیشت کی حالت یہ ہے کہ دفاعی بجٹ منجمد کیا جا رہا ہے اور حکمرانوں کی نظر میں تعلیم کی اہمیت یہ ہے کہ فروغ تعلیم کے لیے جو اقراء سرچارج سابقہ دور میں لگایا گیا تھا اس کے اربوں روپے انتظامی مدوں پر خرچ کر دیے گئے ہیں اور تعلیم پر خرچ نہیں کیے گئے۔ چنانچہ جب پیسے موجود تھے اور ضرورت موجود تھی لیکن پیسے خرچ نہیں کیے گئے تو اب اتنی خوشگوار تبدیلی کیسے سمجھ میں آئے کہ آئندہ تعلیمی بجٹ میں ۵۰ فیصد اضافہ کر دیا جائے گا (اگرچہ فنی طور پر دیکھا جائے تو اگلے دس سالوں میں یہ اضافہ بھی افراط زر کی نظر ہو جائے گا اور ۵۰ فیصد اضافہ شائد ۵ فیصد بھی نہ رہ جائے)۔ شرح تعلیم میں اضافے کا انحصار ٹھوس منصوبہ بندی اور اس کے موثر نفاذ پر ہے کیونکہ اس مقصد کے لیے اس سے پہلے بھی کئی سکیمیں بن چکی ہیں اور ناکام ہو چکی ہیں۔ یہاں ہم حکومت کی توجہ مکتب اسکیم کی طرف مبذول کروانا چاہیں گے جس کے ذریعے نہایت کم بجٹ سے مسجد اور علماء کو استعمال کر کے ان اسکولوں کو کامیابی سے چلایا جا سکتا ہے لیکن اس کی طرف کسی نے سنجیدگی سے توجہ نہیں دی کیونکہ صاحب بہادروں کو شاید مولوی کی شکل پسند نہیں اور اسکول کی حیثیت میں مسجدیں قبول نہیں کہ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سے تعلیم کا دینی تصور نمایاں ہوتا ہے۔

۵۔ تحقیق پر قوموں کی زندگی کا دارومدار ہوتا ہے۔ پبلک سیکٹر کی پہلے سے موجود یونیورسٹیاں خسارے کا بجٹ چلاتی ہیں جس سے عملے کی تنخواہیں پوری نہیں ہوتیں، وہ تحقیق کیا کریں گی؟ پرائیویٹ سیکٹر میں جو یونیورسٹیاں اب کھلیں گی وہ تو کمرشل ہوں گی اور بھاری فیسیں رکھیں گی تاکہ ان سے اپنے اخراج پورے کر سکیں یا وہ پیسے کما سکیں۔ ان حالات میں تحقیق کون کرے گا؟ اور اگر ہم نے تحقیق کے دروازے نہ کھولے، تخلیقی اور اجتہادی ماحول پیدا نہ کیا تو معاشرہ ترقی کیسے کرے گا؟ افکار تازہ کے بغیر جہانِ تازہ کی نمود کیسے ہوگی؟ کیا تعلیمی پالیسیاں بنانے والے ہمارے بزرجمہروں نے یہ بھی سوچا ہے کہ ہمارے ڈاکٹروں، انجینئروں اور سائنس دانوں کی صلاحیتیں کب تک غیروں ہی کے کام آتی رہیں گی؟ اور ہم ان سے کب تک محروم رہیں گے؟ کیا ہم علم دشمنی کا رویہ ترک کر کے ایسا ماحول پیدا نہیں کر سکتے کہ یہاں بھی ٹیلنٹ ابھرے اور پھلے پھولے؟

۶۔ ہماری ۸۰ فیصد آبادی دیہات میں رہتی ہے لیکن ہماری یونیورسٹیان اور کالج صرف بڑے شہروں میں ہیں۔ کیا دیہات میں انسان نہیں رہتے؟ کیا ان کو تعلیم کی ضرورت نہیں؟ ہم مرکزی وزارت تعلیم سے مطالبہ کرتے ہیں کہ آئندہ جتنی یونیورسٹیوں کی اجازت دی جائے وہ دیہات اور پسماندہ علاقوں میں ہوں اور ان کی فیس کم ہو تاکہ غریب دیہاتی آبادی کو بھی سر اٹھانے کا موقع مل سکے اور اس کے دل بھی علم کے نور سے منور ہو سکیں۔

۷۔ اساتذہ کرام معماران قوم ہوتے ہیں، وہ انسان سازی کرتے ہیں، ان کے وقار سے معاشرے کا وقار بڑھتا ہے۔ ہماری تعلیم پالیسیوں میں اس کا اہتمام ہونا چاہیے کہ اس پیشے کو اتنا باوقار بنا دیا جائے کہ لوگ اسے اپنانے میں فخر محسوس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کریں، ان کی تنخواہیں بڑھائی جائیں، ان کے حالات کار بہتر بنائے جائیں۔ ان کی تربیت کے ادارے بڑی تعداد میں کھولے جائیں اور وہاں اسلام اور نظریہ پاکستان کے تقاضوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے ان کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جائے تا کہ ذہنی طور پر یکسو اور اعلیٰ کردار کے حامل اساتذہ نسل نو کی آبیاری صحیح خطوط پر کرسکیں۔

۸۔ مجوزہ تعلیمی پالیسی کے ذریعے انگریزی ذریعہ تعلیم کو بھی ابھارا گیا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ ہماری ساری قوم انگریزی سے بہت مرعوب ہے۔ انگریز کو یہاں سے گئے ہوئے نصف صدی ہونے کو ہے لیکن انگریزی ہم پر آج بھی حاکم ہے اور ہم اسے مسلط رکھنا چاہتے ہیں۔ حکومت کا کوئی مطالبہ نہیں لیکن ہر گلی محلے میں انگریزی اسکول کھلے ہوئے ہیں جن میں اساتذہ کو بھی انگریزی نہیں آتی لیکن غریب لوگ اپنا پیٹ کاٹ کر بڑی بڑی فیسیں دے کر اپنے بچوں کو انگریزی اسکولوں میں پڑھاتے ہیں اس توقع میں کہ انگریزی سکول میں پڑھنے سے بچے کا مستقبل بن جائے گا۔ ماہرین فن چیختے رہیں کہ چار پانچ سال کے معصوم بچے پر چار چار زبانیں سیکھنے کا بوجھ ڈالنا بڑی زیادتی ہے لیکن ان کی کون سنتا ہے۔ ہم گھروں میں عموماً پنجابی، سندھی، پشتو اور بلوچی وغیرہ بولتے ہیں، اسکول میں جا کر بچے کو اردو سیکھنا ہوتی ہے، ساتھ ہی ہم بچے کو عربی کا قاعدہ دے کر مسجد بھیج دیتے ہیں اور اسکول میں انگریزی بھی اس کو شروع کرادی جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ اس کو کوئی زبان بھی نہیں آتی۔ پھر تقاضا ہوتا ہے کہ انگریزی کو ذریعہ تعلیم ہونا چاہیے تا کہ بچے پر بیک وقت دو بوجھ پڑیں ایک اجنبی زبان سیکھنے کا اور دوسرا اس کے ذریعہ دیگر مضامین سمجھنے کا، ان حالات میں اکثر بچوں کی تخلیقی صلاحیتیں دب جاتی ہیں۔

دنیا بھر کے ماہرین تعلیم اس بات پر متفق ہیں کہ بچے کو اس کی مادری زبان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ذریعے ہی تعلیم دینی چاہیے کہ اس سے اس کی تخلیقی صلاحیتیں ابھرتی ہیں۔ جرمن، جاپان، فرانس، چین اور اٹلی میں کسی جگہ بھی انگریزی زبان نہیں پڑھی پڑھائی جاتی بلکہ مقامی زبانوں میں تعلیم ہوتی ہے ہاں اعلیٰ تعلیم کے وقت ایک اضافی زبان عام طور پر سیکھ لی جاتی ہے یا جنھوں نے انٹرنیشنل تناظر میں کام کرنا ہو وہ بڑی جماعتوں میں یا فارغ التحصیل ہو کر سال چھ ماہ میں انگریزی سیکھ لیتے ہیں لیکن ہماری ذہنی مرعوبیت کا یہ عالم ہے کہ انگریزی کا جنون سوار ہے۔ انگریزی بھی چوتھی یا چھٹی جماعت سے نہیں بلکہ پریپ اور نرسری سے سیکھنی ہے اور اسے صرف بطور زبان ہی نہیں سیکھنا بلکہ اسے ذریعۂ تعلیم بھی بنانا ہے۔ انگریزی کو ذریعہ تعلیم بنانے کا مطلب ہے انگریزی تہذیب اور کلچر کو اپنانا کیونکہ زبانیں فضا میں نہیں بنتیں بلکہ معاشرے کی دینی، سماجی، معاشی اور معاشرتی اقدار کا مظہر ہوتی ہیں۔ انگریزی زبان بلاشک وشبہ مغربی تہذیب اور کلچر کی نمائندہ ہے اسے اپنانے سے پہلے کیا ہمیں یہ سوچنے کی ضرورت نہیں کہ ہماری اپنی تہذیب، کلچر اور اقدار کا کیا بنے گا؟

انگریزی کے غلبے کے اس نشے کو قائم رکھنے بلکہ پروان چڑھانے میں ہماری وزارت تعلیم اور اس کے صاحب بہادروں کا بڑا ہاتھ ہے۔ اس گفتگو سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ہم انگریزی کی تدریس کے مخالف ہیں۔ انگریزی ضرور پڑھائی جائے لیکن کب پڑھائی جائے؟ کتنی پڑھائی جائے؟ اور کیسے پڑھائی جائے؟ اس کا فیصلہ کرنا صاحب بہادروں کا کام ہے نہ سیاست دانوں کا بلکہ ماہرین تعلیم کا کام ہے۔ یہ فیصلہ انہیں کرنے دیجیے لیکن مغربی تہذیب اور اس کی فکر کو غالب رکھنے کے لیے یہ سیاسی فیصلہ اوپر سے پاکستانی بچوں پر نہ تھوپیے کہ ذریعہ تعلیم انگریزی ہونا چاہیے۔

۹۔ دستور پاکستان کی رو سے حکومت پاکستان کا یہ فرض ہے کہ وہ یہاں کے بسنے والے مسلمانوں کو اسلام کے مطابق زندگیاں استوار کرنے میں مدد دے۔ اس سلسلے میں بنیادی کردار نظام تعلیم ادا کرتا ہے لہٰذا یہ ناگزیر ہے کہ پاکستان میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تعلیم کا نظریاتی رخ نہایت واضح اور مستحکم ہو۔ موجودہ نظام تعلیم میں دو بنیادی اصولی خرابیاں ایسی ہیں کہ انہیں جب تک دور نہ کیا جائے تعلیم اسلامی تناظر اور رخ اختیار کر ہی نہیں سکتی۔ ان میں سے پہلی بات تو یہ ہے کہ تعلیمی ثنویت کو ختم کیا جائے جس کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ تعلیمی صورت حال جس میں دینی تعلیم کے لیے پرائیویٹ دینی مدرسے اور مساجد اور دنیوی تعلیم کے لیے جدید کالج اور یونیورسٹیاں موجود ہیں اسے ختم کیا جائے اور ان دونوں کو ملا کر ایک ہی نظام تعلیم میں سمویا جائے۔ اس غرض کے لیے ضروری ہے کہ ہمدردانہ گفت وشنید کے ذریعے سارے مسالک کے معتدل مزاج علماء کو اس چیز کی افادیت کا قائل کیا جائے کہ وہ چھوٹے دینی مدارس کو مکتب اسکول اور بڑے دینی مدارس کو دین کی تخصصی تعلیم کے کالج بننے دیں جن میں داخلے، نصاب اور امتحانات کا قومی سطح پر یکساں نظام رائج ہو اور ان کی ڈگریاں حکومت سے تسلیم شدہ ہوں تاکہ ان سے فارغ ہونے والے طلبہ معاشرے میں کھپ سکیں اور وقار کے ساتھ لوگوں تک دین بھی پہنچا سکیں۔ حکومت کو بزدلانہ مصلحت کوشی کا یہ رویہ ترک کر دینا چاہیے کہ وہ اس گھمبیر مسئلے کو نہیں چھیڑے گی کیونکہ اس سے ملک بھر کے دینی عناصر کے بھڑک اٹھنے کا خدشہ ہے بلکہ حکومت اگر اخلاص اور نیک نیتی سے چاہے تو حکمت اور تدبر سے اور معتدل مزاج اور روشن خیال علماء کے تعاون سے ایک تدریج کے ساتھ یہ مقصد حاصل کر سکتی ہے کہ دینی تعلیم کے حوالے سے معاشرے میں خلا بھی پیدا نہ ہو اور نظام تعلیم کی وحدت کا مقصد بھی حاصل ہو جائے۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ مروجہ اسکولوں کالجوں کی تعلیم میں دینی تعلیم کو سمویا جائے۔ اس غرض کے لیے ضروری ہے کہ مطالعۂ قرآن وحدیث کے عنوان سے ایک نئے مضمون کا اجراء کیا جائے جو پہلی سے دسویں جماعت تک لازمی ہو۔ ہر اسکول میں قرآن حکیم کی تدریس کا لازماً معقول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انتظام ہو اور پرائمری تک ناظرہ قرآن اور دسویں جماعت تک ترجمۂ قرآن کو مکمل کرایا جائے۔ اسلامیات کے موجودہ ہلکے پھلکے نصاب کو بہتر بنایا جائے اور اس میں عقائد' عبادات' فقہ' تاریخ اور تربیت وغیرہ کو بھی شامل کیا جائے۔ اسی طرح عربی زبان بھی چوتھی سے دسویں جماعت تک لازمی مضمون ہوتا کہ ہر مسلمان قرآن و حدیث کو براہ راست سمجھ سکے۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ صرف عربی اور اسلامیات پڑھا دینے کا نام ہی اسلامی نظام تعلیم نہیں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ سارے جدید علوم کو اسلامی تناظر میں از سر نو مرتب کیا جائے اور پھر پڑھایا جائے اسے اسلامیائزیشن آف نالج یا علوم کی اسلامی تشکیل جدید کہا جاتا ہے۔ یہ ایک طویل مدت تک کیے جانے والا کام ہے لہٰذا اس غرض کے لیے اسلامی نظام تعلیم کے ماہرین پر مشتمل ایک سٹینڈنگ کمیشن بنایا جانا چاہیے جو ہر مرحلے کی نصابی کتب کو از سر نو مدون کرنے اور موجودہ کتب پر نظر ثانی کا کام مستقل طور پر کرتا رہے۔ جب تک یہ دو کام نہ کیے جائیں اس وقت تک نہیں کہا جا سکتا کہ نظام تعلیم اسلامی بنیادوں پر وضع کیا گیا ہے اور ہماری تعلیمی پالیسی بدقسمتی سے ان دونوں باتوں کے ذکر سے خالی ہے۔

۱۰۔ سائنس اور ٹیکنالوجی میں ہم بہت پیچھے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں ان مضامین کی معیاری تدریس اور ان سے متعلق تحقیق و تربیت کے موزوں مواقع موجود نہیں ہیں۔ ہمارے تعلیمی اداروں میں سائنس کا نصاب فرسودہ بھی ہے اور پرانا بھی۔ دنیا کمپیوٹر کے میدان میں بہت آگے نکل چکی ہے اور ہمارے ہاں کیفیت یہ ہے کہ مثال کے طور پر ابھی تک پنجاب یونیورٹی میں کمپیوٹر سائنس میں گریجوایشن تک کا انتظام نہیں ہے چہ جائیکہ اس میں ایم ایس سی اور ڈی ایس سی کا سوچا جائے۔ اس لیے مرکزی وزارت تعلیم کا فرض ہے کہ وہ وزارت سائنس سے مل کر سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں بہتر تدریس و تحقیق اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تربیت کے مواقع مہیا کرنے کی منصوبہ بندی کرے اور اسے ملک کے صنعتی نیٹ ورک کے ساتھ مربوط کرنے کی پالیسی بنائے۔ نئی تعلیمی پالیسی اس جہت میں بھی کسی روشن خیالی کی مظہر نہیں ہے۔

۱۱۔ پاکستان جیسے ملک میں جہاں مسلمانوں کی غالب اکثریت بستی ہے اور اسلام کے نام پر ہی ملک وجود میں آیا ہے، اس کی تعلیمی پالیسی کے شروع میں برکت کے طور پر اسلام کا نام لے لینا تو ایک مجبوری ہے۔ دیکھنے کی اصل بات یہ ہے کہ کیا تعلیمی پالیسی کا مجموعی فریم ورک اور اس کا مزاج اسلامی نظام زندگی کو سپورٹ کرتا ہے؟ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ تعلیمی پالیسی بھی کچھ ایسی بہتر نہیں بلکہ پہلے جیسی روٹین کی تعلیمی پالیسی ہی ہے یہاں تک کہ بعض واقفان حال جنہوں نے پیپلز پارٹی کے دور کی تیار کردہ تعلیمی پالیسی دیکھی تھی اسے اس پالیسی کا محض چربہ ہی قرار دیتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ وزارت تعلیم کم از کم اتنا تو کرسکتی تھی کہ وہ حکومت پاکستان کے مقرر کردہ تعلیم کی اسلامائزیشن کے کمیشن کو ہی یہ پالیسی دکھالیتی اور اس کی رائے لے لیتی یا کمیشن کی رپورٹ کا ہی انتظار کرلیتی جو شنید ہے کہ تدوین کے آخری مراحل میں ہے۔ اب بھی کچھ نہیں بگڑا کیونکہ تعلیمی پالیسی کے محض چند نکات ہی میڈیا کے ذریعے مشتہر کیے گئے ہیں اصل پالیسی ڈاکومنٹ ابھی تک جاری نہیں کیا گیا لہٰذا وزارت تعلیم کو چاہیے کہ اس تعلیمی پالیسی کو آخری شکل دینے سے پہلے نہ صرف ماہرین تعلیم کی رائے اس پر لے لے بلکہ تعلیم کی اسلامائزیشن کے لیے قائم کئے جانے والے کمیشن کو بھی مشاورت میں شریک کرے۔

(نوائے وقت لاہور، ۱۴ جنوری ۱۹۹۳ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ان راستوں کی پوری طرح خبر نہیں ہے کہ اس منزل پر کس طرح پہنچنا ہے؟ جو لوگ انگلش میڈیم سکول کھول کر، غیر مسلم اور غیر ملکی مصنفین کی لکھی ہوئی کتابیں پڑھا کر، بچوں کو انگریزی لباس پہننا سکھا کر، بے دین استاد رکھ کر...... یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اسلامی نظام تعلیم کا ماڈل پیش کر رہے ہیں وہ یا تو جاہل ہیں یا منافق۔ جو لوگ اس طرح کے طرز عمل سے خود کو اور دوسروں کو دھوکہ نہیں دینا چاہتے کم از کم انہیں تو معلوم ہونا چاہیے کہ آج کے زمانے میں اسلامی تعلیمی ادارے اور اسلامی نظام تعلیم کس قسم کا ہوتا ہے؟

ثالثاً: یہ خاکے مسلم حکمرانوں کے لیے ہیں۔ اگرچہ جس طرح کے لوگ ہماری ہیئت مقتدرہ یا ''اسٹیبلشمنٹ'' کا جزو ہیں یعنی سرمایہ دار، جاگیردار، فوجی جرنیل اور سول بیوروکریٹ وغیرہ، انہیں اسلام کی ضرورت ہے نہ اسلامی نظام تعلیم کی (لوگوں کو بہلانے اور وقت گزاری کے لیے نعرے لگانا دوسری بات ہے) اور نہ انہیں اسلامی نظام تعلیم کے کسی بلیو پرنٹ کی ضرورت ہے۔ تاہم اگر ضیاء الحق مرحوم کی طرح کوئی بھولا بھٹکا مسافر اِدھر آ ہی نکلے تو کم از کم اس کے سامنے نقشۂ کار تو ہو۔ اسی طرح اس امر کے امکانات بھی اگرچہ بظاہر نظر نہیں آتے کہ مستقبل قریب میں دینی عناصر کو پاکستان میں سیاسی اقتدار مل جائے گا لیکن فرض کیجیے ایسا ہو جائے (جیسا کہ اس وقت ۲۰۰۴ء میں اتفاقاً پاکستان کے ایک صوبے میں دینی عناصر کی حکومت ہے) اور یہ لوگ اسلامی نظام تعلیم پر کام کرنا چاہیں...... اور ہم دہراتے ہیں کہ اگر وہ اسلامی نظام تعلیم پر کام کرنا چاہیں...... تو کچھ اس طرح کا ٹوٹا پھوٹا ناک نقشہ تو ان کے سامنے ہو جس کو بنیاد بنا کر وہ کام کا آغاز کر سکیں۔

---

مجوزہ نظام تعلیم کی تفصیل دینے سے پہلے مناسب محسوس ہوتا ہے کہ ان بنیادی اصولوں کا ذکر کر دیا جائے جن پر اس منصوبے کی اساس استوار ہوگی:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



چلا کہ عربی دستاویزات کی تصدیق کی فیس بھی دراصل پانچ روپے ہی ہے باقی پینتالیس روپے ترجمہ کرنے کی فیس ہے لیکن وزارت خارجہ کے کارندوں کی ہیرا پھیری دیکھیے کہ وہ ترجمہ خود نہیں کر کے دیتے بلکہ مطالبہ کرتے ہیں کہ باہر سے ترجمہ کروا کر، ٹائپ کروا کر کرلاؤ لیکن اس کے باوجود تصدیق کے نام پر غریب عوام سے پینتالیس روپے ٹھگ لیتے ہیں۔ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ وزارت خارجہ اور اس کے ذیلی دفاتر میں سینکڑوں دستاویزات روزانہ تصدیق کے لیے آتی ہیں اگر وزارت خارجہ عوام کی طرف سے وصول ہونے والے ان فنڈز کا ایک قلیل حصہ بھی چند اچھے مترجم رکھنے پر صرف کردے تو وہ عام لوگوں کو باہر سے غیر معیاری اور مہنگا ترجمہ کروانے کی مشکلات سے بچا سکتے ہیں لیکن عوام کی خدمت کرنے یا ان کو سہولت مہیا کرنے کا تصور اگر ہماری بیوروکریسی میں پیدا ہو جائے تو پھر رونا کس بات کا ہے؟

دلی اجڑنے پر جب میر تقی میر نے لکھنؤ کی راہ لی تو راستے میں بیل گاڑی والے نے کہا 'صاحب کوئی بات کیجیے کہ سفر کٹے' تو میر صاحب نے بھنا کر اس دیہاتی سے کہا "تمہیں سفر کٹنے کی سوجھی ہے۔ میاں! ہماری زبان خراب ہوتی ہے۔" اب بھی کبھی کبھار کوئی شخص ایسا دیکھنے کو مل جاتا ہے جسے زبان کی صحت اپنی صحت سے زیادہ عزیز ہوتی ہے۔ ایسے ہی نادر روزگار لوگوں میں سے ایک ہمارے دوست (مولانا) محمد بشیر صاحب (سیالکوٹی) ہیں جو اسلام آباد میں 'معهد اللغة العربية' کے نام سے ایک ادارہ قائم کر کے لوگوں کو عربی سکھا رہے ہیں اور انہوں نے آبپارہ مارکیٹ میں ایک "دارالعلم" بھی قائم کر رکھا ہے۔ وہ عربی کی درسی کتابوں' پاکستانی پاسپورٹ اور دیگر سرکاری عربی دستاویزات میں جب اغلاط کی بھرمار دیکھتے ہیں تو انہیں بہت پریشانی ہوتی ہے اور وہ اس کے ازالے کے لیے متحرک ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے وزارت داخلہ کے خلاف وفاقی محتسب کے دفتر میں شکایت درج کروائی اور اس کا لمبے عرصے تک پیچھا کیا کہ اس کے طبع کردہ پاکستانی پاسپورٹوں میں عربی کی غلطیاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کیوں ہیں۔ بالآخر وزارت داخلہ نے ان اغلاط کی درستی کا تحریری وعدہ کیا تو اس کی جان چھوٹی۔ وزارت خارجہ میں عربی ترجمے کا انتظام نہ ہونے اور غیر معیاری ترجمے کو قبول کرنے کے رجحانات کے خلاف بھی وہ جدوجہد کر رہے ہیں اور ہمیں بھی انہوں نے ہی متحرک کیا کہ اس امر کو زیر بحث لایا جائے۔

حکومتی اور عوامی سطح پر عربی کا جو حشر ہم کر رہے ہیں وہ بہت عبرتناک ہے۔ ہمارے نظام تعلیم میں اس وقت حصہ مڈل میں عربی لازمی ہے لیکن نہ اس سے پہلے لازمی ہے اور نہ بعد میں۔ نتیجہ یہ ہے کہ عربی سیکھنے سکھانے سے نہ اساتذہ کو دلچسپی ہے نہ طلبہ کو۔ بس امتحان پاس کرنے کے آسان نسخوں پر عمل کیا جاتا ہے اور بہت سے سکول تو ایسے ہیں جہاں عربی پڑھانے کے لیے اساتذہ بھی مہیا نہیں ہوتے اور نہ اس میں کوئی دلچسپی ہی لیتا ہے۔ اسی طرح ہماری یونیورسٹیوں میں ایم اے عربی کی کلاسیں ضرور ہوتی ہیں لیکن جو چند طلبہ اس مضمون کو پڑھتے ہیں (کہ زیادہ لوگ اسے پڑھ کر کیا کریں گے؟) وہ بھی اسے عربی میڈیم میں نہیں پڑھتے۔ نتیجہ یہ ہے کہ جو لوگ ایم اے عربی کر لیتے ہیں وہ بھی عربی لکھنے اور بولنے پر قدرت نہیں رکھتے۔ دینی مدارس میں عربی اگرچہ ایک لازمی مضمون ہے لیکن وہاں عربی پڑھانے کا طریقہ اتنا فرسودہ اور دقیانوسی ہے کہ طلبہ سب سے زیادہ عربی کو ہی مشکل مضمون سمجھتے ہیں اور کئی سالوں کی محنت کے بعد وہ عربی کی گردانیں اور گرامر تو رٹ لیتے ہیں لیکن عربی زبان لکھنے اور بولنے کی مہارت وہ بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ عربی ہی کے ضمن میں اس بات کا ذکر بھی کیا جا سکتا ہے کہ ہمارے سکولوں میں قرآن مجید ناظرہ کی تعلیم مڈل تک مکمل کرنا لازمی ہے لیکن الا ماشاء اللہ شاید ہی کسی تعلیمی ادارے میں اس پر عمل ہوتا ہوگا۔ نہ اس کے لیے خصوصی اساتذہ ہوتے ہیں اور نہ عام اساتذہ کو اس کے لیے تیار کیا جاتا ہے اور نہ اس کام کو ان کے ٹائم ٹیبل کا حصہ بنایا جاتا ہے۔ دینی مدارس اور مساجد میں قرآن ناظرہ تو پڑھا دیا جاتا ہے لیکن عربی اور قرآن مجید کا ترجمہ پڑھانے کا وہاں بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رواج نہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ لوگ طوطے کی طرح قرآن تو پڑھ لیتے ہیں لیکن قرآن پڑھتے ہوئے اور قرآن سنتے ہوئے انہیں سمجھ نہیں آتی کہ اس عبارت کا کیا مفہوم ہے چنانچہ نہ ان کے دل ودماغ قرآن سے متاثر ہوتے ہیں اور نہ قرآن ان کی زندگیوں میں کوئی انقلاب برپا کرتا ہے۔

پاکستان میں عربی زبان کی اس کسمپرسی کا سبب کیا ہے؟ یہ کہ ہمارے ہاں عربی زبان کا کوئی عملی استعمال نہیں ہے۔ حالانکہ اس کی متعدد صورتیں اور ضرورتیں ہیں۔ ہمارے ہاں کے ہزاروں لوگ ہر سال عرب ممالک میں ملازمت کے لیے جاتے ہیں اور اس سے حکومت پاکستان کو ہر سال کروڑوں روپے کا زرمبادلہ حاصل ہوتا ہے لیکن ان لوگوں کو عربی زبان سکھانے کا کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا۔ راقم جب ریاض یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھا تو تعلیمی سال کی اختتامی تقریبات میں سعودی طلبہ نے ایک تقریب میں مزاحیہ خاکے پیش کیے جن میں سے ایک خاکہ یہ تھا کہ ایک سعودی مریض ایک پاکستانی ڈاکٹر کے پاس دوائی لینے جاتا ہے جسے عربی نہیں آتی چنانچہ ڈاکٹر صاحب مریض کو سر درد کی دوا دے دیتے ہیں جبکہ مریض کی ٹانگوں میں درد ہو رہا ہوتا ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ جو لوگ بھی عرب ممالک میں برائے ملازمت یا روزگار جائیں انہیں عربی زبان کی مختصر تربیت دے دی جائے تاکہ وہ وہاں جا کر گونگوں کی طرح کام نہ کریں۔ اسی طرح عرب ممالک میں ہمارا جتنا سفارتی عملہ ہے اسے عربی سکھانے کا مکمل انتظام ہونا چاہیے۔ یہ واقعہ بھی ہمارے مشاہدے کا حصہ ہے کہ جب ہم سعودی عرب میں تھے تو پاکستانی سفیر یا فرسٹ سیکرٹری کو عربی کا ایک لفظ نہیں آتا تھا اور وہ ٹائی کی ناٹ ڈھیلی نہیں ہونے دیتے تھے۔ لیکن ایک دفعہ محض اتفاق سے ہمیں آزاد کشمیر کے ایک دوست کے ساتھ انڈین سفارت خانے جانے کا موقع ملا تو ہم یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہاں فرسٹ سیکرٹری ندوۃ العلماء لکھنؤ کا فاضل ایک متشرع شخص تھا جو عربوں کی طرح روانی سے عربی بول رہا تھا اور عربی لباس پہنے ہوئے تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پھر کیا یہ بدقسمتی نہیں کہ ہمارے ہاں قانون سازوں اور قانون دانوں میں شاذ ہی کوئی شخص عربی کا ماہر ہوتا ہے حالانکہ ہم اسلامی جمہوریہ پاکستان میں رہتے ہیں جہاں نفاذ شریعت اور اسلامی قوانین کا غلغلہ روز برپا رہتا ہے۔ آج لاء کالجوں میں عربی اور اسلامی قانون کی تدریس اگر لازمی کردی جائے (جو کہ فی الواقع لازمی ہونی چاہیے) تو آپ چند سالوں میں دیکھ لیں گے کہ عربی کا استعمال عام ہو جائے گا اس وقت تو کیفیت یہ ہے کہ ہمارے بہت سے دانشور اور ماہرین قانون انگریزی ایسے ہیں جو اجتہاد کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ وہ عربی کا ایک لفظ نہیں جانتے۔ حقیقت یہ ہے کہ عربی ہمارے ہاں تیسری جماعت سے دسویں تک ہر طالب علم کے لیے لازمی ہونی چاہیے (پہلی دو جماعتوں میں ناظرہ قرآن پڑھنا سیکھنا تدریس عربی ہی کا ایک حصہ سمجھا جانا چاہیے) تاکہ ہر پاکستانی طالب علم اتنی عربی ضرور جانتا ہو کہ وہ قرآن وسنت کی نصوص کو سمجھ سکے یا اگر وہ کسی عرب ملک میں جانا چاہے یا اسلامی عربی علوم میں تخصص حاصل کرنا چاہے تو اس کی اچھی بنیاد پہلے سے موجود ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ تدریس عربی کی ابتداء ڈائریکٹ میتھڈ سے کی جائے تاکہ بچے دلچسپی لے کر یہ زبان سیکھ سکیں نہ کہ اس سے بھاگ جائیں اور یہ بھی ضروری ہے کہ شروع ہی سے یہ زبان عربی میڈیم میں پڑھائی جائے نہ کہ اردو میڈیم میں تاکہ بچہ عملاً زبان استعمال کر سکے نہ کہ محض قواعد رٹنا ہی اس کا مطمح نظر بن جائے۔

آج سے کچھ عرصہ پہلے پاکستان ٹی وی سے عربی میں خبریں آنا شروع ہوئی تھیں لیکن پھر ان کو بند کر دیا گیا اور اب صرف اسلام آباد سے عربی خبریں نشر کی جاتی ہیں جن کا دورانیہ محض پانچ منٹ کا ہے۔ اگر عربی کو فروغ دینا اور اس میں عوام اور اہل علم کی دلچسپی بڑھانا پیش نظر ہو تو ضروری ہے کہ عربی خبریں پاکستان ٹی وی کے سارے سٹیشنوں سے نشر کی جائیں اور ان کا دورانیہ پانچ منٹ سے بڑھا کر دس منٹ کر دیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دینی نقطۂ نظر سے بھی عربی کی اہمیت مسلمہ ہے لہٰذا ضروری ہے کہ ہماری ہر مسجد میں روزانہ قرآن مجید لفظی ترجمہ کے ساتھ پڑھانے کی کلاسیں ہوں اور اسی دوران عربی زبان بھی تھوڑی تھوڑی پڑھائی جاتی رہے۔ اس طرح اگر کوئی طالب علم ایک دفعہ پورا قرآن مجید پڑھ لے تو اس سے توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ عربی عبارات پڑھ اور سن کر سمجھ سکے گا۔ اس طرح قرآن وسنت کو براہ راست اس کے اصل ماخذ سے پڑھنے کے بعد ہمارے معاشرے میں ایک بڑی تبدیلی واقع ہوسکتی ہے۔ لوگوں کے عقیدے صحیح ہوسکتے ہیں اور مذہبی داستانوں پر ایمان لانے کی بجائے حقیقی علم تک ان کی رسائی ہوسکتی ہے اور ساتھ ہی ان کے اخلاق اور کردار میں عظیم تغیر واقع ہوسکتا ہے۔ خود آئمہ مساجد اور خطبا میں سے اکثر عربی زبان میں مہارت نہیں رکھتے نتیجہ یہ ہے کہ ان کا علم سطحی ہوتا ہے اور دین کے ثانوی مراجع اور ادھر اُدھر کی کتابوں پر ان کا انحصار ہوتا ہے لہٰذا یہ بھی ضروری ہے کہ اعلیٰ سطح کے ایسے علمی اور تعلیمی ادارے قائم کیے جائیں جہاں عربی اور اسلامی علوم میں مہارت رکھنے والے افراد پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ اگر صاحبان مقدرت میں سے کوئی ہماری ان گزارشات پر ہمدردانہ غور کرے اور عربی کو ایک زندہ، عملی اور علمی زبان بنانے کے لیے ضروری اقدامات کرے تو عربی کا بول بالا ہوسکتا ہے ورنہ اس وقت تو کیفیت یہ ہے کہ نہ عربی کا کوئی پرسان حال ہے نہ عربی پڑھنے والوں کا۔

(نوائے وقت، لاہور، یکم جولائی ۱۹۹۴ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل

پچھلے سال ہمیں سول سروسز اکیڈمی میں اسلام پر لیکچر دینے کا موقع ملا تو قوم کے مستقبل کے معمار اور نوجوان نسل کے ان منتخب اور ذہین نوجوانوں کی دینی معلومات اور دینی رویے دیکھ کر طبیعت بعض اوقات پریشان ہو جاتی تھی لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اس صورت حال کے وہ ذمہ دار ہیں؟ ہرگز نہیں۔ وہ تو وہی کچھ ہیں جو معاشرے نے انہیں بنایا ہے۔ برتن تو ویسا ہی بنتا ہے جیسا کمہار اسے بنانا چاہتا ہے۔ اس صورت حال کے ذمہ دار اگرچہ من حیث القوم ہم سب ہیں لیکن اس کی براہ راست ذمہ داری ہمارے دو اداروں پر عائد ہوتی ہے ایک ہمارا نظام تعلیم اور اس کے کرتا دھرتا اور دوسرے ہماری دینی قیادت۔ جہاں تک ہمارے نظام تعلیم کا تعلق ہے تو اس میں بنیادی خرابی یہ ہے کہ وہ ثنویت کا شکار ہے۔ جدید نظام تعلیم میں دینی علوم کی تدریس اور تربیت کا معقول انتظام موجود نہیں اور دینی تعلیم کے نام پر جو مدرسے ہمارے ہاں قائم ہیں ان میں جدید علوم کا کوئی دخل نہیں۔ یہ ثنویت اور دوئی نہ صرف یہ کہ خلاف اسلام ہے کیونکہ اسلام میں دین اور دنیا کی تفریق کا کوئی تصور موجود نہیں بلکہ ہمارے دینی، ملی اور قومی تشخص کے لیے بھی زہر قاتل ہے کیونکہ اس دوئی کی وجہ سے ایسی شخصیت پروان نہیں چڑھ سکی جو ایک طرف اپنے ان دینی تصورات و اعمال میں گندھی ہوئی ہو، جو ہمارے ایمان کی بنیاد اور تقاضا ہیں، تو دوسری طرف وہ عصر حاضر کے چیلنج سے عہدہ برآ ہونے کی صلاحیت رکھتی ہو بلکہ اس ثنویت کے نتیجے میں ہمارا معاشرہ فکری انتشار اور ذہنی انارکی کا شکار ہو گیا ہے کیونکہ ان حالات میں فکری لحاظ سے یکسو اور کردار و عمل کے لحاظ سے بلند و بالا شخصیت پروان چڑھ ہی نہیں سکتی۔

اگر ہم جائزہ لیں کہ اس وقت ہماری نوجوان نسل کی دینی رہنمائی اور تربیت کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کیا انتظام ہے؟ تو ہم دیکھتے ہیں کہ ہم اپنے بچوں کو ابتدائی عمر میں ناظرہ قرآن مجید پڑھا دیتے ہیں۔ غریب اور متوسط طبقے کے لوگ اپنے بچوں کو سکول جانے سے پہلے یا بعد مسجد بھجوا دیتے ہیں اور کھاتے پیتے لوگ گھروں پہ قاری لگوا لیتے ہیں۔ اس طرح بچے کو ناظرہ قرآن مجید پڑھانے کے بعد والدین سمجھتے ہیں کہ انہوں نے اپنا دینی فریضہ ادا کر دیا ہے۔ اس کے بعد بچے سکول کالج کی تعلیم میں چلے جاتے ہیں جہاں اسلامیات کا ایک سطحی سا نصاب ہے اور عربی کی معمولی سی تدریس کا انتظام ہے نتیجہ یہ ہے کہ وہ بی اے، ایم اے کر لیتا ہے لیکن دین کے ضروری علم سے بے بہرہ رہتا ہے۔ نہ اسے پتہ ہوتا ہے کہ قرآن میں کیا لکھا ہے، نہ نماز ترجمے کے ساتھ آتی ہے اور نہ نکاح طلاق جیسی بنیادی باتوں کی اسے خبر ہوتی ہے کیونکہ یہ سب چیزیں اس نصاب میں شامل ہی نہیں جو اسے سکول کالج میں پڑھایا جاتا ہے۔ جہاں تک تربیت کا تعلق ہے ہمارے نظام تعلیم میں اس کا بھی کوئی تصور موجود نہیں حالانکہ اسلام میں تعلیم بدوں تربیت ہے ہی نہیں لیکن ہمارے تعلیمی ناخداؤں نے شاید تعلیم کو محض انتقال معلومات کا کام سمجھ رکھا ہے اور تعمیر شخصیت اور کردار سازی کی اہمیت سرے سے کسی کے ذہن ہی میں نہیں۔

یہ حالت ہے ہمارے نظام تعلیم کی۔ اب آیئے ذرا ہماری دینی قیادت کی طرف۔ علماء اور دینی قائدین ہمارے لیے قابل صد احترام ہیں اور ان کی خدمت کے مثبت پہلوؤں کا ہمیں اقرار بھی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ ان کی طرف سے ہمارے معاشرے کے پڑھے لکھے طبقوں اور خصوصاً نوجوان نسل کی دینی رہنمائی اور تعلیم وتربیت کا کیا اہتمام ہے؟ پچھلی مردم شماری کے مطابق ہمارے ملک کے صرف ۳۸ فیصد لوگ ناظرہ قرآن مجید پڑھ سکتے تھے۔ گویا ملک کی دو تہائی آبادی قرآن مجید سرے سے پڑھ ہی نہیں سکتی اسے سمجھنے کا کیا سوال؟ قرآن حکیم سمجھ کر پڑھنے والے ہمارے ہاں ہزار میں سے شاید کوئی ایک آدھ ہی ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سوال یہ ہے کہ پاکستان میں ہزاروں لاکھوں مسجدیں ہیں، ہر گلی محلے میں مسجد ہے، اور جہاں مسجد ہے وہاں امام یا خطیب بھی ہے۔ آخر اس امر میں کیا مانع ہے کہ یہ امام اور خطیب جن کو دوسرا کوئی کام نہیں ہوتا اور وہ عام طور پر مسجد انتظامیہ کے لیے فل ٹائم کام کرتے ہیں، وہ اللہ کے پیغام کے معنی لوگوں کو نہیں سمجھا سکتے؟ پھر اکثر مسجدوں میں جمعہ کا خطبہ ہوتا ہے ایسا کیوں نہیں ہوسکتا کہ ہمارے خطیب رٹے رٹائے اور گھسے پٹے موضوعات کی بجائے زندہ موضوعات پر گفتگو کریں اور نماز جمعہ کے بعد ہر مسجد میں سوال و جواب کی ایک نشست ہو جس میں لوگوں کو کھلے عام سوال پوچھنے کی اجازت ہو۔ اور اس طرح ملک کے پڑھے لکھے لوگوں خصوصاً نوجوانوں اور علماء کے درمیان ڈائیلاگ کی ایک صورت بنے اور لوگوں کے ذہنوں کو اسلامی حوالے سے مطمئن کیا جائے تاکہ وہ یکسو ہو کر ایک باعمل زندگی گزار سکیں۔ ہماری رائے میں اس امر میں جو چیز مانع ہے وہ خود علماء کی تعلیم و تربیت ہے۔ اول تو خود دینی مدارس میں پورا قرآن پڑھنے پڑھانے کا رواج نہیں، پھر دینی مدارس کے طلبہ جدید علوم اور معلومات سے عموماً تہی دامن ہوتے ہیں۔ انگریزی زبان سے بھی وہ واقف نہیں ہوتے۔ ہمارے دینی مدارس میں عام مطالعہ و تحقیق کا بھی رواج نہیں ہے۔ ان امور کی بناء پر چند بڑے اور جید علماء سے قطع نظر عام مسجدوں کے خطیبوں میں، الا ماشاء اللہ، یہ صلاحیت ہی نہیں ہوتی کہ وہ پڑھے لکھے سے ڈائیلاگ کی فضا قائم کرسکیں اور انہیں مطمئن کرسکیں۔ سوال یہ ہے کہ جب یہ دینی مدرسے نہ تو ملک کی آبادی کی ایک بڑی اکثریت کو موثر دینی تعلیم دیتے ہیں اور نہ ان کی تربیت کا خاطر خواہ انتظام کرتے ہیں تو ملک کا پڑھا لکھا اور نوجوان طبقہ آخر کہاں جائے؟ پھر اس سے گلہ کیوں کیا جائے کہ وہ دین سے دور ہوتا جارہا ہے، مغربی اطوار پر کاربند ہے، وہ ڈش انٹینا اور وی سی آر کا رسیا ہے، اور اس میں فلاں اور فلاں خرابیاں ہیں۔ جب ہمارے دینی قائدین اس کی ذہنی سطح کے مطابق اس سے ڈائیلاگ کر ہی نہیں سکتے اور باہمی ابلاغ کی کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صورت ہی نہیں بنتی تو مثبت اور تعمیری نتائج کیسے اور کہاں سے پیدا ہوں گے؟

جب تک ہم اپنے خداوندان تعلیم اور دینی قائدین کو اس صورت حال کی اصلاح کرنے پر آمادہ نہیں کر پاتے وہ اور ہم سب ایک ایسی نسل پروان چڑھانے کے جرم میں شریک رہیں گے جو اپنے نظریہ حیات سے جڑی ہوئی نہ ہو، جس کی جڑیں اس کی مٹی میں نہ ہوں، جو ہر غالب اور اسلام دشمن تہذیب کے لیے نرم چارہ ہو اور جو حریت فکر' بلندیٔ اخلاق اور عظمتِ کردار سے محروم ہو۔

یہ صورت حال ایک لمحہ فکریہ ہے ہمارے معاشرے کے ارباب بست وکشاد کے لیے جن کے ہاتھ میں معاشرے کی باگ ڈور ہے، جو اس معاشرے کی صورت گری کر رہے ہیں اور ساتھ ہی یہ صورت حال دعوت فکر دیتی ہے دینی قیادت کے فہیم عناصر کو کہ وہ ان مسائل پر غور کریں۔

ہماری رائے میں اس امر کی ضرورت ہے کہ روایتی ڈگر سے ہٹ کر سوچا جائے اور معاملات پر از سر نو غور کیا جائے۔ موجودہ نظام تعلیم ہماری نظریاتی امنگوں اور ہمارے دینی آدرشوں کا ساتھ نہیں دیتا لہٰذا اسے تبدیل کرنا ناگزیر ہے۔ اسے ثنویت سے پاک کیا جانا چاہیے' اس کے مشمولات میں دینی مواد کا خاطر خواہ اضافہ ہونا چاہیے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس میں اسلامی تناظر میں طلبہ وطالبات کی تعمیر شخصیت اور کردار سازی پر بھرپور توجہ دی جانی چاہیے۔

دینی قیادت کو بھی اپنی ترجیحات اور تعلیمی حکمت عملی پر غور کرنے کی ضرورت ہے اور صدیوں پہلے بنے روایتی تعلیمی ڈھانچے سے خواہ مخواہ چمٹے رہنے کی بجائے دین کے وسیع تر مفاد اور عصر حاضر کے چیلنج کو سامنے رکھ کر نئی ترجیحات قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ ناگزیر ہے کہ علماء کی تعلیم وتربیت اس طرح کی جائے کہ وہ جدید علوم سے واقف ہوں اور عصری مسائل کا درک رکھتے ہوں تاکہ وہ ہمارے معاشرے کے پڑھے لکھے اور نوجوان طبقے کی رہنمائی ان کی ذہنی سطح کے مطابق کر سکیں۔

(نوائے وقت لاہور، ۳ دسمبر ۱۹۹۳ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# تعلیمی نظام اور نظریۂ حیات

ہم اپنے بجٹ کا نہایت معمولی حصہ تعلیم پر خرچ کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وطن عزیز میں شرح خواندگی نہایت کم ہے اور اعلیٰ تعلیمی و تحقیقی اداروں کی بھی کمی ہے۔ ایک طرف پاکستان میں تعلیمی زبوں حالی کی یہ کیفیت ہے اور دوسری طرف اہل علم وفکر اس بات پر متفق ہیں کہ قوموں کی ترقی واستحکام بلکہ بقاء اور زیست کا انحصار جن امور پر ہوتا ہے ان میں تعلیم سرفہرست ہے۔ تربیت (تزکیہ) اور تحقیق بھی تعلیم ہی کا حصہ شمار ہوتے ہیں۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے تعلیم اور تزکیے کو نبی کریم ﷺ کی بعثت کا بنیادی مقصد بتایا ہے اور اسی ذریعے کو استعمال کر کے آپ ﷺ نے ایسے کامیاب انسان تیار کیے جن کی مثال پیش کرنے سے تاریخ انسانی قاصر ہے۔ آنحضرت ﷺ کی تعلیم وتربیت سے تیار شدہ یہ افراد نہ صرف دینی لحاظ سے کوہ گراں تھے بلکہ دنیوی ترقی کے لحاظ سے بھی جو اقدامات انہوں نے کیے اور جو نتائج انہوں نے حاصل کیے ان پر آج بھی اپنے اور غیر سب انگشت بدنداں ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ انسان سازی اور فرد و معاشرہ کی تعمیر و ترقی میں قرآن حکیم کا 'تعلیم وتزکیہ، حکمت کے ساتھ' والا فارمولا اہم ترین کردار ادا کرتا ہے۔

آج ہمارا مشاہدہ بھی یہی ہے کہ وہی قومیں دنیا میں طاقتور اور ترقی یافتہ ہیں جن کے ہاں شرح خواندگی زیادہ ہے اور جن کے ہاں اعلیٰ تعلیمی اور تحقیقی اداروں کی کثرت ہے اور یہ کوئی عصر حاضر ہی کی خصوصیت نہیں مسلمان بھی جب دنیا میں سپر پاور تھے تو ان میں بھی خواندگی کی شرح تقریباً سو فیصد تھی اور ان کے ہاں تعلیمی اور تحقیقی اداروں کی کثرت تھی۔ صرف بطور مثال عرض ہے کہ مسجدوں میں قائم مکاتب کے علاوہ خصوصی تعلیمی اداروں کے قیام کے لیے نظام الملک نے پانچویں صدی ہجری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں اپنے بجٹ کا دس فیصد حصہ مختص کر رکھا تھا اور یورپ میں اندلس کی مسلم یونیورسٹیوں کے معیار کا یہ عالم تھا کہ سارے یورپ سے طالب علم کھنچ کھنچ کر وہاں حصول علم کے لیے جاتے تھے، بالکل اسی طرح جس طرح آج ہمارے مسلمان طالب علم امریکہ اور یورپ کی یونیورسٹیوں سے ڈگری لانا قابل افتخار سمجھتے ہیں۔

پاکستان میں تعلیم اپنے کم و کیف (Quantity and Quality) دونوں لحاظ سے قابل رحم حالت میں ہے۔ اس میں حکومتی شعبے کی غفلت نہ صرف کمیت (مقدار، حجم) کے لحاظ سے ہے بلکہ اس کی کیفیت (کوالٹی) کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس نے تعلیمی ترقی کی صلاحیت کو نظریاتی رخ دینے میں کوئی مثبت رول ادا نہیں کیا۔ جہاں تک عمومی کوالٹی کا تعلق ہے اس کی حالت بھی بدتر ہے۔ ہماری درسگاہوں میں تعلیم کا کوئی معیار نہیں، طلبہ حصول علم میں سنجیدہ نہیں، سیاسی جماعتوں کے آلہ کار بن کر انہوں نے ہاتھوں میں کتابوں کی بجائے کلاشن کوفیں تھام رکھی ہیں۔ پھر طلبہ کتابیں پڑھنے اور اضافی مطالعے کے لیے لائبریری جانے کی بجائے گائڈیں، خلاصے اور نوٹس پر توجہ مرکوز رکھتے ہیں (اور بدقسمتی سے اکثر اوقات اس کام میں اساتذہ کی حمایت بھی انہیں حاصل ہوتی ہے) کیونکہ ان کے پیش نظر علم کا حصول نہیں بلکہ محض اچھے نمبروں پر امتحان پاس کرنا ہوتا ہے۔

کچھ یہی حال اساتذہ کا بھی ہے جو بچوں کو علم دینے اور کلاس روم میں محنت کرنے کی بجائے گھروں میں ٹیوشن پڑھانے اور انہیں امتحان پاس کرانے کے نقطۂ نظر سے تیاری کراتے ہیں لیکن یہاں بھی چونکہ وہ بہت سے طلبہ کو بیک وقت پڑھاتے ہیں اس لیے طالب علم کو انفرادی توجہ نہ تعلیمی اداروں میں ملتی ہے نہ ٹیوشن سنٹرز میں۔ اس کے برعکس اس کے وقت کا ضیاع ہوتا ہے جو اسے کھیل کود اور دوسری تعمیری ہم نصابی سرگرمیوں سے بھی محروم کر دیتا ہے اور اس کی شخصیت کی متوازن نشوونما میں رکاوٹ بنتا ہے۔ پھر ہمارا امتحانی نظام نہ صرف ناقص ہے بلکہ اس کے لیے کئے گئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انتظامی اقدامات کی کمزوری وعدم کفایت' امتحانی عملے کی بددیانتی اور نقل کروانے والے منظّم گروہوں کی شورشوں نے امتحانات کی افادیت اور ان کے نتائج کو مشکوک بنا کر رکھ دیا ہے اور یوں یہ امور قابل' محنتی اور دیانتدار طلبہ اور ان کے والدین کے لیے مایوسی اور دل گرفتگی کا سبب بنتے ہیں۔

اور ان سب باتوں سے بڑھ کر یہ کہ ہمارا تعلیمی نظام ہمارے نظریہ حیات سے ہم آہنگ نہیں ہے، اس میں اسلام کی جھلک ہے نہ نظریہ پاکستان کی۔ ہمارے تعلیمی نظام میں ابھی تک اس بنیادی حقیقت کا ادراک نہیں کیا گیا کہ یہ ملک ہم نے اسلام کے نام پر بنایا تھا اور اسے اسلام کی تجربہ گاہ بننا تھا۔ ہمارے نظام تعلیم میں اگرچہ کچھ پیوند کاریاں اور جزوی اصلاح کی کوششیں ضرور کی گئی ہیں لیکن اس کا بنیادی فکری ڈھانچہ ابھی تک سیکولر ہے مثلاً تعلیم میں ثنویت ابھی تک موجود ہے، سکولوں، کالجوں، میں ضروری دینی تعلیم کا انتظام موجود نہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ نصاب میں علوم کو اسلامیانے اور انہیں اسلامی تناظر میں مدون کرنے کی کوئی سنجیدہ کوشش ابھی تک نہیں کی گئی۔ پھر تربیت اسلام کے نظام تعلیم کا انتہائی اہم جزو ہوتی ہے لیکن ہمارے ہاں ابھی تک اس حقیقت کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوئی ابتدائی کوشش بھی نہیں کی گئی۔

اسی طرح تربیت اساتذہ کے حوالے سے یہ اہتمام بھی ابھی تک نہیں کیا گیا کہ نظریاتی لحاظ سے یکسو اور عملاً اعلیٰ کردار کے اساتذہ تیار کیے جائیں۔ پھر تعلیم کا ایک اہم جزو یہ ہے کہ تعلیمی اداروں کے ماحول کو بہتر بنایا جائے اور اس غرض کے لیے ایسے منظّم اقدامات کیے جائیں جن کے ذریعے اسلامی تناظر میں طلبہ کی تعمیر سیرت وکردار کا کام ہو سکے۔ اسی طرح تعلیم کا ایک بنیادی ترین پہلو تحقیق کا بھی ہے۔ ہمارے ہاں اول تو یونیورسٹیاں کم ہیں جو ہیں ان میں تحقیق کا چلن نہیں۔ یونیورسٹیوں کے علاوہ اعلیٰ تعلیم وتحقیق کے ادارے برائے نام ہیں حالانکہ جس طرح اسلامی علوم میں اجتہاد زندگی اور حرکت کا ثبوت مہیا کرتا ہے اسی طرح علوم وفنون اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سائنس وٹیکنالوجی کی ترقی کے لیے جو چیز ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے وہ تحقیق ہے۔ جو قوم تحقیق میں پیچھے رہ جاتی ہے زندگی کی دوڑ میں اس کا پیچھے رہ جانا لابدی ہے۔

یہ سارے وہ تلخ اور تکلیف دہ (لیکن ناقابل تردید) حقائق ہیں جن کا ہر اس شخص کو سامنا کرنا پڑتا ہے جو ہمارے تعلیمی مسائل پر سوچنے کی کوشش کرتا ہے۔ تعلیم کی ترقی وزبوں حالی ہی کسی قوم کی ترقی یا زبوں حالی کا پیمانہ اور معیار ہوتی ہے۔ جو قوم تعلیم سے غفلت برتتی ہے وہ گویا قومی خودکشی کے راستے پر چلنے کا فیصلہ کرتی ہے اور جو قوم تعمیر وترقی کا عزم کرتی ہے وہ اپنے نظام فکر وعمل میں تعلیم وتربیت اور تحقیق کو بنیادی اہمیت دیتی ہے۔ ہم افراد ملت سے عموماً اور ان لوگوں سے خصوصاً جو کسی بھی طرح تعلیم کے شعبے سے وابستہ اور متعلق ہیں، یہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ تعلیم کی اہمیت اجاگر کرنے کے لیے اقدامات کریں، خاص طور پر حکمران طبقوں کو اس کی اہمیت اور افادیت سے آگاہ کرنے کی کوشش کریں۔ ہم نے اگر اپنی تعلیمی حالت کو بدلنے کی سنجیدہ کوششیں نہ کیں تو ہمارے معاشرے کا استحکام اور قومی ترقی کے امکانات معدوم ہوتے چلے جائیں گے بلکہ ہماری بقا اور سلامتی بھی خطرے میں پڑ جائے گی جیسا کہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی صورت میں پہلے ہو چکا ہے۔ اس لیے ہم جتنی جلدی اس خواب گراں سے جاگ جائیں اتنا ہی ہمارے لیے بہتر ہوگا۔

(نوائے وقت لاہور، ۳۰/اکتوبر ۱۹۹۳ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# ہم کرپٹ قوم کیوں ہیں؟

پچھلے کئی سالوں سے پاکستان دنیا کے کرپٹ ترین ممالک میں سرفہرست رہا ہے۔ سال گزشتہ کی رپورٹ کے مطابق پاکستانی دنیا کی چوتھی کرپٹ ترین قوم ہیں۔ بولیویا اور کولمبیا خیر چھوٹی چھوٹی ریاستیں ہیں۔ پہلا نمبر دراصل روس کا ہے اور دوسرا پاکستان کا۔ یہ عجیب المیہ ہے کہ اس صدی میں نظریاتی طور پر دو بڑی ریاستیں وجود میں آئیں اور اخلاقی لحاظ سے دونوں ناکام ہوگئیں۔ اگرچہ دونوں کی ناکامی کا بنیادی سبب ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ روس کی اخلاقی ناکامی کی وجہ یہ ہے کہ اس کا نظریہ فلاپ ہوگیا اور پاکستان کی اخلاقی ناکامی کی وجہ یہ ہے کہ یہاں معاشرے کے کارفرما عناصر نظریے کی تنفیذ میں ناکام ہوگئے۔

ہماری آج کی سیاست کا مرکزی موضوع کیا ہے؟ احتساب! حکومت بھی اسی کے نعرے لگا رہی ہے اور اپوزیشن کے سیاست دان بھی۔ پچھلی کئی دہائیوں سے احتساب کا سلسلہ جاری ہے۔ صدر ایوب کی پہلی فوجی حکومت نے سیاستدانوں کے احتساب کے لیے ایبڈو جیسا قانون بنایا۔ سیاستدانوں نے بھی حسب موقع تھوڑا بہت احتساب کیا، سول ملازمین کا بھی اور اپنے سیاسی مخالفین کا بھی۔ اور نظر یہ آرہا ہے کہ غالباً اگلے الیکشن میں بھی احتساب کا نعرہ سرفہرست ہوگا؟ اس سب کے باوجود ہماری سطح بینی کی یہ حالت ہے کہ ہم اس پر غور ہی نہیں کرتے کہ اس احتساب کی ضرورت آخر کیوں پیش آتی ہے؟ اس کا جواب نہایت آسان ہے کہ ہمیں احتساب کی ضرورت اس لیے ہے کہ ہمارے معاشرے کے کارفرما عناصر (خصوصاً سیاستدان، فوجی اور سول بیوروکریٹ وغیرہ) کرپٹ ہیں؟ لیکن اس سے آگے بڑھ کر یہ کوئی نہیں سوچتا کہ ہمارے معاشرے کے کارفرما عناصر آخر کرپٹ کیوں ہیں؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس سوال پر غور کے کئی پہلو ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ایک جواب یہ ہوسکتا ہے کہ لوگ مادہ پرست ہو گئے ہیں، وہ راتوں رات امیر بننا چاہتے ہیں، وہ دنیا کی حرص اور لالچ میں مبتلا ہو گئے ہیں، انہیں خدا کا خوف اور آخرت کی فکر نہیں رہی۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ جواب صحیح ہے لیکن یہ بات پھر بھی سوچنے کی ہے کہ لوگ حرص ولالچ میں کیوں مبتلا ہو گئے ہیں؟ انہیں خدا کا خوف اور آخرت کی فکر کیوں نہیں رہی؟ وہ کیوں ہر طرح کے اصول واقدار کی نفی کر کے دولت مند بننا چاہتے ہیں؟ اس کا جواب ایک ہی ہوسکتا ہے اور وہ یہ کہ معاشرے کا تعلیم وتربیت کا نظام غلط ہے۔ یہ نظام نہ افراد معاشرہ کو مذہب اور اخلاق کی صحیح تعلیم دیتا ہے اور نہ ہی ان کی صحیح طریقے سے تربیت کرتا ہے۔

اب جب ہم اس نکتے تک آپہنچے ہیں کہ ہمارے معاشرے میں کرپشن کی بڑی وجہ ہمارے نظام تعلیم وتربیت کی خرابی ہے تو آیئے پھر اس پر بھی غور کر لیں کہ ہمارے معاشرے کے نظام تعلیم وتربیت میں کیا خرابی ہے کہ وہ باکردار اور بااخلاق افراد تیار نہیں کرتا؟ ایک سیدھا سادہ فارمولا یہ ہے کہ جو نظام تعلیم وتربیت معاشرے کے نظریات کے مطابق افراد تیار نہیں کرتا وہ ناکام ہے۔ اور جو نظام تعلیم معاشرے کے نظریات کے مطابق افراد تیار کرتا ہے وہ کامیاب ہے، خواہ معاشرہ امریکی ہو، پاکستانی ہو، چینی یا جاپانی ہو وغیرہ۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو پاکستان کا نظام تعلیم ناکام ہو چکا ہے کیونکہ وہ معاشرے کے نظریات (جو یقیناً اسلام کے علاوہ اور کچھ نہیں ہیں) کے مطابق افراد کی سیرت اور شخصیت کی تعمیر نہیں کر سکا ہے۔ پاکستانی نظام تعلیم کی اس ناکامی کا سبب کیا ہے؟ اس ناکامی کے ذمہ دار معاشرے کے وہ کارفرما عناصر ہیں جو ملکی نظام تعلیم وتربیت پر اثر انداز ہو سکتے تھے۔ اگر پبلک اور پرائیویٹ سیکٹر کے حوالے سے بات کی جائے تو یوں کہا جا سکتا ہے کہ پبلک سیکٹر میں یعنی حکومتی سطح پر اس کی ناکامی کی ذمہ دار ہے ہماری اسٹیبلشمنٹ یعنی قوت حاکمہ جس میں سیاستدان (خواہ وہ جاگیردار ہوں یا سرمایہ دار) اور سول وفوجی بیوروکریسی سرفہرست ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پاکستانی قوت حاکمہ پہلے دن سے منافقت کا رویہ اپنائے ہوئے ہے۔ وہ مغربی فکر وتہذیب کی چکا چوند سے مرعوب ہے اور اسے ہی ترقی کا زینہ سمجھتی ہے۔ یا پھر وہ اپنے ذاتی اور طبقاتی مفادات کی اسیر ہے اور اس کے لیے ''سٹیٹس کو'' ضروری سمجھتی ہے اور کوئی تبدیلی خصوصاً اسلامی تبدیلی اسے کسی قیمت پر گوارا نہیں۔ اس ذہنی فضا میں ہماری قوت حاکمہ سرے سے اس کی قائل ہی نہیں کہ نظام تعلیم وتربیت کو اسلامی رنگ میں رنگا جائے تاکہ وہ پاکستانی معاشرے کے نظریات کے مطابق ایک یکسو اور مستحکم شخصیت کو جنم دے سکے۔

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس نے یہاں تعلیم عام نہیں ہونے دی اور جو تھوڑی بہت ہے اس کا یہ حال ہے کہ یہاں حکومتی ٹاٹ سکولوں کے ساتھ انگریزی میڈیم سکول بھی ہیں۔ یہاں مشنری سکول بھی کام کر رہے ہیں جو غیر مسلم ممالک کے تعلیمی اداروں سے ملحق ہیں اور انہی کا نصاب پڑھاتے ہیں۔ انگریزی زبان نرسری سے پڑھائی جاتی ہے، نصاب جو حکومتی سکولوں میں رائج ہے وہ بھی اسلامی تناظر میں مدون نہیں کیا گیا بلکہ اکثر مغربی ممالک کی نصابی کتابوں کا چربہ ہوتا ہے۔ اسلامی تعلیم جو دی جاتی ہے وہ ناکافی بھی ہوتی ہے اور غیر مؤثر بھی۔ اساتذہ کی فنی تربیت کا نظام تو برا بھلا موجود ہے نظریاتی تربیت کا نہیں اور نہ موزوں ہم نصابی سرگرمیوں کے ذریعے ماحول کو تربیتی رنگ دیا جاتا ہے۔ اس سب کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارا نظام تعلیم ژولیدہ فکری کا شکار ہے۔ یہ ایسے افراد تیار کر رہا ہے جو مغربی فکر سے مرعوب ہیں اور اسلامی فکر پہ یکسو نہیں۔ ان حالات میں ایک مستحکم اسلامی شخصیت کیسے پروان چڑھ سکتی ہے!

پرائیویٹ سیکٹر کا حال اس سے بھی پتلا ہے۔ یہاں تعلیم اسلامی یا رفاہی نقطہ نظر سے دی ہی نہیں جاتی۔ یہاں نچلے طبقے میں یہ ذریعۂ روزگار ہے اور بعض بڑے ادارے اسے بطور کاروبار اور انڈسٹری چلا رہے ہیں۔ چونکہ یہ کاروبار ہے لہٰذا ان تاجروں کا ماٹو ہے 'کم سے کم خرچ کرو، زیادہ سے زیادہ وصول کرو اور منافع کماؤ'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اعلیٰ درجے کی تعلیم دینا، علم سکھانا اور اخلاقی تربیت کرنا ان کے پیشِ نظر ہے ہی نہیں۔ یہاں صرف ان علوم کی تعلیم دی جاتی ہے جن کی مارکیٹ ویلیو ہے۔ باقی جہاں تک ان علوم کا تعلق ہے جو معاشرے کی تعمیر میں کوئی کردار ادا کرتے ہیں ان کو کوئی پوچھتا ہی نہیں کیونکہ ان کے لیے بھاری بھرکم فیسیں کوئی نہیں دیتا۔ اس سیکٹر میں دینی تعلیم کا حال اور بھی پتلا ہے۔ دینی مدارس کافی تعداد میں ہیں لیکن ان کا ماحول ایسا ہے کہ معاشرے کے کھاتے پیتے لوگ اپنے بچے وہاں نہیں بھجواتے۔ یہ مدارس غریب غربا اور یتیموں کی پرورش گاہیں ہیں جہاں زیادہ تر زکوٰۃ وصدقات کے پیسوں سے اخراجات کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اساتذہ کی مالی حالت بھی پتلی ہوتی ہے (سوائے منتظمین کے)۔ یہاں صدیوں پرانا نصاب پڑھایا جاتا ہے اور جدید تقاضوں اور عصری ضروریات سے صرف نظر کیا جاتا ہے۔ تربیت کے تصور کا یہاں بھی فقدان ہے۔ حکومت بیرونی دباؤ پر ان کے خلاف محاذ کھولے رکھتی ہے، نہ ان کی اسناد کو تسلیم کرتی ہے اور نہ انہیں کوئی اہمیت دیتی ہے۔ جدید تعلیم سے جو کروڑوں بچے مستفید ہوتے ہیں اور جو چند ہزار ان دینی مدارس سے نکلتے ہیں ان کے ذہنی وفکری معاییر میں اتنا بُعد ہوتا ہے کہ وہ دو مختلف دنیاؤں کے باسی معلوم ہوتے ہیں۔ اس طرح یہ 'دینی قیادت' عوام الناس کے اخلاق وکردار اور ان کے معاشرتی رویوں پر اثر انداز ہو ہی نہیں سکتی۔ بس یہ ہے کہ لوگ اپنے بچے کھچے دینی جذبے سے مجبور ہو کر ان کے پیچھے جمعہ عیدین کی نمازیں پڑھ لیتے ہیں اور جو ذرا دین دار ہیں وہ پنج وقتہ بھی۔ مسلمان معاشرے میں تربیت کا ایک ادارہ کبھی خانقاہ بھی ہوا کرتا تھا۔ اب تصوف کے نام پر یہاں یا تو عرس اور میلے ہوتے ہیں یا چند خاندانی گدیاں ہیں جن کا کاروبار مریدوں سے نذرانے وصول کرنا ہے۔ تزکیہ وتربیت، جو اس ادارے کا اصل مقصد تھا، وہ پیر اور مرید دونوں کی نظر سے اوجھل ہو چکا ہے۔

یہ ایک مختصر سا جائزہ ہے ہمارے نظام تعلیم وتربیت کا، جس کے نتیجے میں یہ کہنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پڑتا ہے۔ ''تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم''۔

تاہم صورت حال کی اس نقشہ کشی سے مقصود مایوسی پھیلانا نہیں بلکہ ملک کے سوچنے سمجھنے والے اور ذمہ دار عناصر کے سامنے صورت حال کی سنگینی واضح کرنا ہے کہ نظام تعلیم وتربیت کی اصلاح کی کتنی شدید ضرورت ہے۔ اس اصلاح کے خدوخال اور لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے؟ یہ کسی اگلے مضمون میں، ان شاء اللہ۔

(نوائے وقت لاہور، ۲۳ ستمبر ۲۰۰۰ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# اس قوم پر رحم فرمایئے!

اصحاب اقتدار کی یہ مجبوری ہوتی ہے کہ انہیں ہر وقت، ہر موقع پر کچھ نہ کچھ کہنا پڑتا ہے۔ لوگ تقریبات میں ان کو بلاتے رہتے ہیں کبھی صدارت، کبھی مہمان خصوصی کبھی کچھ۔ اور اگر وہ خاموش رہنا بھی چاہیں تو اخباری نامہ نگاران سے کرید کرید کر سوالات کرتے رہتے ہیں لہٰذا جب کچھ دن پہلے پنجاب کے گورنر صاحب نے یہ فرمایا کہ حکومتی شعبے کی یونیورسٹیوں میں آرٹس کی تعلیم ختم کر دی جائے اور انہیں سائنس یونیوسٹیاں بنا دیا جائے تو ہم نے اسے رواروی کی گفتگو کا ایک حصہ سمجھا۔ لیکن اب دوبارہ گورنر صاحب نے بیان دیا ہے جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ تو باقاعدہ ان کی سوچ اور فکر ہے اور وہ اس پر عمل درآمد کروانے کا ارادہ بھی رکھتے ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اس تجویز کے مضمرات پر غور کر لیا جائے۔

گورنر صاحب کی تجویز یہ ہے کہ سرکاری یونیورسٹیوں سے آرٹس کی تعلیم ختم کر دی جائے اور ان یونیورسٹیوں کو سائنس یونیورسٹیاں بنا دیا جائے، جو آرٹس پڑھنا چاہتا ہے وہ پرائیویٹ سیکٹر میں تعلیم حاصل کرے۔ گورنر صاحب کا مدعا بظاہر یہ ہے کہ ملک میں سائنس اور ٹیکنالوجی کو فروغ حاصل ہو کیونکہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے بغیر کوئی ملک آج ترقی نہیں کر سکتا اور چونکہ ہم اس میدان میں پہلے ہی پیچھے ہیں لہٰذا سائنس و ٹیکنالوجی کی اعلیٰ تعلیم پر توجہ دینا انتہائی ضروری ہے۔ یہ تجویز بظاہر سادہ اور معصوم سی لگتی ہے لیکن درحقیقت انتہائی خوفناک تجویز ہے اور اگر خدانخواستہ اس پر عمل درآمد ہو گیا تو ملک کی دینی اور تہذیبی زندگی پر اس کے انتہائی تباہ کن اثرات پڑیں گے۔ آپ ذرا غور فرمایئے کہ آرٹس کی تعلیم سے کیا مراد ہے؟ آرٹس میں عمرانی علوم، دین، ادب، اور زبانیں وغیرہ شامل ہیں۔ گویا یونیورسٹیوں سے علوم اسلامیہ، عربی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فارسی اور اردو زبان وادب، تاریخ، جغرافیہ، تربیت اساتذہ، نفسیات، معاشیات، سیاسیات اور فلسفہ وغیرہ کے شعبے ختم کر دیے جائیں گے۔ یہ وہ شعبے ہیں جو فرد اور معاشرے کو وہ اصول واقدار مہیا کرتے ہیں جن پر انسانی شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے اور یہ اصول واقدار ان عقائد سے مستنبط کیے جاتے ہیں جن پر افراد معاشرہ ایمان رکھتے ہیں۔ اگر ان عقائد اور ان اصول واقدار سے صرف نظر کر لیا جائے تو وہ بنیاد ہی گر جاتی ہے جو تخلیقی صلاحیتوں کی جلا اور نمو کی ضامن اور ترقی کی اساس ہوتی ہے۔ کیونکہ کوئی شخصیت بھی خلا میں پروان نہیں چڑھتی۔ آپ اگر مسلمان نسل کو اس کی اسلامی فکری ساخت سے محروم کرتے ہیں تو اس میں یہ مفہوم خود بخود پوشیدہ ہے کہ آپ اس کی شخصیت کی نمو بعض دوسرے اصول واقدار پر کر رہے ہیں لیکن چونکہ آپ فرد کو نہ تو اس کے ماضی سے پوری طرح کاٹ سکتے ہیں اور نہ ہمارا معاشرہ اپنے فکری وتہذیبی رویوں سے پوری طرح کٹا ہوا ہے لہٰذا اسلامی بنیادوں سے انحراف کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ آپ اسے مغرب کی فکری ساخت مہیا کر رہے ہیں کیونکہ آپ کھل کر ایسا کرنے کی کوشش کریں گے تو معاشرہ آپ کی مخالفت کرے گا۔ لہٰذا ہوتا یہ ہے کہ مغرب سے مرعوب ذہن نقب لگاتے ہیں اور دھیرے دھیرے، غیر محسوس طریقے سے، تھوڑا تھوڑا کر کے مغربی اصول وافکار ہمارے نظام ونصاب تعلیم میں داخل کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مسلمان شخصیت فکری یکسوئی سے محروم ہو جاتی ہے اور یہ فکری محرومی اس کو اللہ کی اطاعت کے محکم راستے پر نہیں ڈال سکتی بلکہ اسے ذہنی تشکیک اور فکری انتشار کی طرف دھکیل دیتی ہے جس سے نہ مضبوط کردار پیدا ہوتا ہے اور نہ تخلیقی صلاحیتیں پروان چڑھتی ہیں۔ ان حالات میں ضرورت اس بات کی تھی کہ نظام تعلیم کو بدلا جاتا، اسے اسلام اور نظریۂ پاکستان کی فکری اساس مہیا کی جاتی لیکن گورنر صاحب فرماتے ہیں کہ وہ شاخیں ہی کاٹ دو جن پر پھل لگتے ہیں۔ اگر یونیورسٹیوں سے اسلامی علوم اور عربی، اردو کے شعبے ختم کر دیے جائیں تو وہ کون سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وقوف آدمی ہے جو پرائیویٹ سیکٹر میں ان علوم کو پڑھانے کے لیے سرمایہ کاری کرے گا کیونکہ لوگ تو وہاں پیسے لگاتے ہیں جہاں طلبہ کا ہجوم ہو، فیسیں زیادہ ہوں اور جہاں سے منافع زیادہ ہو۔ عربی اسلامیات پڑھنے کے لیے کون بھاری بھر فیسیں دے گا، اور کون اس کے لیے پرائیویٹ یونیورسٹیاں بنائے گا؟ یہی وجہ ہے کہ اندھے بھی دیکھ سکتے ہیں کہ پرائیویٹ سیکٹر میں جتنی بھی نئی یونیورسٹیاں بنی ہیں وہ ایسے مضامین پڑھاتی ہیں جن کی مارکیٹ میں مانگ ہے، جن سے اچھی نوکریاں ملتی ہیں۔ کوئی آدمی آرٹس کے شعبے میں سرمایہ کرنے کا سوچتا بھی نہیں اور نہ کبھی سوچے گا۔ لہٰذا سرکاری یونیورسٹیوں سے آرٹس کی تعلیم ختم کرنے کا صاف مطلب یہ ہے کہ اسلامی اور مشرقی علوم کی چھٹی۔ نہ کوئی پرائیویٹ یونیورسٹی اس کام کے لیے ہوگی اور نہ کوئی بھاری فیسیں اس مقصد کے لیے دے گا یعنی نہ نومن تیل ہوگا اور نہ رادھا ناچے گی۔

ان سطور کا راقم اور اس کے احباب کئی سالوں سے کوشش کر رہے ہیں کہ پرائیویٹ سیکٹر میں تربیت اساتذہ کا ایک غیر کمرشل اقامتی ادارہ قائم کیا جائے کیونکہ جب تک ایسے اساتذہ تیار نہ کیے جائیں جو اسلام اور نظریہ پاکستان کے معاملے میں فکری لحاظ سے یکسو ہوں وہ اپنے طالب علموں میں یہ روح کیسے پھونک سکتے ہیں؟ لیکن ہم پوری کوشش کے بعد باوجود ایسا ایک ادارہ بنانے میں کامیاب نہیں ہو سکے کیونکہ یہ دنیوی لحاظ سے منافع بخش نہیں، کوئی صاحب سرمایہ کاری کر کے اس سے نفع حاصل نہیں کر سکتے اور ہمارے ہاں ایسے اصحاب کی بھی کمی ہے جو اس معاملے کی اہمیت کو سمجھیں اور آخرت کے منافع کی خاطر اس میں سرمایہ کاری کریں۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے ادارے سرکاری سطح پر ہی قائم ہیں اور چل رہے ہیں، خواہ وہ اتنے فعال اور موثر نہ سہی جتنا انہیں ہونا چاہیے۔ یہی حال اسلامی علوم اور عربی کی تدریس کا ہے۔ ہمارے دینی مدارس جو رجال کار پیدا کر رہے ہیں ان کی کمزوریوں کا احساس بہت سے لوگوں کو ہے۔ دوسری طرف کالجوں اور یونیورسٹیوں میں عربی اور اسلامی علوم کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تدریس کا نظام بھی خاصا ناقص ہے۔ ان حالات میں پرائیویٹ سیکٹر میں اعلیٰ معیار کی دینی تعلیم کا انتظام وقت کی ایک اہم ضرورت ہے تاکہ ایسے افراد تیار کیے جاسکیں جو نہ صرف دینی علوم میں مہارت رکھتے ہوں بلکہ انگریزی زبان اور جدید علوم پر بھی ان کی گرفت مضبوط ہو۔ بدقسمتی سے پرائیویٹ سیکٹر میں ایسا ایک بھی ادارہ موجود نہیں، اور ہم ایسے احباب کو بھی جانتے ہیں جو برسوں سے ایک ایسا ادارہ قائم کرنے کی خواہش وکوشش میں ہیں لیکن یہ ممکن نہیں ہوسکا کیونکہ اسے مالی لحاظ سے نفع پر نہیں چلایا جاسکتا اور ایسے مخیّر حضرات موجود نہیں ہیں جو اس کام کی اہمیت کو سمجھ کر اس کا بوجھ اٹھالیں۔ ان حالات میں اسلامی اور عمرانی علوم کو پرائیویٹ سیکٹر میں دھکیلنے کا صاف اور سیدھا مطلب یہ ہے کہ ان کا صفایا ہو جائے۔ نہ کوئی عربی اسلامیات پڑھائے گا اور نہ کوئی پڑھے گا۔

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی جیسے صاحب علم وفکر اور ماہر تعلیم نے یہ بات لکھی ہے کہ اس بات پر دوبارہ غور کی ضرورت ہے کہ سرسید نے قوم کو انگریزی اور سائنس کے جس چکر میں ڈالا تھا اور یہ نقطۂ نظر پیش کیا تھا کہ ترقی کی بنیاد انگریزی زبان اور سائنس کی تعلیم ہے۔ تجربے نے اسے کس حد تک صحیح ثابت کیا ہے اور یہ کہ ہم نے اس تجرُبے میں کیا کھویا اور کیا پایا ہے؟ اقبال نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے۔

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی
ڈھونڈ لی قوم نے فلاح کی راہ

روشِ مغرب ہے مدِ نظر
وضعِ مشرق کو جانتے ہیں گناہ

یہ ڈرامہ دکھائے گا کیا سین
پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

علامہ مرحوم نے یہ بات پچاس ساٹھ سال پہلے کہی تھی لیکن آج ہماری آنکھیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وہ تماشا دیکھ رہی ہیں اور مغربی تہذیب کی نقالی اور اس سے مرعوبیت نے جو صورت حال پیدا کر رکھی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔

قوموں اور ملکوں کی بقاء کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ وہ اپنے فکری اور تہذیبی ورثے سے کتنی جڑی ہوئی ہیں؟ ہم اپنے گورنر صاحب کو کیسے سمجھائیں کہ خدا کے لیے عربی، اسلامیات اور تاریخ کی قیمت پر ہمیں سائنس نہ پڑھائیں۔ ہم نہ سائنس کی اہمیت کو رد کرتے ہیں اور نہ ہمیں ٹیکنالوجی کی اہمیت سے انکار ہے یہ دونوں اہم ہیں اور بہت اہم ہیں، ان پر توجہ ضرور دینی چاہیے لیکن ان دونوں کو اہمیت دینے کا یہ مطلب کہاں سے نکل آیا کہ اسلامی اور عمرانی علوم کی تدریس بند کر دی جائے۔ ہمیں اس دنیا میں ترقی مطلوب ہے لیکن اپنے دین وثقافت کی قیمت پر نہیں، بلکہ ہمیں کہنے دیجیے کہ ایسی ترقی کو ہم سرے سے ترقی ہی نہیں سمجھتے جو ہمیں ہمارے دینی آدرشوں سے دور کر دے اور جو ہمیں ہمارے تہذیبی ورثے سے کاٹ دے اور یہ کہ مسلمان قوم کسی ایسی ترقی کو ہضم ہی نہیں کر سکتی جس کے نتیجے میں وہ دین سے دور ہو جائے اور اپنے ثقافتی اور تہذیبی ورثے سے کٹ جائے بلکہ صحیح تر بات یہ ہے کہ اپنے دینی اور ثقافتی ورثے سے کٹ کر کوئی ترقی کی ہی نہیں جا سکتی کیونکہ ہم اپنے ماضی کو بھول کر ترقی نہیں کر سکتے بلکہ تنزل ہی میں جا سکتے ہیں۔ مسلمان قوم نے ماضی میں ترقی کی شاندار مثال قائم کی ہے لیکن اپنے دین اور اپنی ثقافت کو چھوڑ کر ترقی نہیں کی بلکہ اس کو اساس بنا کر ترقی کی، سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی ان فکری اصولوں کی مرہون منت تھی جن کی جڑیں ہمارے عقائد میں پیوست تھیں۔

اور اب گورنر صاحب ایک طرف یہ فرما رہے ہیں کہ یونیورسٹیوں سے اسلامی علوم کی تعلیم ختم کر دی جائے گی، دوسری طرف عیسائیوں کے تعلیمی اداروں کی واپسی کا انتظام ہو رہا ہے۔ خدارا یہ تو نہ کریں کہ اسلامی اور عمرانی علوم کی تدریس کا جو برا بھلا انتظام ہمارے ہاں پہلے سے موجود ہے اسے بھی سائنس اور ترقی کے نام پر ختم کر دیں۔

(نوائے وقت لاہور، ۱۵ مئی ۱۹۹۵ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# مروجہ حکومتی نصاب پر ایک نظر

یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے اور اس کے لیے دلائل دینے کی ضرورت ہم اس موقع پر محسوس نہیں کرتے کہ پاکستان اسلام کے نام پر قائم کیا گیا تھا۔ برصغیر کے عوام نے اسی غرض کے لیے قربانیاں دیں اور تحریک پاکستان کے قائدین نے پاکستان کے قیام سے قبل اور بعد میں اس امر کو بڑی صراحت سے بیان کیا کہ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہوگا اور حکومت کے سارے شعبے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کام کریں گے۔ اگر اس مقصد کو پیش نظر رکھا جاتا تو ضروری تھا کہ قیام پاکستان کے بعد نظام تعلیم کو بھی از سر نو اسلامی بنیادوں پر استوار کیا جاتا اور ماضی کے غیر پسندیدہ تعلیمی ورثے سے جان چھڑالی جاتی۔ بدقسمتی سے پاکستان میں یہ کچھ نہیں ہوسکا یا کم سے کم معیار مطلوب کی حد تک نہیں ہوسکا۔ ملک کے نظام تعلیم کو دینی اور ملی تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کی کچھ نیم دلانہ کوششیں ہوئیں اور کچھ درخ اندوزی (پیچ ورک) کر کے یہ سمجھ لیا گیا کہ معرکہ سر کر لیا گیا ہے۔

موجودہ حکومتی نصاب اور نصابی کتب کا اگر اسلامی تناظر میں جائزہ لیا جائے تو اس میں چار کمزوریاں نہایت نمایاں نظر آتی ہیں۔ (یہ جائزہ صرف سیکنڈری سکول تک کے نصاب اور نصابی کتب کا ہے)

۱۔ اس میں دینی نصاب کم ہے۔

۲۔ علوم کو اسلامی تناظر میں پیش نہیں کیا گیا۔

۳۔ نصابی مواد معیار کے لحاظ سے فروتر ہے۔

۴۔ نصابی مواد کی تدریج غیر موزوں ہے۔

اور اب ان امور کی کچھ تفصیل:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## کم دینی مواد

۱۔ موجودہ نصابی اسکیم میں قرآن مجید وحدیث کی تدریس کو الگ اور مستقل مضمون کے طور پر نہیں رکھا گیا بلکہ اسے اسلامیات کے ضمن میں پڑھایا جاتا ہے۔ ناظرہ قرآن مجید کے سلسلے میں یہ طے کیا گیا ہے کہ یہ آٹھویں جماعت تک ختم ہو جہاں تک حفظ اور ترجمے کا تعلق ہے قرآن مجید کی آخری چند سورتوں پر اکتفا کرلیا جاتا ہے۔ احادیث کی الگ تدریس کا انتظام بھی موجود نہیں اور ان احادیث کو کافی سمجھ لیا جاتا ہے جو اسلامیات کے مختلف مضامین پڑھاتے ہوئے ضمناً اسباق میں آجاتی ہیں۔

درحقیقت ضرورت اس چیز کی تھی کہ قرآن وحدیث کو الگ اور مستقل لازمی مضمون کے طور پر متعارف کروایا جائے تاکہ اس کام کو ضروری توجہ اور وقت مل سکے۔ پانچویں جماعت تک ناظرہ قرآن مجید ختم کرالیا جائے (سرکاری سکولوں میں چونکہ اس غرض کے لیے خصوصی اساتذہ مہیا نہیں کیے جاتے اور نہ اساتذہ اور ہیڈ ماسٹر صاحبان اس طرف توجہ کرتے ہیں۔ اس لیے مڈل پاس کرنے تک بھی بچے قرآن مجید پڑھنا نہیں سیکھتے) اور چھٹی سے لے کر دسویں تک سارا قرآن مجید باترجمہ پڑھا دیا جائے۔ پرائمری حصے میں ہر مسلمان طالب علم کو آخری پارہ (یا کم ازکم آخری نصف پارہ) حفظ کروایا جائے۔ جہاں تک احادیث رسول ﷺ کا تعلق ہے ان کے لیے بھی ایک سلیبس بنایا جانا چاہیے جس میں پہلی سے لے کر دسویں جماعت تک ایمانیات' عبادات' اخلاقیات اور معاملات پر کم ازکم تین چار سو احادیث مع ترجمہ پڑھادی جائیں اور چالیس مختصر احادیث ابتدائی کلاسوں میں زبانی یاد بھی کروادی جائیں۔ مطالعہ اسلامیات کے دوران جو احادیث بالواسطہ طور پر آجائیں گی وہ اضافی ہوں گی۔

اسلامیات کا موجودہ نصاب ناکافی ہے یہ اسلام کے بارے میں طالب علم کو بکھری ہوئی معلومات تو ضرور مہیا کرتا ہے لیکن اسلام کو ایک مربوط فکری وحدت اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نظام ۔یات کے طور پر پیش نہیں کرتا جس سے ایک طالب علم کو نہ تو اپنے مقصد حیات کا پتہ چلتا ہے اور نہ کائنات میں اپنے کردار کا۔ اسلام کا استدلالی پہلو بھی اس میں نہایت کمزور ہے۔ سیرت النبی ﷺ کو محض مجموعہ واقعات کے طور پر پیش کر دیا جاتا ہے جس سے بچہ نہ تو کوئی سبق سیکھتا ہے اور نہ یہ واقعات اس کی سیرت کا حصہ بنتے نظر آتے ہیں۔ علاوہ ازیں اسلامیات کا دائرہ کار نہایت محدود ہے اس میں عقائد، فقہ، اصول فقہ، تاریخ اسلام، صحابہ واسلاف کے سوانح اور تزکیہ نفس کا حصہ بہت کم ہے۔ فقہی اختلافات سے بچنے کی آڑ میں بعض انتہائی ضروری چیزیں رہ جاتی ہیں مثلاً حکومت کی شائع کردہ پہلی سے لے کر آٹھویں جماعت تک کی دینیات کی کتب میں نماز پڑھنے کا طریقہ اور خلفائے راشدین کے حالات نہیں دیے گئے۔ پھر مسلکی اثرات کی وجہ سے بعض اسلامی موضوعات غیر متوازن انداز میں بیان کر دیے جاتے ہیں مثلاً اردو ہشتم کی کتاب میں عید میلاد النبی ﷺ پر مضمون۔

اس چیز کی ضرورت ہے کہ اسلامیات کے موجودہ نصاب کو جامع بنایا جائے۔ کوئی قوم جب تک اپنے ماضی (تاریخ) سے واقف نہ ہو وہ اپنا مستقبل کیسے بہتر بنا سکتی ہے؟ اسی طرح ہمارے طلبہ کی ایک بہت بڑی اکثریت ہائی سکول کے بعد تعلیم جاری نہیں رکھ سکتی لیکن انہیں نکاح وطلاق اور طہارت ونجاست جیسے روزمرہ زندگی کے شرعی مسائل کا بھی علم نہیں ہوتا لہٰذا ان چیزوں کو شامل نصاب کیا جانا ضروری ہے۔ سیرت النبی ﷺ کو بھی نئے انداز میں لکھا جانا چاہیے۔ تزکیۂ نفس کو جب تک ہم ۔یت نہیں دیں گے، طلبہ کی تربیت نہیں کر سکیں گے لہٰذا اسے ہر مرحلے پر شامل نصاب کرنا ضروری ہے۔ بایں صورت کہ اسے نصاب کے اندر سمویا جائے نہ کہ تزکیۂ ۔ پر مضامین لکھوائے جائیں۔ اختلافی امور کے سلسلے میں پالیسی یہ ہونی چاہیے کہ ریاستی سطح پر جس طرح پبلک لاء ایک ہوتا ہے اسی طرح اسلامیات کا نصاب بھی جمہوری اصولوں کے مطابق ایک ہونا چاہیے۔ یہ بالکل غیر ضروری ہے کہ اختلافی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نقطہ رکھنے والے اقلیتی گروہوں کے نقطۂ نظر کو بھی نصاب میں الگ جگہ دی جائے۔

## ۲۔علوم کو اسلامی تناظر میں پیش کرنا

ا۔نصابی مواد اس طرح پیش نہیں کیا جاتا جس سے یہ احساس ہو کہ نصابی کتاب مرتب کرنے کے پیش نظر اسلامی تصورات کو مواد کے اندر سمونا تھا، اس کی بجائے انگریزی کتب سے نقل ماری جاتی ہے۔ مثال کے طور پر ملاحظہ ہو حصہ پرائمری کے لیے حکومت پنجاب کے مرکز تحقیق و ترقی نصاب، لاہور (مطبوعہ ۱۹۸۵ء) کے مرتب کردہ نصاب سائنس برائے جماعت اول سے ایک اقتباس: ''جاندار اشیا''

۱۔ جانور شکل وصورت کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔
۲۔ جانور جسامت کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔
۳۔ جانور شکل وصورت کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔
۴۔ جانور حرکت کرنے کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔
۵۔ پودے شکل وصورت کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔
۶۔ پودے جسامت کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔
۷۔ پودے پتوں کی شکل کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ییں۔
۸۔ پودوں کے پھول جسامت' شکل اور رنگ کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔

مندرجہ بالا اقتباس سے صاف ظاہر ہے کہ ان عبارتوں کا لکھنے والا معلومات کو اسلامی تناظر میں پیش کرنے کی صلاحیت سے عاری ہے ورنہ اگر وہ اسلامی ذہن سے سوچتا تو وہ مخلوق کے ذریعے خالق کا تصور دے سکتا تھا مثلاً وہ یہ کہہ سکتا تھا کہ:

''تمام چیزوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے'' وہ کہہ سکتا تھا کہ ''اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی دو قسمیں ہیں: جانور اور پودے'' وہ کہہ سکتا تھا کہ ''اللہ کی بہترین مخلوق انسان ہے'' وہ کہہ سکتا تھا کہ ''مختلف شکلوں اور رنگوں کے خوش نما پھل اور پھول ایک خالق کی گواہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دیتے ہیں'' وغیرہ وغیرہ

۲۔ نصابی کتب بھی لگتا ہے ایسے لوگوں نے مرتب کی ہیں جنہیں اور سب کچھ تو یاد ہے لیکن معلومات کو اسلامی تناظر میں پیش کرنا یاد نہیں۔ مثال کے طور پر دیکھیے پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی شائع کردہ اردو کی چوتھی کتاب:

- صفحہ ۷ پر 'آزادی مبارک' کے نام سے ایک کہانی ہے جس میں یوم پاکستان کے حوالے سے پریڈ، جھنڈیاں، چراغاں وغیرہ کا ذکر تو موجود ہے لیکن اشارتاً بھی کہیں پاکستان کی آزادی کے مقصد اور نظریے سے طلبہ کو روشناس کرانے کا ذکر نہیں کیا گیا۔

- صفحہ نمبر ۲۸ پر ایک نظم ہے 'میں کیا بنوں گا' اس میں کہا گیا ہے کہ 'میں رستم بنوں گا' میں ارسطو بنوں گا اور سکندر بنوں گا'۔ کیا ہماری تاریخ میں کوئی ہیرو موجود نہیں، ایسے کوئی افراد نہیں جن سے ہم جرات و بہادری اور عقل و دانش کے سبق لے سکیں۔ ہمیں ہیرو بھی دوسری قوموں سے درآمد کرنے پڑتے ہیں۔

- صفحہ نمبر ۵۱ پر ''مل کر اپنا کام بنائیں'' میں کبوتروں کی کہانی ہے جنہوں نے مل کر زور لگایا اور جال لے اڑے لیکن تین صفحوں کی کہانی اور آٹھ مشقی سوالات میں کہیں بھی یہ نہیں کہا گیا کہ 'اسلام ہمیں مل جل کر کام کرنے کی تلقین کرتا ہے اور اتحاد کا درس دیتا ہے' اس میں بچوں کو یہ بھی بتایا جا سکتا تھا کہ انہیں چاہیے کہ وہ 'بزرگوں کی نصیحت غور سے سنیں اور اس کے مطابق عمل کریں۔ اس میں ان کا فائدہ ہے ورنہ نقصان کا اندیشہ ہے۔'

- صفحہ نمبر ۸۶ میں 'رضا کار' کے عنوان سے ایک لڑکے کی کہانی بیان کی گئی ہے جس نے ہسپتال میں ایک بڑھیا کی مدد کی۔ اس کہانی کے ذریعے طلبہ کو اسلام کے تصور خدمت خلق سے آگاہ کیا جا سکتا تھا اور نبی اکرم ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی سے بعض واقعات پیش کر کے انہیں ماڈل کے طور پر پیش کیا جا سکتا تھا تاکہ بچے کے اندر ان کی پیروی کا جذبہ پیدا ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



- صفحہ نمبر ۸۹ پر ''گراہم بیل'' کا ذکر کیا گیا ہے جس نے ٹیلی فون ایجاد کیا۔ اشارتاً یہ ذکر بھی کیا جا سکتا تھا کہ مسلمان سائنس دانوں نے بھی بہت سی چیزیں ایجاد کی ہیں۔ کسی مسلمان سائنس دان اور اس کی ایجاد کو بھی موضوع بنایا جا سکتا تھا۔ مسلمان بچوں کو اکسایا جا سکتا تھا کہ انہیں بھی بڑے ہو کر مفید اور اچھی چیزیں ایجاد کرنی چاہئیں۔

- صفحہ نمبر ۹۳ میں 'آزاد کشمیر کا دلکش سفر' کا نقشہ کھینچا گیا ہے لیکن کہیں بھی یہ ذکر نہیں کیا گیا کہ یہ خوبصورت وادیاں' پہاڑ' چشمے' نالے' پھل اور پھول یہ سب اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں جو اس نے انسانوں کے فائدے کے لیے پیدا کی ہیں۔

یہاں ہم نے بطور مشتے نمونہ از خروارے ایک جماعت کی ایک کتاب میں سے چند چیزیں بطور مثال چن لی ہیں ورنہ یہ حقیقت ہے کہ ہماری نصابی کتب کا اکثر و بیشتر مواد یوں لگتا ہے کہ سیکولر اذہان کا تیار کردہ ہے اور جیسے اس میں عمداً یہ کوشش کی گئی ہے کہ مواد کو اسلامی تناظر میں پیش نہ کیا جائے۔

حالانکہ ضرورت اس بات کی تھی کہ ہر قسم کی معلومات کو اور ہر قسم کے مضامین کو خواہ ان کا تعلق سماجی علوم سے ہو خواہ طبعی علوم سے' اسلامی پیرائے میں بیان کیا جائے تاکہ ان مضامین کے حوالے سے طالب علموں کا ذہن واضح ہوتا چلا جائے لیکن اس چیز کی ہمارے حکومتی نصاب اور نصابی کتب میں سخت کمی ہے۔

### ۳۔ فروتر معیار

ہماری نصابی کتب میں جو معلومات دی گئی ہیں وہ ناکافی ہیں خصوصاً طبعی علوم میں ہمارا نصابی معیار بہت پست ہے اور اسے اپ ٹو ڈیٹ کرنا بہت ضروری ہے۔ مثال طور پر دیکھیے حکومت پنجاب کے مطبوعہ نصاب میں جماعت اولیٰ کا حساب کا نصاب: (صفحہ نمبر ۵۳) جس میں صرف جمع کرنے کا طریقہ سکھایا گیا ہے منفی کا طریقہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نہیں سکھایا گیا۔ پاکستانی سکوں کی پہچان کرائی گئی ہے لیکن کرنسی نوٹوں کی پہچان شامل نصاب نہیں۔ نہ ریز گاری کا تصور دیا گیا ہے اور نہ اس کا سادہ حساب کتاب۔ کیلنڈر کے عنوان کے تحت محض ہفتے کے دنوں کے نام دیے گئے ہیں جب کہ ہفتے کے دنوں کو ترتیب کے ساتھ یاد کرنا اور ہفتے کے دن اور مہینے کے ہفتے اور دن جاننا شامل نصاب کیا جاسکتا تھا۔ جیومیٹری کو شامل نصاب ہی نہیں کیا گیا جب کہ جیومیٹری کا کوئی ایک ابتدائی سبق دیا جاسکتا تھا۔ مثلاً تین ہندسی اشکال (مثلث، چوکور اور دائرہ وغیرہ) کی پہچان۔

## ۴۔ غیر موزوں تدریج

اردو کی پانچویں جماعت کی کتاب (مطبوعہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ) صفحہ نمبر ۱۲۱ پر ایک کہانی ہے جس کا عنوان ''ترقی کا راز'' ہے۔ اس میں آبادی کے اضافے پر تشویش ظاہر کی گئی ہے اور ان مشکلات کا ذکر کیا گیا ہے جو مصنف کے بقول ملک کی آبادی کے بے تحاشا بڑھنے کے دباؤ کے نتیجے میں پیدا ہو گئے ہیں اور آخر میں یہ کہا گیا ہے کہ 'ہم سب کا فرض ہے کہ ہم ان مسائل کے متعلق معلومات حاصل کریں اور جہاں تک ممکن ہو۔ ان کے حل کرنے میں قوم کا ساتھ دیں۔'

سمجھ نہیں آتی کہ اس عمر کے بچے کو یہ تبلیغ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اور وہ معصوم کیا سمجھے گا کہ وہ آبادی کم کرنے میں کیا کردار ادا کرسکتا ہے سوائے اس کے کہ وہ یہ سمجھے کہ میں خواہ مخواہ اس دنیا میں آ گیا ہوں ورنہ یہاں میری ضرورت تو نہ تھی۔

(سہ ماہی 'تعلیمی زاویے' لاہور، جون ۱۹۹۳ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# نئی تعلیمی پالیسی...... چند تجاویز

وفاقی وزارت تعلیم کی طرف سے اخبارات میں اشتہارات کے ذریعے عوام سے اپیل کی گئی ہے کہ تعلیمی پالیسی کے حوالے سے حکومت کو مشورے دیے جائیں۔ حکومتی سطح پر، پالیسی سازی میں عوام الناس کو براہ راست شرکت کی دعوت دینا بلاشبہ ایک مفید قدم ہے جس کی تعریف کی جانی چاہیے۔ اگرچہ یہ امر مشتبہ ہے کہ اس طرح کی آراء سے عملاً کتنا استفادہ کیا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود ہر وہ شخص جو قومی امور کے بارے میں کوئی سوچ رکھتا ہو اس کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنی رائے سے حکومت کو آگاہ کرے۔ چنانچہ زیر تشکیل قومی تعلیمی پالیسی کے حوالے سے ہم بھی چند تجاویز پیش کر رہے ہیں تاکہ حکومت بھی ان پر غور کرے اور عوامی سطح پر بھی لوگ ان باتوں پر سوچیں اور رائے قائم کریں۔

تعلیم کے حوالے سے گفتگو کے بہت سے پہلو ہیں اور اگر ان سب پر گفتگو کی جائے تو بات بہت پھیل جائے گی، اس لیے اختصار کی خاطر ہم صرف چار موضوعات پر اظہار خیال کریں گے اور وہ بھی بیانیہ انداز کی بجائے نکات کی صورت میں اور دلائل کی طرف بھی محض اشارہ کرتے ہوئے۔ ایک تعلیم میں اسلام اور نظریہ پاکستان کی روح کو اجاگر کرنے کے لیے کن اقدامات کی ضرورت ہے؟ دوم، تعلیم عام کیسے کی جائے؟ سوم: دینی تعلیم کی اصلاح کیسے ہو؟ اور چہارم: تعلیم کا معیار کیسے بہتر بنایا جائے؟

## تعلیم میں اسلام اور نظریۂ پاکستان کی سوچ کو اجاگر کرنا

فکری سطح پر ہمارے نظام تعلیم میں دو بنیادی خرابیاں ہیں: ایک تو یہ کہ اسے اسلام اور نظریۂ پاکستان پر استوار نہیں کیا گیا جو اس ملک کے وجود میں آنے کا تقاضا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے اور اس کی بقاء اور تحفظ کا بنیادی سبب ہے۔ دوسرے سارا نظام تعلیم مغربی فکر و فلسفے پر مبنی ہے جو ہمارے دین' فکر، تہذیب، اقدار اور فلسفے کے سراسر خلاف ہے یہی وجہ ہے کہ یہ نظام تعلیم اچھے پاکستانی مسلمان پیدا کرنے میں ناکام رہا ہے اور اس نے ژولیدہ فکری' بے کرداری' بداخلاقی اور بے دینی کو فروغ دیا ہے۔ جب تک ان دو خرابیوں کا شعوری احساس اور انہیں دور کرنے کا جذبہ نہ ہو اصلاح احوال کی کوئی صورت ممکن نہیں۔ بہر حال ہمارے نزدیک یہ ہماری بقاء اور استحکام کا مسئلہ ہے اور اس کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات ناگزیر ہیں:

ا۔ نصاب کو اسلام اور نظریۂ پاکستان کے مطابق از سر نو مرتب کیا جائے جس میں یہ امور سامنے رکھے جائیں:

i۔ مطالعہ قرآن و حدیث کے نام سے ایک نئے مضمون کا اضافہ کیا جائے جو پہلی سے دسویں جماعت تک لازمی ہو۔ اس میں سارا قرآن ناظرہ اور ترجمہ کے ساتھ پڑھنا شامل ہو' آخری آدھا پارہ حفظ کروایا جائے۔ چالیس احادیث زبانی یاد کروائی جائیں اور کم سے کم ۴۰۰ احادیث ترجمہ کے ساتھ پڑھائی جائیں۔

ii۔ اسلامیات کے موجودہ مضمون کو جامع بنایا جائے اور اس میں عقائد' فقہ' سوانح اور تزکیۂ نفس کے مواد کا اضافہ کیا جائے۔ نیز اس میں منتشر دینی معلومات دینے کی بجائے اسے ایک مربوط فکری وحدت اور نظام حیات کے طور پر موثر استدلالی طریقے سے پیش کیا جائے۔

iii۔ عربی زبان کو پہلی سے دسویں تک لازمی کر دیا جائے۔

iv۔ سماجی اور سائنسی علوم کو اسلامی تناظر میں ایسے اسلوب سے مرتب کیا جائے کہ وہ معلومات مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ نظریاتی پختگی بھی پیدا کریں۔

v۔ موجودہ نصاب تدریج اور معیار کے لحاظ سے بھی ناقص ہے لہٰذا اس خامی کو بھی نئے نصاب میں دور کیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



vi۔ سارے ملک میں سارے بچوں کے لیے ایک ہی نصاب ہو اور اس میں کوئی استثنیٰ نہ ہو۔

۲۔ تربیت کو تعلیم کا جزو سمجھا جائے اور اسے مقاصد و اعمال تدریس میں پچاس فیصد حصہ دیا جائے۔ کم از کم یہ کہ ہر جماعت میں اس کے لیے سو نمبر کا ایک لازمی مضمون ہو جس کا باقاعدہ نصاب ہو، امتحان ہو اور اس میں پاس ہونا لازمی ہو۔ ہر تعلیمی ادارے میں اس کے لیے موزوں ماحول بلکہ پورا نیٹ ورک قائم کیا جائے۔ اساتذہ کے تربیتی اداروں میں صرف تدریس کا فنی پہلو نہ پڑھایا جائے نظریاتی تعلیم اور تربیت دونوں پر زور دیا جائے۔ اس کے لیے باقاعدہ نصاب اور اس کے امتحان کا انتظام ہونا چاہیے۔

۳۔ مغربی فکر و تہذیب کے خاتمے کے لیے اقدامات کیے جائیں مثلاً:

i۔ سکولوں میں، پہلی جماعت سے لازمی انگریزی ختم کر کے اسے اختیاری مضمون بنا دیا جائے اور وہ بھی چھٹی جماعت سے

ii۔ سکولوں میں انگریزی لباس پہننا ممنوع قرار دے کر پاکستانی لباس پہننا لازمی کر دیا جائے۔

iii۔ یہ پابندی اساتذہ پر بھی ہو کیونکہ بچے انہی کی نقل کرتے ہیں۔

iv۔ لڑکیوں اور خواتین اساتذہ کے لیے ساتر (باپردہ) لباس مقرر کیا جائے۔

v۔ ثقافت کے نام پر تعلیمی اداروں میں ناچ گانے وغیرہ پر پابندی لگائی جائے۔

vi۔ مخلوط تعلیم ہر سطح پر ختم کر دی جائے اور بڑے شہروں میں خواتین یونیورسٹیاں قائم کی جائیں۔

vii۔ سکولوں میں انگریزی ذریعۂ تعلیم اور غیر ملکی نصاب پڑھانے پر فی الفور مکمل پابندی لگا دی جائے اور اس میں کوئی استثنیٰ نہ ہو۔

viii۔ پبلک سروس کمیشن کے مقابلے کے امتحانات کا ذریعۂ تعلیم اردو کر دیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## تعلیم عام کیسے کی جائے؟

ہمارے ہاں شرح تعلیم برائے نام ہے جو بحیثیت مسلمان بھی ہمارے لیے باعث شرم ہے اور بحیثیت قوم بھی باعث ننگ۔ یہ چیز ہمارے اکثر سیاسی، سماجی اور قانونی مسائل کا منبع بھی ہے لہٰذا جنگی بنیادوں پر اس چیلنج کو قبول کرنا چاہیے۔ اس کے لیے جو اقدامات ضروری ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ دفاع کے بعد سب سے زیادہ بجٹ تعلیم کے لیے مختص کیا جائے۔

۲۔ سارے ملک کی مساجد کو پرائمری سکولوں میں بدل دیا جائے۔

۳۔ ان مساجد سکولوں کو اہل محلہ/گاؤں/قصبہ امداد باہمی کے اصولوں پر چلائیں، حکومت صرف ان کو منظم کرے۔ اس کام کے لیے بیرونی ممالک سے قرض لینے کی ضرورت نہیں۔

۴۔ ریٹائرڈ اساتذہ، ریٹائرڈ سول اور فوجی افراد کو ریفریشر کورسوں کے بعد تدریس کے کام پر لگا دیا جائے۔

۵۔ اس امر پر غور کیا جائے کہ حاضر فوج کو اس کام پر لگا دیا جائے، سرکاری ملازمین شام کو پڑھائیں بلکہ ہر پڑھے لکھے شخص کو اس کام پر لگا دیا جائے، (جس طرح بعض ملکوں میں لازمی فوجی سروس ہوتی ہے) اور اس طرح پوری قوم ناخواندگی کے خلاف اٹھ کھڑی ہو۔

۶۔ مساجد سکولوں سمیت سارے ملک میں اس وقت جتنے تعلیمی ادارے ہیں وہ صبح شام دو شفٹوں میں کام کریں۔

۷۔ اگر سکولوں سے لازمی انگریزی ختم کر دی جائے تو اس سے طلبہ کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہو جائے گا اور ڈراپ آؤٹ کی شرح بہت کم ہو جائے گی۔

۸۔ پرائیویٹ سیکٹر میں تعلیم کو منظم کیا جائے۔ اسے مزید سہولتیں دی جائیں، ٹیکس ختم کر دیئے جائیں، فیسیں کم کر دی جائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ طلبہ پڑھیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۹۔ پبلک سیکٹر میں ہر سطح پر مزید تعلیمی ادارے کھولے جائیں۔

## دینی نظام تعلیم کی اصلاح کیسے ہو؟

ملک میں نظام تعلیم ایک ہی ہونا چاہیے تاہم جس طرح دوسرے شعبوں کے لیے تخصصی تعلیمی ادارے ہیں (جیسے میڈیکل، انجینئرنگ وغیرہ) اسی طرح موجودہ دینی مدارس کو تخصصی تعلیمی اداروں کے طور پر برقرار رکھا جائے لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ ان کی تنظیم نو کی جائے اور انھیں جدید تعلیم اور عصری ضروریات سے ہم آہنگ کیا جائے۔ اس کے لیے جو اقدامات ناگزیر ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ سارے ملک میں دینی تعلیم کا ایک ہی بورڈ ہو اور بڑے شہروں میں اس کے ریجنل دفاتر ہوں (موجودہ پانچ بورڈ جو مسلک کی بنیاد پر قائم کیے گئے ہیں اور حکومت کی اجازت سے فرقہ واریت کو جنم دے رہے ہیں انھیں فوراً ختم کر دیا جائے)۔

۲۔ ان مدارس کے نصاب میں کئی تبدیلیوں کی ضرورت ہے مثلاً عصری علوم کا تعارفی مطالعہ شامل کرنا' قرآن حکیم پر ترکیز' نصاب کی غیر فرقہ وارانہ بنیادوں پر نئے سرے سے تدوین' عربی زبان جدید انداز میں پڑھانا اور بعض دینی مواد میں کمی بیشی۔

۳۔ دینی مدارس کے اساتذہ کی تربیت کرنا' مختلف سطحوں کی تدریس کے لیے ان کے کیڈر بنانا اور ان کی تنخواہوں کا ڈھانچہ وضع کرنا۔

۴۔ ملک بھر میں دینی مدارس کے طلبہ کے داخلے اور امتحانات کا یکساں نظام قائم کرنا۔

۵۔ ان مدارس کی ہر سطح کی ڈگریوں کو تسلیم کرنا تاکہ وہ زندگی کے سارے شعبوں میں کام کر سکیں۔

۶۔ پرائیویٹ سیکٹر کے جدید مدارس کی طرح ان کو بھی ہر طرح کی سہولتیں مہیا کرنا۔

۷۔ دینی تعلیم کے مختلف مراحل کی تقسیم نو کرنا۔

۸۔ ملک بھر میں دینی مدارس کا ذریعہ تعلیم اور نصاب کا یکساں ہونا۔

۹۔ تنظیم نو کے وقت مسالک کی بنیاد پر مساجد و مدارس کی موجودہ رجسٹریشن منسوخ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کر کے غیر مسلکی بنیادوں پر ان کی رجسٹریشن کرنا۔

۱۰۔ دینی مدارس کے زیر تعلیم اور فارغ التحصیل طلبہ کو جدید تعلیم اور پیشہ وارانہ مہارتوں کی سہولت مہیا کرنے کے لیے خصوصی تعلیمی ادارے قائم کرنا اور انہیں پرائیویٹ طور پر جدید تعلیم کے امتحانات میں بیٹھنے کی اجازت دینا۔

۱۱۔ پبلک سیکٹر میں دینی تعلیم کے ادارے قائم کرنا۔

۱۲۔ دینی نظام تعلیم میں جتنی بھی اصلاحات کرنی ہوں وہ علماء کے مشورے اور تعاون سے کرنا اور انہی کے ذریعے عمل درآمد کروانا۔

## تعلیم کے معیار کو بلند کرنا

ہمارے ہاں اول تو تعلیم ہی کم ہے اور جو ہے اس کا معیار بھی ناقص ہے۔ اس کے لیے جو متفرق اقدامات تجویز کیے جاسکتے ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ اساتذہ کی تنخواہیں اور گریڈ بڑھائے جائیں تاکہ ذہین نوجوان اس شعبے کی طرف راغب ہوسکیں اور وہ معاشرے میں باعزت زندگی گزار سکیں۔

۲۔ ٹیوشن پڑھانے پر پابندی لگا دی جائے۔

۳۔ امتحانی نظام تبدیل کردیا جائے اور رٹے کو بنیاد بنانے کی بجائے فہم وادراک اور طلبہ کی عملی وابستگی کو ساتھ کے ساتھ جانچا جائے۔

۴۔ امتحانی نظام کمپیوٹرائز کردیے جائیں تاکہ نتائج کے اعلان میں تاخیر نہ ہو۔

۵۔ اساتذہ اور طلبہ کے انتخاب میں میرٹ پر سختی سے عمل کیا جائے۔

۶۔ چھٹیاں ختم کردی جائیں سوائے عید وغیرہ کی یا چھوٹے بچوں کے لیے شدید گرمی کے موسم میں۔

۷۔ اعلیٰ تعلیم کو تحقیق سے مربوط کردیا جائے اور پرائیویٹ سیکٹر سے بھی تاکہ تحقیق کا بوجھ صرف حکومت ہی پر نہ پڑے۔

۸۔ ذہین طلبہ کی حوصلہ افزائی کے لیے مزید اقدامات کیے جائیں۔

(نوائے وقت لاہور، ۱۴؍۱۱ اکتوبر ۱۹۹۳ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# پاکستان میں تعلیم کی اسلامی تشکیلِ نو

تعلیم کی اسلامی تشکیل نو سے ہماری مراد ہے تعلیم کے موجودہ نظام کو تعلیم کے اسلامی تصورات اور تقاضوں کے مطابق بدلنا۔ اسے تعلیم کی اسلامائزیشن بھی کہا جاسکتا ہے۔

بعض اصحاب' اسلامائزیشن کی اصطلاح کو غلط سمجھتے ہیں۔ اگر انہیں اسلامائزیشن کے اس مفہوم سے اختلاف نہ ہو جو ہم نے بیان کیا ہے تو پھر یہ محض ایک اصطلاح کے استعمال اور عدم استعمال اور اپنے اپنے ادبی ذوق کی بات ہے۔ تاہم بعض اہل علم یہ سمجھتے ہیں کہ ایک تو اسلام ہے اور دوسرا غیر اسلام' یہ اسلامائزیشن کیا بلا ہے؟ ان کی خدمت میں عرض ہے کہ اسلام عقائد ونظریات اور احکام کے مجموعے کا نام ہے، اسے ماننے اور قبول کرنے والے انسان ہوتے ہیں جو کسی معاشرے کا جزو ہوتے ہیں اور کوئی معاشرہ اپنی جڑیں ہوا میں رکھ کر قائم نہیں رہ سکتا۔ ہر انسانی معاشرے کے اچھے یا برے کچھ اصول اور قاعدے ہوتے ہیں جن پر وہ قائم ہوتا ہے' اس میں اچانک تبدیلی آ ہی نہیں سکتی' لائی ہی نہیں جاسکتی۔ یہ کام ہمیشہ تدریج سے ہوتا ہے۔ پھر یہ تبدیلی نوعیت کے لحاظ سے مکمل ہوسکتی ہے بشرطیکہ معاشرہ اور اس کے افراد اس مکمل تبدیلی کو برضا ورغبت قبول کرنے اور ہضم کرنے کے قابل ہوں۔ اسلام مکمل تبدیلی کا قائل ہے وہ فرد اور معاشرے کو اپنے تصورات کے مطابق کلی طور پر تبدیل کرنا چاہتا ہے لیکن یہ کام اچانک نہیں بلکہ تدریج سے کرنا چاہتا ہے جیسا کہ قرآن حکیم کے احکام اور نبی کریم ﷺ کے ان احکام پر عمل درآمد کے طریق کار سے صاف واضح ہوتا ہے لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے جب (فرد اور) معاشرہ ان نظریات کو قبول کرنے اور ان پر برضا ورغبت عمل کرنے کا خواہش مند ہو۔ آنحضرت ﷺ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جب مدنی معاشرے میں اسلام نافذ کیا تو مکمل طریقے سے کیا (گو تدریج سے کیا اور الٰہی ہدایت کے مطابق عرب کے صالح اعراف کو قبول کر لیا سب کو ترک نہیں کیا) کیونکہ افرادِ معاشرہ اس کو مکمل طور پر قبول اور جذب کرنے پر برضا و رغبت آمادہ تھے۔ اس وقت پاکستانی معاشرے کی جو کیفیت ہے اس میں نفاذ اسلام کے لیے تدریج بہت ضروری ہے کیونکہ نہ صرف یہ کہ معاشرہ بہت سی نیم اسلامی اور غیر اسلامی بنیادوں پر قائم ہے جنہیں اچانک نہیں گرایا جا سکتا بلکہ اگر حقیقت پسندی سے (اور جذبات سے الگ ہٹ کر) سوچا جائے تو یہ ماننا پڑے گا کہ ہمارے حکمران اور افرادِ معاشرہ اسلام سے نظری اور جذباتی وابستگی کے باوجود عملاً اس کو کلی طور پر اپنانے اور نافذ کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں نتیجتاً ہمیں عبوری دور کے قوانین کی اس وقت تک ضرورت ہوگی جب تک معاشرہ اس ذہنی کیفیت کا حامل نہ ہو جائے کہ وہ اسلامی تبدیلی کو کلیتاً قبول اور ہضم کر سکے۔

اس کی مثال ہمارے سامنے ہے، جب ایران میں انقلاب آیا تو اس نے کچھ عرصے کے لیے سکول و کالج اور یونیورسٹیاں بند کر دیں اور جب ضروری اقدامات کے بعد تعلیمی ادارے کھولے تو ان میں مکمل اسلامی نظام تعلیم نافذ کر دیا کیونکہ حکمران اور عوام اسلام کے نظام تعلیم کو کلی طور پر اپنانے کا ارادہ اور عزم رکھتے تھے۔ بدقسمتی سے اس وقت پاکستان میں یہ کیفیت موجود نہیں ہے یہاں نہ تو حکمران اسلام کے مکمل نظام کو نافذ کرنا چاہتے ہیں اور نہ ہی عوام اسلام سے جذباتی محبت رکھنے کے باوجود اس پر مکمل عمل درآمد پر تیار ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ عوام ان معاملات میں بھی اسلام کی تعلیمات پر عمل نہیں کر رہے جن کا حکومت سے کوئی تعلق نہیں مثلاً زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت بنکوں سے رقوم نکال لینا' مادی منفعت کے لیے مذہب تبدیل کر لینا، تعلیم میں انگلش میڈیم اختیار کرنا اور غیر مسلم غیر ملکی مصنفین کی کتابیں شوق سے پڑھنا پڑھانا، لباس، تہواروں اور رسموں وغیرہ میں کافر قوموں کی مشابہت اختیار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کرنا، اسلامی قانون (قصاص ودیت) بننے پر ہڑتال کر دینا وغیرہ۔ نتیجہ یہ ہے کہ اگر کوئی حکمران یہاں اسلامی تعلیمات کو خالص اور مکمل طور پر نافذ کرنا بھی چاہے تو اسے عبوری قوانین کا اور تدریج کا سہارا لینا پڑے گا اور معاشرہ جن کیفیات کا حامل ہے اسے ملحوظ خاطر رکھنا پڑے گا۔ اگر کوئی ایسا نہیں کرے گا تو وہ ناکام ہو جائے گا کیونکہ یہ وہ ٹیڑھی پسلی ہے جو بالکل سیدھا کرنے کی کوشش میں ٹوٹ جائے گی۔ اس پراسیس کو ظاہر کرنے کے لیے ہم 'اسلامی تشکیل نو' یا 'اسلامائزیشن' کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔

اسلام کا تعلیمی تصور ہم پر اس وقت تک واضح نہیں ہوسکتا جب تک ہم پر خود اسلام کا تصور واضح نہ ہو لہٰذا ہم چند جملوں میں پہلے یہ بتانے کی کوشش کریں گے کہ اسلام کیا ہے؟

اسلام اللہ تعالیٰ کا وہ پیغام ہے جو اس نے انسان کی ہدایت کے لیے نازل فرمایا ہے۔ رسول اس پیغام کو انسانوں تک پہنچاتا ہے (پیغمبر) جو انسان اس پیغام کو قبول کر کے اس کے سامنے سر اطاعت جھکاتا ہے وہ 'مسلم' ہے اور جو اس کا انکار کرتا ہے وہ 'کافر' ہے۔ یہ پیغام ایک جامع پیغام ہے جو کائنات' اس میں بسنے والے انسان اور اس کے بنانے والے خالق کے مابین تعلقات کی نوعیت کو واضح کرتا ہے۔ وہ بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کائنات اور انسان کا خالق ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کا 'عبد' ہے اور اس کی زندگی کا پہلا اور آخری ہدف یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا جویا ہو۔ اور اس کا طریقہ اس نے یہ بتایا ہے کہ وہ اس دنیا کی زندگی کو الٰہی احکام کے مطابق گزارے۔ دنیا کی زندگی اس کے لیے ایک امتحان ہے کہ وہ اسے اطاعت الٰہی میں گزارتا ہے یا نہیں؟ اس لیے عبد ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کائنات میں تصرف کا اور اپنے منہج زندگی کو، اچھا یا برا، خود اختیار کرنے کا اختیار دیا ہے (یہی انسان کے خلیفہ ہونے کا پہلو ہے)۔ دین اسلام ہمیں یہ بتاتا ہے کہ اس دنیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں رہتے ہوئے انسان کو جو زندگی گزارنی ہے وہ مکمل عبودیت کی زندگی ہے۔ دین زندگی کے ہر چھوٹے بڑے معاملے میں انسان کو زندگی گزارنے کے صحیح طریقے سے آگاہ کرتا ہے اور انسان کے لیے مکمل عبودیت کا رویہ یہ ہے کہ وہ زندگی کی ہر چھوٹی بڑی بات میں اپنے خالق و مالک اور رب کا ہر حکم ماننے اور اس کے احکام کے مقابلے میں اپنی ہر رائے کو تج دے اور سرتاپا اللہ کے رنگ میں رنگ جائے۔ جب 'اسلام' کا تصور یہ ہو تو 'اسلامی تعلیم' کا تصور مبہم نہیں رہتا۔ تعلیم کا اسلامی تصور یہ ہے کہ انسان خود ایسا علم حاصل کرے اور دوسروں کو (خصوصاً اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کو) ایسا علم دے جو اسے اس دین کا صحیح فہم عطا کرے' اس دین کے تقاضوں کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی ترغیب و تربیت دے۔ جہاں تک ان علوم و مہارات کا تعلق ہے جو اسے اس دنیا میں زندگی گزارنے کے لیے مطلوب ہیں تو یہ بھی اس کی زندگی کا ایک حصہ ہیں' دین کا ایک جزو ہیں کیونکہ اسلام میں دین و دنیا کی کوئی تفریق نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کے سنہری دور میں اور مسلمانوں کے عروج کے زمانے میں ان کے تعلیمی اداروں میں بہت سے ایسے علوم و مہارات کی تدریس و تعلیم کا بھی مکمل انتظام تھا جن کی معاشرے کو ضرورت تھی۔ چنانچہ مسلمانوں کی تعلیم گاہوں میں صرف قرآن و حدیث اور فقہ و عقائد کی تدریس ہی نہیں ہوتی تھی بلکہ سوشل سائنسز اور فزیکل سائنسز بھی پڑھائی جاتی تھیں مثلاً ادب' تاریخ' جغرافیہ' معاشیات' طب' زراعت' ہندسہ' ریاضی' فلکیات وغیرہ اور ان طویل صدیوں پر پھیلی ہوئی اسلامی تاریخ میں کبھی کسی نے یہ نہیں کہا کہ یہ 'اسلامی تعلیم' نہیں ہے یا یہ کہ مسلمانوں کو صرف قرآن و حدیث اور فقہ کی تدریس ہی پر اکتفا کر لینا چاہیے۔ تو تعلیم کا اسلامی تصور یہ ہے کہ مسلمانوں میں تعلیم کا ایسا نظام مروج ہو جو انہیں دین اسلام سے آشنا کرے اور دین کے مقتضیات پر عمل کرنے کی تربیت دے اور ثانیاً ان سارے علوم اور مہارات کی تحصیل جو انسانی تمدن و ترقی کے لیے ضروری ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اسلام اور اسلامی تعلیم کے بارے میں اگر وہ نقطۂ نظر سامنے رہے جس کا ابھی ذکر ہوا ہے تو کسی مسلم معاشرے میں تعلیم کے کسی مروجہ نظام کو اسلام کے مطابق ڈھالنے کے عمل کی ضرورت واہمیت خود بخود واضح ہو جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ 'رسالت' کا ادارہ درحقیقت تعلیم اور تربیت ہی کے انتظام کی ایک شکل ہے۔ اللہ تعالیٰ پیغمبر کی ڈیوٹی ہی یہ بتاتا ہے کہ ''يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِم'' یعنی وہ انہیں (امت کو) کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا اور ان کے تزکیہ نفس (تربیت) کا اہتمام کرتا ہے اور پیغمبر بھی صاف بتاتا ہے کہ ''اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا'' (میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں) اور اللہ تعالیٰ رسالت کے ادارے کو ختم کرنے کا اعلان کرتے ہوئے آخری نبی کی امت کو 'امت وسط' قرار دے کر اس کی یہ ذمہ داری قرار دیتا ہے کہ وہ اب قیامت تک لوگوں کو ہدایت کے راستے کی تعلیم دینے کی مکلّف ہے۔ لہٰذا ہم میں سے ہر مسلمان کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ لازماً دین کی اتنی تعلیم حاصل کرے جس سے راہ ہدایت اس پر واضح ہو جائے اور وہ دین کے مقتضیات کے مطابق زندگی گزار سکے اور حسب ضرورت وہ تعلیم بھی حاصل کرے جس کی اس کے معاشرے اور اجتماعیت کو ضرورت ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ اس کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے متعلقین کے لیے بھی ایسی تعلیم کا انتظام کرے کیونکہ اسلامی اصول یہ ہے کہ ''كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ''۔ لہٰذا مسلمان معاشرے میں ایک مسلمان حکومت کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلامی تصورات کے مطابق تعلیم کا اجتماعی انتظام ریاست کی سطح پر کرے اور ساتھ ہی اس کی ذمہ داری کا بار 'اولی الامر' اور ہر 'راعی' پر بھی ہوتا ہے۔ اولی الامر میں حکمرانوں کے علاوہ اہل علم وتفقہ' خاندانوں کے سربراہ اور قبیلوں کے شیوخ وغیرہ سب شامل ہیں اور 'راعی' ہونے کی حیثیت سے تو ہر والد اپنی اولاد کا، خاوند اپنی بیوی کا اور ہر ناظم دفتر اپنے دفتری سٹاف کا راعی ہے وقس علی ذلک تو خلاصہ یہ کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ایک مسلمان معاشرے میں مسلمانوں کے نظم اجتماعی کی یہ بنیادی دینی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلامی تصورات کے مطابق تعلیم کا نظام قائم کرے۔

اور ہم پاکستانی مسلمانوں کی تو یہ دوہری ذمہ داری ہے کہ ہم پاکستان میں اسلامی نظام قائم کریں اور موجودہ تعلیمی نظام کو اسلامی اصولوں کے مطابق بدلیں کیونکہ ہم نے خدا اور خلق دونوں سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم پاکستان کو اسلام کی تجربہ گاہ بنائیں گے، اور اس میں اسلامی اصولوں کے مطابق اجتماعی نظام قائم کریں گے۔ اب اگر ہم وعدہ خلافی کرتے ہیں تو ہمیں قدرت کا یہ اصول بھولنا نہیں چاہیے کہ وہ افراد سے اغماض تو کر لیتی ہے لیکن قوموں کے گناہوں کو معاف نہیں کیا کرتی۔ ہم نے اگر بے حسی کی یہ چادر اتار نہ پھینکی اور قیام پاکستان کے مقاصد کو پورا نہ کیا اور پاکستان میں اسلامی اصولوں کے مطابق معاشرہ قائم نہ کیا تو یہ عذاب خداوندی کو دعوت دینے کے مترادف ہوگا۔

پھر ہمیں ایک عاقل انسان کی طرح انسانی تاریخ کا یہ سبق بھی بھولنا نہیں چاہیے کہ اس دنیا میں صرف وہی قومیں زندہ اور سرفراز رہی ہیں جنہوں نے اپنے بنیادی عقائد اور اقدار حیات کے مطابق اپنی اجتماعی زندگی کو استوار کیا ہے اور وہ قومیں ہمیشہ مٹ جاتی رہی ہیں جنہوں نے اپنے بنیادی نظریۂ حیات سے منافقت برتی اور اسے چھوڑ دیا۔ کیا یہ ہماری نالائقی اور بدقسمتی کی انتہا نہیں کہ ہمارے پاس اللہ کی کتاب محفوظ ہے، اسلام کے سنہری اصول ہمارے پاس موجود ہیں جو ہمیں دنیا و آخرت دونوں میں سرفرازی کی ضمانت دیتے ہیں لیکن ہم خواب غفلت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ اگر ہم نے اپنی زندگیوں کو اور خصوصاً اپنے نظام تعلیم کو اسلامی تعلیمات کے رنگ میں نہ رنگا تو تباہی اور ناکامی ہمارا مقدر ہوگی، نہ صرف آخرت میں بلکہ اس دنیا میں بھی۔ لہٰذا آخرت میں نجات و حصول خوشنودیٔ الٰہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور اس دنیا میں عزت و کامرانی کا راستہ ہم مسلمانوں کے لیے فقط اور فقط یہی ہے کہ ہم اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں کو اسلامی تعلیمات کے مطابق استوار کریں اور تعلیم کا رول اس میں بنیادی ترین ہے کیونکہ جب تک ہم اپنے نظام تعلیم کو اسلامی تقاضوں کے مطابق نہیں بدلیں گے' نہ تو ہمیں اپنے مقصد حیات کا شعور حاصل ہوگا اور نہ ہی ہم اچھے مسلمان بن سکیں گے۔

(روزنامہ جنگ لاہور، ۹ جنوری ۱۹۹۲ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# بیا تا کاریں ایں امت بسازیم

بلاشبہ پاکستان میں دینی حوالے سے سرگرمیوں کی کمی نہیں۔ مسجدیں' مدرسے، تبلیغی سرگرمیاں، دینی لٹریچر، ریڈیو اور ٹی وی کے پروگرام غرض بہت کچھ ہو رہا ہے اور ہوتا رہتا ہے لیکن آج ہم کچھ ایسے کاموں اور شعبوں کی طرف قارئین کی توجہ مبذول کروانا چاہتے ہیں جو ہماری رائے میں بہت اہم ہیں اور جن پر کما حقہ توجہ نہیں دی جا رہی۔

ان میں سرفہرست انسان سازی کا کام ہے۔ ہماری رائے میں پیغمبر اسی لیے مبعوث کئے جاتے رہے ہیں کہ وہ آدمیوں کو اچھے انسان بنائیں۔ آج وطن عزیز میں دینی سیاسی جماعتوں کا بہت شور ہے۔ مسجدیں اور دینی مدرسے بھی کارہائے خیر میں مشغول ہیں، سکول و کالج بھی ہیں اور خانقاہیں بھی، لیکن اچھے انسان بنانے کا کام نہ ہونے کے برابر ہے۔ ہمارا معاشرہ آج جن مسائل اور خرابیوں کا شکار ہے خواہ وہ انفرادی ہوں یا اجتماعی، سیاسی ہوں یا سماجی، عدالتی ہوں یا تعلیمی، ان میں سے اکثر و بیشتر کا سبب اچھے انسانوں کا نہ ہونا ہے۔ اچھے انسان بنانے کے لیے ضروری ہے کہ سوسائٹی پر اثر انداز ہونے والے عناصر کو اس کام کی اہمیت کی طرف متوجہ کیا جائے خصوصاً تعلیم و تربیت کے سانچوں کو بدلا جانا ناگزیر ہے۔

سیاسی قوت کی اسلام کے حق میں تبدیلی کی اہمیت سے ہمیں انکار نہیں۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ پاکستان کی دینی سیاسی جماعتیں ناکام ہو چکی ہیں اور پاکستان میں خراب دینی اخلاقی حالت کی ذمہ دار بھی ایک حد تک وہی ہیں کہ انہوں نے ایک ایک کر کے تعلیم و تربیت کے کاموں کو پس پشت ڈالا اور اسلام کو سیاست تک محدود کر دیا اور پھر ایسی پالیسیاں اختیار کیں کہ وہ سیاست میں بھی ناکام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہوگئیں اور مستقبل میں بھی ان سے کسی سیاسی کامیابی کی توقع نہیں ہے۔ ان حالات میں اسلامی کے حق میں سیاسی انقلاب کی خاطر سیاسی جدوجہد کے لیے نئے زاویے تلاش کرنے کی بھی ضرورت ہے۔

لیکن اس کے ساتھ ہی بلکہ اس سے بڑھ کر اہم بات یہ ہے کہ دینی عناصر کے سیاسی حالات جو رخ بھی اختیار کریں، وہ کامیاب ہوں یا نا کام، انسان سازی کا اور عوام کی دینی تعلیم و تربیت کا کام بہر قیمت جاری رہنا چاہیے کیونکہ ہم مسلمان ہیں اور ہمیں اچھا مسلمان بننے کی جدوجہد بہر حال جاری رکھنی ہے تاکہ معاشرہ انسان نما درندوں اور ان کے ظلم و جور سے بھر نہ جائے اور کہیں اپنے زندہ رہنے کا جواز نہ کھو دے۔

تعلیم و تربیت کے میدان میں کام کیسے کیا جائے؟ اس کی پہلی صورت تو یہ ہے کہ دعوت و تعلیم کا سارا کام تربیت و تزکیے کے لیے ہو تاکہ تعمیر شخصیت و کردار ہو۔ اس کام کی ابتداء کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر میں ایسے ماڈل اقامتی تعلیمی ادارے وجود میں لائے جائیں جہاں جدید تعلیم کے اندر دینی تعلیمات و تصورات کو بھی سمویا گیا ہو۔ ایسے تعلیمی اداروں کی بھی ضرورت ہے جہاں اساتذہ کی تربیت بھی انسان سازی کی نہج سے کی جائے اور انہیں اسی کام کے لیے تیار کیا جائے۔ اسی طرح ایسے اداروں کی بھی ضرورت ہے جہاں اسلامی علوم میں تخصص جدید انداز میں اور عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق ہو۔ غیر مسلکی بنیادوں پر آئمہ و خطباء کی تیاری بھی وقت کی اہم ضرورت ہے۔ ان کاموں کے پرائیویٹ سیکٹر میں کیے جانے کی شرط ہم نے اس لیے رکھی ہے کہ حکومتی شعبوں میں لوگ عموماً کسی مشن کے تحت کام کرنے کا تصور نہیں رکھتے اور اسے محض نوکری سمجھا جاتا ہے۔ پھر جس طرح کی حکومتیں آج تک ہمارے ہاں موجود رہی ہیں یا جن لوگوں کے مستقبل قریب میں برسر اقتدار آنے کا امکان ہو سکتا ہے ان میں ایسی باتوں کی قبولیت کے آثار نظر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نہیں آتے لہٰذا جب تک نظام حکومت نہیں بدلتا یا ہمیں اسلامی فکر کی تائید کرنے والے حکمران میسر نہیں آتے اس وقت تک یہ کام پرائیویٹ سیکٹر ہی میں موثر انداز میں کیا جا سکتا ہے لیکن پرائیویٹ سیکٹر میں یہ کام کرنے کی بھی اپنی مشکلات ہیں:

اول تو اس انداز میں کام کرنے کا بہت کم لوگوں نے سوچا ہے اور اگر کوئی کرنا چاہے تو وہ بھاری مالیات کا انتظام کہاں سے کرے؟ کیونکہ ہمارے ملک کے اہل خیر (اور الحمد للہ! کہ ہمارے ہاں اہلِ خیر کی کمی نہیں) اس طرح کے کام کو 'دینی کام' نہیں سمجھتے۔ مسجد بنانا ہو یا دینی مدرسہ چلانا ہو تو مالی اعانت مل جاتی ہے لیکن ایک جدید درس گاہ اسلامی بنیادوں پر چلانی ہو تو ہمارے اہل خیر اسے دینی کام ہی نہیں سمجھتے۔

کرنے کا ایک اور ضروری کام یہ ہے کہ اسلامی علوم میں ایک جدید تحقیقی مرکز قائم کیا جائے جہاں گروہی اور مسلکی تعصّبات سے بالاتر رہتے ہوئے جدید معاملات پر ریسرچ کی جائے۔ سرکاری شعبے میں ہماری یونیورسٹیوں کے اسلامیات کے شعبے متعدد وجوہ سے انتہائی غیر موثر ہیں لہٰذا یہ کام بھی پرائیویٹ سیکٹر ہی میں ہونا چاہیے۔ مثال کے طور پر مسئلہ سود کو لیجیے ہر مسلمان سمجھتا ہے کہ سود حرام ہے لیکن آج کی اقتصادیات میں اس کا اسلامی نقطۂ نظر سے قابلِ عمل متبادل تیار کر کے دینا ہمارے دینی حلقوں کے لیے ایک بہت بڑا چیلنج ہے لیکن ظاہر ہے کہ اس کام کے لیے اعلیٰ پائے کے تحقیقی ادارے کی ضرورت ہے لیکن ایک تو پرائیویٹ سیکٹر میں اس طرح کا ریسرچ کا ادارہ (جبکہ ضرورت اداروں کی ہے) قائم کرنے کی ضرورت کا احساس اہل دین میں نہیں ہے اور پھر اگر کسی ایک آدھ آدمی کو اس کا احساس ہو بھی تو وہ اکیلا کیا کر سکتا ہے کہ اس کے لیے بڑا بجٹ درکار ہے۔ جب کہ ہمارے اہل ثروت اس کام کو قابل توجہ ہی نہیں سمجھتے۔

ایک اور اہم کام کا ذکر بھی ہم یہاں کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ہمارے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہاں وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ میں شریعت اپیل بنچ موجود ہے۔ شرعی مسائل میں ان عدالتوں کو مسائل کی تحقیق کی ضرورت پڑتی رہتی ہے لیکن ہمارے دینی عناصر عموماً اس طرف توجہ نہیں دیتے بس اکادکا لوگ اپنے مسلک کی حمایت کے لیے پہنچ جاتے ہیں اور ایسے ادارے موجود نہیں ہیں جو اس کام میں دلچسپی لیں۔

اول تو اہل لوگوں کی کمی ہے اور اگر کوئی اکادکا اہل لوگ موجود ہیں تو ان کی معاش کہیں اور وابستہ ہے نتیجہ یہ ہے کہ شرعی عدالتوں کی صحیح تحقیقی معاونت نہیں ہو پاتی۔ حالت یہ ہے کہ شرعی عدالتوں نے جاگیرداری کو اسلامی قرار دے دیا لیکن اس کے خلاف دینی عناصر میں سے ایک آواز بھی نہیں اٹھی۔ سود کا مسئلہ اس وقت سپریم کورٹ میں ہے پیشہ ور وکیلوں کے لیے لوگوں کے پاس بہت پیسے ہیں لیکن اس مقصد کے لیے اسلامی سکالروں کی اچھی ٹیم مہیا کرنے کے لیے کسی کے پاس ایک پیسہ نہیں۔ یہ ستم ظریفی نہیں تو کیا ہے؟ اور یہ سب کچھ ہمارے سامنے ہو رہا ہے لیکن کسی کو اس کا خیال تک نہیں آتا۔

چلیے یہ تو ایسے کام تھے جن میں بڑا بجٹ درکار ہے۔ اب ہم ایک ایسے کام کا ذکر کرتے ہیں جس میں زیادہ پیسے بھی درکار نہیں ہیں بس صحیح رخ میں توجہ اور محنت کی ضرورت ہے اور وہ کام ہے ترجمۂ قرآن کو تحریک بنا دینے کا کام۔ ہمارے ملک میں قرآن مجید ناظرہ پڑھنے اور حفظ کرنے کا احساس تو کسی حد تک لوگوں میں موجود ہے۔ لیکن قرآن کا ترجمہ سیکھنے سکھانے کا کام سخت عدم توجہی کا شکار ہے۔ اگرچہ پہلے دونوں کام بھی اہم ہیں لیکن ظاہر بات ہے جب تک لوگ قرآن کو سمجھیں گے نہیں تو ان کی زندگیوں میں تبدیلی کیسے آئے گی؟

یہ چند وہ کام ہیں جو ہماری رائے میں بہت اہم ہیں، آخرت کے نقطۂ نظر سے بھی اور ملت اسلامیہ پاکستان کی صحیح سمت میں تعمیر و ترقی کے لحاظ سے بھی۔ ہم اور ہمارے بعض احباب ان میں سے اکثر کاموں میں اپنی بساط کی حد تک لگے ہوئے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لیکن یہ قومی سطح پر اور بڑے پیمانے پر کرنے کے کام ہیں لہٰذا ہم دین کا درد رکھنے والے اور ملک وملت کے لیے سوچنے والے لوگوں، دانشوروں، صحافیوں، وکیلوں، اساتذہ، طلبہ، علماء دینی کارکنوں اور اہل خیر سب سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان کاموں کی اہمیت کو سمجھیں اور اس سلسلے میں اپنے اوپر عائد ہونے والی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کریں۔

(نوائے وقت لاہور، ۴ مارچ ۱۹۹۴ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حصہ سوم

# علمی مقالات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# تعارف

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا کہ نہ صرف ہمارے دین کے بلکہ مسلم نظام تعلیم و نصاب کے بنیادی مآخذ بھی قرآن و سنت ہیں لہٰذا یہ ضروری ہے کہ ہم آج بھی اپنے نظام و نصاب تعلیم کو قرآن و سنت کی ٹھوس بنیادوں پر استوار کریں۔ دوسرے علوم، خواہ منقولات میں سے ہوں یا معقولات میں سے، اپنی تمام تر اہمیت کے باوجود قرآن و سنت کے تابع ہیں اور ان کے وہی تصورات قابل قبول ہوں گے جو قرآن و سنت کے مطابق ہوں یا کم از کم ان کے خلاف نہ ہوں۔ اسی لیے اس تیسرے حصے کے پہلے مضمون 'کشف والہام بحیثیت مصدر علم' میں یہ بات زیر بحث آئی ہے کہ کشف والہام کی اہمیت اپنی جگہ اور انہیں پیش کرنے والے صوفیا کی عظمت کے آگے بھی سر تسلیم خم، لیکن ان کے ارشادات اسی وقت قابل اتباع ہوں گے جب وہ قرآن و سنت کے معیار پر پورے اتریں گے۔

دوسرے مضمون میں ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا منہاج تربیت'' زیر بحث لایا گیا ہے تاکہ ہم آج تربیت کے وسائل کی تلاش میں انہیں اپنے سامنے رکھیں اور اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے رہنمائی حاصل کریں۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ پچھلے چودہ سو سال میں مسلم معاشرے میں کبھی انقطاع واقع نہیں ہوا اور تاریخ کے اس سفر میں امہ نے نظام تعلیم و تربیت کے حوالے سے جو تجربات کیے ہیں وہ نہ صرف ہمارا قیمتی علمی اور تہذیبی ورثہ ہیں بلکہ آج بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہمارے لیے مشعل راہ ہیں اور ہم ان سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ اس حوالے سے حصہ سوم کے تیسرے مضمون 'خلق المتعلم عند الزرنوجی' کی اہمیت بڑھ جاتی ہے کہ اس میں طلبہ کی اخلاقی تربیت کے حوالے سے ساتویں صدی ہجری کے ممتاز ماہر تعلیم علامہ زرنوجی کے خیالات زیر بحث آئے ہیں جو آج بھی ہمارے لیے چشم کشا ہیں اور ہماری توجہ اس طرف مبذول کرواتے ہیں کہ تعلیم کی اصل غایت تربیت اور کردار سازی ہے اور اس کے بغیر محض علم کا حصول یا کتابیں رٹنا بیکار ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# کشف والہام بحیثیت مصدرِ علم

مسلمانوں میں علم کا بنیادی منبع وحی ہے۔ تخلیق آدم کے قصے میں قرآن صراحت سے بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے براہ راست آدم کو وہ علم سکھایا جو فرشتوں اور جنوں کو نہ سکھایا تھا (۱)۔ اس کے علاوہ یہ کہ اگر ہم انسان اور کائنات کے بارے میں اسلام کا بنیادی تصور سامنے رکھیں تو علم کے مصادر کی طرف رہنمائی ہو جاتی ہے۔ اس تصور کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دوسری مخلوقات کی طرح انسان کو بھی پیدا کیا (۲) لیکن ساتھ ہی اپنی حکمت ومشیت سے اسے اپنا خلیفہ بھی قرار دیا (۳) یعنی اسے زمین پر اقتدار عطا فرمایا اور اس میں تصرف کی آزادی دی (۴)۔ ساتھ ہی یہ اختیار بھی دیا کہ وہ چاہے تو اللہ کی اطاعت کے صحیح راستے کو اختیار کرے اور چاہے تو اس اختیار کا غلط استعمال کر کے احکام کی مخالفت کرتے ہوئے زندگی گزارے (۵)۔ اور گو اللہ تعالیٰ نے نیکی اور بدی (۶) اور توحید کا تصور (۷) انسان کی سرشت اور فطرت میں رکھ دیا تھا اور اس کی بنیاد پر اگر وہ چاہتا تو انسان کا احتساب کر سکتا تھا لیکن اس نے کمال مہربانی سے کام لیتے ہوئے انسان کی ہدایت کا سامان بھی کیا اور اپنے پیغمبران کے پاس بھیجتا رہا (۸) جو زندگی کے ہر معاملے میں اللہ کی طرح سے رہنمائی بہم پہنچاتے رہے۔ اس طرح گویا اللہ تعالیٰ نے انسان کو صحیح علم دینے کی ذمہ داری خود اپنے سر لے لی۔ یہ وہ بنیادی علم ہے جسے ہم وحی کہتے ہیں۔ اس وحی کی ایک صورت تو وہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ اپنی کتابوں کی صورت میں پیغمبر کے ذریعے انسانوں کو عطا فرماتا ہے اور دوسری صورت وہ بالواسطہ وحی ہے جو اللہ تعالیٰ پیغمبروں پر نازل فرماتا ہے تاکہ وہ اس کی نازل کی ہوئی کتاب کی وضاحت کر سکیں اور زندگی کے بے شمار مسائل میں لوگوں کو تفصیلی رہنمائی مہیا کر سکیں جو ایک کتاب کی محدود ضخامت کے اندر دینا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ممکن نہیں۔ اس طرح وحی کے ذریعے جو علم ہم تک پہنچتا ہے اس کی دو شکلیں ہو گئیں ایک کتاب (وحی جلی یا متلو) اور دوسرے رسول کی تبیین (وحی خفی یا غیر متلو) یعنی قرآن وسنت۔ اس تصریح سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ قرآن وسنت دو مستقل ماخذ نہیں بلکہ درحقیقت ایک ہی ماخذ (وحی) کی دو صورتیں ہیں۔

انسانی علم کا دوسرا منبع عقل ہے جسے ضمنی، ذیلی، فرعی یا ثانوی درجے کا مصدر علم کہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے فیصلے کا اختیار چونکہ انسان کو دیا تھا لہٰذا اس کا لازمی تقاضا تھا کہ اسے عقل بھی دی جاتی تاکہ وہ سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنے کے قابل ہوتا۔ عقل کی ضرورت انسان کو دو لحاظ سے تھی۔ ایک تو اس لیے کہ اللہ نے خیر وشر یا اللہ کی اطاعت وعدم اطاعت کا جو اختیار اسے دیا تھا وہ اسے صحیح طریقے سے استعمال کر سکے اور دوسرے اس لیے کہ اللہ نے اسے جو کائنات کا حاکم بنا کر بھیجا تھا تو ضروری تھا کہ اسے یہ صلاحیت بھی دی جاتی کہ وہ اس میں تصرف کر سکے اور اس کی تسخیر کر کے اسے اپنے کام میں لائے۔ یہ تو عقل کا وہ دائرہ کار ہے جو ہمیں عمومی زندگی میں مظاہر فطرت کی تسخیر میں نمایاں نظر آتا ہے اور اس میں مسلم وغیر مسلم کی کوئی تمیز نہیں ہے (بلکہ غیر مسلم سائنس اور ٹیکنالوجی میں آج ہم سے آگے نکل گئے ہیں) لیکن عقل کا ایک دائرہ کار وہ ہے جو ہمیں احکام شرعی میں جاری وساری نظر آتا ہے، اسے اصطلاح شرعی میں 'اجتہاد' کہتے ہیں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت سے حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی قرار دیا اور اعلان کر دیا کہ باب نبوت اب ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا ہے (۹) لہٰذا اب اس امر کی ضرورت تھی کہ قیامت تک آنے والے اور مختلف معاشروں میں بسنے والے انسانوں کے لیے رہنمائی کا انتظام کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ انتظام کیا کہ ایک تو قرآن کی حفاظت کو خود ذمہ لیا (۱۰) اور دوسرے جو احکام اس نے قرآن میں اتارے ان میں ایک خاص نوع کی حکمت رکھی۔ وہ حکمت یہ تھی کہ جو معاملات بہت اہم تھے اور جن کے بغیر انسانی زندگی کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عمارت مستحکم بنیادوں پر استوار نہ ہوسکتی تھی یا جن میں انسان اپنی عقل سے بآسانی حکم نہ لگا سکتا تھا وہاں تو اس نے تفصیلی احکام دیے (جیسے ایمانیات' عبادات' عائلی زندگی' حدود وغیرہ) لیکن انسانی زندگی کے وہ احکام جو زمان و مکان کے بدل جانے سے تبدیلی کا تقاضا کرتے تھے ان کی تفصیل دینے کی بجائے محض اصول اور پالیسی دینے پر اکتفا کیا اور یہ کام امت (کے اہل علم) پر چھوڑ دیا کہ شریعت کے ان احکام کی روشنی میں اپنی عقل سے تفصیلات کا تعین خود کرلیں (جیسے سیاسی اور معاشی نظام کی تفصیلات وغیرہ)۔ شرعی احکام کے اندر یہ وہ دائرۂ کار ہے جس میں عقل کے استعمال کی خود شریعت نے اجازت دی اور نبی اکرم ﷺ نے خود اپنے صحابہ کو اس کی تربیت دی (۱۱)۔ چند ایک غالی لوگوں کے علاوہ امت کی ایک بہت بڑی اکثریت اس اجتہاد کی قائل بلکہ اس پر عامل ہے اور اس کے قواعد وضوابط بڑی تفصیل کے ساتھ مدون کیے جا چکے ہیں جن کی مدد سے احکام وامور کے شرعی یا غیر شرعی ہونے کا حکم لگایا جاسکتا ہے۔ امت کے بہترین لوگوں نے اجتہاد کرتے ہوئے شرع کے تفصیلی احکام (فقہ) کا ایک بہت بڑا ذخیرہ تیار کردیا ہے جن پر امت کی اکثریت آج بھی کاربند ہے۔

یہ مسلمانوں کے ہاں دو روایتی منابع علم کا ذکر تھا۔ ایک وحی اور دوسرے اجتہاد۔ صوفیاء نے ہمارے ہاں ایک تیسرے ذریعۂ علم کو متعارف کروایا ہے اور وہ ہے مذہبی تجربہ۔ اس کی بھی آگے دو شاخیں ہوجاتی ہیں' ایک کے ڈانڈے عقل سے ملتے ہیں اور دوسرے کے وحی سے۔ اگر مذہبی تجربے کی اساس تامل باطن یعنی اپنی ذات کے داخل پر ارادی غور وفکر ہو تو اس کے نتیجے میں قلب یا وجدان سے حاصل ہونے والی معلومات ایک ذریعہ علم ہوسکتی ہیں۔ اسی طرح بغیر کسی شعوری کوشش کے اگر کسی کو غیب سے رہنمائی ملے تو اس کی صورت کشف والہام (۱۲) کی ہوگی۔ اب ہم مذہبی تجربے کے ذریعے حاصل ہونے والے اس علم کے صحیح اور قابل اعتماد ہونے یا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس کے برعکس اس کے مخدوش اور غیر ثقہ ہونے کے بارے میں کچھ عرض کریں گے۔

علامہ اقبال اگرچہ فلسفی ہیں لیکن صوفیاء کے تتبع میں مذہبی تجربے کو اہم اور قابل اعتماد ذریعہ علم سمجھتے ہیں۔ وہ خطبات میں کہتے ہیں:

''قلب ایک طرح کا باطنی وجدان یا بصیرت ہے جو مولانا روم کی شاعرانہ زبان میں آفتاب کی شعاعوں سے زندگی حاصل کرتا ہے اور ہمیں حقیقت کے ان پہلوؤں سے آشنا کرتا ہے جو ہمارے حواس سے پرے ہیں۔ قرآن کی رو سے یہ ایسی چیز ہے جو دیکھتی ہے اور اس کی اطلاعات کی صحیح تعبیر کی جائے تو اس میں غلطی کا امکان بہت کم ہوتا ہے۔ اس کو باطنی' پر اسرار اور فوق الفطری کہنے سے اس کی قدر و قیمت بحیثیت ایک ذریعۂ علم کے کم نہیں ہو جاتی۔'' (۱۳)

مزید فرماتے ہیں کہ:

''بنی نوع انسان کا یہ سارا الہامی اور صوفی ادب اس بات کا قوی ثبوت ہے کہ مذہبی واردات کا سلسلہ تاریخ انسانی میں نہ صرف شروع سے موجود رہا بلکہ اس نے تاریخ پر کافی اثر بھی ڈالا ہے۔ اس لیے اسے محض فریب کہہ کر رد نہیں کیا جا سکتا۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ عام سطح کے انسانی تجربات کو تو حقیقی مان لیا جائے اور جب دوسرے ذرائع سے انسان کو علم حاصل ہو تو انہیں باطنی اور جذباتی کا نام دے کر مسترد کر دیا جائے۔ واقعہ یہ ہے کہ جہاں تک انسان کے تجربی علم کا سوال ہے اس معاملے میں مذہبی واردات کی وہی حیثیت ہے جو دوسرے ذرائع علم کی ہے جن سے انسان کو عام زندگی میں واسطہ پڑتا ہے نیز انسانی تجربات کی اس باطنی قلمرو کو تنقیدی نظر سے دیکھنا کوئی بے ادبی نہیں۔'' (۱۴)

ہماری رائے میں مذہبی تجربے کو' خواہ وہ ارادی غور و فکر اور تامل باطن کا نتیجہ ہو یا غیر ارادی کشف والہام' ایک ذریعۂ علم تو سمجھا جا سکتا ہے لیکن اصل مسئلہ اس کو ماننے یا نہ ماننے یا اس کے وجود و عدم وجود کا نہیں بلکہ اس کے استناد کا ہے کیوں کہ مذہبی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تجربے کو قواعد وضوابط کے کسی معیار پر پرکھا نہیں جا سکتا کہ اس کے صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ کیا جا سکے۔ علم کے دوسرے دو ذرائع وحی واجتہاد کے ساتھ اس کا موازنہ کر کے دیکھیے تو بات واضح ہو جائے گی۔

## وحی

جہاں تک وحی کا تعلق ہے وہ ہر لحاظ سے قابل اعتماد ہوتی ہے مثلاً:

وہ شیطان کی مداخلت سے محفوظ ہوتی ہے۔ قرآن حکیم میں ہے:

- "وحفظا من كل شيطن مارد لا يسمعون الى الملاء الاعلى ويقذفون من كل جانب" (۱۴)

'اور ہر شیطان سرکش سے اس کی حفاظت کی کہ اوپر کی مجلس کی طرف کان نہ لگا سکیں اور ہر طرف سے (ان پر انگارے) پھینکے جاتے ہیں۔'

- "وحفظنها من كل شيطن رجيم .الا من استرق السمع فاتبعه شهاب مبين." (۱۵)

'اور ہم نے اسے ہر شیطان راندۂ درگاہ سے محفوظ کر دیا۔ ہاں اگر کوئی چوری سے سننا چاہے تو چمکتا ہوا انگارا اس کے پیچھے لپکتا ہے۔'

وحی کا من جانب اللہ ہونا حتمی ہوتا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے:

- "تنزيل الكتب من الله العزيز الحكيم"(۱۶)

'اس کتاب کا اتارا جانا خدائے غالب (اور) دانا (کی طرف) سے ہے۔'

- "ام يقولون افتراء بل هوالحق من ربك لتنذر قوما ما اتهم من نذير من قبلك لعلهم يهتدون "(۱۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



'کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس کو از خود بنالیا ہے (نہیں) بلکہ وہ تمہارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے تاکہ تم ان لوگوں کو ہدایت کرو جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں آیا، شاید کہ وہ ہدایت پا جائیں۔'

- "الذین اتیناھم الکتب یعرفونه کما یعرفون ابناء ھم الذین خسروا انفسھم فھم لا یومنون" (۱۸)

'جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا کرتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے تئیں نقصان میں ڈال رکھا ہے وہی ایمان نہیں لاتے۔'

☆ وحی پیغمبر کے ذاتی خیالات' تصورات اور خواہشات سے پاک ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

- "قال الذین لا یرجون لقاء نا ائت بقراٰن غیر ھذا اوبدله. قل ما یکون لی ان ابدله من تلقاء نفسی ان اتبع الا مایوحی الی انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم" (۱۹)

'جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی امید نہیں وہ کہتے ہیں کہ (یا تو) اس کے سوا کوئی اور قرآن (بنا) لاؤ یا اس کو بدل دو۔ کہہ دو کہ مجھ کو اختیار نہیں ہے کہ اپنی طرف سے بدل دوں۔ میں تو اس حکم کا تابع ہوں جو میری طرف آتا ہے۔ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے (سخت) دن کے عذاب سے خوف آتا ہے۔'

ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنامنه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الوتین. فما منکم من احد عنه حاجزین" (۲۰)

'اگر یہ پیغمبر ہماری نسبت کوئی بات جھوٹ بنا لائے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے پھر ان کی رگ گردن کاٹ ڈالتے پھر تم میں سے کوئی (ہمیں) اس سے روکنے والا نہ ہوتا'

☆ جس پیغمبر کے ذریعے وحی ہم تک پہنچی ہے سیرت و کردار کے لحاظ سے وہ بھی قابل اعتماد ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

- "وانک لعلی خلق عظیم" (۲۱)

'اور اخلاق تمہارے بہت عالی ہیں'

- "لقد کان لکم فیهم اسوة حسنة لمن کان یرجوا الله والیوم الاخر" (۲۲)

'تم کو اور جو کوئی خدا (کے سامنے جانے) اور روز آخرت (کے آنے) کی امید رکھتا ہو اسے ان نیک لوگوں (حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے پیروکار) کی چال چلنی (ضرور) ہے'

- "لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة لمن کان یرجوا الله والیوم الاخر وذکر الله کثیرا"(۲۳)

'تمہارے لیے پیغمبر کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔ (یعنی) اس شخص کو جسے خدا (سے ملنے) اور روز قیامت (کے آنے) کی امید ہو اور وہ خدا کا کثرت سے ذکر کرتا ہو'

☆ اسی طرح عقل کے معاملے کو لیجیے۔ قرآن حکیم تعقل و تفکر اور تدبر پر ابھارتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے اور اپنی ذات پر غور وفکر کی دعوت دیتا ہے:

"کذلک یبین اللہ لکم الایات لعلکم تتفکرون " (۲۴)

'اس طرح اللہ تمہارے لیے اپنے احکام کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم سوچو۔'

- "اولم یتفکروا فی انفسھم ما خلق اللہ السموت والارض وما بینھما الا بالحق واجل مسمی"(۲۵)

'کیا انہوں نے اپنے جی میں غور نہیں کیا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان کو حکمت سے اور ایک وقت مقرر تک کے لیے پیدا کیا ہے۔'

- "ان فی خلق السموت والارض واختلاف الیل والنھار لایت لاولی الالباب. الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السموت والارض. ربنا ماخلقت ھذا باطلا" (۲۶)

'بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے بدل بدل کر آنے جانے میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے ہیں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں کہ اے پروردگار! تو نے اسے بے فائدہ نہیں پیدا کیا۔'

☆ نیز تمام دنیوی امر میں عقل کی کسوٹی یہ ہے کہ وہ امر نافع ہو۔ جو نافع ہو وہ باقی رہتا ہے اور جو غیر نافع ہو وہ ختم ہو جاتا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے:

فاما الزبد فیذھب جفاء واما ماینفع الناس فیمکث فی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الارض". (۲۷)

سو جھاگ تو سوکھ کر زائل ہو جاتا ہے اور جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے وہ زمین میں ٹھہرا رہتا ہے۔

## اجتہاد

پھر جہاں تک اجتہاد شرعی کا تعلق ہے اس کے قواعد وضوابط بھی نہایت شرح وبسط کے ساتھ مدون ہو چکے ہیں مثلاً مجتہد کی اہلیت پر سارے ماہرین فقہ واصول فقہ کا تقریباً اتفاق ہے۔ اسی طرح استنباط کے اصول وقواعد بھی بڑی تفصیل کے ساتھ مدون ہو چکے ہیں اور صدیوں سے ان پر عمل کر کے انہیں آزمایا جا چکا ہے۔ (یہاں تک کہ امام شاطبی کہتے ہیں کہ اصول فقہ کا علم **قطعی الدلالة** ہے۔ (۲۸) اور ان میں بھی بنیادی باتوں میں ائمہ کے درمیان اتفاق رائے ہے۔

## کشف والہام

اس کے برعکس مذہبی تجربے کی خامی یہ ہے کہ اسے کسی قاعدہ اور ضابطے میں نہیں کسا جا سکتا کہ اس کے نتائج پر اعتماد کا اظہار کیا جا سکے۔

اس کے علاوہ مذہبی تجربے کے مخدوش ذریعۂ علم ہونے کے دو سبب اور بھی ہیں ایک تو یہ کہ اس کے مصدر ومنبع کے بارے میں کچھ یقین سے نہیں کہا جا سکتا یعنی ممکن ہے کہ مذہبی تجربے کی بناء پر جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ اللہ کی بجائے شیطان کی طرف سے ہو مثلاً اگر کسی پر الہام ہو کہ تم پر شریعت کی پاسداری لازم نہیں رہی (۲۹)۔ یا یہ کہ تم پیغمبر ہو (۳۰) تو ظاہر ہے کہ یہ الہام اللہ کی طرف سے تو ہو نہیں سکتا شیطان ہی کی طرف سے ہو سکتا ہے۔ ایسے معاملات میں شیطان کی وسوسہ اندازی بھی امر مسلم ہے۔ قرآن حکیم میں ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



- "لعنه الله وقال لاتخذن من عبادک نصیبا مفروضا ولا ضلنهم ولامنینهم" (۳۱)

'(شیطان) پر اللہ نے لعنت کی (جو اللہ سے) کہنے لگا میں تیرے بندوں سے ایک مقرر حصہ لے کر رہوں گا اور ان کو گمراہ کرتا اور امیدیں دلاتا رہوں گا۔'

- "قال فبما اغویتنی لا قعدن لهم صراطک المستقیم ثم لاتینهم من بین ایدیهم ومن خلفهم وعن ایمانهم وعن شمائلهم" (۳۲)

'(شیطان) نے کہا کہ مجھے تو تُو نے ملعون کیا ہے' میں بھی تیرے سیدھے رستے پر ان (کو گمراہ کرنے) کے لیے بیٹھوں گا۔ پھر ان کے آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں اور بائیں سے (غرض ہر طرف سے) آؤں گا (اور ان کی راہ ماروں گا۔'

- "الذی یوسوس فی صدور الناس. من الجنة والناس." (۳۳)

'(شیطان) جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے (خواہ) وہ جنات سے ہو یا انسانوں میں سے۔'

اور خود صوفی بھی اسے تسلیم کرتے ہیں مثلاً شیخ احمد سرہندی مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ "'طالبان صادق کے کشف وشہود میں القائے شیطانی کا عمل دخل عین ممکن ہے کیونکہ ضروری نہیں کہ انبیاء کی طرح وحی ان کو بروقت آگاہ کر کے غلطی سے بچائے۔'" (۳۴)

علاوہ ازیں یہ کہ صوفی کو خود اپنا نفس بھی دھوکہ دے سکتا ہے اور اس کی حب جاہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



و مال کی دبی ہوئی خواہشیں اور حسرتیں اور دوسرے بہت سے داخلی اور خارجی عوامل ایسے ہو سکتے ہیں جو اسے دھوکہ دے دیں اور وہ ان کا شعوری ادراک نہ کر سکے۔ معاصرین میں سے نو مسلم فرانسیسی مفکر عبدالواحد یحییٰ نے یہی بات اس طرح کہی ہے کہ ''مہدی وغیرہ کے بارے میں جو احادیث پائی جاتی ہیں ان میں کچھ نہ کچھ تو حقیقت ضرور ہے لیکن بعض صوفیاء نے وفور شوق و جوش میں اپنے کشف والہام سے دھوکہ کھا کر ان کا اطلاق اپنی ذات پر کرنے کی کوشش کی ہے۔'' (۳۵)

دوسری بات یہ کہ اگر مذہبی تجربہ کا مصدر و منبع صحیح بھی ہو تو بھی اس سے حاصل ہونے والے علم کے بارے میں یقینی رائے قائم نہیں کی جا سکتی کیونکہ اس طرح وصول ہونے والا پیغام وحی الٰہی کی طرح واضح نہیں ہوتا بلکہ اس کی تعبیر میں بعض اوقات غلطی واقع ہو جاتی ہے۔ یہ کشف کی نہیں تعبیر کی تقصیر ہے لہٰذا ضروری ہے کہ تعبیر میں دقت نظر سے کام لیا جائے (۳۶)۔ تعبیر کی اس غلطی کے امکان کا ذکر اقبال نے بھی کیا ہے (۳۷)۔

ان دو نکات کا خلاصہ یہ ہے کہ مذہبی تجربے سے حاصل ہونے والا علم اپنے ماخذ کے لحاظ سے بھی مخدوش ہو سکتا ہے اور مواد کے لحاظ سے بھی۔ ممکن ہے کہ صاحب کشف والہام شیطان کے پنجے میں آ گیا ہو اور عمداً دنیوی جاہ و مال کی خاطر لوگوں کو دھوکہ دے کر جھوٹے الہامات گھڑ رہا ہو اور ان کشوفات سے سادہ لوح عوام کو مسحور کر رہا ہو جو اس نے کبھی نہیں دیکھے اور اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی نیت تو صحیح ہو اور اسے سچ مچ الہام تو ہوتا ہو لیکن وہ اس کی تعبیر میں غلطی کر جائے۔

اس بحث سے یہ ظاہر ہو گیا کہ مذہبی تجربے کو ایک علم تو کہا جا سکتا ہے لیکن وحی کی طرح نہ اس کا ماخذ واضح طور پر معلوم اور قابل اعتماد ہوتا ہے، نہ اجتہاد کی طرح اس کے قواعد و ضوابط کا تعین کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا اس کے قابل قبول ہونے کی بنیادی شرط یہ ہے کہ یہ قرآن و سنت اور ادلہ شرعیہ کے مطابق ہو کیونکہ وحی ہی ہمارے لیے علم کی حتمی بنیاد ہے اور وحی ہر چیز پر مہیمن ہے۔ یہ ایک ایسی کسوٹی ہے جو ہمیشہ کے لیے قابل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عمل اور ہمیشہ کھرے کو کھوٹے سے الگ کر دیتی ہے نیز جب اجتہاد جیسی بنیادی چیز کے لیے قرآن وسنت سے موافقت شرط ہے، حالانکہ اس کی شرعی اساس بھی موجود ہے، تو کشف والہام کو کیسے اس شرط سے مستثنیٰ کر کے ایک مستقل ذریعۂ علم گردانا جاسکتا ہے جو محض ایک ذوقی چیز ہے۔

آخر میں اس ذریعہ علم کی افادیت کا تعین کرنے کے لیے مناسب محسوس ہوتا ہے کہ علم کے دوسرے دو ذرائع کے ساتھ اس کے تقابلی مطالعے کا ایک خلاصہ پیش کر دیا جائے (۳۸)۔

| وحی | کشف والہام |
| --- | --- |
| ۱۔ وحی صرف انبیاء سے مخصوص ہے۔ | ۱۔ کشف والہام غیر انبیاء کو ہوتا ہے۔ |
| ۲۔ وحی کا من جانب اللہ ہونا یقینی ہوتا ہے۔ | ۲۔ مذہبی تجربے کا مصدر یقینی طور پر معلوم نہیں ہوتا۔ |
| ۳۔ یہ شیطان کی مداخلت سے محفوظ ہوتی ہے۔ | ۳۔ اس کے شیطانی مداخلت سے محفوظ ہونے کی ضمانت نہیں ہوتی۔ |
| ۴۔ یہ پیغمبر کے ذاتی خیالات، تصورات اور خواہشات سے پاک ہوتی ہے۔ | ۴۔ ملہم کے ذاتی خیالات وتصورات بھی اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ |
| ۵۔ پیغمبر اس کی تفہیم میں غلطی نہیں کر سکتا کیونکہ اس کی تبیین وتصویب اللہ کے ذمے ہوتی ہے۔ | ۵۔ الہام کی تعبیر میں غلطی کا امکان موجود ہوتا ہے۔ |
| ۶۔ وحی مستقل ذریعہ ہدایت ہے۔ | ۶۔ کشف والہام کوئی مستقل ذریعہ ہدایت نہیں۔ |
| ۷۔ پیغمبر دنیا کو اس کی طرف دعوت دینے کا مکلّف ہوتا ہے۔ | ۷۔ ملہم لوگوں کو اپنے کشف والہام کی طرف دعوت دینے کا مکلّف نہیں ہوتا۔ |
| ۸۔ وحی کو حجت وسند ہونے کی وجہ سے تقدس حاصل ہے اور اس پر تنقید نقیضِ ایمان ہے۔ | ۸۔ مذہبی تجربے کو کوئی تقدس حاصل نہیں ہوتا اور شرعی اساس پر اسے رد کیا جا سکتا ہے۔ |
| ۹۔ حامل وحی بایں معنی معصوم ہوتا ہے کہ وحی جلی کی تصویب اسے میسر ہوتی ہے۔ | ۹۔ پیغمبر کے علاوہ ہر شخص خطاء کا پتلا ہوتا ہے اور وہ وحی کی حصانت سے محروم ہوتا ہے۔ |

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



| اجتہاد | کشف والہام |
|---|---|
| ۱۔ اجتہاد کے قواعد وضوابط منضبط ہیں۔ | ۱۔ مذہبی تجربے کے قواعد وضوابط کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔ |
| ۲۔ اجتہاد ایک شرعی فریضہ ہے اور مجتہد مستحق ثواب ہے خواہ وہ غلطی ہی کرے۔ | ۲۔ کشف والہام ایک وقتی اور ذاتی روحانی تجربہ ہے نہ کہ شرعی فریضہ نہ یہ ملہم کے لیے باعث ثواب ہے۔ |
| ۳۔ ترک اجتہاد دین وامت کے لیے باعث مضرت ہے۔ | ۳۔ مذہبی تجربے کے ترک سے دین یا امت کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ |
| ۴۔ اجتہاد اگر اجماع کی صورت اختیار کر لے تو اکثر فقہاء کے نزدیک وہ حجت ہے اور اس پر عمل ضروری ہے۔ | ۴۔ کشف والہام کبھی بھی اجماعی صورت اختیار نہیں کرتا۔ |
| ۵۔ اجتہاد اگر ریاستی سطح پر اپنا لیا جائے تو وہ ملکی قانون بن جاتا ہے۔ | ۵۔ کشف والہام کی اپنی کوئی تشریعی حیثیت نہیں ہوتی۔ |
| ۶۔ اجتہاد اگر نصوص کے مطابق نہ ہو تو وہ قابل رد ہے۔ | ۶۔ الہام بھی قرآن وسنت اور ادلہ شرعیہ کی موافقت کے ساتھ مشروط ہے۔ |
| ۷۔ اجتہاد کے نتیجے میں مجتہد جس نتیجے پر پہنچے وہ خود اس پر عمل کا مکلف ہوتا ہے اور لوگوں میں سے بھی وہ جو اس کے اجتہاد کو شریعت کے مطابق سمجھے۔ | ۷۔ ملہم کو اپنے الہام پر صرف اس وقت عمل کرنا چاہیے جب وہ اسے شریعت کے مطابق پائے۔ یہی حکم دوسرے لوگوں کے لیے ہوگا۔ |

مندرجہ بالا تقابلی مطالعے سے ظاہر ہے کہ مذہبی تجربے اور کشف والہام کو ایک ذریعۂ علم تو کہا جا سکتا ہے لیکن چونکہ نہ تو اس کے لیے قواعد وضوابط وضع کیے جا سکتے ہیں اور نہ اس کے ماخذ ومواد کے بارے میں کوئی حتمی بات کہی جا سکتی ہے لہٰذا اس کا استناد اور اس کی افادیت دونوں مخدوش اور محدود ہیں اور اسے صرف اس شرط پر قبول کیا جا سکتا ہے کہ وہ قرآن وسنت اور ادلہ شرعیہ کے مطابق ہو۔

(سہ ماہی، منہاج، جنوری۔ جون ۱۹۹۸ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# حواشی ومراجع

۱۔ البقرہ ۲: ۱۳۔۳۳،العلق۹۶: ۳۔۵

۲۔ الزاریات۵۱: ۵۹

۳۔ البقرہ ۲: ۳۰، الانعام۶: ۱۶۵

۴۔ الحج ۲۲: ۶۵ بنی اسرائیل۱۷: ۷۰، النمل۱۲: ۱۸

۵۔ الدہر۷۶: ۳، النمل۲۷: ۴۰

۶۔ الشمس۹۱: ۸، البلد۹۰: ۱۰

۷۔ اعراف ۷: ۱۷۲

۸۔ النساء ۴: ۶۴ القصص۲۸: ۵۹

۹۔ احزاب ۳۳: ۴۰

۱۰۔ الحجر ۱۵: ۹

۱۱۔ جیسے حضرت عمرو بن عاصؓ کو اپنی موجودگی میں فصل نزاعات کا حکم (مسند احمد، ج ۴، صفحہ ۲۰۵، المکتب الاسلامی بیروت ،الطبعہ الثانیۃ ۱۳۹۸ھ) اور یمن بھجواتے ہوئے حضرت معاذ بن جبلؓ سے استفسار اور اجتہاد کرنے کی ان کی رائے کی ستائش (مسند احمد ج ۵، صفحہ ۲۴۲، طبع سابق)

۱۲۔ گو فنی طور پر کشف والہام میں فرق ہے کہ الہام میں القاء اور کشف میں مشاہدے کا پہلو غالب ہوتا ہے لیکن قریب المعنیٰ ہونے کی وجہ سے ہم نے انہیں مترادف کے طور پر استعمال کیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے اردو دوائرہ معارف اسلامیۂ پنجاب یونیورسٹی، ج ۳، صفحہ ۲۰۸، ومابعد اور ج ۱۷، صفحہ ۲۷۹ ومابعد۔

۱۳۔ Allama Dr.Muhammad Iqbal, Reconstruction of Religious Thought in Islam, Ed. By M. Saeed Shaikh, Iqbal Academy Institute of Islamic Culture, Lahore, 1987

۱۴۔ الصافات ۳۷: ۸

۱۵۔ الحجر ۱۵: ۱۷۔۱۸

۱۶۔ جاثیہ۴۵: ۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۱۷۔ سجدہ۳۲:۲
۱۸۔ البقرہ ۲:۱۴۶
۱۹۔ یونس۱۰:۱۵
۲۰۔ الحاقہ۶۹:۴۳۔۴۷
۲۱۔ القلم۶۸:۴
۲۲۔ الممتحنہ۶۰:۶
۲۳۔ الاحزاب۳۳:۲۱
۲۴۔ البقرہ۲:۲۱۹
۲۵۔ الروم۳۰:۸
۲۶۔ العمران۳:۱۹۱
۲۷۔ الرعد۱۳:۱۷
۲۸: شاطبی‘ الموافقات مکتبہ التجاریہ بمصر‘ ج ا صفحہ ۲۹۔
۲۹۔ شاہ ولی اللہ‘ فیوض الحرمین‘ مترجم پروفیسر سرور جامعی‘ سندھ ساگر اکادمی لاہور‘ صفحہ ۱۰۶۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ شاہ صاحب اس طرح کے الہام کو تسلیم کرتے اور اس کی تاویل کرتے ہیں۔
۳۰۔ مثلاً مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامات۔
۳۱۔ النساء۴:۱۱۸۔۱۱۹
۳۲۔ الاعراف۷:۱۷
۳۳۔ الناس۱۱۴:۵۔۶
۳۴۔ مکتوبات مجدد الف ثانی‘ دفتر اول‘ صفحہ ۲۱۴‘ طبع ملک فضل الدین چنن دین‘ لاہور۔
۳۵۔ Abdul Wahid Yahya, The Reign of Quantity and the Signs of the Times, Suhail Academy Lahore, P-306
۳۶۔ ملفوظات شاہ غلام علی مجددی‘ بحوالہ مضمون ’’علامہ اقبال اور خطائے الہام‘‘ از پروفیسر محمد منور مرزا‘ نوائے وقت‘ لاہور‘ ۹ نومبر ۱۹۹۲ء
۳۷۔ Iqbal, Reconstruction, P.13
۳۸۔ وحی والہام کے تقابل کے لیے دیکھیے مولانا سید ابوالاعلی مودودی‘ تجدید واحیائے دین‘ اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ لاہور‘ ۱۹۶۳ء صفحہ ۳۰ اور مابعد۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا منہاجِ تربیت

نبی کریم ﷺ کی سیرت کو اگر ہم ایک باغ سے تشبیہہ دے سکیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک سدابہار باغ ہے جس پر پچھلے چودہ سو سال سے کبھی خزاں نہیں آئی۔ اس میں ہمیشہ سے ہر رنگ اور ہر خوشبو کے پھول کھلتے رہے ہیں جو مسلمانوں کی روح ایمان کو تازہ اور ان کی مشام جاں کو معطر کرتے رہے ہیں اور ان میں ہر دم اضافہ ہوتا رہا ہے، جو اس باغ کی رعنائیوں اور نکہتوں کو دوبالا کرتا رہا ہے، اس لیے کہ آنخضرت ﷺ کی محبت ہر مسلمان کے ایمان کی جان ہے لہٰذا جب تک اس کرۂ ارض پر ایک بھی مسلمان زندہ ہے آنخضرت ﷺ کی سیرت کا یہ باغ لہلہاتا اور کھلکھلاتا رہے گا، ان شاء اللہ۔

لہٰذا یہ کہنا تو شائد صحیح نہ ہو کہ آنخضرت ﷺ کی سیرت کا کوئی گوشہ ایسا بھی ہے جس پر کچھ لکھا نہ گیا ہو۔ ہاں! یہ کہا جا سکتا ہے کہ بعض اسباب کی بناء پر بعض معاشروں میں اور بعض زمانوں میں سیرت کے بعض پہلوؤں پر زیادہ توجہ دی گئی ہو اور بعض پر زیادہ توجہ نہ دی جا سکی ہو۔ ایسا ہی ایک گوشہ ہماری نظر میں بھی ہے جس پر ہمارے محدود علم کے مطابق اتنی توجہ نہیں دی گئی جس کا وہ مستحق تھا چنانچہ ہم کچھ عرصے سے اس پر غور کر رہے ہیں، اس کے لیے مواد جمع کر رہے ہیں اور اس پر لکھنے کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں اور وہ گوشہ ہے آنخضرت ﷺ کے منہاجِ تربیت وتزکیہ کا۔

اس مقالے میں ہم تربیت کے نبوی منہاج یا اس کے کسی پہلو پر کوئی تفصیلی گفتگو نہیں کریں گے۔ بلکہ ہمارے پیش نظر یہ ہے کہ ہم اختصار کے ساتھ آپ کے سامنے یہ بات رکھیں کہ اسلام اور عصر حاضر کے حوالے سے اس موضوع کی وہ کون سی جہات ہیں جو ہماری رائے میں سنجیدہ غور وفکر اور توجہ کی مستحق ہیں، جو یہ ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۱۔تربیت کا مفہوم

۲۔تربیت کی اہمیت

۳۔نبوی منہاج تربیت سے امت کا تغافل

۴۔تربیت نبوی کے مآخذ

۵۔تربیت کے وسائل

۶۔تربیت نبوی کے اسالیب

اب ہم ان عناوین پر کچھ روشنی ڈالیں گے:

## ۱۔تربیت کا مفہوم

ایک بات کی وضاحت ہم شروع ہی میں کردیں کہ جن معنوں میں ہم آج کل تربیت کا لفظ بولتے ہیں ان کے لیے قرآن وسنت نے تزکیۂ نفس کا لفظ استعمال کیا ہے۔اسی چیز کو ہم تعمیر سیرت وکردار بھی کہتے ہیں۔انگریزی والے اس کے لیے Traning کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور تعلیمی حوالے سے تربیتی سرگرمیوں کو غیر نصابی (Extra Curricular) یا ہم نصابی سرگرمیاں (Co. Curricular Activites) کہتے ہیں۔مغرب کے ہاں تربیت کا تصور انتہائی ناقص ہے۔تعلیمی حوالے سے ان کی تربیت سے مراد یہ ہوتی ہے کہ طلبہ کی فطری صلاحیتیں نکھر جائیں مثلاً بولنے اور تقریر کرنے کی صلاحیت، لکھنے کی صلاحیت یا معاشرتی آداب جیسے صاف ستھرا رہنا، ڈھنگ کے کپڑے پہننا وغیرہ۔وہاں کے مذہبی حلقوں میں تربیت کے حوالے سے اخلاق کا تصور بھی تھوڑا بہت موجود ہے لیکن مذہب اہل مغرب کی زندگیوں سے بڑی حد تک نکل چکا ہے اور ان کی زندگیوں پر اس کے اثرات برائے نام ہیں۔

مغرب کو چھوڑیے افسوس کی بات تو یہ ہے کہ مسلمانوں کے ہاں بھی تزکیہ وتربیت کا تصور مسخ ہو چکا ہے۔اب ہمارے ہاں مذہبی حلقوں میں تزکیہ وتربیت کا تصور محض اتنا ہے کہ آنکھیں بند کرکے سر جھکا کر اللہ ہو کی ضربیں لگائی جائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دوسرے لفظوں میں ذکر اور عبادات کی کثرت، جہاں تک عقائد، معاملات اور اسلامی اخلاق وآداب کا تعلق ہے انہیں عملاً تزکیہ وتربیت کا جز نہیں سمجھا جاتا بلکہ مسلم عوام وخواص کا ذوق اتنا بگڑ چکا ہے کہ وہ اسے محض چند مظاہر تک محدود سمجھتے ہیں، خواہ دیگر اسلامی احکام کی صریح خلاف ورزی ہو رہی ہو جیسے نماز نہ پڑھنا یا صاف ستھرا نہ رہنا وغیرہ۔

سنتِ نبوی ﷺ سے تزکیہ وتربیت کا جو مفہوم ہماری سمجھ میں آتا ہے وہ نفس انسانی کی ایسی تربیت ہے جو اس کی ساری صلاحیتوں اور قوتوں کو اطاعتِ رب کا خوگر بنادے اور اسے رضائے الٰہی کی منزل تک لے جائے یعنی انسانی صلاحیتوں کی بہترین نشوونما، زندگی کے ہر معاملے اور ہر جزیے میں (خواہ وہ زندگی کا انفرادی پہلو ہو یا اجتماعی اور خواہ داخلی پہلو ہو یا خارجی)۔ دوسرے لفظوں میں نفس انسانی کی ایسی تربیت کہ اللہ کے احکام کی اطاعت، خواہ ان کا تعلق عقائد سے ہو یا عبادات سے اور خواہ اخلاق وآداب سے ہو یا معاملات سے، اس کے لیے مرغوب بن جائے اور اللہ کی خوشنودی ورضا کا حصول اس کی غایت الغایات بن جائے۔

تربیت کی اس تعریف سے اسلام کے تصور تربیت کے مندرجہ ذیل خصائص سامنے آتے ہیں:

- تربیت کا ایک جامع تصور جو تربیت کے سارے پہلوؤں اور سارے اصول وجزئیات پر حاوی ہے۔

انسان کی داخلی اور روحانی زندگی کی تسکین کا سامان بھی اس میں ہے۔

اس میں بہترین اجتماعی زندگی کا تصور بھی شامل ہے جس میں ایک فلاحی ریاست ہی نہیں بلکہ بہترین فلاحی معاشرے کا تصور بھی ابھر کر سامنے آتا ہے۔

اس میں موجودہ دنیوی زندگی ہی کی فلاح شامل نہیں بلکہ اخروی فلاح اور فکر آخرت بھی اس میں شامل ہیں بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ اس کا اصل زور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آخرت ہی پر ہے، دنیوی زندگی تو محض اس کا ایک وسیلہ اور ذریعہ ہے۔

- یہاں اصل چیز ہر معاملے میں اللہ کی اطاعت ومحبت اور اس کی رضا کا حصول ہے اور اس طرح کے ایک عظیم نصب العین سے بندھ کر فرد اور معاشرے کی ساری صلاحیتیں ایک ہی ہدف کے لیے یک جہت اور یکسو ہو جاتی ہیں۔

اسلامی تصور تربیت کے ان خصائص سے بآسانی یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ اسلام کا تصور تربیت ایک جامع اور منفرد خصائص کا حامل تصور ہے۔ اس کے مقابلے میں مغرب کا تصور تربیت انتہائی ناقص ہے نیز آج کل مسلمانوں میں مروج تربیت کا تصور بھی ادھورا اور نامکمل ہے لہٰذا تربیت کے نبوی منہاج کی طرف رجوع ضروری ہے۔

## ۲۔ تربیت کی اہمیت

تربیت کا اگر وہ مفہوم اور تصور سامنے رہے جس کا ہم نے ابھی ذکر کیا ہے تو اس سے یہ بات نہایت آسانی سے واضح ہو جاتی ہے کہ تربیت نفس انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ اصل دین، مغز دین اور ہدف دین ہے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اسے نبی اکرم ﷺ کی بعثت کا بنیادی مقصد قرار دیا ہے:

"ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم آیتہٖ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین." (۱)

ترجمہ: وہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں ایک رسول مبعوث فرمایا جو انہیں اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے، ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

یہی بات قرآن حکیم میں ان سے ملتے جلتے الفاظ میں تین دوسری جگہوں پر بھی کہی گئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے(۲)اور یہی نہیں قرآن میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ تزکیہ صرف نبی اکرم ﷺ ہی کا مقصدِ بعثت نہیں تھا بلکہ پہلے انبیا علیہم السلام کا مقصدِ بعثت بھی یہی تھا اور ان کے صحیفوں میں بھی یہی بات کہی گئی تھی، چنانچہ قرآن حکیم میں ہے:

" قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى . وَذَكَرَاسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى . بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى . اِنَّ هٰذَا لَفِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى. صُحُفِ اِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى ." (۳)

'کامیاب ہوا وہ جس نے اپنا تزکیہ کیا، جو اللہ کا ذکر کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔ مگر تم لوگ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت اس سے بہتر اور پائیدار ہے۔ یہی نصیحت پہلے صحیفوں میں بھی موجود تھی، ابراہیم علیہ السلام اور موسی علیہ السلام کے صحیفوں میں۔'

یہی بات سورۂ نازعات میں کہی گئی ہے(۴) نیز قرآن کے اسلوب سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ گو پیغمبر کے کرنے کے کام اور بھی ہیں لیکن ان کاموں کا حاصل اور ان کی غایت تزکیہ ہی ہے چنانچہ دیکھیے کہ سورۂ بقرہ میں جہاں مقاصد بعثت کا ذکر ہے ایک دفعہ ان کے شروع میں تزکیہ کا ذکر کیا گیا ہے اور دوسری جگہ ان کے آخر میں۔ گویا اوّل و آخر مقصود تزکیہ ہی ہے(۵)۔

قرآن حکیم نے صرف یہی نہیں کیا کہ تزکیہ کی اہمیت اچھی طرح ہم پر واضح کردی بلکہ کمال مہربانی سے اس حکمت پر سے بھی پردہ اٹھایا کہ تزکیے کی یہ اہمیت کیوں ہے؟ چنانچہ فرمایا:

" قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا . وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا." (۶)

'تحقیق کامیاب ہوا وہ جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا اور ناکام ہوا وہ جس نے ایسا نہ کیا۔'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یعنی تزکیے کی یہ اہمیت اس وجہ سے ہے کہ ہماری فوز وفلاح اور کامیابی وناکامی کا دارومدار اسی پر ہے۔ اہل نظر سے یہ بات مخفی نہیں کہ فلاح قرآن وسنت کی ایک جامع اصطلاح ہے جس سے دنیا وآخرت دونوں کی اور ہر طرح کی کامیابی وکامرانی مراد ہے۔ گویا تزکیے کی اہمیت یہ ہے کہ اسی پر ہماری دنیا وآخرت میں کامیابی اور ناکامی کا دارومدار ہے اور اسی لیے اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر مبعوث فرماتا رہا ہے تاکہ وہ لوگوں کے نفوس کا تزکیہ کریں تاکہ وہ فلاح پا سکیں۔

## ۳۔ نبوی منہاج تربیت سے امت کا تغافل

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر تزکیہ وتربیت کی دین میں یہ اہمیت ہے تو امت اس سے غافل کیسے ہوگئی؟ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ کہنا تو صحیح نہیں ہے کہ امت اس سے بالکل ہی غافل ہوگئی ہے۔ ہاں! یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کے تقاضوں پر صحیح طریقے سے عمل نہیں ہورہا، یا اس کا حق ادا نہیں ہورہا۔ امت کی تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے صحابہ اور آپ کے شاگرد اس معاملے میں انتہائی متحرک اور سرگرم تھے اور دوسری صدی میں جب امت کے علماء وصلحاء نے دیکھا کہ اس کے لیے خصوصی کوششوں کی ضرورت ہے تو تصوف کا ادارہ وجود میں آیا اور اگلی چند صدیوں میں اس ادارے کی وسعت کا یہ عالم تھا کہ عالمِ اسلام کا شاید ہی کوئی ادارہ ایسا ہو جہاں تعلیم کے لیے مدرسہ اور تربیت کے لیے خانقاہ موجود نہ ہو۔ تاہم یہ الگ کہانی ہے جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں کہ اس ادارے میں غیر اسلامی عناصر خصوصاً یونانی وایرانی فلسفہ کیوں اتنی جلدی گھسنے میں کامیاب ہوگیا جس سے اس ادارے کی اسلامی حالت مجروح اور کمزور ہوگئی۔ اگر ہم آج کے حالات پر غور کریں تو ہمیں تربیت کے صحیح تصور سے تغافل کے مندرجہ ذیل اہم اسباب نظر آتے ہیں:

- دین سے دوری اور لاتعلقی کی ایک عمومی فضا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



- مغرب کی ملحد اور مادہ پرست تہذیب کے برے اثرات کا غلبہ
- دین کے فہم کا ناقص تصور
- تصوف کا بگاڑ
- بعض بڑی معاصر دینی تحریکوں کا دین کی دنیوی کامیابی کے لیے سیاسی جدوجہد پر غیر متوازن طریقے سے اصرار اور تزکیہ وتربیت سے صرفِ نظر۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اگر حکمت سے ان موانع کو دور کرنے کے لیے جدوجہد کی جائے تو تربیت کا صحیح تصور بحال ہوسکتا ہے اور صحیح مسلم فرد اور اجتماعیت کے قیام کی راہ ہموار ہوسکتی ہے، ان شاء اللہ۔

## ۴۔ تربیت نبوی کے مآخذ

اگر ہم اس بات پر غور کریں کہ نبی کریم ﷺ کے منہاج تربیت کا مآخذ کیا تھا تو اس کے دو بنیادی مآخذ ہمارے سامنے آتے ہیں: ایک وحی اور دوسرے عقل واجتہاد۔ وحی کو دو قسموں جلی اور خفی یا متلو اور غیر متلو میں تقسیم کیا جاسکتا ہے یعنی ایک وہ راہنمائی جو ہمارے پاس قرآن حکیم کی صورت میں لفظا لفظاً بین الدفتین محفوظ و مامون ہے اور جس کی تلاوت بھی باعث ثواب ہے۔ دوسرے وہ راہنمائی جو قرآن کے علاوہ آنحضرت ﷺ کو بذریعہ فرشتہ یا بذریعہ خواب یا بذریعہ کشف والہام مہیا کی جاتی تھی۔ خود قرآن ہی سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو یہ راہنمائی بھی میسر تھی (۷) اور چونکہ امت کو مطلقاً بغیر کسی شرط کے آنحضرت ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔

"وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ." (۸)

اور اطاعت کرو اللہ کی اور رسول ﷺ کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

"وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَانَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا "(۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور رسول (ﷺ) تمہیں جو کچھ دے وہ لے لو اور جس چیز سے تمہیں روکے اس سے رک جاؤ۔

بلکہ اسی سے رضائے الٰہی کو مشروط کیا گیا ہے:

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ" (۱۰)

'اے نبی! آپ ان لوگوں سے کہیں کہ اگر تم واقعی اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا۔'

لہٰذا امت پر اس وحی (یعنی سنت) کی پیروی بھی فرض ہے چنانچہ فرمایا:

"وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا." (۱۱)

'کسی مومن مرد یا عورت کے لیے گنجائش نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کسی معاملے کا فیصلہ کردیں تو پھر ان کے لیے اس میں کوئی اختیار باقی رہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو وہ کھلی گمراہی میں جا پڑے گا۔'

بلکہ اسے دوسری جگہ کفر (یعنی نقیض ایمان) قرار دیا:

"قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ." (۱۲)

'اے نبی! آپ ان لوگوں سے کہیں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ پھر اگر وہ نہ مانیں تو اللہ ایسے کافروں کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔'

یہی وجہ ہے کہ وحی خفی یعنی سنت رسول ﷺ کے حجت وفرض ہونے پر امت کا اتفاق اور اجماع ہے اور اس کا انکار نہیں کیا سوائے اکا دکا کسی فرد یا گروہ کے، جن کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



گمراہی پر امت متفق ہے۔

تربیت کے نبوی منہاج کا دوسرا مآخذ عقل واجتہاد ہے۔ وہ امور جن میں نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ سے بلاواسطہ یا بالواسطہ راہنمائی میسر نہیں ہوتی تھی ان میں آپ اللہ کی دی ہوئی فراست اور عقل سلیم سے لوگوں کی تربیت کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ اس طرح کے فیصلے بھی قرآنی احکام کی روشنی میں، نصوص قرآن سے استنباط کرتے ہوئے اور شریعت کے مقاصد عمومی کو پیش نظر رکھتے ہوئے کرتے تھے اور قرآن اس امر کی وضاحت بھی کرتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ہر قول مبارک ضیغ وہویٰ سے پاک ہوتا تھا:

"وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى . اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى ." (۱۳)

'وہ (پیغمبر) اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ یہ تو ایک وحی ہے جو ان پر نازل ہوتی ہے۔'

تاہم ان امور میں بشری تسامح کا امکان موجود تھا لیکن چونکہ آپؐ کو وحی کی راہنمائی ہر وقت میسر تھی لہٰذا اگر آپؐ سے کوئی خلافِ اولیٰ بات ہوتی تو وحی جلی اس کی تصحیح کر دیتی تھی چنانچہ قرآن حکیم کے مطابق کئی دفعہ ایسا ہوا (۱۴)۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپؐ کا اجتہاد واستنباط بھی ہر قسم کی غلطی سے پاک ہوتا ہے، چنانچہ آنحضرت ﷺ کے اجتہادات کے بارے میں ثقہ علما کی رائے یہی ہے کہ وہ بھی امت کے لیے حجت ہیں (۱۵) اور وجوب کا درجہ رکھتے ہیں۔

مندرجہ بالا مختصر بحث سے یہ واضح ہو گیا کہ نبوی منہاج تربیت کے دو بڑے مآخذ ہیں قرآن حکیم اور اجتہاد اور دونوں مکمل شرعی استناد کے حامل ہیں۔

## ۵۔ تربیت کے وسائل

تربیت کے وسائل کے لحاظ سے بھی ہمارے ہاں ذہنی اور فکری ژولیدگی کی ایک مستحکم فضا موجود ہے۔ مغرب کا تصور تربیت ہی چونکہ ناقص ہے لہٰذا ان کے وسائل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تربیت ادھورے اور ناقص ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے تعلیمی اور تربیتی اداروں کے منتظمین سمجھ نہیں پاتے کہ وہ اپنے طلبہ کی تربیت کیسے کریں؟

جہاں تک ہمارے صوفی حلقوں کا تعلق ہے وہاں صحبت اور کثرت ذکر ہی کو تربیت کا وسیلہ سمجھا جاتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اصولاً یہ دونوں امور تزکیہ وتربیت میں انتہائی اہم کردار ادا کرتے ہیں لیکن ان دو اصولوں کی تفریع وتعمیل میں غیر شرعی جزئیات کی اتنی بھرمار کر دی گئی ہے کہ صحبت وکثرت ذکر کے یہ دونوں ادارے گوناگوں مفاسد کا مجموعہ بن کر رہ گئے ہیں اور اپنی مروجہ صورت میں یہ شاذ ہی اس طرح کی تربیت مہیا کرتے ہیں جو اسلام میں اصلاً مطلوب ہے۔ یہاں ہم اختصار کے ساتھ نبوی منہاج تربیت کے صرف تین اہم وسائل کی طرف اشارہ کریں گے:

### i- شریعت

اس سلسلے میں جو بات انتہائی اہمیت کی حامل اور بنیادی حیثیت رکھتی ہے وہ مسلمانوں کا اس امر سے صرف نظر کرنا ہے کہ ساری شریعت ہمارا تزکیہ کرتی ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ صرف شریعت ہی ہمارا متوازن اور مکمل تزکیہ کرتی ہے اور کر سکتی ہے۔ شریعت یا دین کو ہم سہولت بیان کی خاطر چار بڑے شعبوں میں تقسیم کر سکتے ہیں: عقائد، عبادات، اخلاق اور معاملات۔ ان چاروں شعبوں کے احکام پر اگر اس توازن کے ساتھ عمل کیا جائے جس کی عملی تصویر ہمیں آنحضرت ﷺ کی مبارک زندگی میں نظر آتی ہے تو پھر ہی انسان کی شخصیت اس طرح ارتقا پذیر ہوتی ہے کہ قرآن کا انسان مطلوب اور اسلام کا مردِ کامل وجود میں آتا ہے اور انسانی نفس کا مکمل اور متوازن تزکیہ ہوتا ہے۔

بعض لوگوں کو یہ بات بری لگتی ہے کہ ہم عبادات کو ذریعہ تزکیہ کہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ عبادات کوئی ٹریننگ کورس نہیں یہ فی نفسہ مطلوب ہیں تاکہ خالق ومخلوق کا تعلق صحیح خطوط پر استوار ہو جائے۔ ہم کہتے ہیں کہ عبادات یا عقائد یا اخلاق کو تزکیۂ نفس کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ذریعہ کہنا ہرگز ان کے استخفاف پر دلالت نہیں کرتا بلکہ یہ محض ایک امرِ واقعہ کا اظہار ہے۔اس بات کو یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ اگر ہم انسانی تعلقات کا احاطہ کرنا چاہیں تو بنیادی طور پر وہ تین قسم کے ہو سکتے ہیں: انسان کا تعلق اپنے خالق کے ساتھ، انسان کا تعلق اپنے ابنائے نوع اور دوسری مخلوقات کے ساتھ اور انسان کا تعلق اپنے نفس کے ساتھ۔ جب تک یہ تینوں قسم کے تعلقات ایک توازن کے ساتھ صحیح خطوط پر استوار نہ ہو جائیں، انسانی شخصیت کا متوازن اور مکمل تزکیہ ہو ہی نہیں سکتا۔ لہٰذا ظاہر ہے کہ شریعت کے یہ چاروں شعبے مل کر ہی انسانی شخصیت کا متوازن تزکیہ کرتے ہیں۔

پھر یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ شریعت کے یہ چاروں شعبے محض تزکیۂ نفس کا وسیلہ ہی نہیں بلکہ یہ چاروں کے چاروں دین کا ہدف بھی ہیں اور باہم متقارب اور متخالط بھی مثلاً نماز کو لیجیے۔ خود قرآن کہتا ہے کہ یہ تذکیر ہے (۱۶)۔ اور یہ انسان کو برائیوں سے روکتی ہے(۱۷)۔ یہ گویا نماز کے اخلاقی اثرات ہیں۔ اسی طرح باجماعت نماز (اور اس میں نماز پنجگانہ کے علاوہ جمعہ اور عیدین کو بھی داخل سمجھیے) ہماری معاشرتی اور اجتماعی زندگی میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے اور تعلق باللہ کو مضبوط کرنے کا تو یہ وسیلہ ہے ہی اور یہ ہمیں روزہ، زکوٰۃ اور حج پر بھی اکساتی ہے۔ اسی طرح ہر شعبے سے مثالیں دے کر یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ عقائد، عبادات، اخلاق اور معاملات کے چاروں شعبے بیک وقت وسیلہ بھی ہیں اور ہدف بھی۔ لہٰذا ان کو تزکیۂ نفس کا وسیلہ کہنا ان کا استخفاف نہیں ہے۔

### ii- عملی نمونہ

تربیت کا دوسرا بڑا ذریعہ آنحضرت ﷺ کا خود کو عمل کے بہترین نمونے کے طور پر پیش کرنا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کی جو کامیاب تربیت کی اس کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ آپؐ جو کچھ کہتے تھے خود اس پر عمل کر کے دکھاتے تھے۔ آپؐ کی تلقین محض زبانی نہ تھی، محض وعظ اور لیکچر نہ تھے بلکہ اس تعلیم کے تقاضوں کا آپؐ ایک بہترین نمونہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک صحابی نے ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ آپؐ کے اخلاق کیسے تھے؟ تو انہوں نے کہا کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ (۱۸) مطلب یہ کہ جن اخلاقی تعلیمات کا قرآن میں ذکر ہے گویا آپؐ ان کا جیتا جاگتا مجسم نمونہ تھے۔ جنگ خندق کے وقت غربت کا یہ عالم تھا کہ لوگوں نے بھوک کے مارے پیٹ پر پتھر باندھ رکھے تھے۔ ایک آدمی نے بھوک کی شکایت کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شکم مبارک سے کپڑا ہٹا دیا وہاں دو پتھر بندھے ہوئے تھے (۱۹)۔ ہجرت کے فوراً بعد بڑی اضطرابی کیفیت کا سماں تھا اور ہر لمحے یہ ڈر رہتا تھا کہ کفار حملہ نہ کر دیں۔ ایک رات کچھ شور ہوا تو لوگ گھبرا کر گھروں سے نکل آئے۔ دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تلوار پکڑے ہوئے آبادی کے باہر سے واپس تشریف لا رہے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں: ''کوئی بات نہیں، خیریت ہے، میں دیکھ کر آرہا ہوں، آپ لوگ جائیں آرام کریں۔'' (۲۰) غزوۂ حنین میں ہزاروں مسلمان تیروں کی اچانک بارش سے تتر بتر ہو گئے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ جم کر کھڑے رہے اور ایک انچ پیچھے نہ ہٹے (۲۱)۔ غرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر معاملے میں عملی نمونہ پیش کیا۔ قرآن نے اس کی گواہی یوں دی ہے:

''لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ .'' (۲۲)

## iii- تعلیم

تربیت کا ایک بڑا وسیلہ اور ذریعہ پہلے بھی تعلیم ہی تھی اور آج بھی تعلیم ہی ہے۔ قرآن نے اس کا اظہار پہلی وحی میں کیا:

''اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ . عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ .'' (۲۳)

بلکہ اس کا اظہار تو تخلیق انسانی کے وقت ہو گیا تھا جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو وہ علم عطا فرمایا جو فرشتوں اور جنوں کو عطا نہ کیا تھا اور ان دونوں گروہوں کو آدم کے آگے جھکنے کا حکم دے کر انسان کی فضیلت کا اعلان فرما دیا تھا (۲۴)۔ چنانچہ یہی وجہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


ہے کہ قرآن نے جہاں آنحضرت ﷺ کے مقاصد بعثت گنوائے ہیں وہاں قرآن وحکمت کی تعلیم کا صراحت سے ذکر کیا ہے اور دیکھا جائے تو قرآن کی تلاوت بھی اس کی تعلیم ہی کا ایک حصہ ہے گویا اگر ہم آنحضرت ﷺ کے مقاصد بعثت کو دو لفظوں میں سمونا چاہیں تو وہ ہیں تعلیم اور تزکیہ اور جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ تعلیم بھی دراصل ذریعہ ہے تزکیے کا۔

آنحضرت ﷺ کی جب بعثت ہوئی تو اس وقت تعلیم کے جو میسر ذرائع تھے وہ آپؐ نے سب استعمال کیے، لکھنے اور پڑھنے کا ذریعہ اس وقت عام نہ تھا اور تعلیم کا انحصار زبان سے گفتگو اور ذہن سے یاد کرنے پر تھا چنانچہ یہی دو ذرائع زیادہ استعمال میں لائے گئے۔ آپؐ نہ صرف باقاعدہ لیکچر دیتے تھے بلکہ غیر رسمی تعلیم کے لیے آپؐ نے اپنے چوبیس گھنٹے وقف کر رکھے تھے اور یہی وجہ ہے کہ آپؐ نے عمداً بعثت کے بعد کسبِ رزق کے لیے کوئی ذریعہ معاش اختیار نہیں کیا بلکہ اپنے سارے اوقات لوگوں کی تعلیم کے لیے وقف کیے رکھے، یوں غیر رسمی تعلیم کا یہ سلسلہ ہر وقت جاری رہتا تھا۔

## ۶۔ تربیت کے اسالیب

آنحضرت ﷺ کے منہاج تربیت مطالعہ کا کرتے ہوئے ایک اور اہم پہلو ہمارے سامنے رہنا چاہیے اور وہ یہ کہ یہ دیکھا جائے کہ آنحضرت ﷺ نے تعلیم وتربیت کا یہ کام کیسے کیا؟ اس کے طرق اور اسالیب کیا تھے یہاں چونکہ تفصیل ہمارے پیش نظر نہیں لہٰذا چند اہم طرق واسالیب کی طرف اشارہ کرکے اس گفتگو کو ختم کرتے ہیں:

### أ۔ نرمی

آنحضرت ﷺ کی تعلیم وتربیت کا ایک وصف یہ تھا کہ آپؐ اس میں ہمیشہ نرمی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور حلم سے کام لیتے تھے۔ آپؐ نے کبھی سخت لہجہ اور درشت رویہ اختیار نہیں کیا۔ اس کی گواہی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یوں دی ہے کہ میں بچہ تھا اور ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہتا تھا، بچپنے کی وجہ سے بے دھیانی اور حکم عدولی بھی ہو جاتی تھی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کبھی نہیں ڈانٹا اور نہ کبھی غصے سے جھڑکا (۲۵)۔ ایک دفعہ ایک بدو مسجد نبوی میں بیٹھ کر پیشاب کرنے لگا۔ لوگ اسے زجر و توبیخ کرنے اور مارنے کو لپکے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو منع فرمایا اور جب وہ فارغ ہو گیا تو اسے آرام سے سمجھایا کہ مسجد اس کام کے لیے موزوں جگہ نہیں ہے (۲۶)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نرمی کی گواہی قرآن نے یہ کہہ کر دی ہے کہ:

"لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ" (۲۷)

### ii- مشورہ کرنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پیغمبر تھے اور آپؐ پر وحی اترتی تھی اور اگر کسی معاملے میں وحی نہ بھی اتری ہوتی تو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خداداد فراست سے تنہا فیصلے کر سکتے تھے پھر آپؐ لوگوں کے محبوب لیڈر تھے، جو فیصلہ کرتے لوگ اسے مان لیتے لیکن مامور بہ امور کے علاوہ اجتماعی معاملات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ مشورے سے کام کیا اور یہی نہیں بلکہ بہت سے معاملات میں اپنی رائے چھوڑ کر اپنے احباب کی رائے مان لی جیسا کہ غزوۂ احد کے وقت ہوا جس میں یہ بات زیرِ بحث تھی کہ جنگ مدینہ میں رہ کر لڑی جائے یا باہر نکل کر (۲۸)۔ اسی طرح غزوۂ بدر میں مقامِ جنگ کے تعین کے وقت ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رائے چھوڑ کر حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کی رائے مان لی (۲۹)۔

### iii- عمدہ خطیب ہونا

اچھے معلم اور قائد کے لیے ضروری ہے کہ وہ اچھا مقرر ہو۔ سیرت نگاروں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لکھا ہے کہ آپ ﷺ بہت اچھے مقرر تھے۔ آپؐ کی آواز بھاری اور پاٹ دار تھی۔ تقریر میں جب ضرورت ہوتی ہاتھوں سے اشارے کرتے تھے اور آواز کو پست و بالا کر لیتے تھے اور مجمع پر چھا جاتے تھے (۳۰)۔

iv- مساوات

آنحضرت ﷺ جو کام دوسروں کو کرنے کو کہتے تھے خود بھی اس میں شریک ہوتے تھے اور کسی امتیاز کو روا نہیں رکھتے تھے۔ ایک سفر میں جب لوگوں نے پڑاؤ ڈالا اور کھانا پکانے لگے تو لوگوں کے منع کرنے کے باوجود آگ جلانے کے لیے لکڑیاں اکھٹی کرنے کا کام آپ ﷺ نے اپنے ذمہ لیا (۳۱)۔ اسی طرح غزوۂ بدر میں سواری کم تھی، تین آدمیوں کے حصے میں ایک اونٹ آیا۔ آپ ﷺ کے ساتھیوں نے بہت کہا کہ آپؐ اونٹ پر تشریف رکھیں، ہم خوشی سے پیدل چل لیں گے لیکن آپ ﷺ نے انکار کر دیا اور کہا تم مجھ سے زیادہ طاقتور نہیں ہو۔ چنانچہ اپنی باری پر اونٹ پر بیٹھتے اور پھر دوسروں کی طرح پیدل چلتے (۳۲)۔

v- حریت

آپ ﷺ لوگوں سے زبردستی اپنی بات نہیں منواتے تھے۔ اللہ کے رسول اور لوگوں کا محبوب قائد ہونے کے باوجود اخلاقی دباؤ سے بھی کام نہیں لیتے تھے بلکہ لوگوں کو اپنی کہنے اور کرنے کی اجازت دیتے تھے۔ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ مشہور ہے کہ جب انہیں غلامی سے نجات ملی تو انہیں سابقہ نکاح فسخ کرنے کا حق مل گیا جو انہوں نے توڑنا چاہا۔ ان کے خاوند بہت پریشان تھے اور چاہتے تھے کہ نکاح نہ ٹوٹے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا سے اس موضوع پر بات کی۔ انہوں نے کہا: آپ ﷺ مجھے حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا حکم نہیں دے رہا یہ تمہارا ذاتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



معاملہ ہے۔ تمہارے خاوند کی سفارش کر رہا ہوں۔ انہوں نے معذرت کر دی اور کہا میں نہیں مان سکتی۔ میرا اس شخص کے ساتھ رہنے کو دل نہیں مانتا (۳۳)۔ اس طرح ایک حبشی خادمہ نے سرور دو عالم ﷺ کی بات ماننے سے انکار کر دیا لیکن آپ ﷺ نے برا نہیں مانا اور نہ ناراضگی کا اظہار کیا کیونکہ آپ سمجھتے تھے کہ یہ اس کا حق ہے۔

(ششماہی ''السیرۃ'' کراچی، رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# مراجع


۱۔ الجمعہ۶۲: ۲

۲۔ البقرہ۲: ۱۲۹،۱۵۱

۳۔ العمران۳: ۱۶۴

۴۔ النازعات۷۹: ۱۷۔۱۹

۵۔ مولانا امین احسن اصلاحی، تزکیہ نفس، ج۱ص ۱۷، ملک سنز، فیصل آباد، ۱۹۸۱ء

۶۔ الشمس۹۱: ۹،۱۰

۷۔ التحریم۶۶: ۳

۸۔ آل عمران۳: ۱۳۲

۹۔ الحشر۵۹: ۷

۱۰۔ آل عمران۳: ۳۱

۱۱۔ الاحزاب۳۳: ۳۶

۱۲۔ آل عمران۳: ۳۲

۱۳۔ النجم۵۳: ۳

۱۴۔ عبس۸۰: ۱۔۱۰، الانفال۸: ۶۷، الانعام۶: ۳۵ وغیرہ

۱۵۔ شاہ ولی اللہ الدہلوی، حجۃ اللہ البالغہ، ص ۱۲۸، طبع دارالفکر، قاہرہ

۱۶۔ طٰہٰ۲۰: ۱۴

۱۷۔ العنکبوت۲۹: ۴۵

۱۸۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ ج۱۲، ص ۳۶۴

۱۹۔ امام البخاری، الجامع الصحیح، ج۴، ص ۲۲۱، طبع القاہرہ

۲۰۔ امام مسلم، الجامع الصحیح، ج۴، ص ۱۸۰۲، حدیث رقم ۲۳۰۷، طبع القاہرہ

۲۱۔ امام مسلم، الجامع الصحیح، ج۳، ص ۱۳۹۸، حدیث رقم ۱۷۷۶


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۲۔ الاحزاب۳۳: ۲۱

۲۳۔ العلق۹۶: ۴، ۵

۲۴۔ البقرہ۲: ۳۰۔۳۴

۲۵۔ امام مسلم، الجامع الصحیح: کتاب الفضائل، باب من خلقہ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۶۔ ابوداؤد السجستانی، الجامع السنن ج۴، ص۲۶۳، طبع دہلی ۱۳۸۹ھ

۲۷۔ آل عمران۳: ۱۵۹

۲۸۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج۲، ص۳۸، وابن ہشام: السیرۃ النبویہ، ج۱، ص۶۲۰، طبع القاہرہ

۳۰۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ص۷۹۲

۳۱۔ قاضی محمد ثناء اللہ، شمائل واخلاق نبوی، ص۸۶، عن محبّ الطبری، تحقیق ڈاکٹر محمود الحسن عارف

۳۲۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ج۲، ص۳۸۹، طبع القاہرہ ۱۳۸۴ھ

۳۳۔ ابن ماجہ: السنن، کتاب الطلاق، باب خیار الامۃ اذا اعتقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# خلق المتعلم عند الزرنوجی

یہ مقالہ ساتویں صدی ہجری کے مسلمان ماہر تعلیم علامہ زرنوجی ① کی کتاب ''تعلیم المتعلم'' کی ایک فصل ''الورع فی حال التعلم'' کے ترجمہ اور تعلیقات پر مشتمل ہے (علامہ زرنوجی کے حالات زندگی کے لیے دیکھیے مراجع، اس مقالے کے آخر میں)۔ چونکہ اس فصل کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ طالب علم کا اخلاق کیسا ہونا چاہیے؟ لہٰذا یہ تحریر پرانی ہونے کے باوجود آج بھی نئی اور ہمارے حسب حال ہے اور اس قابل ہے کہ ہمارا ہر طالب علم اسے اپنا لائحہ عمل بنا لے۔

یہاں یہ وضاحت بھی شائد بے جا نہ ہو کہ ہم نے علامہ زرنوجی کی عربی عبارت کا لفظی ترجمہ کرنے کی بجائے تفسیری ترجمہ بلکہ ترجمانی کا رنگ اختیار کیا ہے تاکہ تفہیم میں آسانی رہے جو اصل مقصد ہے۔ اس مقالے کی ترتیب یہ ہے کہ صفحے کے تین حصے کیے گئے ہیں۔ اوپر عربی متن ہے، اس کے نیچے رواں اردو ترجمہ اور اس کے نیچے تعلیقات یا وضاحتی حواشی ہیں۔ مراجع کا اندراج مقالے کے آخر میں کیا گیا ہے۔ تعلیقات وحواشی کے نمبر اردو ہندسوں میں قوسین میں دیے گئے ہیں جب کہ مراجع کے نمبر شمار انگریزی ہندسوں میں گول دائرے میں دیے گئے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وروی بعضهم حدیثاً فی هذا الباب عن رسول الله ﷺ انه قال من لم یتورع فی تعلمه ابتلاه الله تعالی باحدثلاثة اشیاء: اما ان یمیته فی شباب اویوقعه فی الرساتیق اویتلیه بخدمة السلطان. فمهما کان طالب العلم اورع کان

---

دوران تعلیم متعلم کے تقویٰ اختیار کرنے کے حوالے سے بعض بزرگ وہ روایت پیش کرتے ہیں جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا② کہ جو تحصیل علم کے دوران تقویٰ کا رویہ اختیار نہ کرے اسے اللہ تعالیٰ تین مصیبتوں میں سے کسی ایک میں ضرور گرفتار کر دیتے ہیں: یا تو اسے جوانی میں موت دے دی جاتی ہے یا اس کی بود و باش جہلاء کی بستیوں میں مقدر کر دی جاتی ہے یا اسے حکمران کی ملازمت اختیار کرنا پڑتی ہے (۱)۔ متعلم جتنا متقی اور پرہیز گار ہوگا

---

۱۔ ان تینوں صورتوں میں سے ہر ایک کا حاصل یہ ہے کہ ایسے طالب علم کو نہ تو حاصل کردہ علم پر آسانی سے عمل کرنے کی توفیق میسر آتی ہے اور نہ وہ اس علم کو پھیلا سکتا اور دوسروں تک پہنچا سکتا ہے جب کہ یہی دونوں امور علم حاصل کرنے کے حقیقی اہداف اور مقاصد ہیں۔ اگر جوانی میں موت آ گئی تو ان دونوں نعمتوں سے محروم ہو گیا۔ اور اگر علم اور اہل علم سے دور جہلاء کی بستیوں میں رہنا اس کا مقدر کر دیا گیا تو ان جہلاء کے درمیان رہنا خود ایک اذیت اور عذاب سے کم نہیں کیونکہ نہ وہ اس کے علم کی قدر کریں گے اور نہ اس سے علم حاصل کریں گے اور نہ اسے مہذب اور شائستہ علمی ماحول میسر آئے گا کہ اس کی علمی یا ادبی نشو و نما ہو چنانچہ تنگی اور ضیق کی زندگی گزارے گا۔ جہاں تک تیسری مصیبت کا تعلق ہے اس کا اندازہ شائد ہمیں آسانی سے نہ ہو سکے۔ آج سے کچھ عرصہ پہلے تک حکومت اور ریاست میں وہ فرق بہت نمایاں نہ تھا جو آج ہے لہٰذا اس وقت سرکاری ملازمت حکمرانوں کی ذاتی نوکری کے مترادف تھی جس میں آدمی خواہی نخواہی حکمرانوں کے گناہ و ثواب میں شریک سمجھا جاتا تھا اور اپنی آزاد مرضی اور آزاد علمی روش برقرار رکھنا اس کے لیے ممکن نہ ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان اہل علم سرکاری ملازمت سخت ناپسند کرتے تھے اور اپنی غیر جانبداری، علمی آزادی اور شخصی وقار کے تحفظ کے لیے ایسے پیشے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



علمه انفع والتعلم له ايسر وفوائده اكثرومن الورع ان يتحرز عن الشبع وكثرة النوم وكثرة الكلام فيمالا ينفع وان يحترز عن اكل طعام السوق

---

اللہ تعالیٰ حصول علم اس کے لیے اتنا ہی سہل بنا دیں گے اور اس کے علم کو مفید اور نفع بخش بنا دیں گے چنانچہ متعلم کو چاہیے (۲) کہ وہ: پیٹ بھر کر کھانے (۳)، زیادہ سونے (۴)، زیادہ باتیں کرنے (۵) اور جہاں تک

---

اختیار کرتے تھے جن میں ان پر حرف نہ آئے مثلاً تجارت یا صنعت وحرفت۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ جیسے شخص نے کوڑے کھانے منظور کر لیے لیکن سرکاری ملازمت اور حکومت سے وابستگی کو شدت سے رد کر دیا۔ آج کل بھی کئی اہل علم اسی وجہ سے سرکاری ملازمت پسند نہیں کرتے۔

۲۔ یہاں علامہ زرنوجی نے پہلے منہیات کا ذکر کیا ہے یعنی ان امور کا جن سے متعلم کو بچنا چاہیے اور اس کے بعد اوامر کو لیا ہے یعنی وہ امور جن کو اپنانا اور اختیار کرنا چاہیے۔

۳۔ پیٹ بھر کر کھانا ذہنی یکسوئی اور قلبی توجہ کے لیے بہت مضر ہے۔ نبی کریم ﷺ کا اسوہ یہ ہے کہ جب تک خوب بھوک نہ لگے نہ کھایا جائے اور پیٹ بھرنے سے پہلے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا جائے۔③ قدیم وجدید طب کی رو سے جسم خصوصاً معدے کے لیے یہ ایک سنہری اصول ہے۔ پیٹ بھر کر کھانے سے جسم میں سستی پیدا ہوتی ہے، سوچنے کا عمل سست پڑ جاتا ہے اور تخلیقی و تحقیقی صلاحیت کو زنگ لگ جاتا ہے۔ اس کے برعکس پیٹ نہ بھرا ہونے کی صورت میں آدمی چست رہتا ہے۔ اس کے قویٰ میں تحرک اور نشاط رہتا ہے اور اس کی ذہنی اور باطنی صلاحیتیں نکھرتی ہیں۔ صوفیاء بھی انہی وجوہ سے کثرت طعام کو برا سمجھتے ہیں۔

۴۔ ایک شخص جس کے سامنے زندگی میں کوئی مقصد ہو اسے اتنا ہی سونا چاہیے جتنا سونا اس کے جسم کی مجبوری ہو یعنی اسے کم سے کم سونا چاہیے اور زیادہ سے زیادہ کام کرنا چاہیے۔ طالب علم کی عمر وہ عمر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ان امکن لان طعام السوق اقرب الی النجاسة والخباثته وابعد عن ذکر

---

ہو سکے بازار کے کھانے سے احتراز کرے(٦) کیونکہ بازار میں کھانا پکانے

---

ہوتی ہے(یعنی لڑکپن اور آغاز جوانی) جس میں آدمی کی صلاحیتیں عروج پر ہوتی ہیں اور اس وقت عموماً اس کے ذمے ایک ہی کام ہوتا ہے اور وہ ہے تحصیل علم۔ لہٰذا ایک طالب علم کو چاہیے کہ وہ اپنے اوقات کا بہت بڑا حصہ حصول علم میں صرف کرے اور کم سے کم سوئے۔ اس کے برعکس اگر وہ سونے کی لذت کو اپنے اوپر طاری کر لے' تو وہ کلاس میں بھی اونگھتا رہے گا اور گھر آ کر بھی سوتا رہے گا۔ اس طرح وہ علم کی لذت سے محروم رہے گا۔ سچ یہ ہے کہ جو سوتا ہے وہ کھوتا ہے اور جو جاگتا ہے وہ پاتا ہے اور یہ کہ جو علم کے لیے جاگتا ہے اس کا مقدر بھی جاگ جاتا ہے اور جو علم حاصل کرنے کی بجائے سوتا رہتا ہے اس کا مقدر بھی سو جاتا ہے۔

۵۔ زیادہ باتیں کرنے کے نقصانات بہت واضح ہیں۔ نبی کریمؐ کا فرمان ہے کہ زبان کا غلط استعمال آدمی کو جہنم میں لے جاتا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ جو بھی مجھے اپنی زبان کی حفاظت کی ضمانت دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں ④۔ اسی لیے دانا کہتے ہیں کہ پہلے تولو پھر بولو۔ ہر وقت بولتے رہنا خطرے سے خالی نہیں کیونکہ اس سے معصیت میں مبتلا ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ غیبت' چغلی' جھوٹ' بہتانِ طرازی' طنز و تشنیع' نام بگاڑنا' گالی دینا اور فحش گوئی سب زبان کے ہی گناہ ہیں۔ ان سب سے اگر بچ بھی گیا تو بھی زیادہ بولنا لغو اور لہو تو ہے ہی کہ اگر گفتگو ضروری' مفید اور نفع بخش نہ ہو تو یہ وقت اور قوت کا ضیاع ہے۔ اسی وقت اور صلاحیت کو اگر وہ خیر کے کسی کام میں لاتا تو اس سے کتنا فائدہ ہوتا۔ لہٰذا فضول گپ شپ میں وقت ضائع کرنا متعلم کا اور کسی ایسے شخص کا، جو زندگی کو سنجیدگی سے لیتا ہو اور زندگی میں کچھ کرنا اور بننا چاہتا ہو' وطیرہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔

٦۔ سنجیدہ اور معتبر لوگ آج کل بھی بازار جا کر کھانے اور بازار کے کھانے سے احتراز کرتے ہیں۔ بازار کا کھانا گو بظاہر لذیذ اور چٹ پٹا کیوں نہ ہو لیکن دو خرابیاں اس میں بالعموم پائی جاتی ہیں ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اللہ تعالی واقرب الی الغفلة ولان ابصار الفقراء تقع علیه ولا یقدرون علی الشراء منه فیتأذون بذلک فتذهب برکته . و حکی ان الامام الشیخ الجلیل محمد بن الفضل کان فی حال تعلمه لایأکل من طعام السوق

---

والے ایک تو صفائی کا خیال نہیں رکھتے اور غلیظ ماحول میں کام کرتے ہیں، دوسرے بازار کا کھانا کھانے سے اللہ کے ذکر سے غفلت کا امکان بڑھ جاتا ہے کیونکہ بھوکے اور مفلس لوگ بازار میں اس کھانے کو دیکھتے ہیں لیکن اسے خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے لہٰذا ان کو اذیت پہنچتی ہے اور اس طرح اس کھانے سے برکت اٹھ جاتی ہے۔(۷) شیخ محمد بن فضل کے بارے میں

---

تو یہ کہ وہ گندہ ہوتا ہے( گو بظاہر صاف ستھرا نظر آتا اور صاف برتنوں میں پیش کیا جاتا ہے)' گندے ماحول میں تیار کیا جاتا ہے اور اسے تیار کرنے والے بالعموم گندے ہوتے ہیں۔ تنور والے جب آٹا گوندھتے ہیں تو گوندھنے والے کا گندہ پسینہ اس میں گرتا رہتا ہے۔ یہ تو عام مشاہدے کی بات ہے۔ علاوہ ازیں بعض لوگ آٹا زیادہ ہو تو پیروں سے بھی گوندھتے ہیں۔ اگر بیکری کا سامان بسکٹ مٹھائی وغیرہ ہو تو مکھیاں وغیرہ بھی اس میں گرتی رہتی ہیں' برتن بھی صاف اور گرم پانی سے اچھی طرح نہیں دھوئے جاتے۔ اجناس خصوصاً گھی اچھی کوالٹی کا نہیں ڈالا جاتا۔ ان وجوہ سے ہوٹلوں کا کھانا کھا کر آج بھی اکثر لوگ بیمار ہو جاتے ہیں۔ ہمارے ایک استاد میٹرک کے طلبہ کو، جب ان کا بورڈ کا امتحان سر پہ ہوتا، یہ بار بار تاکید کرتے کہ ان دنوں بازار کا کھانا ہرگز نہ کھانا کیونکہ اگر بیمار ہو جاؤ گے' گلا وغیرہ خراب ہو گیا تو تندرست ہونے میں کئی دن لگ جائیں گے جبکہ تمہارا وقت بہت قیمتی ہے اور امتحان سر پہ ہے۔

۷۔ کھانے میں برکت کا ہونا اور بعض حالات میں اس سے برکت کا اٹھ جانا کچھ علامہ زرنوجی کی نکتہ طرازی نہیں بلکہ یہ بات صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مل کر کھانے سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وكان ابوه يسكن في الرستاق ويهيىء طعامه ويدخل اليه يوم الجمعة. فراى في بيت ابنه خبزالسوق يومأفلم يكلمه ساخطاً عليه فاعتذر ابنه فقال مااشتريته انا ولم ارض به ولكن احضره شريكي. فقال ابوه لو كنت تحتاط وتتورع لم يجترئ شريكک بذلک. وهكذا كانوا يتورعون فلذلک وفّقوا للعلم والنشرحتى بقي اسمهم الى يوم القيامة. ووصى فقيه من زهاد الفقهاء طالب العم "عليک ان تتحرز

---

بیان کیا جاتا ہے کہ جب وہ متعلم تھے تو بازار کے کھانے سے احتراز کرتے تھے۔ ان کے والد گاؤں میں رہتے تھے اور انہیں کھانا پکوا کر بھجواتے تھے۔ایک دفعہ وہ بیٹے کو کھانا دینے آئے تو دیکھا کہ اس کے کمرے میں بازار کی روٹی پڑی ہے۔ انہوں نے غصے اور اظہار ناراضی کے لیے بیٹے سے بات ہی نہ کی۔ بیٹے نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ یہ روٹی بازار سے میں نہیں لایا اور نہ میرے مشورے سے لائی گئی ہے، یہ تو میرا ہم جماعت (ہم غرفہ/روم میٹ) لایا ہے۔والد نے کہا کہ اگر تم احتیاط اور تقویٰ کی زندگی کے خوگر ہوتے تو تمہارے ساتھی کو بھی تمہارے سامنے بازار سے روٹی لانے کی ہمت نہ ہوتی۔ ہمارے اسلاف اسی طرح تقویٰ اور پرہیزگاری کی زندگی گزارتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں علم کی تحصیل اور اس کی نشرواشاعت کی توفیق دی اور اسی وجہ سے ان کا نام رہتی دنیا تک باقی رہے گا۔اسی ضمن میں ایک زاہد فقیہ نے متعلم کو نصیحت کرتے

---

اور بسم اللہ پڑھ کر کھانے کی ابتداء کرنے سے کھانے میں برکت پیدا ہوجاتی ہے⑤اور کافر جب کھاتا ہے تو اس کے ساتھ شیطان بھی شامل ہوجاتا ہے اور وہ سیر نہیں ہوپاتا⑥ (گویا کھانے سے برکت اٹھ جاتی ہے) جو کھانا مسلمان مفلسوں اور بھوکوں کے لیے باعث اذیت ہو اس سے برکت کا اٹھ جانا بعید از فہم نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عن الغيبة وعن مجالسة المكثار وقال ان من يكثر الكلام يسرق عمرك ويضيع اوقاتك . ومن الورع ان يتجنب من اهل الفساد والمعاصي والتعطيل فان المجاورة مؤثرہ لا محالة .

---

ہوئے کہا کہ بیٹا! غیبت (۸) اور کثرت گفتگو سے بچو کیونکہ جو تمہیں گفتگو میں مصروف رکھتا ہے وہ تمہارا وقت ضائع کرتا اور گویا تمہاری عمر چوری کرتا ہے۔ (۹) اور متعلم کو چاہیے کہ وہ بدعقیدہ' بدکردار اور فتنہ وفساد پھیلانے والے لوگوں سے بچ کر رہے کیونکہ اگر وہ ایسے لوگوں کی صحبت میں رہے گا تو اس کے برے اثرات سے بچ نہ سکے گا(۱۰)۔ اور جب بیٹھنا ہو تو قبلہ رو

---

۸۔ غیبت کبیرہ گناہوں میں سے ہے لیکن بدقسمتی سے ہمارے زمانے کے لوگ اسے بہت ہلکا سمجھتے ہیں اور اس میں عام طور پر مبتلا ہیں۔غیبت کرنے کو اللہ تعالیٰ نے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے⑦اور اس کی شناعت میں متعدد صحیح احادیث مروی ہیں۔ ⑧

۹۔ کثرت سے گفتگو کرنے والے کو عمر چوری کرنے والے کہنا نہایت لطیف اور گہری بات ہے کیونکہ جو شخص کسی متعلم سے فضول گپ شپ کرتا ہے وہ درحقیقت اس کا وقت ضائع کرتا ہے۔

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

اور جو وقت بے مصرف صرف ہوا گویا وہ ضائع ہوگیا اور جس نے ضائع کیا گویا اس نے وقت کی چوری کی۔اب چوری کی شناعت ہمارے ہاں معروف ہے کہ اس کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے' یہ کبیرہ گناہ ہے اور مسلمان کے لیے سوسائٹی میں باعث ننگ وعار ہے۔

۱۰۔ جیسی آدمی کی صحبت ہوتی ہے ویسے ہی اس پر اثرات پڑتے ہیں۔اچھی صحبت کے اچھے اثرات اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وان يجلس مستقبل القبلة ويكون مستناً بسنة النبى ﷺ ويغتنم دعوة اهل الخير ويتحرز عن دعوة المظلومين. وحكى ان رجلين خرجا فى طلب العلم للغربة وكانا شريكين فى العلم فرجعا بعد سنين الى بلدهما وقد فقه احدهما ولم يفقه الآخر. فتامل فقهاء البلدة وسألوا عن حالهما وتكرارهما

---

بیٹھے (۱۱) کہ نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ یہی ہے نیز نیک لوگوں کی دعائیں لے اور مظلوم کی بددعا سے بچے۔ روایت ہے کہ دو آدمی گھر سے طلب علم کے لیے دوسرے ملک گئے اور اکٹھے تعلیم حاصل کی۔ کئی سال بعد وہ اپنے وطن واپس لوٹے تو ان میں سے ایک متبحر عالم بن چکا تھا جبکہ دوسرا علم سے کورا تھا۔ شہر کے علماء اس پر متعجب ہوئے اور ان دونوں سے ان کے حالات پوچھنے لگے کہ وہ سبق کیسے پڑھتے تھے' دہرائی کیسے کرتے تھے...... وغیرہ۔ تو ان میں سے جو عالم تھا اس نے کہا کہ وہ قبلہ رو بیٹھتا تھا اور اپنا رخ آبادی کی طرف رکھتا تھا جبکہ دوسرے نے کہا کہ وہ قبلہ رخ نہیں بیٹھتا تھا اور اپنا رخ بھی آبادی کی طرف نہیں رکھتا تھا۔

---

بری صحبت کے برے اثرات بقول فارسی مثل کے کہ 'صحبت صالح ترا صالح کند وصحبت طالع ترا طالع کند' اور اس بارے میں صحیح حدیث بھی ہے کہ عطار کے پاس جاؤ گے تو معطر ہو گے اور لوہار کے پاس جاؤ گے تو دھوئیں اور دھونکنی سے کپڑے جلاؤ گے اور بدبو پاؤ گے ⑨۔ لہٰذا علامہ زرنوجی طالب علم کو نصیحت کر رہے ہیں کہ بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ نہ اٹھو بیٹھو ورنہ تم بھی بدعقیدہ ہو جاؤ گے۔ جو لوگ اللہ کے احکام کی پرواہ نہیں کرتے اور معصیت پر دلیر ہیں، ان کی صحبت میں رہو گے تو انہی جیسی عادتیں سیکھو گے اور اگر فتنہ وفساد پھیلانے والوں کے ساتھ رہو گے تو انہی جیسے ہو جاؤ گے کیونکہ یہ تو ممکن نہیں کہ صحبت کا اثر نہ ہو۔ بری صحبت کا برا اثر تو ہوگا۔

۱۱۔ یہاں تک منہیات کا ذکر تھا یعنی وہ امور جن سے متعلم کو بچنا چاہیے۔ اب مطلوبات کا ذکر ہوگا یعنی وہ امور جن پر متعلم کو ضرور ہی عمل کرنا چاہیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وجلوسهما فاخبروا ان جلوس الذی تفقه فی حال التکرار کان مستقبل القبلة والمصر الذی حصل العلم فیه والآخر کان مستدبر القبلة وجهه الی

---

اس سے علماء وفقہاء نے یہ متفقہ رائے قائم کی کہ جو عالم بنا وہ اس وجہ سے کہ وہ سنت نبیؐ کے احترام میں قبلہ رو بیٹھتا تھا۔ (۱۲) اور اپنا رخ آبادی کی

---

۱۲۔ بدقسمتی سے ہمارے زمانے میں سنت نبی ﷺ کو وہ اہمیت اور احترام نہیں دیا جاتا جو ایک سچے مسلمان کو دینا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ کی محبت اور آپ ﷺ کی اتباع ایک قانونی تقاضا بھی ہے لہٰذا جو نبی (ﷺ) سے محبت نہیں کرتا' حدیث صحیح کے الفاظ میں اس کا ایمان ناقص ہے ⑩۔ اور آپؐ کے اتباع کی ضرورت واہمیت اور مدار ہدایت ہونے پر بہت سی قرآنی آیات شاہد ہیں۔ ⑪ لیکن اہل دل اس سے آگے بڑھ کر یہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ان سنتوں پر بھی عمل کیا جائے جن پر عمل کرنا قانونی تقاضا نہیں ہے مثلاً کھانا پینا اور اوڑھنا پہننا وغیرہ۔ گویا نشست وبرخواست میں جو بھی پوزیشن اختیار کر لی جائے وہ غیر اسلامی نہیں (مثلاً کرسی میز پر بیٹھنا یا زمین یا چارپائی پر بیٹھنا وغیرہ) لیکن اگر کوئی اس طرح بیٹھے جس طرح حضور اکرمؐ بیٹھتے تھے تو یقیناً اسے سنت پر عمل کرنے کا ثواب ملے گا۔ اسے ایک اور مثال سے سمجھیے۔ نبی اکرمؐ نے مسواک کرنے کا حکم دیا ہے ⑫ اور آپؐ خود باقاعدگی سے مسواک کرتے تھے۔ مقصد اس سے یہ تھا کہ دانت باقاعدگی سے صاف کیے جائیں۔ اب اگر کوئی شخص ٹوتھ برش سے باقاعدگی سے دانت صاف کرتا ہے تو گویا شریعت کا مقصد پورا ہو گیا لیکن اگر کوئی شخص مسواک کرتا ہے تو نہ صرف اس کے دانت صاف ہو گئے بلکہ وہ مسواک کی سنت پر عمل کرنے کی بناء پر مستحق ثواب بھی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



غیـر المصر. فاتفق العلماء والفقهاء ان الفقیه فقه ببرکة استقبال القبلة اذ هـو السـنة فـی الـجـلـوس الا عـنـد الضرورة وببرکة دعاء المسلمین فان الـمـصـر لا یخلوعن العباد واهل الخیر فالظاهر ان عابداً من العباد دعا له فـی الـلـیـل. فـیـنـبـغـی لطالب العلم ان لایتهاون بالآداب والسنن. فان من

---

طرف رکھتا تھا اور آبادی اللہ کے بندوں سے خالی نہیں ہوتی ، ہوسکتا ہے اللہ کے کسی نیک بندے نے اس کے لیے تہجد میں دعا کی ہو جو قبول ہوگئی ہو۔ (۱۳) پس متعلم کو چاہیے کہ وہ آداب سے غفلت نہ برتے کیونکہ جو آداب

---

۱۳۔ مسلمانوں میں بہت سی دعائیں اجتماعی صیغوں میں مانگی جاتی ہیں۔ہم بطور مثال ایک قرآنی اور ایک مسنون دعا کا ذکر کرتے ہیں۔قرآن حکیم میں ہے(ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسـنـه۔وقنا عذاب النار) ⑬ (اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی۔ اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا)اور نبی کریم ﷺ کی دعاؤں میں سے ایک دعا ہے " اللهم اغفرلنا وللمؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات" ⑭ (اے اللہ! مجھے بخش دے اور دوسرے مومن مردوں اور عورتوں اور مسلمان مردوں اور عورتوں کو بھی بخش دے )۔اسی طرح امتحانوں کے دنوں میں ہم نے بعض ائمہ وخطباء کو جمعہ کے خطبوں میں یہ دعا مانگتے سنا ہے کہ اے اللہ! ہمارے بچوں کو دینی ودنیوی امتحانوں میں کامیاب فرما! ان کو علم نافع عطا فرما! وغیرہ۔اس طرح کی اجتماعی دعا اگر اللہ کا کوئی نیک بندہ مانگے تو وہ ایسے مسلمانوں کے حق میں قبول ہوسکتی ہے جنہیں اس کی خبر بھی نہ ہو کہ کوئی ان کے لیے دعا مانگ رہا ہے۔ کچھ اسی طرح کی صورت حال کی طرف علامہ زرنوجی نے اشارہ کیا ہے کہ مذکورہ طالب علم آبادی کی طرف متوجہ ہوکر بیٹھتا تھا۔اللہ کے کسی نیک بندے نے اجتماعی دعا کی جو اس کے حق میں بھی قبول ہوگئی اور اللہ نے اس متعلم کو علم عطا فرما دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تهاون بالآداب حرم السنن ومن تهاون بالسنن حرم الفرائض ومن تهاون بالفرائض حرم الآخرة. وبعضهم قال هذا حديث عن رسول الله ﷺ

---

کے بجا لانے سے غفلت برتتا ہے وہ سنت سے محروم رہ جاتا ہے اور جو سنت کا تارک ہو جائے وہ فرائض بھی نہیں بجا لا سکتا اور جو فرائض کا بھی تارک ہو وہ آخرت کے اجر سے محروم رہ جاتا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ نبی اکرم ﷺ کی حدیث ہے (۱۴)۔ اور متعلم کو چاہیے کہ وہ نوافل کثرت سے

---

دعا کی اہمیت بھی اپنی جگہ ایک مسلمہ دینی مسئلہ ہے۔ دعا مانگنی چاہیے' اپنے لیے بھی اور دوسروں کے لیے بھی۔ دعا عبادت کا مغز ہے یہ اللہ کو بہت پسند ہے۔ لہٰذا اپنی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی حاجت' خواہ دینی ہو یا دنیوی' اللہ سے مانگنی چاہیے۔ چونکہ وہ اس کائنات اور اس کے اسباب وذرائع سب کا خالق و مالک ہے لہٰذا اس کی جناب میں کسی چیز کی کمی نہیں۔ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے' جو چاہے اور جتنا چاہے عطا کر سکتا ہے' کوئی اس کا ہاتھ پکڑنے والا نہیں۔ لہٰذا اللہ سے مانگنا چاہیے اور خوب مانگنا چاہیے اور اس تیقن کے ساتھ مانگنا چاہیے کہ وہ دینے پر قادر ہے اور ضرور دے گا۔

یہ بھی ذہن میں رہے کہ خضوع وخشوع سے دعا مانگنے اور دعا کی قبولیت کا بہترین وقت تہجد کا ہے یعنی طلوع سحر سے پہلے رات کے آخری پہر کا وقت۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ تہجد کے وقت اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر تشریف لاتے ہیں اور یہ صدا لگائی جاتی ہے کہ ہے کوئی مانگنے والا کہ اسے عطا کیا جائے! ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ اسے بخش دیا جائے! (15) ہم سب کو کوشش کرنی چاہیے اور دعا کرنی چاہیے کہ وہ ہمیں تہجد کے وقت اٹھ کر اللہ سے دعا مانگنے کی توفیق دے۔

۱۴۔ آسان سے مشکل کی طرف سفر ہی انسان کی فطرت ہے چنانچہ جو اساتذہ اور مربی اس انسانی فطرت سے واقف ہیں اور تدریس وتربیت میں اس اصول پر عمل کرتے ہیں وہی موثر اور کامیاب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وينبغي ان يكثر الصلوة ويصلي صلاة الخاشعين فان ذلك عون له على

---

پڑھے (۱۵) اور پورے خضوع وخشوع سے پڑھے۔ (۱۶) کیونکہ اس سے ·

---

رہتے ہیں۔ چنانچہ بعض صوفیاء دوران تربیت اپنے تلامذہ کو مکروہات ومباحات اس طرح ترک کراتے ہیں جیسے حرام کو ترک کیا جانا چاہیے اور مستحبات پر اس شدت سے عمل کراتے ہیں جیسے اوامر وواجبات کے ادا کرنے میں شدت ہونی چاہیے۔ طلبہ تربیت کی اس کٹھالی سے جب نکل جاتے ہیں تو شریعت کے اوامر وواجبات پر عمل اور حرام ومنہیات کا ترک ان کے لیے آسان ہوجاتا ہے۔ اسی طرح کی بات یہاں علامہ زرنوجی نے کہی ہے کہ جو آدمی شریعت کے آداب کا خیال رکھے گا اسے سنتوں پر عمل کرنے میں آسانی ہوجائے گی اور جو سنتوں پر باقاعدگی سے عمل کرے گا' واجبات پر عمل اس کے لیے سہل ہوگا۔ اور اس کے برعکس بھی صحیح ہے یعنی جو آداب شریعت کا خیال نہیں رکھے گا' اس سے کیسے توقع رکھی جائے کہ وہ سنتوں پر عمل کرے گا اور جو سنتوں کا تارک ہو وہ فرائض وواجبات پر کیسے عمل کرے گا!

۱۵۔ مطلوبات میں علامہ زرنوجی سب سے پہلے نوافل کو لائے ہیں اور کہتے ہیں کہ متعلم کو نوافل کثرت سے پڑھنا چاہئیں۔ یہ بات نوٹ کرنے کی ہے کہ وہ یہ نہیں کہہ رہے کہ متعلم کو پانچ وقت کی فرض نماز باقاعدگی سے پڑھنی چاہیے بلکہ کہہ رہے ہیں کہ نوافل کثرت سے پڑھنے چاہئیں۔ اس کی چند اہم حکمتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ کثرت نوافل یا کثرت صلوۃ بہت بڑا ذریعہ ہے تقرب الی اللہ کا۔ دوسرے نماز کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر کہا ہے [16]' اس طرح کثرت نوافل گویا کثرت ذکر ہے۔ کثرت ذکر سے مراد یہ ہے کہ آدمی ہر وقت اللہ کو یاد رکھے۔ اس سے معصیت کا امکان کم ہوجاتا ہے اور فرائض احسن طریقے سے بجالانے میں مدد ملتی ہے۔ سوم یہ کہ جو کثرت سے نوافل پڑھتا ہے اس کے بارے میں یہ تصور کرنا بعید از قیاس اور بعید از فہم ہے کہ وہ فرض نماز کی ادائی میں غفلت کرے گا جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

۱۶۔ ہمارے نزدیک خضوع وخشوع شرائط قبولیت نماز میں سے ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ ایک آدمی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



التحصيل والتعلم وانشدت للشيخ الجليل الزاهد الحاج نجم الدين عمر

---

اسے تحصیل علم میں یقیناً مدد ملے گی۔ (۱۷) اپنے زمانے کے عالم وزاہد شیخ

---

نے نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں نماز پڑھی اور ارکان نماز کا حق ادا نہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نماز دہراؤ' تم نے نماز نہیں پڑھی۔ اس نے دوبارہ ویسی ہی نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ نماز دہراؤ' تم نے نماز ادا نہیں کی۔ اس پر اس نے پوچھا کہ (قابل قبول) نماز کیسے ادا کروں؟ تو آپؐ نے اسے وقار' سکون اور اطمینان سے ارکان نماز ادا کرنے کا حکم دیا⑰۔ اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ چونکہ خضوع وخشوع ایک داخلی کیفیت ہے جس کو ناپا تولا نہیں جا سکتا اس لیے شارع علیہ السلام نے وقار' سکون اور اطمینان کو شرط قبولیت نماز قرار دیا اور یہ شریعت کا قاعدہ ہے کہ جو امر کسی حکم شرعی کا سبب ہو تو اس کا حکم وہی ہوگا جو اس حکم شرعی کا ہوگا'' جیسے قرآن نے زنا کو حرام قرار دیا تو شارع علیہ السلام نے شہوت سے غیر محرم کو دیکھنے اور شہوت کی گفتگو کرنے اور سننے کو بھی حرام اور آنکھوں' زبان اور کانوں کا زنا قرار دیا کیوں کہ ان اعضاء کا غلط استعمال بالآخر عملی زنا کا سبب بنتا ہے لہٰذا جب نبی کریم ﷺ نے وقار' سکون اور اطمینان سے نماز ادا کرنے کو شرط قبولیت نماز قرار دیا اور یہ امور سبب ہیں خضوع وخشوع کا تو خضوع وخشوع کا بھی وہی حکم ہوگا جو سکون واطمینان سے ارکان نماز ادا کرنے کا ہے یعنی شرط قبولیت نماز ہوتا۔ تاہم ظاہر ہے کہ یہ حکم مبنی بر قیاس ہے مبنی بر نص نہیں۔

خضوع وخشوع کی اہمیت اس وجہ سے بھی ہے کہ اس کے بغیر نماز کے مقاصد حاصل نہیں کیے جا سکتے مثلاً نماز کے بڑے مقاصد میں سے یہ ہے کہ یہ اللہ کا ذکر ہے' تقرب الی اللہ کا ذریعہ ہے' فحاشی ومنکرات سے روکتی ہے' وغیرہ۔ تو جب تک نماز خضوع وخشوع سے ادا نہیں کی جائے گی' نماز انسان پر طاری نہیں ہوگی' نماز کے اثرات کیسے وقوع پذیر ہوں گے؟ لہٰذا علامہ زرنوجی کا یہ کہنا بجا ہے کہ متعلم کو نوافل کثرت سے پڑھنے چاہئیں اور خضوع وخشوع سے پڑھنے چاہئیں۔

۱۷۔ نوافل کثرت سے پڑھنے اور خضوع وخشوع سے پڑھنے سے تحصیل علم میں مدد ملتی ہے۔ اس کی کئی صورتیں ہیں: ایک تو تہجد کی نماز کے نوافل ادا کرنے سے آدمی وقت کا پابند ہو جاتا ہے اور وقت کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بن محمد النسفی:

کن للاوامر والنواھی حافظا وعلی الصلوۃ مواظباًومحافظا

---

نجم الدین عمر بن محمد النسفی کی خدمت میں یہ شعر پڑھے گئے: ترجمہ:(شریعت کے) اوامر ونواہی کی حفاظت کر(۱۸) اور نماز کے ادا کرنے پر مداومت اختیار کر۔(۱۹) علوم شرعیہ کی تحصیل کی کوشش کر اور اس میں اعمال صالحہ اور

---

تنظیم کرنا سیکھ جاتا ہے۔ یہ چیز متعلم کے تعلیمی اوقات کی تنظیم اور وقت کے بہتر اور مفید استعمال میں اس کے کام آتی ہے۔ دوم: جو شخص نوافل ادا کرنے میں سرگرم اور منہمک ہو جاتا ہے یہ ممکن نہیں کہ اس سے فرائض کی ادائی میں کوتاہی ہو اور تحصیل علم بلاشبہ فرض ہے۔ سوم: خضوع وخشوع اور باقاعدگی سے نوافل کی ادائیگی انسان کو ذمہ دار، بردبار اور سنجیدہ بنا دیتی ہے اور جب طالب علم میں احساس ذمہ داری پیدا ہو جائے اور سنجیدگی آجائے تو اس کے کامیاب متعلم ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے؟

۱۸۔ یعنی متعلم کو چاہیے کہ جن اچھے کاموں کے کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے انہیں بصد شوق بجالائے اور جن برے کاموں کے کرنے سے اس نے منع کیا ہے وہ نہ کرے اور ان سے رک جائے۔ یاد رہے کہ شریعت کے سارے احکام اوامر ونواہی سے ہی متعلق ہیں لہٰذا جس شخص نے ان اوامر ونواہی پر عمل کرنا شروع کر دیا گویا اس نے ساری شریعت کو پالیا۔

۱۹۔ اوامر ونواہی کا بالعموم ذکر کر کے نماز کا خصوصی طور پر ذکر کیا کہ اس کی حفاظت کی جائے اور اس پر مداومت اختیار کی جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ نماز اس خصوصی سلوک اور تذکرے کی مستحق بھی ہے کیونکہ جو بھی شخص نماز کی حقیقت پر غور کرے گا وہ اس کی اہمیت کو پالے گا کہ نماز بندے کو اللہ سے جوڑتی ہے، یہ ان کے درمیان براہ راست رابطے اور تعلق کی ایک شکل ہے۔ یہ اللہ کا ذکر ہے۔ نماز کی بار بار ادائی بندے کو اللہ سے غافل نہیں ہونے دیتی۔ یہ انسان کو برائیوں سے روکتی ہے، نظافت کا سبب ہے، وقت کی پابندی سکھاتی ہے، اجتماعیت کو منظم کرتی ہے۔ غرض نماز کے فائدے بے شمار ہیں جنہیں چشم بینا ہر وقت مشاہدہ کر سکتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



واطلب علوم الشرع واجهد واستعن    بـالـطيبـات تـصـر فقيهاً حافظا

---

اخلاق کریمانہ سے مدد لے تاکہ تو حقیقی عالم بن سکے۔(۲۰) اللہ تعالیٰ سے دعا کر کہ وہ تیرے حافظے کی حفاظت فرمائے تاکہ تجھے حصول علم میں آسانی ہو۔

---

۲۰۔ یعنی متعلم کو چاہیے کہ اپنے ہدف کو ہمیشہ سامنے رکھے اور ایک طالب علم کا ہدف اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ حصول علم میں کامیاب ہو جائے اور صحیح معنوں میں عالم بن جائے۔ بدقسمتی سے آج کل طالب علموں میں ڈگریوں کے حصول کی دوڑ لگی ہوئی ہے اور مقصد صرف ڈگری کا حصول ہے تاکہ ملازمت مل جائے۔ حالانکہ دیکھا جائے تو یہ دونوں بڑے سطحی مقصد ہیں۔ طالب علم کا حقیقی مقصد یہ ہونا چاہیے کہ وہ سچ مچ علم حاصل کرے تاکہ اس پر عمل کر کے دین و دنیا میں فوز و فلاح پا سکے۔

حقیقی عالم بننے میں دو اصول اہم کردار ادا کرتے ہیں جن کی طرف علامہ زرنوجی نے یہاں اشارہ کیا ہے۔ ایک اعمال صالحہ اور دوسرے اعلیٰ اخلاق۔ گہری نظر سے دیکھا جائے تو یہ دونوں امور علم حاصل کرنے کا سبب اور وسیلہ بھی ہیں اور اس کا نتیجہ بھی۔ ظاہر ہے جب آدمی اعمال صالحہ بجا لائے گا اور کریمانہ اخلاق کا مالک ہوگا تو وہ سعادت سے ہمکنار ہوگا' اس کی زندگی میں یکسوئی اور اطمینان ہوگا۔ وہ لوگوں سے خوش ہوگا اور لوگ اس سے خوش ہوں گے۔ اس کی صلاحیتیں نکھریں گی' اس کے اندر اچھی عادتیں پروان چڑھیں گی اور یہ ساری چیزیں حصول علم میں مددگار ثابت ہوں گی اور وہ حقیقی عالم بن کر نکلے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



واسأل الٰهک حفظ حفظک راغباً　　فی فضلہ فاللہ خیر حافظا

---

اور اللہ ہی بہترین حفاظت فرمانے والا ہے۔(۲۱) تو انہوں نے جواب میں

---

۲۱۔ دعا کی فضیلت اور فائدے اس سے پہلے بیان کیے جا چکے ہیں۔ یہاں علامہ زرنوجی متعلم کو یہ نصیحت کر رہے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے حافظے کی حفاظت کے لیے دعا گو رہے تا کہ اسے حصول علم میں آسانی رہے۔ ظاہر ہے کہ ایک متعلم کے طلب علم میں کامیابی و ناکامی کا انحصار اس کے حافظے پر ہے۔ جس طالب علم کا حافظہ قوی ہوگا اس کی کامیابی کے امکانات نمایاں ہوں گے اور جس کا حافظہ خراب اور ردی ہوگا اس کی ناکامی کے اسباب بڑھ جائیں گے۔ لہٰذا اس قیمتی متاع کی طالب علم کو حفاظت کی کوشش بھی کرنی چاہیے اور اللہ سے اس کے لیے دعا بھی مانگنی چاہیے۔ جہاں تک اس کے لیے کوشش کرنے کا تعلق ہے تو اس کا ذکر بالواسطہ پہلے آ چکا کیونکہ وہ ترک معاصی (اور فضائل پر عمل) ہے جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور رباعی ہے۔

شکوت الی وکیع سوء حفظی　　فارشدنی الی ترک المعاصی

فان الحفظ فضل من الٰہ　　وفضل اللہ لا یعطی لعاصی

(ترجمہ: میں نے اپنے استاد وکیع سے سوء حفظ کی شکایت کی تو انہوں نے مجھے ترک معصیت کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ علم اللہ کا فضل ہے اور اللہ کے احکام کے نافرمان اس کے فضل کے مستحق نہیں ہوتے)۔ لہٰذا کوشش کرنے کے ساتھ ساتھ حافظے کی حفاظت کے لیے اللہ سے دعا بھی کرنا چاہیے کیونکہ وہ مسبب الاسباب ہے اور سارے اسباب اسی کے اختیار میں ہیں ورنہ شعوری کوششوں کے باوجود اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت باندازِ دگر ہو، تو خدانخواستہ ایسا صدمہ پہنچ سکتا ہے کہ دماغ الٹ جائے یا ایسی چوٹ لگ سکتی ہے کہ دماغ مجروح ہو جائے لہٰذا ایک طالب علم کو حافظے کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا ضرور کرتے رہنا چاہیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وقال اطیعوا وجدّوا ولا تکسلوا — وانتم الی ربکم ترجعون
ولا تھجعوا فخیار الوری — قلیلا من اللیل مایھجعون

---

کہا: اللہ ورسول ﷺ کی اطاعت کرو اور خوب محنت کرو اور ہرگز سستی نہ دکھاؤ کہ تمہیں پلٹ کر اللہ کے پاس جانا ہے۔ (۲۲) اور راتوں کو کم سویا کرو کہ بہترین لوگ وہی ہیں جو رات کو کم سوتے ہیں۔ (۲۳) طالب علم کو چاہیے کہ ہر وقت اپنی نوٹ بک اپنے ساتھ رکھے، تا کہ جہاں بھی اسے موقعہ ملے اس کا..................

---

۲۲۔ علامہ نسفی کے سامنے جو اشعار پڑھے گئے اگرچہ ان میں شریعت کے علم کے حصول، اس کے اوامر ونواہی کی پابندی، اعلیٰ اخلاق اور اللہ تعالیٰ سے دعا جیسے امور موجود ہیں لیکن اس کے باوجود علامہ نے مناسب سمجھا کہ اپنے مخاطب کو فکر آخرت کی تلقین کریں اور اسے یاد دلائیں کہ ہماری آخری منزل اللہ کے حضور پیش ہو کر اعمال کی جواب دہی کرنا ہے لہٰذا طاعات کے بجالانے میں سستی نہ کی جائے بلکہ اس پر اپنی پوری قوت صرف کر دی جائے۔

۲۳۔ اور طاعات میں سے بھی تہجد یعنی رات کے وقت جاگ کر اللہ کے حضور گڑگڑانا، فریاد کرنا، آہ وزاری کرنا سرفہرست رکھا اور اپنے مخاطب کو یاد دلایا کہ نیک اور متقی لوگ ہمیشہ شب زندہ دار رہے ہیں لہٰذا تم بھی اگر ان کے نقش قدم پر چلنا چاہتے ہو تو راتوں کو کم سویا کرو، بہت جاگا کرو اور اللہ کی عبادت میں اپنے آپ کو تھکایا کرو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وينبغي ان يستصحب دفتراً على كل حال ليطالعه وقيل من لم يكن الدفتر في كمه لم تثبت الحكمة في قلبه وينبغي ان يكون في الدفتر بياض ويستصحب المحبرة ليكتب ماسمع وقدذكرنا حديث هلال بن يسار .

---

مطالعہ کر سکے۔ (۲۴) اور جس کے تھیلے میں نوٹ بک نہ ہو تو سمجھنا چاہیے کہ اس کا دل ابھی تحصیل علم کا شیدا نہیں ہوا۔ اور چاہیے کہ اس کی نوٹ بک میں کچھ خالی اوراق بھی ہوں اور اس کے پاس (قلم) دوات بھی ہو تا کہ وہ حسب ضرورت اساتذہ سے جو سنے لکھ بھی سکے۔ (۲۵) پھر انہوں نے (یعنی امام نسفی نے) ہمیں دوات رکھنے کی فضیلت کے بارے میں حضرت ہلال بن یسار کی حدیث سنائی۔ (۲۶)

---

۲۴۔ اس سے علامہ زرنوجی کی مراد یہ ہے کہ طالب علم کو اپنا ہر لمحہ طلب علم کے لیے وقف کر دینا چاہیے اور جو وقت بھی اسے ملے وہ مطالعے میں صرف کرنا چاہیے۔ اسے ہر وقت اپنے پاس قابل مطالعہ مواد رکھنا چاہیے تاکہ جب بھی اسے کچھ وقت ملے تو اسے بیکار ضائع کرنے‘ سونے یا غیر مفید باتیں سوچنے اور کرنے کی بجائے اسے مطالعے میں صرف کرے۔ یہ کیفیت اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جب طالب علم کو مطالعے کا چسکا لگ جائے اور مطالعہ اس کا اوڑھنا بچھونا بن جائے چنانچہ یہی کیفیت علامہ زرنوجی طالب علم کے اندر پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

۲۵۔ اپنے پاس ہر وقت قابل مطالعہ مواد رکھنے کے ساتھ علامہ زرنوجی طالب علم کو یہ نصیحت بھی کرتے ہیں کہ وہ اپنے پاس ہر وقت لکھنے کا سامان بھی رکھے۔ اس زمانے کے مطابق قلم دوات اور سفید کاغذ اور آج کل کی اصطلاح میں کاپی پینسل یا نوٹ بک اور بال پوائنٹ تاکہ جس وقت بھی اسے اہل علم کے پاس بیٹھنے کا موقعہ ملے وہ نوٹس لے سکے اور علم محفوظ کر سکے۔ پھر بعد میں ان کی تبییض کر کے ان کی تدوین کر لے۔

۲۶۔ اس کے بعد علامہ نسفی نے حضرت ہلال بن یاسر کی وہ حدیث ہمیں سنائی جس میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے علم اور اس کی حفاظت کے بارے میں بتایا گیا ہے ⑱ اور جس سے دوات ساتھ رکھنے کا استحباب ثابت ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# مراجع

۱۔ برہان الدین الزرنوجی ایک عرب فلسفی اور ماہر تعلیم تھے۔ ان کی تاریخ ولادت اور وفات کا حتمی تعین نہیں کیا جا سکا تاہم مختلف قرائن سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا زمانہ ۶۲۰ھ (۱۲۲۳ء) کے لگ بھگ تھا۔ وہ مشہور حنفی فقہاء المرغینانی (حنفی فقہ کی مشہور کتاب الہدایہ کے مصنف) اور قاضی خان (صاحب فتاویٰ قاضی خاں) کے شاگرد تھے (دیکھیے کشف الظنون' ۳۱۳۴ و براکلمان ۱:۴۷۹)۔

علامہ زرنوجی کی دیگر تالیفات زمانے کی دست برد کا شکار ہو گئیں اور ہم تک نہیں پہنچیں سوائے تعلیم میں ایک مختصر رسالے "تعلیم المتعلم طریق التعلم" کے۔ براکلمان کے نزدیک رسالے کا صحیح نام "تعلیم المتعلم لتعلم طریق العلم" ہے (دیکھیے تکملہ ۱:۸۳۷)۔ اس کتابچے میں علامہ زرنوجی نے طالب علم کو (طلب علم کے حوالے سے) علماء کے اخلاقی نقطۂ نظر سے آگاہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کا رسالہ زیادہ تر متقدمین کے اقوال پر مشتمل ہے جنہیں سلیقے سے پیش کیا گیا ہے۔ مختصر اور مدلل ہونے کی بناء پر یہ رسالہ اہل علم میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

علامہ زرنوجی اگرچہ حنفی المسلک تھے (علامہ محمود بن سلیمان الکفوی نے، اعلام الاخیار من فقہاء مذہب النعمان المختار' میں انہیں احناف کے بارہویں طبقے میں شمار کیا ہے۔ بحوالہ فہرست برلن عدد ۱۱۱ مرتبہ اہلورد) اور زیر بحث رسالے میں انہوں نے جن متقدمین کی آراء کا ذکر کیا ہے وہ بھی اکثر و بیشتر حنفی ہی ہیں لیکن نفس مضمون کا چونکہ فقہ یا اختلافی امور سے کوئی تعلق نہیں لہٰذا ان کے تعلیمی نظریات کے حوالے سے یہ چیز غیر متعلق ہے۔

ہمارے سامنے اس رسالے کا وہ عربی ایڈیشن ہے جو ۱۳۴۷ھ میں مصر سے شائع ہوا اور جس میں علامہ زرنوجی کے رسالے پر شیخ ابراہیم بن اسماعیل کی شرح بھی ہے جس سے ہم نے بھی استفادہ کیا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے دائرۃ المعارف الاسلامیہ طبع قاہرہ بذیل مادہ)۔

۲۔ تلاش بسیار کے باوجود یہ حدیث ہمیں کتب احادیث میں نہیں ملی۔

۳۔ صحیح بخاری، کتاب الادب

۴۔ مسند احمد ۱:۷۶ طبع قاہرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۵۔ سنن ابی داؤد' کتاب الاطعمہ

۶۔ صحیح مسلم کتاب الاشربہ' ابن ماجہ کتاب الاطعمہ

۷۔ الحجرات ۴۹:۱۲

۸۔ رواہ المسلم والبیھقی فی شعب الایمان

۹۔ متفق علیہ

۱۰۔ صحیح بخاری' کتاب الایمان

۱۱۔ احزاب ۳۳:۳۶' محمد ۴۷:۳۳ اور النساء ۴:۶۵

۱۲۔ بخاری کتاب الوضوء' مسلم وابی داؤد کتاب الطہارۃ

۱۳۔ البقرہ ۲:۲۰۱

۱۴۔ سنن ابی شیبہ وسنن الکبری مرفوعاً عن عمرؓ

۱۵۔ صحیح بخاری کتاب التہجد، سنن ترمذی ابواب الصلوٰۃ

۱۶۔ طہٰ ۲۰:۱۴

۱۷۔ متفق علیہ

۱۸۔ کوشش کے باوجود یہ حدیث بھی ہمیں ذخیرۂ کتبِ احادیث میں نہیں ملی۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# مصنف کی دیگر تالیفات

## اردو

ہمارا دینی نظام تعلیم

تعلیمی ادارے اور کردار سازی

مسلم نشاۃ ثانیہ۔ اساس اور لائحہ عمل

اسلام اور تہذیب مغرب کی کشمکش

اسلام اور تزکیہ نفس (مغربی نفسیات کے ساتھ تقابلی مطالعہ)

حقیقتِ تزکیۂ نفس

ترکِ رذائل (اصلاح اعمال واخلاق کا حصہ اول)

اسلام اور پاکستان

اسلامی انقلاب، مفہوم، تقاضے اور حکمت عملی

عصر حاضر اور اسلام کا نظام قانون

مقالات امین (دو جلدیں)

مطالعہ قرآن وحدیث (برائے جماعت اول تا پنجم)

## عربی

السلطة التشريعية۔ دارسة مقارنة

## بروشرز

پرائیویٹ سکولوں کے نام ایک اہم پیغام

طلبہ کی اسلامی تربیت۔ کیوں اور کیسے؟

انگلش میڈیم۔ فائدے اور نقصانات

دینی مدارس کے نام۔ ایک اہم پیغام

مسلمانوں کی ترقی کا واحد راستہ

حقیقت تصوف

## انگریزی

Riyadh-us Saliheen
(2 Vols)

Noble Quran
(Part 1)

Islamization of Laws
in Pakistan

ادارہ مطبوعات طلبہ

1۔ اے ذیلدار پارک اچھرہ لاہور Ph: 042-37553991

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ